THE BOOK WAS DRENCHED

UNIVERSAL LIBRARY
OU_222385
UNIVERSAL LIBRARY

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. [illegible] Accession No. [illegible]

Author [illegible]

Title [illegible]

This book should be returned on or before the date last marked below.

قد جعل الله لکل شیء قدرا

درین آوان میمنت اقتران بفصاحت عنوان بلاغت بیان اعنی

سنہ ۱۳۰۸ھ

کلیات قدر

۱۸۹۱ء

مصنفہ سخنور لاثانی رشک فردوسی خاقانی سید غلام حسنین قدر بلگرامی مرحوم

در مطبع مفید عام آگرہ زیور طبع پوشید

ترجمۃ المصنف

سید غلام حسنین ابن سید خلف علی حسینی واسطی بلگرامی ماہ جمادی الآخرہ سنہ ۱۲۴۹ ہجری مین پیدا ہوئے
انکے والد ماجد نقی ابن علی رضا عنہ محلہ میدانپورہ ابن علی عطا عنہ کے والد ماجد حفظ الاسلام ساکن محلہ شرقی بلگرام مین منافات لکھنؤ
انکے عم مکرم مولوی سید سلطان علی مرحوم نے غلام حسنین ۱۲۴۹ھ تاریخی نام رکھا سید محمد پہلے
الجدۃ الصغریٰ جد القبیلہ واسطی عرب سے جہان کا قاضی ہوکر بلگرام مین آکر متوطن ہوئے تھے نسب کا سلسلہ
حسینی زید الشہید بن حضرت امام زین العابدین بن امام حسین علیہما السلام ملتا ہے انکے نسب کا حال اس شجرہ سے
کہ شیعہ سنی ۵ مسلمانات بہ مذہب تمام کا مذہب معلوم کیا گیا ہے
العاقل بکفیہ الاشارہ بعد خوشی بیان فارسی بغرض تحصیل علوم عربیہ سلطان عالم حضرت
واجد علی بادشاہ اودھ کے عہد مین آپ بلگرام سے لکھنؤ گئے وہ شاہی کا زمانہ شاعری کا گھر گھر چرچا
تھا چونکہ یہ ایام طفولیت ہی سے بڑے تیز طبع تھے انکی طبیعت بھی ادھر مائل ہوئی اور
شیخ امان علی سحر کے شاگرد ہوئے قدر تخلص ملا تانیا میرزا محمد رضا برق المخاطب بہ فتح الدولہ
بہادر سے عروض و قافیہ حاصل کیا اس فن سے انکو ایسی مناسبت تھی کہ لکھنؤ سے شہر مین شعرا انکی تحقیقات کو
مسلم الثبوت خیال کرتے اور ابتدا مین انکی غزلیات سحر و برق دیکھتے تھے اور یہ شاہ غازی الدین حیدر کی بیگم
مخاطب بہ نواب سرفراز محل کی سرکار مین منشیگری پر اوقات بسر کرتے تھے جب مشق سخن بڑھی اور کلام
مین پختگی اور طبیعت مین صفائی آگئی پیدا ہوئی تو سحر و برق نے اس دار فانی سے کوچ کیا ناچار شیخ
امداد علی بحر شاگرد شیخ امام بخش ناسخ مغفور کو اپنا کلام دکھانے لگے حضرت بحر انکی شاگردی کو اپنا فخر سمجھتے
تھے نہایت سنہ ۱۲۷۲ ہجری مطابق سنہ ۱۸۵۶ء کے بہار لکھنؤ پر خزان آئی انتزاع سلطنت ہوا

پھر دفعۃً ۱۸۵۷ء عیسوی مین فوج انگریزی سرکار سے پھر گئی دلی لکھنؤ پر غدر ہوا والقصۃ بطولہا
آپ بھی لکھنؤ سے بلگرام چلے آئے۔ اتفاقات وقت سے میرزا غالب کے بھانجے مرزا عباس بیگ دہلوی
اور نواب غلام حسین خان حسین تخلص شاہجہانپوری اور مرزا قادر بخش صابر دہلوی شاہزادہ خاندان تیموری
وغیرہم مصائب غدر اوٹھاتے ہوئے وارد بلگرام ہوئے اور میر قدر کی صحبت کو مغتنم جانا کہ ایام غدر مین
تب سے اسیوقت اونھون نے بلگرام کے بیشترون سے بھاشا مین مہارت پیدا کی تھی بعد غدر و تسلط سرکار
انگلشیہ آپ تلاش معاش پنجاب کو چلے گئے اور چندے فوج سرکاری مین منشی سکھ پلٹن پنجابی زبان
انکو چونکہ پسند نہ آئی مستعفی ہوکر دلی مین آئے وہان نواب نجم الدولہ دبیر الملک مرزا اسد اللہ خان بہادر غالب
کی شاگردی نظم و نثر مین اختیار کی جبتک میان میر اور غالب زندہ رہے دونون سے شعر و سخن مین مشورہ رہا
چنانچہ دہلی کی سادگی لکھنؤ کی ادا آپکے کلام سے مترشح ہے میر صاحب نے ایک رباعی مین یارون استاد کا
ادا کیا ہے

رباعی

سیکھے سحر برق سے بندش کرکے
جو ساتھی زمانے مین ہو گا لے قدر
پھر غالب سحر سے تباتے پیوند
بدنام کنندہ نکونامی چند

پھر جب دلی سے وطن مین پہونچے اور صوبہ اودھ کی ضلعبندی ہوئی اور بلگرام ذخیرہ کا ہردوئی ضلع ٹھہرا
اور جا بجا مدرس قرار پانے لگے تو مرزا عباس بیگ دہلوی اکسٹرا اسسٹنٹ ضلع ہردوئی نے انکی سفارش
صاحب ضلع سے کی اور انھون نے انکو ہائی اسکول ہردوئی کا مدرس فارسی کردیا انکی شاعری نے اکثر
تلامذہ کو فن شعر کی طرف متوجہ کرلیا اور خود تو ماشاءاللہ ہمہ تن اسمین مصروف تھے یہ حالت ہیڈ ماسٹر نے
دیکھکر انکو مصلحۃً کئی بار فہمایش کی مگر شاعرانہ وارستگی سے یہ کیسیکی کب سنتے تھے آخر ہیڈ ماسٹر نے انکی
رپورٹ صدر مین اس بنا پر کردی کہ منشی قدر علم ریاضی سے ناواقف ہین اسپر [illegible] صاحب ڈائرکٹر بہادر
سید صاحب کو بغرض تحصیل ریاضی لکھنؤ کے نارمل اسکول مین جانا لابد ہوا وہان مگر فنون ریاضی مین قدر

واقفیت پیدا کی بعد ازان مہونا تحصیلی اسکول ضلع لکھنو کے افسر مدرس ہوگئے وہان سے ۱۸۵۷ء عیسوی مین کالن براونگ صاحب ڈائرکٹر اودہ نے ازراہ قدردانی آپکو پھر ضلع ہردوئی کا مدرس فارسی مقرر کیا ع
آب رفتہ دگر بجو آمد - اس رباعی مین اسی خدمت کا اشارہ ہی

رباعی

درجے مین ٹرہا ہوا ہی جس تس سے قدر
دونا ہوا رتبہ یہ کہے کس سے قدر
اول تو مدرس بھی ہے ہردوئی کا
پھر اوسپہ ہی ہمعدد مدرس ۳۰۴ سے قدر ۳۰۴

لطیفہ قدر تخلص مدرسی سے پہلے رکھا تھا عہدہ بھی پایا تو تخلص کے ہمعدد سبحان اللہ شعر فہمی عالم بالا معلوم شد میر قدر کو بلا مبالغہ کئی ہزار شعر اساتذہ کے یاد تھے اکثر شعرا نے جب اُنکو ٹوکا جواب دندان شکن پایا افسوس کہ راقم الحروف کو وہ سب معرکے یاد نہین ورنہ یہان اونکا ذکر کرنا خالی فائدہ سے نہوتا پھر کیفیت بقول مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ بعض سوال وجواب حوالۂ قلم ہین -

(۱) **قدر** ؎ دل شرر تھا سوزش غم سے اوچھلکر رہگیا + مین جہان بیٹھا برنگ شمع جلکر رہگیا + نواب غلام حسین خان حسین تخلص نے فرمایا کہ شمع کیواسطے بیٹھنا نہین آیا اوٹھنا البتہ مسموع ہی قدر نے مصحفی کا مطلع سند اُڑھ دیا ؎ شمع کیطرح سے چپ بیٹھے ہین آسن مارے + گر ہلاتے ہین زبان جاتے ہین گردن مارے +

(۲) **قدر** ؎ قاصد یہ کہنا یار کے میرے یار کا مزاج + پوچھا ہی اک غریب نے سرکار کا مزاج + سر مشاعرہ خواجہ وزیر کے ایک شاگرد نے اعتراض کیا کہ محبوب کو سرکار کہنا کہارون کی بولی ہے قدر نے کہا تو یہ کیجیے دیکھیے آپکے اُستاد کیا کہتے ہین - **وزیر** ؎ باغ کو جائیگا ابر سیہ مست اوٹھا + پیش خیمہ تو روانہ ہوا سرکار کا آج + اور میان معروف دہلوی بھی فرماتے ہین ؎ اُن دنون سرکار پر معروف نے کھائے تھے گل + جن دنون صاحب لیے پھرتے تھے بلبل ہاتھ پر + معترض نے گردن جھکائی اور اہل مشاعرہ نے قہقہہ لگایا -

(۳) **قدر** ؎ کالی آنکھین ہین غضب زلفین بلا خال آفت + ایک سے ایک ہین کلجاک زمانے والے + کالکا پرشاد موجد لکھنوی بولے کہ جگ خود بمعنی زمانہ ہی پھر زمانہ کیسا قدر نے کہا کہ کال و رجگ ملکر ایک اسم ترکیبی ہوکر

علم ہوگیا جب یہ علم ٹھہرا تو ادخال لفظ زمانہ جائز ہی جسطرح ناسخ فرماتے ہین ؎ تین تربینی ہین دو آنکھین مری + اب الہ آباد بھی پنجاب ہی + تربینی یعنی تین ہینی گنگا جمنا سرسوتی ہین پس ادخال لفظ تین لفظ تر بینی پر ایسا ہی ہی جیسا لفظ زمانہ جگ پر موجد نہایت ہی خوش ہوئے اور فرمانے لگے کہ شاعری وہ کرے جو تمہارے مثل شائستہ ہو یادر کھے

(۴) مثنوی قضا و قدر کی تاریخ میاں تجر نے یون کہی ہی ؎ یہ سنہ مثنوی قدر ہی + مثنوی قدر مہ قدر ہی + ذکی بلگرامی شاگرد مرزا دبیر نے اعتراض کیا کہ مہ قدر کے معنی اگر قدر کا چاند ہی تو قافیہ مکرر ہوتا ہی اور اگر بجاے ماہ شب قدر ہی تو لفظ شب اسمین نہین قدر نے جواب دیا کہ فقط قدر بجاے شب قدر آیا ہی **سعدی** ؎ دہل زن گو دو نوبت دہ بشارت + کہ دوشم قدر بود امروز نوروز۔

(۵) ایکدن عارف علی شاہ عارف خراسانی نے کہا کہ خواجہ حافظ شیرازی نے اس مطلع مین ایسا عیب کھایا ہے کہ معاذ اللہ ؎ صلاح کار کجا و من خراب کجا + ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا + قدر نے کہا کہ ہان ایک جگہ ردی ساکن ہی اور دوسری جگہ متحرک اس عیب کو غلو کہتے ہین مگر یہان میرے ذہن مین ایک بات گزرتی ہی کہ جب شاعر کوئی عیب کرکے اوس پر اعلام کردے تو وہ اوس سے بری الذمہ ہوجاتا ہی اور یہ نکتہ کتب فن قافیہ مین مبین ہی حافظ نے اس شعر مین دو مرتبہ عذر کیا اور خبر دی اول صلاح کار یعنی صحت کجا اور مین خراب کہان دوسرے کجا سے کجا تک راہ مین فرق پڑگیا ہی یعنی ردی متحرک ہوگئی ہی عارف یہ سنکر پھڑک اوٹھا اور قدر نے اس قضیہ کو ایک قطعہ مین نظم کیا۔ **قطعہ** نوشت مطلع پر نور خواجہ شمس الدین + بدین فروغ گہربار داز سحاب کجا + صلاح کار کجا و من خراب کجا + ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا + فتاد عقدہ در اندیشہ خردہ گیران را + زلفظ تا بکجا و دگر خراب کجا + کہ یک روی متحرک دگر روی ساکن + خطاست بہر خطا حکم ازنکاب کجا + غلو اگرچہ بود عیب مر قوافی را + تراست پایہ این مایہ احتساب کجا + مباش غرہ بدین یک دو نکتہ دانستن + نظر بود ہمہ کس را بہر کتاب کجا + نخست گفت کہ اے صاحبان دانش و داد + صلاح کار کجا و من خراب کجا + پس از نفس خطا تازہ کرد عذر خطا + ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا + اشارہ چیست و عبارت بلیغ و عذر لطیف + اگر خطا بود اینہا دگر صواب کجا + مباش رنجہ ز غوغاے مدعی اے قدر

لقب حافظ

سخن یکی است جواب ترا جواب کجا ؛ دراز نفسی معاف آمدم بر سر مطلب بعد ایک سال کے اورنٹل ڈپارٹمنٹ
کے مدرس فارسی منشی محمد ظہیر الدین بلگرامی ملازم کیننگ کالج نے انتقال کیا اسوقت مرزا عباس بیگ دہلوی
پنشن پاکر لکھنو مین کالج مزبور کے ممبر ہوگئے تھے مرزا صاحب نے میر قدر کیواسطے وہ جگہ تجویز کی اور ہر دو لٹ صاحب
اور منظوری صاحب کمشنر بہادر اسی خدمت پر آپکا تقرر ہوا جہان کہ سات برس چھہ مہینے تک وہ اپنے عہدے کا کام
بڑی سرگرمی اور جانفشانی کے ساتھ بکمال لیاقت انجام دیتے رہے اور فی الحقیقت ایسی دلسوزی اور توجہ کی کہ
اورنٹل کے طلبہ آپکے فیض تعلیم کے باعث اعلیٰ درجے کی لیاقت حاصل کرکے امتحانوں مین کامیاب ہوتے رہے
اسی زمانے مین آپنے پنگل یعنی ہندی کا عروض پنڈت جٹاشنکر پانڈے بھٹاچارج بنارسی سے جوکہ اورنٹل
ڈپارٹمنٹ مین سنسکرت کے پروفیسر تھے استفادہ کیا اور مار مہرہ اور قواعد العروض مین ترجمہ کرکے نئی بات عروضیون
کو بتائی - افسوس کہ اون مرحوم کی عمر نے وفا نہ کی ورنہ ارادہ تھا کہ مثل قواعد عروض کے ایک مبسوط کتاب فن قافیہ
مین بھی لکھین ع اے بسا آرزو کہ خاک شدہ ؛ دسمبر ۱۸۸۳ء تک یہ کالج مین کام کرتے رہے من بعد جنوری ۱۸۸۴ء
مین بنبیرۂ مرزا غالب نواب آغا مرزا بیگ خان بہادر سرور جنگ استاد حضور پرنور کی تحریک سے بتقریب مسند نشینی
اقدس و اعلیٰ میر محبوب علی خان بہادر نظام الملک آصف جاہ والی دکن اثنائے سفر کلکتہ مین بمقام بنارس
شرف یاب حضوری اعلیحضرت ہوکر قصیدۂ تہنیت نظر انور سے گزرانا جسکے صلہ مین ملبوس خاص عطا ہوا اور امیدوار
ملازمت ہوکر ہمرکاب بندگان عالی کلکتہ جاکر بلدہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد مین تشریف لائے اور چار سو روپیہ
ماہوار کے ملازم سرکار آصفیہ ہوئے دیکھئے کمال فن کسقدر انسان کو معزز کردیتا ہے زمانے کے ہاتھوں شاعری کا
رنگ اڑ گیا ہے جدہر دیکھئے انگریزی کا چرچا ہے میر قدر انگریزی ایک حرف نہ جانتے تھے اور عربیت بھی رسمی تھی
مگر شاعری مین چونکہ عمر بسر کردی تھی اور اُستادون کا فیض صحبت پایا تھا کہان سے کہان پونہچ گئے -
ھ ہنوز آن ابر رحمت دُر فشان است ؛ خم و خمخانہ با مہر و نشان است ؛ قدر مرحوم نہایت ضعیف الجثہ
تھے اسیر مرض ضیق النفس اور ضعف معدہ جو اکثر لاحق حال رہا کرتا تھا اختلاف آب و ہوا سے اور بھی مستولی

ہوگیا آخر کار بسبب شدت ضعف و بیماری حیدرآباد سے بغرض معالجہ لکھنو کو راہی ہوئے لیکن وہان بھی کوئی تدبیر سودمند ہوئی اور باون برس کی عمر مین بست و سوم ماہ ذی القعدہ سنہ ۱۳۰۱ ہجری مطابق چہاردہم ماہ ستمبر ۱۸۸۴ء بروز یکشنبہ شہر لکھنو مین اس دار فانی سے رحلت فرمائی اور وہین میر خدابخش کی کربلا مین مدفون ہوئے ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون وہ مرحوم کثیر التلامذہ تھے اونکا لڑکا اونکے سامنے مرچکا تھا لیکن اپنا عقب اپنا کلام بلاغت نظام چھوڑا کما فصلت دیوان غزلیات و قصائد دو جلد مثنوی قضا و قدر جسکے آخر مین ایک واسوخت بھی چھپ گیا ہی عطر مجموعہ شرح مجموعہ سخن جسپر سرکار انگلشیہ سے صلہ پایا اور چھپ بھی گیا ہی رسم عرفی شرح قصائد عرفی نظم الارکان فی تقطیع ابیات گلستان قواعد العروض ہنگل من المعروف بہ مار مہرہ مصطلحات اردو ناتمام متفرقات ۔ اس مقام پر ہمارے ہمعصر تذکرہ نویس ناخوش ہونگے کہ دیوان کا انتخاب کیون یہان ثبت نکیا کہ تذکرون مین اوسکا نقل کرنا آسان ہوتا مگر راقم کو اسکی فرصت نملی طالب اپنی طبیعت کے موافق اونکے کلیات مطبوعہ سے چھانٹ لے ۔ تواریخ وفات اُنکے شاگردون اور دیگر شعرا نے بہت سی نظم کی ہین لیکن یہان زیادہ گنجایش نہین صرف منشی محمد محمود احمد اور شیخ غلام حیدر آرشد کی چند تاریخین لکھکر ان سطور کو تمام کرتا ہون

نتیجۂ فکر آسمان پوئید منشی محمد محمود احمد خلف رفیق الدولہ دبیر الانشا محمد ظہیر الدین خان بہادر بلگرامی

آوخ و دژمان کہ گاہ کرد نہ جز درخمی
قدر بہ تیغ و کفن رفت بزیر علم
رفت خود اندر بشاسب آب بہر دیدہ زد
جملہ ارا و ندوی شد بضمیر اندرون
مرگ توانا بزور قدر بدژواخ زار
رفت خود آوخ مرا آب بر آتش نریخت

زین فلک دژبراز نیست امید وفا
رخت بہ بست از بوش شد سو ملک بقا
از رہ عبرت نگر دیدۂ ما کردہ وا
حیف کہ فرصت نیافت قدر ز دست فنا
این شدہ چون تیرگاہ آن شدہ چون کہربا
ماند بسوز غمش این دل من ژیوہ سا

حل لغات
آوخ آہ و افسوس
دژمان بالکسر دریغ

گر دچنین مویه ها کآب گزشت از سرم
هان گو سبقت ربوده دیده ام از گیا

این دل بشخوده ام شد بهمش ژند ژند
دین سر شوریده ام شد به الم آشنا

غلغله پارسیش چون بزبان او فتاد
رو همه ها ساختند اهل عجم مرحبا

جمله کلاهش بود در خور بشر و نتن
بر سخن نغز او بے بوسه شکستن روا

بر حسن سخنش صیت مدیحش دلیل
و ثیره همه جامه هاش بر صفت او گوا [مخفف گواه]

بین که بدیر سپنج کیست اثیر چنین
گوکه سجاق اندرش بود نظیرش کجا

یللی آورده ام آب ز آتش برون
سال رحیلش [زاید فصیح] زهے حمد نوشتم دوتا

مصرع اولاے او در سنه هجری است
مصرع اخراے او سال مسیحی نما

آه که شد رنگ و بو از چمن شاعری
مویه که استاد قدر رفته ز دار فنا

سنه ۱۳۰۱ هجری — سنه ۱۸۸۴ م

وله این تاریخ بر لوح مزار شریف کنده شد

روز یکشنبه بد و بست و سوم ذیقعده را
بر دو پهر روز ساعت چونا زیبا باشد

آوخ از واژونی چرخ دژآهنگ نژند
کان علم از دهر یعنے او ستاد ما باشد

ز در قم سال وفاتش حمد صوری معنوی
در هزار و سه صد و یک قدر از دنیا باشد

سنه ۱۳۰۱ ھ

ریخته کلک گهر سلک شیخ غلام حیدر ارشد بلگرامی شاگرد میر قدر

حضرت قدر غلام حسنین آمّ شریف
بلگرامش وطن و سید ذی رتبه و جاه

روز یکشنبه و بست و سوم ذی القعده
فوت کرد آن شه اقلیم سخن وا ویلاه

سنهٔ رحلت او ارشد مغموم نوشت
شد روان قدر بسوے ارم انا لله

سنه ۱۸۸۴ ع

وله

اندرین دنیا نماند از دست بیداد اجل
نکته پرداز و سخندان و سخن آگاه قدر

هجری و هم عیسوی ارشد بگو مصرع سال
در هزار و سه صد و یک رفت زین دهر آه قدر

سنه ۱۳۰۱ هـ و ۱۸۸۴ ع

تمت

قد جعل الله لکل شیٔ قدرا

درین آوان میمنت اقتران تحفہ فصاحت عنوان بلاغت بیان اعنی

سنہ ۱۳۰۸ھ

کلیات قدر

سنہ ۱۸۹۱ء

مصنفہ سخنور لاثانی رشک فردوسی خاقانی سید غلام حسنین قدر بلگرامی مرحوم

در مطبع عام مفید آگرہ زیور طبع پوشید

علی بند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

در منقبت جناب امام المتقین امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام

١

علی کا بندۂ یکتا علی بن ابیطالب
وصی مصطفےٰ احقا علی بن ابیطالب
انیس و شوہر زہرا علی بن ابیطالب
پدر شبیر و شبر کا علی بن ابیطالب
شجاع لافتیٰ الا علی بن ابیطالب

٢

شفیع روز میزان پردۂ بازار رسوائی
نسب دار علی بابہا و کنت مولائی
وصی و مہر دار مصطفےٰ اسیار یکتائی
امین سر حق گنجینہ دار علت غائی
کلید کنز مخفی تھا علی بن ابیطالب

٣

ہمارا نفس مطلب بلکہ نفس مصطفےٰ ہی وہ
خدا کا بندہ ہی لیکن نصیری کا خدا ہی وہ
واتممت علیکم نعمتی کا مدعا ہی وہ
کہ اکملت لکم کا تاجدار اتما ہی وہ

وسر پر آراسے تطہیر اعلیٰ بن ابیطالب

٤
گئے معراج کو جبریل کے ہمراہ پیغمبر
وہان پونہچے فرشتونکی بھی پر جلتی تھین جا کر
مگر پردے سے آتی تھی یداللہ کی صدا باہر
عطائے عصمت و عظمت مین ستر لو کشف ہو کر

لہٰذا از دوست یقیناً تھا علیٰ بن ابیطالب

٥
ہی سورہ نور کا یارب کہ اوسکی نور کی صورت
مدا بروے مبارک آنکھہ ہی قرآن کی آیت
وہ سب جلد بدن ہی جلد قرآن حل ہی قامت
حدیثون سے بھی ثابت ہی کتاب اللہ و العترت

کتاب عالم بالا علیٰ بن ابیطالب

٦
نبی کا گوشت پیارا خون سب حیدر کا ہی ذاتی
دلالت کرتی ہی اسپر حدیث لحمک لحمی
پہر اوسپر نفسک نفسی جو دم مارا ہو خالی
اگر مجھسے کوئی پوچھے تو ہین بیشک یہی معنی

علیؑ احمد نبی گویا علیٰ بن ابیطالب

٧
امیر المومنین حیدر امام المتقین حیدر
ہی ستر فوق ایدیہم سر عرش برین حیدر
امام الانس و الجنۃ بنا زیر زمین حیدر
فروغ شرع و دین حیدر ظہور باطین حیدر

ظہیر آدم و حوا علیٰ بن ابیطالب

٨
ہوئی دنیا مین جب ذات جناب مصطفیٰ پیدا
سنا ہی طاق کسریٰ شق ہوا یہ رعب چھایا تھا
خدا کے گھر مین حیدر نے وہ اپنا سکہ بٹھلایا
یہان دیوار کعبہ شق ہوئی یہ رعب تھا اوسکا

ہوا کعبے مین جب پیدا علیٰ بن ابیطالب

٩
دوبالا ہو گیا رتبہ رسول اللہ کی قامتکا
خدا کی بیت مین باندھا گیا مضمون قیامتکا
اذان سے کر دیا ہی یا خدا نے وصل قامتکا
نبوت کے شجر مین یا ہوا پیوند امامت کا

چڑھا دوش نبی پر کیا علیٰ بن ابیطالب

۱۰
وہ قفلِ ہفت دوزخ ہی کلید ہشت جنت ہے
فلک رفعت قمر طلعت خدا کا ابر رحمت ہے
امامِ مالکِ رضوان شریکِ رنج و راحت ہے
بشر صورت ملک سیرت ہے خود صانع کی قدرت ہے

خدا کے نور کا ٹکڑا علیؑ بن ابیطالب

۱۱
در گلزارِ جنت نردبانِ نُہ فلک حیدر
خطِ پیشانیِ حور و قصور و کرسی و محشر
لکھے ہیں سب ہنوز لوح محفوظ اوسکے ناخن پر
سحابِ آبروے نہرِ تسنیم و لبن کوثر

بہارِ سدرہ و طوبےٰ علیؑ بن ابیطالب

۱۲
وہ قطبِ آسمان و آسمانِ ہفت اختر ہے
سحابِ ہفت قلزم قلزمِ تسنیم و کوثر ہے
ضیاے آفتاب و آفتابِ ہفت کشور ہے
رکینِ رکن و رکنِ مسجد و محراب و منبر ہے

خدا کا برزخِ کبریٰ علیؑ بن ابیطالب

۱۳
دیا جو شبکو پایا صبح کو پھر رکھہ لیا روزہ
یتیمونکو کھلایا صبح کو پھر رکھہ لیا روزہ
غریبونکو لٹایا صبح کو پھر رکھہ لیا روزہ
اسیرونکو دلایا صبح کو پھر رکھہ لیا روزہ

سخی جبریل نے پایا علیؑ بن ابیطالب

۱۴
چھڑایا دیو و دد سے کیا سلیمانؑ او سلیمان کو
خسوف چاہ سے بخشی خلاصی ماہ کنعان کو
خلیلؑ و نوحؑ پر ساکت کیا آتش کو طوفان کو
بچایا یونسؑ و ایوبؑ کو جرجیسؑ بیجان کو

غرض ہر ایک کے کام آیا علیؑ بن ابیطالب

۱۵
پڑہا سورج کے عامل نے جو اسمِ اشرف حضرت
کرن تارِ گریبان بنگئی اللہ رے وحشت
حصارِ ہالہ کھینچا پر یہ اوسکی ہوگئی نوبت
جلالی اسم تھا جب تو ہوئی خورشید کو رجعت

خدا کا اسمِ اعظم تھا علیؑ بن ابیطالب

۱۶
کسے ہی جنگ کا یارا مرے پر مرّہ کو مارا
کنوئیں میں جب وہ للکارا گروہِ جنیاں ہارا

ہوا جب اوس سے صف آرا وہ لشکر دو ہوا سارا
بنی ہاشم کا مہ پارا نبی کو دل سے تھا پیارا

خدا کے عرش کا تارا علی بن ابیطالب

۱۷
جہاں دو ن سے نبی کو کسقدر خوشنود کرتا تھا
جو اوسکا سامنا اگر کوئی مردود کرتا تھا
عجب انصاف لڑنے مین وہ بحر جود کرتا تھا
سراپا کو برابر نیست و نابود کرتا تھا

بنا دیتا تھا شکل لا علی بن ابیطالب

۱۸
در خیبر کی بھی کچھہ اصل تھی جو اک اشارا ہو
قیامت ہو تلے اوپر ابھی دنیا کی دنیا ہو
اشارہ ہوتے ہی بھونچال آئی حشر برپا ہو
زمین و آسمان چکر مین آکر اک ہنڈولا ہو

اگر کردے تہ و بالا علی بن ابیطالب

۱۹
علی کے نام پر ہی عین دیکھو صنعت داور
ہوئی ہی کن کے کہتے کائنات اکبار سر تا سر
عدد ہین کن کے ستر اور حرف عین کے ستر
مگر یہ بار اوٹھا لینا گران تھا ایک عالم پر

وہ اپنے سر پہ رکھہ لایا علی بن ابیطالب

۲۰
غلام و اسپ و تیغ و زن وفادار مین سب یکسان
وہ اسپ و تیغ جن سے تھے مہ و مریخ سر گردان
غلام ایسا کہ جو ستراج خان و قیصر و خاقان
زن ایسی زن کہ جسکا مالک و وارث شہ مردان

وفا کے تاج کا تمغا علی بن ابیطالب

۲۱
خدا کی راہ مین سر دینے [illegible] امولا
نماز عاشقان ترک وجود ست اوسکو زیبا تھا
نکالا تیر سجدہ مین اوسے صدمہ نہ کچھہ پہنچا
حضور قلب و الاعمال بالنیۃ کا دیبا جا

مراد ربی الاعلے علی بن ابیطالب

۲۲
سر سجدہ بن ملجم نے کعبہ دین کا ڈہا یا
تہ محراب تیغ الغام و اسجد و اقترب پایا
خدا کے گہر مین جا کر میرا مولا سرخرو آیا
زمین لرزی علی سجدہ مین تڑپے عرش تہرایا

فوا مولا و وا ویلا علی بن ابیطالب

۲۳
علیؑ نے جام شربت ایسا بھیجا ابن ملجم کو
کہ اوسکا ایک قطرہ سرد کر دیتا جہنم کو
وہ کیون پیتا کہ پینا آب نیران تھا اوس ظالم کو
جو یہ ہی تو لب کوثر بھلا ہو لیگا کیون ہم کو

سخا و فیض کا دریا علی بن ابیطالب

۲۴
علیؑ نفس نبی تھا اوس سے کیا بہتر کوئی ہوتا
یہ ناممکن تھا احمد کا برادر ہر کوئی ہوتا
نبوت گھر مین تھی آخر امامت پر کوئی ہوتا
پیمبر بعد ختم المرسلین کیونکر کوئی ہوتا

اگر ہوتا تو پھر ہوتا علیؑ بن ابیطالب

۲۵
علیؑ کی ذات سے کامل ہوا اسلام و دین میرا
ہر اک ساعت ہر اک لحظہ ہر اک دم ہی معین میرا
معاذ اللہ جو وہ چھوٹھا نا ہی کہین میرا
پڑے ہون بکر و زید و عمرو پر کوئی نہین میرا

مرا مولا مرا آقا علی بن ابیطالب

۲۶
تولاے علیؑ کی ولولے ہین جوش مستانہ
لفس کی دم کشی جرعے ہین نقد جان ہی بیعانہ
رگین نل ہنگیین دل ہی قرابہ آنکھ پیمانہ
مرا سینہ خم مے ہے غدیر خم ہی میخانہ

وہان پیر مغان میرا علیؑ بن ابیطالب

۲۷
سلام اے قبلۂ دین السلام اے کعبۂ عالم
سلام اے نور اسود السلام اے چشمۂ زمزم
سلام اے وارث نوحؑ السلام اے وارث آدمؑ
سلام اے حجۃ اللہ السلام اے آیت اعظم

سلام اے مصحف گویا علی بن ابیطالب

۲۸
سفینہ نوحؑ کا ہین اہلبیت سرور بطحا
مگر نوحؑ اوس سفینے پر تمھاری ذات سے ہنا
وہ ناجی ہو گیا جسنے تہ دل سے تمہین چاہا
دلا فگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسیہا

لگا دو پار بیڑا یا علی بن ابیطالب

١٣٠
خمار نشاءُ دنیا سے مولا حال ہی ابتر — نہ چھپ سکتا ہی دردِ دل نہ اوٹھہ سکتا ہی در در
قیامت مین یہی کہتا ہوا پونہچون لب کوثر — الا یا ایہا الساقی کوثر دم ہی ہونٹھون پر
ادر کا ساً وناولہا علےؑ بن ابیطالب

١٣١
زمانہ پھر گیا تقدیر پلٹی سب نے منہ پھیرا — غمِ دنیا و دین نے شیر بن کر مجھے گھیرا
یہان بھی آسرا تیرا وہان بھی آسرا تیرا — سوا تیرے نہین کوئی کہین فریادرس میرا
اغثنی انت مولانا علےؑ بن ابیطالب

١٣٢
بسر اچھی ہوئی ابتک ترے اقبال سی مولا — مگر بندہ ترا آفت مین ہی دو سال سی مولا
چھٹرا مجھکو خدا کیواسطے جنجال سی مولا — چہ غم مین چلا ہے شیا میرے حال سی مولا
سنبھال اے عروۃ الوثقی علیؑ بن ابیطالب

١٣٣
مرے دلکو سرور آنکھونکو نور اے نور ایمان دے — در مقصود دے دنیا مین موج ای بحر عرفان دے
رہائی پنجۂ ادبار سے ای شیر یزدان دے — خلاصی مجھکو فیدِ فقر سے ای شاہ مردان دے
اسیرم کا صدقا علیؑ بن ابیطالب

١٣٤
علمبردار شاہِ بیکس و مظلوم کا صدقہ — علیؑ قاسمؑ کا صدقہ عابدؑ مغموم کا صدقہ
سکینہؑ شہربانوؑ زینبؑ و کلثومؑ کا صدقہ — علی اکبرؑ کا صدقہ اصغرؑ معصوم کا صدقہ
مجھے ادنی سے کر اعلی علیؑ بن ابیطالب

١٣٥
حسنؑ کا واسطہ تجھکو مجھے سرسبز کر مولا — حسینؑ پاک کا صدقہ رہون مین سرخرو ہر جا
پے سجادؑ جمکا دے مری تقدیر کا لکھا — ابھی ہو خطِ پیشانی کا میری کچھہ سی کچھہ نقشا
جو پھر جائے قلم تیرا علےؑ بن ابیطالب

١٣٦
تصدق باقرؑ و صادقؑ کا صدق القول ہو حاصل — پے کاظمؑ مجھے کر کاظمین الغیظ مین شامل

رضا کے فیض سی حکم رضا پر دل رہے مائل
تقی کا واسطہ تجھ کو جو تو چاہے تو کیا مشکل

نہ ٹوٹے اب مرا تقوی علیؑ بن ابیطالب

تصدق مین نقیؑ کی خاک سے مین پاک ہو جاؤن ۱۳۶
منقی کر گنا ہون سے نجف کی خاک ہو جاؤن
نہ فوجِ غم مین گھر کر ہند مین غمناک ہو جاؤن
نہ پامالِ سپاہِ گردشِ افلاک ہو جاؤن

تصدق عسکریؑ کا یا علیؑ بن ابیطالب

ترا سے تا ثریا آنکھون کے نیچے اندھیرا ہے ۱۳۷
فلاکت نے گلے پر خنجر بے آب پھیرا ہے
غمِ افلاس نے دجال بنکر مجھکو گھیرا ہے
عجب قایمؑ آلِ عبا یہ حال میرا ہے

مجھے دے اس سے چھٹکارا علیؑ بن ابیطالب

بٹھایا رنج کے کہسار نے تیری دہائی ہے ۱۳۸
ستایا چرخ کجرفتار نے تیری دہائی ہے
رولایا قہقہہ دیوار نے تیری دہائی ہے
دبایا گنبد دوار نے تیری دہائی ہے

مرے خیبر شکن آقا علیؑ بن ابیطالب

مرا بختِ سیہ مار سیہ ہے سر بسر مولا ۱۳۹
یہ لاگن سانپ پیچھے پڑ گیا آٹھون پہر مولا
امان دے الامان والحفیظ والحذر مولا
کہ گہوارے مین اژدر تو نے پھینکا چیر کر مولا

دہائی ہے دہائی یا علیؑ بن ابیطالب

غضب ہے گردشِ ایام یہ بھی لکھا میرا ہے ۱۴۰
ستم کا سامنا ہی آسمان ٹوٹا بلا کا ہے
مرے مولا مرے حق مین ترا کافی اشارا ہے
ہوئی ہی رجعتِ خورشید سورج تو نے پھیرا ہے

مرے دن پھیر دینا کیا علیؑ بن ابیطالب

تمھین مشکلکشا ہو اب دمِ مشکلکشائی ہے ۱۴۱
تمھین نے جانِ سلماںؓ شیر سے مولا بچائی ہے
مدد کو دوڑیے للہ میری باری آئی ہے
اکیلا پاکے شیرِ غم نے گھیرا ہے دہائی ہے

مرے شیرِ خدا مولا علیؑ بن ابیطالب

پئے قرآن مجھے بھی علم سے ہو بہرہ اندوزی پئے آلِ نبیؐ اولاد سے ہو خانہ افروزی	۲۴	جہادوں کا تصدق ہو عدو پر مجھکو فیروزی برائے فاقۂ آلِ عبا ہو وسعتِ روزی

مجھے دے میرا منھہ مانگا علیؑ بن ابیطالب

ہوا ہی **قدرؔ** بقدرِ آج کل مداحِ حضرت کا یہ برگِ سبز لے آیا ہی تحفہ کس لیاقت کا	۲۵	**علی بند** اسم رکھا باندھکر گلدستہ مدحت کا یہی اسکا صلہ ہی بس فقط چشمِ اجابت کا

تم اسپر صاد کر دنیا علیؑ بن ابیطالب

تمت

آئینۂ محبوب

در مدح بندگان عالی حضور پُر نور آصفجاہ نظام الملک میر محبوب علی شاہ فتح جنگ فرمانفرمای ملک دکن خلد اللہ ملکہ

باغ پر آج گھٹا ٹوپ اٹھا ہے بادل — خسرو باد بہاری کا کھنچا دل بادل
ابر خیمہ ہے تو بوندین ہین طناب خیمہ — چوب خیمہ ہے دھنک سبزہ ہی فرش مخمل
جھک پڑی کالی گھٹا دن ہوا برسانکی رات — سبکو ہر پہر کے دکھاجاتی ہی بجلی مشعل
باغ مین چارونطرف آگ لگائی گل نے — سبز جھاڑون پہ گلستانمین چڑہی لال کنول
شجر الاخضر نارا کا تماشا دیکھا — لن ترانی کی نہ سے قدرت صنّاع ازل
ابر و باد و مہ و خورشید فلک کار اند — دست صنّاع ازل مین ہی بنجارا نکی کل
کبھی چھایا ہی سفید ابر کبھی ابر سیاہ — گہ فرنگی کا عمل ہی کبھی زنگی کا عمل
ق
تحت و فوق ایسی بہاری نی لگائی ہی آگ — کہ گل لالۂ پر داغ سے تا اوج زحل
ابکی سال اوٹھے ہین اسدرجہ بخارات سیاہ — کہ تمام ابر کا کالا ہوا اوجلا کنبل

آتش نالۂ طاوس سے اوٹھا جو دھوان | ہو کے یکجا وہ بخارات گھر آیا بادل
یہ وہ اژدر ہین کہ جیوانکو نگل جاتے ہین | ابھی اوٹھین جو گھٹائین تو گھری برج حمل
درد سر اوسکے ہوا سنکے صدای طاوس | برق نے ابر کے ماتھے پہ لگایا صندل
اک برس بعد ہم آغوش ہوئے ہین دونون | ہی دمن برق دمان ابر سیہ راجا نل
آگئی ابر مین پانی سے غضب کی پھسلن | برق کا پاؤن ہر اک مرتبہ جاتا ہی پھسل
جا بجا لالۂ وصد برگ ہین یہ عکس فگن | لال پیلے نظر آتے ہین فلک پر بادل
کانٹی پتون کی زبانون مین پڑی تھی شاید | لیچلے ابر جو بھر بھر کے پکھالین چھاگل
وہ اوٹھین کالی گھٹائین کہ خدا خیر کرے | ق | انمین شیدی نظر آتا ہے مجھے ہر اک پل
بیچ مین پڑ کے ہوا نے اونھین سنکایا ہی | ایک استاد ہی ڈالا ہے غضب کا بل چل
اینڈوا ہالۂ مہتاب بنا لاتا ہے | ڈنڈ پر خاک چڑھا دیتی ہی آندھی اوّل
ورزشین کرنے لگین نہر چمن کی موجین | انکو شمشاد کے مڑے کی بڑہانے یہی بل
بد دیا ہے چمنستان مین اکھاڑا کب سے | دونون جانب سے وہ خم ٹھوک کر آئی بادل
گل کے ماتھے ہی بہاریکا پیالہ اس فصل | سرو کے سینے ہے جوانان چمن کا دنگل
رعد چلا کے یہ ہر ایک سے کہہ جاتا ہے | ہان خبردار خبردار سنبھل دیکھ سنبھل
قہقہہ مار کے گل کہتے ہین سبحان اللہ | بارک اللہ ہے پتون کی زبان پر ہر پل
یون شرابور ہین باران بہاری سے سرو | جیسے چوٹی کے شوالے مین چڑہی گنگا جل
ابر پر یون نظر آتا ہے خم قوس قزح | جسطرح سینۂ معشوق پر آڑی ہیکل

مطلع

یون اوڑائے لئے جاتی ہین ہوائین بادل | جسطرح کانور تھی لیکے چلین گنگا جل

پھولے ہین باد بہاری پہ جوانان چمن | شاخین ہلتی ہین کہ شادی سی بجاتے ہین بغل
گری پڑتی ہے درختون پہ صبا مستانہ | غنچے کہتے ہین چٹک کر کہ سنبھل دیکھ سنبھل
مسکراتا ہے کوئی کوئی ہنسا پڑتا ہے | غنچۂ و گل مین دم صبح سی ہوتی ہے چہل
کوئی گل ہوئیگا شوشہ کوئی پیدا ہوگا | رات سے حاملۂ غنچہ بہت سے ہین نئے گل
لہلہاتا ہے وہ سبزہ کہ ٹھہرتی نہین آنکھ | مخمل سبز پہ جسطرح ہو خواب مخمل
زخم گل باغمین یک لخت ہرے ہو جائین | چمن تیغ ہوا سے جو مین ہو مقتل
کیا یہ نو باوۂ گلشن ہین نئے مرد کی درخت | ہری کونپل ہری شاخین ہرے پتے ہرے پھل
کچھہ نظر کام نہین کرتی ہے ہریالی مین | پاس سے بھی نظر آتے نہین توتے ہریل
کیا گرا خاک پہ یا رب فلک مینائی | سبز دامن سے ہی چوٹی تلک ایک ایک جبل
ڈالیان ہین دم طاؤس گھنے پتون سے | ابھی طاؤس کی چوٹی ہو جو چھوڑی کونپل
منھہ کو دھو دھا کے وہ رومی نے اوٹھایا پردہ | ق | چاند شفاف ہوا اور کھلا جب بادل
ماہ تابان نے ہر اک نہر کی قلعی کھولی | ہو گیا آئینۂ آب رواں پر صیقل
گرد ہالہ ہے کہ کھینچا ہی کوئی خط حصار | ق | ماہ شب خیز نے چلے مین پڑھا کوئی عمل
قاف سے اوڑتی چلی آتی ہین پریان یعنی | وہ بخار اوٹھے پہاڑون سے وہ آئے بادل
یون گھرا ابر کہ سورج نظر آتا ہی نہین | ایک سونے کا ورق ہو گیا کیوڑے مین حل
مہر یون ابر کے لکو مین چھپا رہتا ہے | جیسے اکثر گھنے پتون مین چھپے پکا پھل
ابر مین ڈوب گیا مہر تعجب ہے کمال | کہ دبے روئی کے گالے مین یہ جلتی مشعل
قرص خورشید تہ ابر نظر آتا ہے | جیسے ندی مین بھنور یا کسی پانی مین کنول
چرخ اول ہی ستارون سے زمین گلشن | ہی زمین سبزۂ نوخیز سے چرخ اول

گولیان نالۂ بلبل کی چلین سوے فلک
خوف ہے ٹوٹ نجائے کہین یہ شیش محل

چرخ نیلی نظر آتا ہے گل نیلوفر
حوض تالاب لبالب ہین بہر ہین جل تھل

شور سرخاب سے درد اوسکے اوٹھا تہا مین
مل دیا چرخ کے ماتھے پہ سحر نے صندل

باغ رنگین یہ جو ہر وقت جھکا رہتا ہی
کہین گلدستۂ شیشہ ہو چرخ ادل

کہولے ہین باغ نے اپنے ورق رنگا رنگ
اوس پہ بینے کی بنائی ہی دھنک نے جدول

قابل سجدۂ شکرانہ ہے گلشن کی زمین
جو چلا ابر سے قطرہ وہ گرا سر کے بھل

سرو نے انگلی اوٹھائی ہی شہادت کے لئے
بید ہے ساجد درگاہ خدا عز وجل

یہ چمن زار کجا گلشن فرخار کجا
نقش ثانی کو پہونچتا نہین نقش اول

گل کی شاخون پہ عنادل کا چہکنا دیکھو
روضہ خوانی کے لیے بیٹھے ہین منبر پہ مغل

زر پہ گل بولی ہین بلبل کی فغان ناحق ہی
کسی نادار کی سنتے ہین کہین اہل دول

سرو نے نالۂ قمری کا اثر دیکھ لیا
جو ستاتا ہے کسیکو وہ نہین پاتا پھل

کیمیا کی کوئی بوٹی نکل آئی شاید
آتش گل سے جو گلزار بنا ہے سنقل

ہی یہی آتش گل تیز تو اکدن سنتا
نخل ہو مین کیطرح جائیگا ہر نخل پھل

ناف آہوی زمین ہین گل خود رو شاید
مشک کی بو سی مہک اوٹھا ہی سارا جنگل

عارض گل ہین وہ شفاف کہ لگتا نہین داغ
ہاتھہ تو ہاتھہ نظر جاتی ہے گلچین کی پھسل

گل وہ پھولی ہین کہ چھپ جاتین عنادل اسمین
جیسے بھونریکو چھپا لیتا ہی پانی مین کنول

گل سوسن کو جو توڑو تو مرا بخت سیاہ ق
سرو و شمشاد کو چھانٹو تو مرا طول امل

سونگھو لالے کو تو یک لخت مرا خون جگر
دیکھو سنبل کو تو بالکل مری قسمت کا بل

کیا ہی شاداب ہین گل رنگ چوا پڑتا ہی
شاخ گل کہتی ہی بلبل سے کہ لا مہندی مل

شہد چھکے تو معطر ہو دماغ لذت
بیٹھ جائے جو کسی پھول پہ زنبور عسل

مطلع

شاہ فصل بہاری ہے غضب کی چنچل
کبھی پھولون سے ہنسی ہے کبھی غنچون سے چہل

سوسنون نے لب غنچہ پہ ملی ہے مسّی
چشم نرگس مین شقائق نے لگایا کاجل

شاخین جھک جھک پڑین پا شاہ فصل گل نے
ناز سے ڈال لیا سر پہ اولٹکر آنچل

سوسنون سے رخ لیلی کا بھی مدہم ہے رنگ
زلف لیلی سی سوا ہے کہین سنبل کا بل

شیشیان عطر کی کھولی ہین گل شبو نے
تا دماغ گل زنبق سے نکلجائے خلل

سرو کے سامنے آنکھین نہین کرتی ہے ہما
جسطرح سامنے دولھا کے دولھن پہلے پہل

خسرو گل کو کمی کیا گہر شبنم کی
راجا گھر موتیون کا کال نہین ہے وہ مثل

ایسی برسات کے پانی سے لبالب ہین چمن
پھول جو اوس سے ادھرتے ہین وہ ہوتے ہین کنول

چوب چینی ہے گل سرخ نے کھائی شاید
نرگسون کے لئے طیار رہوا اطریفل

ہے جو خدمت مین جوانان چمن کی سرگرم
باغبان تجھکو ملیگا تری خدمت کا پھل

ق

قابل دید ہے گلشن مین ریاضی کی بہار
ہے عجب ہندسۂ قدرت مرتاض ازل

سطح گلشن پہ ہین بیحد چمنون کی شکلین
گول ہین کوئی تکونی ہین کوئی ہشت پہل

روشین قاعدی ہین سرو چمن اون پہ عمود
آبشارون کے محیطون سے کیا اپنا عمل

قائمہ زاویہ ہے کنج گلستان ہر ایک
دیکھ لی مہندی کی ٹٹی نے بنا کر جدول

بیلچہ ہاتھ مین پرکار ہے تختہ گلزار
باغبان روز کیا کرتا ہے سب شکلین حل

کیا ہی موقع سے لگائین ہین گل لالہ و سرو
جس جگہہ جسکا قرینہ ہے جہان جسکا محل

کیا ملائے ہین درختون نے قدم گلشن مین
گل شبو بھی لگائے ہے کھڑا منہہ سے بغل

لال کرتی کی پٹالن ہی شقایق کا ہجوم
سرو کپتان تو شمشاد بنا ہے کرنل

مطلع

قوت نامیہ ہی اوٹھتی جوانی ہر پل
کہ جوانان چمن آج ہین کچھ اور ہین کل

کیا عجب سرو یہ جو بہ گردون ٹکجاے
کیا عجب گردش افلاک مین آجائی خلل

کیا عجب لوگ ہتھیلی پہ جمالین سرسون
کیا عجب ہاتہہ کے تل ہی کوئی پھوٹے کوپل

کیا عجب پیکر عشاق بنین خاک چمن
کیا عجب دانے جو پڑ جائین نکل آئین پھل

کیا عجب رشتۂ زنار سے بیلین پھیلین
کیا عجب دانۂ سبحہ سے اوگے نخل امل

کیا عجب روح شہیدان بھی پے دید بہار
خاک سے بیر بہوٹی کیطرح آئے نکل

کیا تعجب ہے کہ پتہر سے اوگے سبزۂ تر
کیجے ڈالکے پانی مین جو زنگار کھرل

کیا تعجب ہے کہ شیشے کی بہی پھوٹے جو زبان
باتین کرنے لگے توتے کیطرح ہر بوتل

باغ مین جائین جو گلرو نئے جوبن ابہرین
شجر قد مین قدم رکھتے ہی پھوٹی کوپل

لخلخہ سونگھہ کے معشوق تماشا ہونگے
مانگ کے بدلے نکل آئیگی شاخ صندل

قلبہ رانی مین کسان اور زیہ چلاتے ہین
شاخ مین گاو زمین کے وہ لگا ہل کا پھل

شاخ در شاخ ہوئے گاو زمین ثور فلک
قوت نامیہ سے کیا ہی پڑا ہی ہل چل

کھیچکے سنبل پہ پڑا کاہکشان ہی اولجھا
واہ وا زور نمو کیا ہی نکالا ہے بل

صورت گلشن شداد نہ اوٹھجاے کہین
نامیہ سے بڑے زورون پہ ہی سارا جنگل

ق

گھانس ہی گھانس ہے اللہ غنی فیض نمو
چھیلتے چھیلتے مالی ہوے جاتے ہین شل

شام تک خاک بھی چھلجاتی ہی دو دو بالشت
صبح تک سبزہ اوبھر آتا ہے دو دو انگل

باغبان چمنستان کا ہی گردون پہ دماغ
مجھکو ڈر ہے کہین ضوان سی نہو دو بدل

سبزہ شمشاد سے شمشادی طوبی سے بلند — جائے طوبی نہ کہین عرش کی اوس پار نکل

جو یونہین پھولتی پھلتی رہی گلشن مین بہار — ق — جو یونہین نامیہ کرتا رہا ہر عقدہ حل

کیا تعجب ہے جو گولر مین نکل آئے پہول — کیا تعجب ہے اگر سرو مین آجائے پہل

کیا تعجب ہے کہ پتہر مین نمو پیدا ہو — خاک سے چرخ کی جانب کو چلے بندھیا چل

دامن نیلگری اوٹھکے ہو چرخ نیلی — ق — اسقدر خاک سے اونچا ہو ہر اک کوہ جبل

ہندوالونکو نظر آنے لگے ملک دکن — پر یہ ہے شرط کہ آنکھونمین نہو کوئی خلل

کہکشان ہے کہ نظر آتی ہے موسی ندی — وہ ہے مولا کا پہاڑ اور یہ چرخ اول

مکہ مسجد نظر آتی ہے کہ بیت المعمور — چار مینار ہین یا عرش کی ساقونکی پہل

حیدرآباد ہے اونچا فلک چارم سے — حبذا قدرت و صناعی صناع ازل

ہے وہ خورشید علم اس فلک چارم پہ — جسکا ہر خاک پہ ہے دہوپ کے مانند عمل

مہر گستر فلک ملک کہ شاہ خاور — ذرہ پرور کرم و مہر مین اک ضرب مثل

شاہ **محبوب علی** بادشہ ملک دکن — خود اولی الامر جہان ظل خداء عز و جل

عمر وہ جس سے ہو وابستہ ہلال گردت — عقل وہ جس سے عقود فلک پیر ہون حل

سر سر تاج جہان وہ کہ دبے قبہ عرش — زلف ایسی شب معراج ہو جسمین اوجہل

چہرہ وہ ماہ شب چاردہم جس سے خجل — جلوہ وہ جسکے شب ماہ رہے زیر بغل

وہ جبین جس سے کہ اقبال کا تارا چمکے — وہ بہوین جس سے کہلے عقدہ مالاینحل

آنکھ وہ جسمین مروت ہے بھری مثل نگاہ — مردمک وہ کہ کہبے مردمی اسمین ہر پل

وہ زبان نقطہ موہوم مفصل جس سے — وہ دہن نقطہ موہوم بہی جس سے مجمل

لب وہ جان بخش کہ امرت ہے پانی پانی — وہ ذقن جسکی لطافت پہ گہلے امرت پہل

سینہ وہ سینہ کہ نکلے نہ کبھی یادِ خدا — دل وہ دل جسمین سمائے نہ کبھی طولِ امل
ہاتھہ وہ ہاتھہ کہ دل خلق کی لین ہاتھہ تو ہاتھہ — پاؤن وہ پاؤن کہ ثابت قدمی پر ہو عمل
ہاتھہ آنکھون ہی لگا ای دل و جان ہاتھہ بڑہا — پاؤن کو چوم کے اے طبع روان آگے چل
ساری دنیا کو سنبھالے ہوئے ہین دونون قدم — انہین قدمونکے نشان سے یہ معما ہوا حل
ایک تو قطب جنوبی ہی کہ قایم ہے جہان — دوسرا قطب شمالی ہی کہ عالم ہے اچل
یا الٰہی مین بنون خطِ کف پائے حضور — انہین قدمون سے رہون تا کہ لگا ہر اک پل
نہ کہین نقش قدم مجھکو بنانا یا رب — کہ جدا ہو کے کہین مجھسے قدم ہاتھہ کو مل
ہاتھہ ملتا رہون رہوار کی تیزی سے بڑا — نہ یہ مشکل کہین کا فور ہو یہ چل وہ چل

مطلع

کیسا رہوار سراپا یہ ہوا کی ہے کل — بے سراپا بھی یہ بنتا ہے ہوا کی ہیکل
گنڈا کرنے مین بنے شاخ خمیدہ گردن — تھوتنی غنچہ سوسن سبدِ گل ہون کفل
یہ اگر ابلق ایام کو ٹاپین مارے — شب شود نیمرخ و روز شود مستقبل
چار نعل اسکے ہین یا چار ہلالِ گردن — راہ یکسالہ یہ ہی تین طرارون مین عمل
کبھی مشرق سے اگر جست کرے مغرب کو — چاند ٹیکا ہو تو خورشید بنے داغ کفل
تیر جسطرح کمان پر کوئی جوڑے ہو کھڑا — اسکا ٹھہراؤ بھی چلنے پہ تلا ہے ہر پل
کون سی کھیت کا سبزہ ہے یہ ماشاء اللہ — قدم اٹھنے مین نظر آتے ہین اٹھتی کوپل
ق اک اشارہ جو کرین اسکو حضور پُر نور — شیر گردون سے لڑے پھاند کے گردون کا محل
اوسکے سورج کو وہ یون ٹاپ سے ٹھکرا کے کہے — کہ ڈھلکتا ہوا تو چاند کے مطلع سے نکل
دیکھہ لے تا کہ خلائق کہ قیامت کی ہی چال — اسمین ہے ابلقِ ایام سے بڑھکر چھل بل

واہ کیا میرے سلیمان کی سواری ہی دہوم
سب یہ پریون کا چھلاوا ہی کہ گھوڑی کوتل

آگے اِن پریون کے دیکھو تو کئی دیو سیاہ
سب یہ ہاتھی ہین کہ ہتھیا کا اوٹھا ہی بادل

مطلع

ہی یہ گھنگھور گھٹا ہاتھیون کا دل کا دل
کجلی بن دہوم سے جنگل مین منائے منگل

پاؤن سی گاڑ زمین کو یہ ابھی مل ڈالین
فیلبان بیٹھہ کے مستک پہ جو کہدین مل مل

دیکھئے دور سے انکس ہے کہ نکلا ہے ہلال
دیکھئے پاس سے ہاتھی ہی کہ چرخ اول

منتظر ہو جو کوئی اسکی سبک چالون کا
یہ سیہ رنگ پھرے آنکھون مین بنکر کاجل

کالے بادل جو دبے پاؤن چلے جاتے ہین
بے صدا پاؤن یہ دہرتا ہی زمین پر ہر پل

کہین بادل کی گرج سی بھی زمین ہلتی ہے
اسکی چنگھاڑ سے ہوتی ہی فلک کو ہل چل

بڑھکے ہاتھی نے اگر عرش سے ٹکر لی ہی
سایہ ویرانی اعدا کو بنا گھٹ کی زحل

طور پر ہی شب معراج کہ اس قد پہ یہ رنگ
دانت ہین وادی موسی کی دہکتی مشعل

پہلے ہم عرش کی زنجیر سنا کرتے تھے
دیکھہ کر سونڈ مین زنجیر وہ عقدہ ہوا حل

لیکے یہ سونڈ مین پانی کو اوڑائے جو پھوہار
سارے عالم کو نظر آئے برستا بادل

کالے بادل مین نظر آنے لگے لال دہنک
یہ رنگی سونڈ سے دکھلائے جو کالی ہیکل

ہین عماری مین مرے قبلۂ عالم جو سوار
پوشش کعبہ سے یہ نہین ہاتھی کا محل

تیغ در دست ہین ہاتھی پہ حضور پُر نور
کالے بادل مین چمک جاتی ہی بجلی ہر پل

مطلع

ہی سراپا جو لوا فتح کا تلوار کا پھل
بے سراپا بھی لوا ہی یہ میان مقتل

جب سے جوہر نے دکھائی ملک الموت کو آنکھ
پھر کبھی موت سے اس سے نہ ہوئی رد و بدل

اُف رے جوہر ترے دیدے کی صفائی دیکھیو — یہ ہزارون مین نکلتی ہی بڑی ہی چنچل
کھنچکے چلنے ہی لگے تیغ ہی یا موج سراب — کام موقع پہ کرے تیغ ہے یا ضرب مثل
نیمچہ سبز ہے پر خون مین بھرا جاتا ہے — لال بھبولو نین لدی جاتی ہے اوٹھتی کو پل
اسکے جوہر کو عدو دو ہی نظر آتا ہے — جسطرح ایک کو دو دیکھے ہے چشم احول
کسی مسجد کی ہی محراب یہ محرابی تیغ — جو گیا سامنے اسکے وہ گرا سر کے بھل
چشم معشوق مین ڈورے ہین کہ ابروے بتان — مین کہون قہر کی نا ہین کہ ستم کا کس بل
آب تک خشک ہی کیا قہر ہے تلوار کی آنچ — آنچ اک برق ہی کیا ابر مین ڈوبا ہی پھل
لوگ سچ کہتے ہین صحبت کا اثر ہوتا ہی — کام تلوار کا کرتا ہے اسی کا صیقل
چرخ پر چڑہکے جو اوتری تو بنی عید کا چاند — عید قربان کا کیا کام میان مقتل
چرخ خالی جو ہوا توپ نے لی اسکی جگہہ — توپ وہ توپ کہ ہو چرخ کو جس سے ہلچل

مطلع

اژدہا توپ ہے دم اسکا ہی وہ ضرب مثل — ساتون افلاک کو گولی کی طرح جائے نگل
مور کھا جاتی ہی پر مار او گل دیتی ہے — خوب باروت سے ہوتا ہی دہوان دہار عمل
اسکی رنجک جو اوڑی اوڑتی ہی بجلی چمکی — توپ جسوقت دغی دغتے ہی گرجے بادل
چرخ پر توپ ہے یا کاہکشان چرخ پہ ہی — اسکی مہتاب ہے یا ماہ سپہر اول
اسکا پہڑ دیکھکے سب ختم فلاطون آب ب — پہڑ کی کیلین ہین کہ سب عقدۂ مالاینحل
پہڑ کے پہیے ہین کہ قطبین ہین دونون جانب — کرۂ نار ہے یا توپ کی ساری ہیکل
توپ وہ توپ کہ دب جای حصار گردون — گولا وہ گولا کہ قلعون کو کرے مستاصل
یہ پیالے کے فتیلے سے ہوئی ہی کالی — سانپ کے کاٹنے سے کالے ہوئی اجابل

مین یہ سمجھون کسی چیونٹی نے گھسیٹا از در — ریل دے پیل دمان اسکو اگر سر کی بہل

گھر چڑہی توبین ہین سرکار کی کیا ٹوپی ادا — تو یون گھوڑے ہین پر گھوڑون پہ توپونکا محل

یہ دغا کرتی نہین اور دغا کرتی ہین — اپنی گھوڑون سے بہی یہ تیز چلین وقت جدل

گولہ انداز بہی مشاق ہین سبحان اللہ — شب کو یون جوڑ کے نقطے کو اوڑائین دہل

صبح کو جو رنبے عدل کا جامہ پہنے — پہر تو سونا ز سے دربار کو دوڑی پیدل

مطلع

شیر بکری ہین قرین پہر بہی نہین کوئی خلل — دیکھو ہین ایک ہی پلکے ہین اسد در حمل

سب کو اک عام اجازت ہے غنی ہو کہ دنی — ایک نبوہ رہا کرتا ہے ہر دم ہر پل

اوسکی خلوت کو جو پوچھو تو بہ از جلوت ہے — فوج کی فوج سما جاے وہ ہی گوشہ محل

پہر شجاعت مین جو دیکھو تو وہ بے مثل و نظیر — اوس سے انکہین جو ملائے کوئی میدان مین یل

نہ رہے تن مین روان خون برنگ لالہ — متحرک نہ رگ گل کی طرح ہو اکحل

سامنے آتے ہی رستم کا بہی قالب ہو تہی — رم کرے سامنے سے بنکے وہ رم کی ہیکل

گیو و رستم سے بہی ہی بڑھکے سپاہی و اسکا — ق — نیزہ و گرز سے لے کام اگر وقت جدل

دی یہ نیزہ کو تکان جنگ مین پیدل ہون سوار — گرز مارے تو سوارونکو بنائے پیدل

سب عرب کہتے ہین تیزی مین قمر کی تاثیر — حبشی اوسکے ہین دشمن کے مٹانے کو زحل

اوسکی نیسان سخاوت کا نہ پوچھو مذکور — سیپین گوہر سے بھری بیٹھی ہین اپنی اوجل

سونے چاندی کی یہ اینٹین ہین یا کہ ہین شمس و قمر — بہر دیا اوسنے زر و سیم سے گردونکا محل

کردیا کشتی درویش کو زر کی کشتی — سامنا ہوتے ہی سیلی ہے گلے کی ہیکل

قوت زر سے ہوئے زال بہی سب نال زر — کہ جوانی سے بڑہاپے کو دیا اوسنے بدل

ملک اوسکا ہے خدایا کہ کوئی جنت ہے
جس جگہہ دیکھیے سب عیش مین کرتی ہین چہل

مطلع

ہان مرے ساقی بدست سجا اپنی بغل
دیکھ دکھن سے برستا ہوا آیا بادل

دیکھنا آج وہ ہن برسیگا انشاء اللہ
غربا ہند کے سونے کے اوٹھائینگے محل

بیٹھے ہین تخت سخاوت پہ حضور پرنور
قلعہ افلاس کا کیون جڑ سے نہوستاصل

شاہ جمجاہ جو کھولے گا خزانہ اپنا
زر امید سے بھر جائینگے سب کے آنچل

ہم تو مداح حضوری ہین کمی کیا ہی ہمین
نہ فلک سے کوئی ڈر ہے نہ زمانے سی خلل

کئی پشتون سے نمکخوار ہین اس گدی کے
شکر ہے سابق الایمان ہین ہمین بلی ہیل

پشتہا پشت سے اس در کے زمین گیر ہین ہم
باپ دادا بھی ہوئے دفن میان تربل

صاف باطن تھی کہ سرکار پہ کی جان فدا
یہ صفائی تھی کہ آئی اونہین تربل مین اجل

اک نظر اپنے قدیمون پہ بھی اے ابر سخا
سب کہین سوکھے ہوئی کھیت پہ برسا بادل

لاکھہ امیدون کی امید یہی ہے اپنی
اب جاؤن کہین مین چھوڑ کے یہ رنگ محل

دوسرے سے نہ کہین جا کے صلہ مانگی قدر
بس یہی سکے قصیدے کا صلہ ہی مجمل

جو یونہین مانگنے کی اوسکو پڑی ہو عادت
اپنے سرکار کی مانگے وہ دعا ہر اک پل

تخت طاؤسی کرسی رہے جب تک قائم
جب تک اس تخت کا پایہ رہے چرخ اول

یا خدا عرش پہ پونہچے تری کرسی جلال
پایۂ عرش کے اوس پار رہے تیرا محل

زر فشان تاج ہی خورشید کے سر پر جب تک
جب تلک تیغ ہلالی ہی گلے مین ہیکل

یا خدا ملک کا سرتاج رہے تیرا تاج
تیری تلوار کا بیٹھا رہے دنیا مین عمل

ماہ خورشید ہی جب تک کہ کرے کسب ضیا
جب تلک ضو سے ہو یہ بام فلک کی مشعل

یا خدا اشاد رہے تیرا وزیر لایق
خوش رہین اوُنکی لیاقت سے سب اعلیٰ اسفل

فوجین ہین ثابت و سیار کی جب تک قایم
جب تک اس نظم سے آتا نہین دنیا مین خلل

یا خدا خلق مین سب نظم و نسق تیرا ہو
ساری دنیا مین بندہی فوج حضوری کا دل

حوت جب تک رہے افلاک مین برج آخر
رہے جب تک کہ حمل چرخ کا برج اوّل

یا خدا زیر سمک سے ترا قبضہ پھیلے
شاخ در شاخ رہے تیرا عمل تا بہ حمل

کہکشان رات کو جب تک ہے فلک پر قایم
دن کو جب تک ہے کرن یا ہی فلک کی ہیکل

یا خدا عرش پہ گڑ جاے حضوری جھنڈا
تیری نصرت کے لوا مین کبھی آئے نہ خلل

مشتری سات ستارون مین ہی جبتک نامی
سبع سیارہ مین جب تک کہ ہی بدنام زحل

یا خدا تیرے محبون کا چمک جائے نام
تیرے دشمن رہین دنیا کے ذلیلون مین اذل

کرین گردن کشیان تو وہین گردن کٹجاے
سر اوٹھائین تو گرین خاک پہ وہ سر کے بہل

ہفت قلزم ہین زمانے مین جہانتک جاری
برف جسوقت تلک مہر سے جاتا ہی پکہل

یا خدا تیرے عدو کا نہ لگے تہل بیڑا
دست و پا اونکے گلین پیر نے مین ہو کر شل

کچھہ جو اوبہرین تو گرے برق غضب گردون سے
پچھہ جو ڈوبین تو اونہین تہاہ مین آجاہی اجل

قدر ہان ہان کہین غصہ نہ تمہین آجائے
آستینین نہ چڑہاؤ کہ ہو سب مین ہلچل

ہی جو سرکار کا دشمن تو مرے گا بے موت
مرے کو مارنے سے تمکو ملیگا کیا پھل

فاتحہ روح ولی پر تمہین پڑہنا ہے ضرور
کہ دکن مین وہی شاعر ہوا سب سے افضل

گو کہ اس بات پہ دونون کی سخن مین شاہد
نقش ثانی ہوے تم اور وہ نقش اول

پر اوسے ہند کا تحفہ یہ قصیدہ لیجاؤ
کہ ہر اک شعر ہے اک عقدۂ مالاینحل

گور سے اوٹھکے کہے صل علیٰ صل علیٰ
مر دے جی اوٹھے دکن مین ہو یہی ضرب مثل

اس قصیدہ کا جو آئینۂ محبوب ہے نام | نذر دیدو وہی سرکار کو تم پہلے پہل

شعر گنتے ہون جو منظور تو کیا مشکل ہے
حیدر آباد کے اعداد گنین اہل جمل
۲۳۰

قصیدۂ مہر منیر در مدح نواب سالار جنگ منیر الدولہ مختار الملک میر لایق علی خان بہادر عماد السلطنۃ مدار المہام سرکار عالی دام اقبالہ

نر ہا محتسب و قاضی و مفتی کا خطر
کہین زاہد ہی کہین شیخ کہین واعظ مست
پھسلا پڑتا ہے کوئی ٹھوکرین کھاتا ہے کوئی
در میخانہ سے میلا سے درباغ تلک
کہین ٹھٹرونکی سبیلین ہین کہین پہولونکی
کان اوڑتے ہین کٹورون ہی کی جھنکارون سے
دیتے پہرتے ہین صدا کوئی نہ پیاسا جائے
دہوم ہے آئی بہار آئی بہاران روزون
ذکر ہے مے پیو اسباب پہ چھٹی ڈالو
ہاے کیا فصل بہاری ہی عجب موسم ہے
کہین باہین کی گمک ہے کہین بجتا ہی ستار
جلترنگون کی صدا سنکے کوئی موج مین ہے

ہے برانڈی کہین شیری کہین بوتل ہین بیر
خانقہ سونی ہے محراب تہی خم منبر
مے لنڈہی ایسے چھلکتے ہین سبو و ساغر
پھول سے پھول کی بو کہاتی ہی باہم ٹکر
دورۂ شامین ہے کہین تا وقت سحر
مشکونمین سقون نے بہرلی ہے شراب احمر
لو پیو آؤ ادہر آؤ ادہر آؤ ادہر
شور ہے مست رہو مست رہو تاپہر
فکر ہے مے پیو نیلام کرو سارا گھر
فکر کو نئین پھٹکتی نہین آکر دم بہر
ناچین کرتا ہی جادو کوئی زہرہ پیکر
شور قلقل کا اڑاتا ہے کہین ہوش بشر

کوئی پڑھتا ہے کہین مثنوی میر حسن
میر کی غزلین کوئی گاتا ہے بہت بہتر

برزبان ہے کہین مجنون کہین فرہاد کا حال
کہین لیلی کہین شیرین کی حکایت ازبر

جنگ زنگی ہے کہین واقعۂ رومی ہے
جنگ دارا ہے کہین واقعۂ اسکندر

کہین رستم کی لڑائی کہین سہراب کی رزم
سام کا حال کہین واقعۂ زال زر

کہین کسریٰ کی عدالت کہین حاتم کی سخا
کہین حسّان کی فصاحت کہین سحبان کا ہنر

جو ترنگ آئی جسے باندہ دیا جھاڑ پہاڑ
جسکے مُنہہ مین جو کچہ آئی وہ اُڑائی بے پر

رند و آزادہ و بفکر ہین میخانے مین جمع
غم غلط کرتے ہین بیٹھے ہوئے یون ہی اکثر

یہ زٹل قافیے سن سکے نہ تاب آئی مجھے
اون نہنگون سی کہا مین سنے ذرا دہیان ادہر

چشم دیدہ سنو مجھسے نہ شنیدہ مانو
گور کے مردے اوکھیڑا انکر دا آٹھہ پہر

مطلع

دیکھنا خط شعاعی کی بنا کر مسطر
وہ لکھون نور کے اشعار کہ ٹھہرے نہ نظر

علم خامہ مین لون کہکے اگر یا عباس
کھینچ لون تیغ زبان کہکے اگر یا حیدر

گاڑ دون معرکۂ مدح مین جھنڈا اپنا
عرش سے جھولتی رہے مری تیغ دو سر

ہان مری طبع رسا خاک سی افلاک پہ چڑہ
ہان مری فکر بلند آج پہونچ کرسی تک

ہان مرے دست بیان عرش کی زنجیر ہلا
ہان مرے پای ثنا عرش کی اوس پار ٹھہر

ہان مرے شور مقالات بجا دے ڈنکا
ہان مرے زور خیالات جما دے لشکر

ہان مرے ہم روان اوٹھکے بٹھا دے سکہ
ہان مری فہم جوان بڑھکے بچھا دے منبر

ہان بلاغت وہ فصاحت سے سنا دے خطبہ
سنکے سودا بھی کہے صل علیٰ چلا کر

اوسکی آواز سے گور تبتنی ہلجاے
ہند سے تا عرب اک دہوم رہے آٹھہ پہر

تیغ ہندی جو کھنچے نور کے جوہر چمکین
جوہر خنجر رومی کے بجھا دون تیور

جیسے پریان لئی پھرتی تھین سلیمان کا تخت
یون مضامین ہی ہوا پر ہو مرا تخت ہنر

لیکے یہ تخت ہنر جاؤن مثال آصف
اوسکا مداح بنون سے ہے جو سلیمان منظر

وہ سلیمان ہے **نواب منیر الدولہ**
میر لائق علی لائق و ذی فہم و ہنر

خود سخی ابن سخی باپ وزیر آپ زیر
میر عالم کے گھرانے مین بڑا نام آور

جدا علی کی وہ شہرت تھی کہ ہی عالمگیر
دہوم ہی دہوم کہ تھی باپ مین شان اکبر

باپ کے مثل ہوا ملک مین **مختار الملک**
اونکے قامت کی قبا ٹھیک ہے اسکی قد پر

میرے محبوب علی شاہ کا محبوب ہے وہ
جیسے اللہ کا پیارا ہے مرا پیغمبر

عقل وہ جس سے کہ پشت فلک پیر ہے خم
رائے وہ کانپتا ہے صبح کو سورج تھر تھر

بادپا اوسنے سواری کو منگایا جسدم
آگیا حکم روان اوسکا مجسم ہو کر

مطلع

اوسکا شبدیز چھلاوا ہے کہ اک تیر نظر
چاند ہے برق جہندہ ہے کہ اک باد سحر

اک دبور ایک صبا ایک شمال ایک جنوب
دست و پا چارون ہین یہ چار ہوائین ملکر

بادپا ہے یہ سبک سیر کہ چوبائی ہے
اوسکی رفتار کی تیزی ہے کہ باد صرصر

اپنے سائے سے بھڑکتا ہے کلیلین دیکھو
چال مین جہو نہین پاتا اوسے سایہ دم بھر

رات قطبین یہ پایا کا نو نیر اندہیاری سے ہے
کھوتی ابر کا لکھا ہے تو دندان اختر

وہ سبک خیز کہ پانی کا کٹورا رکھ لو
چال وہ امنڈی چلی آتی ہے موج کوثر

دونون باگون پہ غضب جہومتا رہتا ہی وہ
کہتا ہے دونون جہانین نہین میرا ہمسر

جب صف رزم مین یہ دم کو چنور کرکے چلے
صف تو صف جہونکون سے دنیا ہلی دہر کی ہو اودہر

تیغ در دست جو نواب سوار او سپر ہون | کرۂ باد پر اک برق پڑے سب کو نظر
تیغ وہ تیز سمائے جو کہین آنکھون مین ش | کاجل آنکھون کا اوڑے پر نہو پتلی کو خبر
جھک کے اعدا سے وہ ملتی ہے تواضع ایسی | سچ ہے دشمن سے بھی جھک جاتے ہین سب ذی جوہر
اوسکے ساغر کی ہے اک کشتی ساغر خورشید | اوسکے خنجر کا ہے مریخ نیام خنجر
مثل شمشیر ہے قبضے مین دلیل قاطع | ہے دعاے غربا پشت پہ مانند سپر
بگھیان نور کی رکھی ہین سواری کے لئے | عقل چکر مین پڑے دیکھکے جنکا چکر
ریل گاڑی کی اوڑاتی ہین دہوئین چلنے مین | اس زمانے مین تو ممکن نہین اون کا ٹکر
ہان کسی عہد مین تہا تخت سلیمان مشہور | پر وہ کانون سے سنا اور یہ ہین پیش نظر
دامن دولت جاوید ہے اوسکا دامن | در امید و در فیض ابد اوسکا در
وہ سہارا ہے غریبون کے لئے صبح و مسا | یہ گزارا ہے فقیرون کے لئے شام و سحر
وہ خطا پوش ہے مجرم کے لئے سرتاپا | یہ عطا پاش ہے سایل کے لئے سرتاسر
وہ ارادون کے لئے جاے نماز حاجت | یہ مرادون کے لئے سجدہ گہ اہل نظر
وہ بلاؤن کے لئے پردگی پردۂ دخل | یہ دعاؤن کے لئے راہبر راہ اثر
وہ یہ شے ہے کہ دبے اوسکے تلے گرد فساد | یہ وہ جا ہے کہ جہان پہینکدین سرکش افسر
وہ سحاب گہر افشان ہی جلین اہل نیاز | یہ جناب ہنر آرا ہے بڑہین اہل ہنر
وہ جھکا رہتا ہے کیا سوچیئے اخلاق کا حال | یہ کھلا رہتا ہے کیا پوچھیئے باطن کی خبر
وہ مرے ذہن مین اک بیرق فتح و نصرت | یہ مری یاد مین چار آئینۂ فتح و ظفر
وہ مری دید مین اک پردۂ چشم فغفور | یہ مری چشم مین اک حلقۂ چشم قیصر
وہ مری عقل مین اک سلسلۂ عمر خضر | یہ مرے علم مین اک آئینۂ اسکندر

وہ مری فکر مین اک دامن دریاے جلال
یہ مرے درک مین کشتی شرافت کا گزر

وہ مری فہم مین دست ہوس طالب یار
یہ مرے وہم مین آغوش حیاے دلبر

وہ مرے دھیان مین برگ شجر طوبیٰ سے
یہ مرے سوچ مین سے بیت مقدس کا در

مطلع

مرحبا حامی بحرین در علم و ہنر
حبذا وارث بر جین مہ زاد و گہر

تیرا دامن مجھے جزدان کتاب ہمت
میری عزت کے دفاتر کا ہے صندوق یہ در

خط تقدیر سے میرا اسی دامن پہ لکھا
لوح محفوظ یہ چوکھٹ ہے مجھے سرتاسر

بادبان ہے مری کشتی کا نہین یہ دامن
در نہین میرے سفینے کا یہی ہے لنگر

ہے مرے ہاتھہ کا دستانہ یہ تیرا دامن
میرا خود سر قسمت ہے ترا حلقۂ در

اب نچھوڑونگا نچھوڑونگا وہ دامن یہ ہاتھہ
اب نہ اٹھونگا نہ اٹھونگا وہ چوکھٹ یہ سر

مین جو بندہ ہون تو ہین آپ مرے بندہ نواز
مین مسافر ہون تو ہین آپ مسافر پرور

تیری دریاے سخاوت کا بیان مین بھی کرون
بحر کوزے مین سماتے کہین دیکھا ہوگا

در دندان کا کوئی فیض و اثر دیکھے تو
گل ہتھو کے تو بنے گرتے ہوئے آب گہر

بھر دیا خانۂ درویش مین زر تونے تمام
وقت خواب اسکو سمجھتے ہین وہ سونیکا گھر

میرے مضمون کسی سی نہین اڑنے پاتے
سن گئے تیری عدالت کی خبر اہل ہنر

ٹوک سکتا نہین مشرق سے کوئی مغرب تک
ہاتھہ پر سونا اچھالا کرے شاہ خاور

خلق مین دہاک تہور کی بندہی ہے ایسی
بنگیا گربۂ مسکین یہ دبا ضیغم نر

وہ شجاعت کہ ہے بھائی بھی **شجاع الدولہ**
نام ہے **میر سعادت علی** ذی جوہر

خردہی سے بھی ہے خردی مین بزرگی پیدا
یہ ہلال فلک اوج ہے بدر آٹھہ پہر

عقل وہ ہے کہ ارسطو سے زمانہ کہیئے
طالع ایسے ہین کہ تصویر بنے اسکندر

یون ہی وہ قوت بازو سے جناب والا
جسطرح قوت بازو سے پیمبر حیدر

حبذا رستم میدان شجاعت ہے وہ
بلکہ رستم بہی سنے نام تو کانپے تہرتہر

مرحبا حاتم شیلان سخاوت ہے وہ
بلکہ حاتم کو یہ قدرت تہی نہ یہ زور نہ زر

واہ کسرائے شبستان عدالت ہے وہ
بلکہ کسری شہ بیدین تہا وہ دیندار افسر

یہ صفات اوسکی سنے ذاتی عجب اسکی ہی ذات
ذات قایم رہے جبتک ہے صفات داور

قدرتم آئے تہے کس کام کو کرنے لگے کیا
چڑہ ہے کرسی پہ تو پہر عرش کو چہو لو بڑہکر

ہوش مین آؤ ذرا چشم خرد مل ڈالو
لو اوٹہو صبح ہوئی مانگو دعا وقت سحر

مطلع

میرے ساقی نے مرے منہہ سے لگایا ساغر
مطربو مجہکو سنبہالو مین گرا بربط پر

مغبچو ہاتہہ مرا تہام لو دوڑو دوڑو
خدمت پیر مغان مین مجہے پونہچاؤ مگر

میکشو راہ سے اٹہوا دو خم و جام و سبو
مست ہون مست ہون لگ جائیگی پیری ٹہوکر

نشا ایسا چہایا کہ آنکہون مین اندہیر چہایا
اب سیہ مست نظر آتا ہے میخانہ بہر

نشہ مین چور ہون چہپتے نہین اسرار دلی
دل مین جو آتا ہے آتا ہے زبان پر فرفر

اپنے آقا کو نہ مین جاگتے سوتے بہولا
رونگٹا رونگٹا دیتا ہے دعا آٹہہ پہر

جب تلک ہے یہ زمین اور زمین پر افلاک
اور افلاک پہ ثابت ہین جہان تک اختر

اون ستارون مین ہی جبتک کہ نظام شمسی
سبعہ سیارہ کا جبتک ہے فلک پر چکر

رہے زہرہ تری محفل مین ہمیشہ رقصان
خود عطارد ترے دفتر کا رہے سر دفتر

شمس ہر صبح رہے آئینہ بردار ترا
انجمن کا تری ارکان بنے ہر شام قمر

بڑہ کے ہے حکم قضا سے ترا حکم محکم
تیرے دربار کا قاضی رہے سعد اکبر

تیرے اعدا کو زحل چین نہ لینے دے کہین
کہ سیہ بخت کرے اور پہر آئے در در

پہرتے پہرتے جو عدو تہک کے گرین منہ کے بل
کہینچکر پہیر دے مریخ قفا پر خنجر

ختم کر دیجئے اے **قدر** دعا سے شرطی
کہیئے اک تازہ غزل خاتمۂ دعوت پر

ہوش اڑا دیجئے بلبل کی برنگ بلبل
وہ نئے طائر ایجاد کے نکلین شہپر

غزل

چشمۂ خضر سے لب ہے کہین بہتر انکا
کیون نہ منہ دیکھکے رہجاے سکندر انکا

تھی فقط جام بنانے سے یہی جم کی غرض
تاکہ وہ دیکھہ لے اوسمین رخ انور انکا

بے وسیلے تو خدا تک بھی رسائی ہی محال
سلسلہ ہے مجھے گیسوے معنبر انکا

اک اشارہ ہو جو ابرو کا تو مین جی جاؤن
آب حیوان مین بجھا رکھا ہے خنجر انکا

ہین یہ مخدوم مین سو جان سے انکا خادم
یہ خداوند ہین مین بندۂ بے زر انکا

بے تکلف ہون مرے دل کا نہ پوچھو احوال
اوسمین جب چاہین چلے آئین وہ ہی گہر انکا

رکھدیا نام قصیدے کا مرے **مہر منیر**
دل یہ ہی مہر و محبت مین ثنا گر انکا

قدر کو آپکے دربار مین لایا ہون مین
رہے انپر بھی نظر آگے مقدر انکا

دارالامارۃ

درمدح جناب امیرالدولہ سعید الملک راجا محمد امیر حسن خان بہادر ممتاز جنگ سحر تخلص والی ریاست محمود آباد ملک اودھ

چمن کا بیاہ ہے کلیون کا ہوگیا انبار
بندہا عروس بہاری کے در پہ بندھنوار

بدل کرآئی ہے مشاطۂ صبا جوڑا
سفید ابر بہی چہایا تو ہوگیا گلنار

دہڑی جمائے ہوئے سوسن آئی ہونٹون پر
حنا لگائے ہوئے پنجے مین ہی دست چنار

اوگی ہوئی ہی لب نہر باغ مین کنگہی
بڑہا رہا ہے جو شمشاد طرۂ طرار

گلون کے چہرے پر افشان چنی ہی شبنم نے
جو غازہ ملتی ہے رخ پر ہوائے فصل بہار

مثال سینۂ معشوق پٹریان ہین صاف
جو داغ بیل لگائی وہ ہوگئی زنار

بتائی مالیون نے سرو کو تراش خراش
سکہایا موج نے ہر نہر کو نکہار سنگہار

گئی چمن سے اودہر خواب نازنین نرگس
ادہر کو سبزۂ خوابیدہ ہوگیا بیدار

اودہر ہوا سے ہوئے لکہائے ابر نمود
ادہر چمن دم طاؤس بنگیا اکبار

اودہر دلہن نے بہرا اپنی مانگ مین سیندور
ادہر ہوا لب لالہ بہی پان سے گلنار

اودہر جو نہر چمن کو ہوا نے لہرایا
ادہر بہی کوندکے بجلی دکھا گئی دیدار

اودہر قصیدے پڑہے بلبلوں نے نالوں کے
اودہر گلوں نے نکالا طلاے دست افشار

اودہر کھلے صدف برگ کے لب تشنہ
اودہر بہی جہوم کر آیا سحاب گوہر بار

اودہر چمن نے نکالی قباے استبرق
اودہر گلوں نے سروں پہ سجی نئی دستار

اودہر جو طرۂ شمشاد بڑہ گئے تا دوش
اودہر لٹک گئے سنبل کے شملے تا بہ کنار

اودہر گھٹا سے ہوئی چشمک یکاد البرق
اودہر جہپک گئی نرگس کہ یخطف الابصار

اودہر چلی جو چمن مین ہواے روح افزا
اودہر سحر کو کھلی چشم نرگس بیمار

مطلع

چمن مین برگ گل تر بصورت لب یار
عجب نہین ہی اگر کہولدین لب گفتار

عجب نہین ہی زبان ہو دہان غنچہ مین
عجب نہین ہے زبان آوری کرے ہر خار

چٹک چٹک کے کہین غنچے قم باذن اللہ
عجب نہین ہی مسیحا نفس ہو باد بہار

عجب نہین ہے جو یہ سنکے سرو چل نکلین
کرین چمن مین بگولے کی طرح خود رفتار

عجب نہین ہی کہ آئینہ آب حیوان ہو
عجب نہین ہے کہ بولا وٹھے طوطی زنگار

عجب نہین ہی بقول ظہیر فاریابی
چمن سے چین تلک ملک چین سے تا گلزار

ز اعتدال ہوا حکم جانور گیرد
اگر بنوک قلم صورتے کشند نگار

عجب نہین ہی جو چھوٹین حباب کے بیضے
تو نکلین نہر مین مرغابیان قطار قطار

عجب نہین ہی کہ بجلی ہو مرغ آتش زن
عجب نہین ہے کہ بادل ہو مرغ آتشخوار

عجب نہین گل لالہ پڑہے جو لال کیطرح
عجب نہین کہ ہزار سے نکلی صوت ہزار

صداے رعد سے ملکر ہر ایک قطرۂ آب
ہوا مین ہنس بنے ہنس سے ہو موسیقار

مطلع

بنی ہی زخمہ ہر اک عندلیب کی منقار
جہان پڑی رگ گل پر بجا چمن مین ستار

گرج ہے بادلون کی یا کمک ہی طبلے کی
جو سو رہا ہے ہین بل رہا ہے سب گلزار

سمان بندھا ہے جو گاتے ہین کیلیان مالی
کہ بل رہے ہے کاسۂ طنبور رسیان ہین تار

لگائی ہے گل شبو نے منہ سے شہنائی
جو پتے ہلتے ہین جہانجھین بجاتے ہین اشجار

ادہر جو ملکے بجاتے ہین تالیان پتے
ادہر ہوا سے بہاری الاپتی ہی بہار

گرے جو برگ ہوا مین اوٹھے وہ رقص کنان
لئے یہ ناچ مین توڑے جھمپتا ہر اک بار

بھرے ہوے ہین پیالی گلون کے شبنم سے
پڑی جو شاخ اوٹھی جاتی ترنگ کی جھنکار

ہو اس بہار مین ایسا جنون کا جوش خرد
مثال سلسلہ بجتا اوٹھا چمن کا بچار

یہ حال دیکھکے صوفی بہی وجد کرتے ہین
ہوئی ہین حال سے بیحال قمریان نزار

لگا رہی ہے وہ بالاے سرو قمری ضرب
کہ جیسے کوئی اذان دے سر بلند منار

زمین کرنے لگی آسمان سے باتین
چکور مور ادہر اودہر طرف کلنک وسار

ادہر تو فاختہ سے غل مچا ہی کو کو کا
ادہر بندھا ہے پپیہون سے پی کہان کا تار

ادہر ہے سرو پہ حق سرہ کا ہنگامہ
ادہر ہے آنب کے اوپر کہوکہو کی پکار

وہ بجلیون کی چمک او سیہ بادلونکی گرج
وہ خندۂ گل تر او سپہ نالہاے ہزار

وہ آبشار کے لطلے وہ موج باد صبا
وہ قرقرون کی صدائین وہ سارسونکی پکار

وہ آمد آمد مہون کی وہ ہوا کا سناٹا
وہ سیہ کا زور وہ پانی کی ہر طرف بوچھار

وہ ساونی کی بہارین وہ راگ ساون کی
وہ کوئلونکی صدائین وہ پینگ مار مار

مچی ہی چار طرف ایک راگ رنگ کی دہوم
ہوا ہے سارا سمان بندہ کے باغ کی دیوار

یہی جو دھوم رہی طفل غنچہ دہلنے لگے
کھلینگے پھول تو مہکیگا تختۂ گلزار

یہی جو دھوم رہی کان اوڑینگے پھولون کے
سنیگا کون پہر اک آہ بلبل نادار

یہی جو دھوم رہی نیند اوڑیگی نرگس کی
نظر لگائیگی صحن چمن کو لیس و نہار

یہی جو دھوم رہی سرو اچھل پڑینگے تمام
رکیگا سرو کی چوٹی پہ چرخ کج رفتار

یہی جو دھوم رہی کانپ اوٹھینگے دشت و جبل
چمن مین آئینگے اوڑ اوڑ کے لالۂ کہسار

یہی جو دھوم رہی **قدر** سر اوٹھائیگا
ہوائین باندھیگا پڑہ پڑہ کے مدح کی اشعار

یہی جو دھوم رہی اوسکی مدح خوانی کی
اوٹھیگی چار و طرف ایک واہ وا کی پکار

یہی جو دھوم رہی چھت اوڑیگی گردونکی
حجاب اوٹھیگا نظر تیر جائیگی اوس پار

مطلع

دکھائی دیگا وہ ظل خدا وہ عرش مدار
وہ عرش پایہ وہ عرش آستان وہ عرش وقار

کہ بندگی سے ہے جسے رتبۂ خداوندی
خدایگان و خداوند نعمت ابرار

امیر دولہ و دنیا و دین سعید الملک
جناب **امیر حسن** خان بہادر جرار

ہزار جان سے قربان اہلبیت کرام
ہزار دل سے غلام ائمہ اطہار

وہ شعر فہم کہ قربان جسپہ ہو شعری
وہ نثر دان کہ رہے نثر اوسکے سر پہ نثار

ہوا ہے نثر نگاری جو آگئی دل مین
بنایا تختۂ کاغذ کو اوسنے سنبل زار

وہ صاف صاف عبارت کہ عارض شفاف
وہ پیچدار مضامین کہ طرۂ طرار

ہوا ہے اوسکا قلم میں چشمہ مینائی
دوات اوسکی ہوئی عینک اولی الابصار

مری طرح قلم اوسکا ہے واسطی الاصل
مری طرح قلم اوسکا ہے ایک سحر نگار

قلم نے سحر نگاری کا رتبہ یون پایا
تخلص اوسکا ہے جو سحر وہ لکھا سو بار

قلم امیر کا ہے کیون لکھے نہ صد ہا سطر   عصا کلیم کا ہے کیون نہ اوگلے سیکڑون مار
قلم نہین ہے مگر صنع نطق کا آلہ +   قلم نہین ہے مگر مرغ فکر کی منقار
کیا ہے صفحۂ کاغذ کو مشک کی پڑیا   قلم کی نال ہے یا ناف آہوے تاتار
قلم ہے یا کوئی مجنون سلسلہ بر پا   حروف کیا ہین کہ لیلی کے منہہ کی نقش و نگار
عبارت اوسکے قلم کی ہے بادشاہ پسند   صدف ہے اوسکی نکلتے ہین گوہر شہوار
ہماے اوج سعادت ہے خامۂ عالی   رقم ہے ظل ہما جب تو ہی سیاہی دار
قلم کے تحت مین ہے سب سیاہی کاغذ   اوسیکے ہاتہہ مین ہے انتظام لیل و نہار
حروف ہین کہ مٹھائی پہ چیونٹیان دوڑین   قلم ہے یا کوئی طوطی شکرین گفتار
عطارد و زحل آئے ہین ایک مرکز پر   قلم کے نیچے سیاہی کے کب ہین نقش و نگار
سیہ زبان ہی خامہ بچیگا کب دشمن   دعاے بد سے نکالا ہے اوسنے دل کا بخار
صریر خامہ نہین ہے صفیر بلبل ہے   یہ اوسکے ہاتہہ کی قدرت ہے ورنہ سوکھا خار
قلم ہے سدرہ و بین السطور نہرین ہین   سطور اوسکے ہین جنات تحتہا الانہار
اسی طرح ہوئی معجز بیان زبان قلم   کہ جیسے حضرت عیسی چڑہے تہے بر سر دار
قلم کی نوک سے مضمون نکلتا ہی وہ یون   کہ نردبان سے اوترتے ہین جسطرح معمار
روا رہ وہی ہے قلم کو بہی فکر عالی مین   ق   جو ہین خرام مین کبک دری سر کہسار
یہ دو زبانون سے لکھنے کو ہر گھڑی موجود   وہ دو پرون سے ہین اوڑنیکو ہر جگہہ طیار
قلم سے کرتا ہے معنی سنگلاخ وہ حل   یہ ایک پاؤن سے چلتا ہے راہ سخت گزار
قلم بہی خوب ہے خود لکھے اور خود کاٹے   یہ خود سمند ہے خود تازیانہ رفتار
جو باغبان کبھی ریحان کبھی لگائی گل   تو یہ لکھے خط ریحان کبھی خط گلزار

گیا ہے سانپ پراوسکی لکیر باقی ہے — ہے یادگار قلم سطر کا چڑھاؤ اوتار
جو شمع کا کوئی گل سے تو اور روشن ہو — جو اس پہ قط کوئی رکھے تو اور ہو طرار
ہمیشہ سامنے مالک کے اپنے ناصیہ سا — یہ سر جھکائے ہی جیسے حضور کی تلوار

مطلع

ہین آسمان و زمین پہ برابر اوسکے وار — اوٹھی تو حوت گری تو سمک کے وارے پار
گری وہ جھوم کے توڑی صراحی گردن — ہمیشہ فتح کے نشانی مین رہتی ہے سرشار
وہ کھول دیتی ہے اعدا کے بند بند کے قفل — کلید فتح نمایان ہے خود دم پیکار
جو بجلیون کی لپک ہے تو بادلونکی گرج — غضب کا اوسمین ہے کس بل تو قہر کی جھنکار
وہ جسکو ڈستی ہے پانی بھی مانگتا نہین وہ — ہے سانپ کیچلی مین اوسکی تیغ جوہر دار
وہ پیپلا نہین دوزخ کا اک نہ بانہ ہے — جو اوسکے منہہ پہ چڑہا کر دیا اوسے فی النار
عدو کو بھاگتے ملتی نہین عدم تک راہ — وہ ایک پاؤن سے چلتی ہے کیا ہی طرار
کبھی فلک پہ وہ کرتی ہے حوت کو چونک — کبھی ہین بازوؤنکی مچھلیون پر اوسکی وار
جدھر ہے کسو اوسے دیتی ہے اک اشارے مین — کہ جیسے ایک اشارے مین ابروے خمدار
چمن پر اوسکے گلے کٹ گئے ہین لالکہونکی — لپٹ کے پھولونکی چادر مین گلے کا ہار
جو دام اوسمین ہین جوہر تو پیپلا کنبا — جو صید گاہ ہے مقتل تو مرغ روح شکار
جو شکل دیکھیے محراب عیدگاہ قتال — جو کار روپ چھپے اسکا تو عید قربان کار
یہ ملکے مارے حریفون کو اسقدر حراف — یہ آپ مار کے خون روئے اسقدر مکار
چلی قضای معلق پڑی تو مبرم سے — جو اپنے میان مین آئی تو ٹھہر وہی تلوار
جو اوسکا میان ہے زنبیل رنگ عیاری — تو اوسکی آب ہے ہمشیرۂ فن عیار

گلے مین ڈالے ہوئے شاہد قضا کی ہاتھہ — یہ کرتی ہے دم وخم سے ہمیشہ بوس کنار
جو اوسکی چوٹین ہین اعدا کا دل ہی چھنتا ہی — کہ جیسے گھاؤ کرے دل مین ابروِ دلدار
ہمیشہ رہتی ہے رنگین برنگ قوس قزح — لہو برس گیا نکلی جہان دم پیکار
یہ ایک وار مین اعدا کو چار کرتی ہے — کہ جیسے نعل سمندِ حضور پڑتے ہین چار

مطلع

عجب سمند گلا ئین جو نعل دے کے لہار — وہ تیز گام کہ ہوتا ہر برق اک طیار
عجب سمند ہی بال پری ہین جسکے بال — عجب سمند ہے جو بایہ ہو گیا پروار
عجب سمند جو پانی پہ جاے مثل ہوا — عجب سمند ہوا پر چڑہے جو مثل بخار
عجب سمند ہی پتلی پہ جو بھرے کاوا — عجب سمند ہے نقطے پہ جو بنے پرکار
عجب سمند جو کھچنے مین مور کی گردن — عجب سمند جو چلنے مین کبک کی رفتار
عجب سمند ہے دونون کنوتیان ہین تیر — عجب سمند ہے کنڈا کمان ہے ہربار
عجب سمند رُکے جب بہی باد پا کہلائے — عجب سمند بند ہے جب بہی نام ہو رہوار
پھرے طرارہ تو بجلی کی چوکڑی ہووے — جو مارے ٹاپ تو سیدہا ہو چرخ کجرفتار
جو بے لگام بہی پہیر دو تو ران سی پہر جاے — غریب ایسا کہ بچہ بہی اوسپہ ہولی سوار
ہی صورت دل بیتاب نعل در آتش — کسی جگہہ کسی پہلو نہین ہے اوسکو قرار
وہ مُنہہ مین لیکے دہانیکو یون چباتا ہے — کہ جیسے ہونٹہ چباتے ہین غصے مین جرار
زمین چڑہا ہوا گہوڑا اسی کو کہتے ہین — فلک کی طرح زمین گرد ہے اسیکا غبار
سوار ہو جو اسی پہ کوئی تو پاے اسے — غرض ثبوت ہوا لاجواب ہے رہوار
وہ راہوار جو کاوے مین گردش تقدیر — سوار وہ مری قسمت کا جسپہ دارومدار

مطلع

وہ زلف و رخ کہ جو وہ رخ کرے ادہر اک بار
ابھی تو لیتا ہے کروٹ ہمارا لیل و نہار

کیا ہے اوسنے بڑے سرکشونکو یون سیدہا
کہ جنتری سے کوئی جسطرح نکالے تار

کل اوسکے ہاتہہ مین ہی پہیر دے جدہر چاہے
سے ہے اختیار مین اوسکے ہر ایک خود مختار

ملائے آنکہہ کہ طاری ہو خواب مقناطیس
دکہائے آنکہہ کہ اوگلے عدو دلی اسرار

رموز خلق کہلے دفتر اوسنے جب کہولا
بنا ہے اوس سے سکندر کا آئینہ دربار

ہوا عروج تو اور اوسکو انکسار ہوا
پہ چڑہا جو نشا، تو وہ اور ہوگیا ہشیار

کبہی جو خواب بہی دیکہے تو ہو اوسی معراج
کبہی جو نیند بہی آئے تو بخت ہون بیدار

جو بارگاہ مین بیٹہے وہ آفتاب عروج
تو سایہ تک بہی نہ اوترے کبہی تہ دیوار

جو اوسکے باغ کے انگور کی بنائین شراب
عروج بخت سے نشاے کا ہو کبہی نہ اوتار

قمر کو روز پونہچتی ہے کہیر کی قفلی
جو سر پہ خوان اوٹہاتے ہین اوسکی خوانسالار

مگر یہ کیا کہ مجہے اب تلک نہ یاد کیا
غضب ہے نام تو **قدر** اور یہ ذلیل و خوار

کہٹکتے رہتے ہین مجہسے حضور کے خادم
وہ جانتے ہین یہ ہی ہوشیار خدمتگار

مری جبین ترا آستان یا قسمت
مثل ہے خاک ہم از تودہ کلان بردار

فلک پہ مہر منور زمین پہ ذرات
اودہر طلوع ہوا اسطرف پڑے انوار

قمر کہاں کہا خوشہا سے بے دانہ
اودہر جو کہیت کیا مین ادہر یہ دانہ دار

حضور قبلۂ عالم مین مرغ قبلہ نما
جدہر حضور اودہر مین ہزار دل سے نثار

غرض کہ آپ سے مین آپ ہی کو چاہتا ہون
یہی ہے حسن طلب ہے مجہے **حسن** درکار

نگاہ روبروا سے قدر ان اہل کمال
دعا وہ دو دن کہ بہڑک جائین سب اولی الابصار

وہ خاک ہون جو اوڑائے ہوائے دہر مجھے ۔ مین آسمان پہ چڑھ جاؤن اوٹھکے مثل غبار
غبار چہرۂ گردون دلیل باران است ۔ برس پڑون ترے گلشن پہ بنکے ابر بہار
تو اوس سے خلق ہو سبزہ زبان کی صورت ۔ خضر کا رنگ ہو پیدا مسیح کی گفتار
دعائین دیتا ہوا خاک سے اوٹھائے سر ۔ کہ اے بہار و خزان آفرین ہر گلزار
جہان تلک رہے زینت فلک کی انجم سے ۔ جہان تلک یہ مصابیح دینوی ہون بکار
رہے وہ نجم سعادت ہمیشہ روز افزون ۔ رہے وہ شمع عبادت تمام شب بیدار
جہان تلک رہے بئس المہاد مہد آرا ۔ جہان تلک رہے ہل من مزید کی تکرار
ہمیشہ مہد خرابی مین تکیہ زن ہون عدو ۔ ہمیشہ ہیمۂ نار غضب رہین اشرار
جہان تلک رہے گردون کا تخت طاؤسی ۔ جہان تلک رہے فوج ثوابت و سیار
جہان تلک رہے اس فوج مین قمر سلطان ۔ جہان تلک شہ خاور ہو اوسکا باجگزار
خدا کرے کہ رہین شاد اوسکے درباری ۔ خدا کرے کہ رہے اوس سے سرخرو دربار
جہان تلک رہے دار القصاص سلطانی ۔ جہان تلک رہے دار القضائے درۂ و دار
جو سر اوٹھائین عدو اوسکے خاک مین ملجائین ۔ ہر ایک حال مین پائین وہ کیفر کردار
اوٹھین تو گردش افلاک پیس ہی ڈالے ۔ گرین تو خاک مین ملتے ہی دے زمین فشار
جہان تلک شہ خاور سنے قصیدۂ صبح ۔ جہان تلک کہ انجم کے ہون صلے مین نثار
جہان تلک رہے گردون کے سر پہ کشتی مہر ۔ جہان تلک رہے اس جائزے کا دار و مدار
خدا کرے یہ قصیدہ رہے امیر پسند ۔ کہ نام دار الامارۃ ہوا ہے اسکا قرار

تمت

نقش فرنگ

درمدح ولیم ہینڈفورڈ صاحب بہادر ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم اودھ

المعروف بہ گلدستہ اوّل

یہ ہوا مین ہے برودت کا اثر — بادلون کو ہے زکام آٹھون پہر
ایسی ٹھنڈی ہوگئی لالے کی آگ — کوئلا بجھکر ہوا داغ جگر
جو بخار اوٹھا زمین باغ سے — ہوگیا سنبل وہ ٹھٹھر اسقدر
سوسنون کے ہونٹھ نیلے ہوگئے — سرو اکڑے کھا کے جاڑا رات بھر
رونگٹے سردی سے ہین اوسکی کھڑے — کب زمین سے سبزہ آیا ہی اوبھر
عندلیبون کے گلے پڑ پڑ گئے — ٹھنڈی ٹھنڈی جو چلی باد سحر
اُف رے سردی کانپتی ہی فاختہ — کرتی ہے کسدرجہ ہو ہو سرو پر
قمریون مین جاڑے سے ہو حق مچی — گو قبا سنجاب کی ہے زیب بر
اسقدر سردی سے دم رُکنے لگا — پتھرون مین چھپتے پھرتے ہین شرر
خوف سردی سے چھپے ہین پہل مین تخم — آڑ مین پتون کے چھپتے ہین ثمر
اسقدر بارد ہے گلشن کی ہوا — پیر ہو کوئی جوان جائے اگر

باغ مین سردی سے کلیان کیا کہلین
گل کو پیدا ہو گیا لقوے کا ڈر

شمع انگشت حنائی ہو گئی
بزم تک پھیلی ہے سردی اسقدر

ہے برودت سے زر گل زعفران
خطۂ کشمیر گلشن ہے مگر

بلبلون کا آشیان خسخانہ ہے
کر دیا ہے اسقدر شبنم نے تر

اب کنول کا پھول ہی سورج مکھی
باغ مین پالا پڑا ہے رات بھر

بھینی بھینی بو ہے کیا بھیگی ہے رات
عطر مین ڈوبی ہے لیلے سر بسر

لاکھہ گل بوٹے جما مین باغبان
برف جم جائیگی ناندون مین مگر

قفلیان ہین برف کی غنچے تمام
ہین پیالے برف کے گلہائے تر

زخم گل پر جمگیا پالا تمام
مرہم کافور ہو کر سر بسر

جمکے سب پتے زمرد بنگئے
قطرۂ شبنم بنے جمکر گہر

باغ مین جمکر بنے گیندے کا پہول
ہو گیا فصل خزان کا جب گذر

آتے آتے ہو مٹھہ تک ایسی جمی
بات دانتون سے ہی کچھہ ہی سخت تر

برق گر کر تار برقی بن گئی
اچھی لینے آئی سردی کی خبر

برف سے انگور اولے بن گئے
ابر کی رگ بیل آتی ہے نظر

جمگئی منقار بلبل کیا کھلے
ٹھنڈی ہی سانسین کیون بھرین دو پہر

ہو گئی ہے سنگ مرمر کی روش
نہر گلشن بنگئی جمکر حجر

ہو گیا سردی سے بحر منجمد
اسقدر پالا پڑا ہے حوض پر

سخت ہو کر نخل مرجان ہو گئے
جم جا کر ساونی کی سب شجر

پل کے جرسے ہین پٹاری برف کے
برف کے کھتے کنوئین ہین سر بسر

برف سے یا باغ پہ برسا ہے نور ۔ جھاڑ شیشے کا ہوا ہے ہر شجر
ٹٹیان مہندی کی یخ بستہ ہوئین ۔ ٹٹیان ابرک کی آتی ہین نظر
کر دیا ہے برف نے ایسا سفید ۔ آئینہ ہین باغ کی دیوار و در
نخل گل ہین برف سے گویا کپاس ۔ غوزۂ پنبہ ہین غنچے سر بسر
مالیون کے بیلچے سیمین ہوئے ۔ برف تہا لون مین جمی تہی تا کمر
باغ بہر جاڑے مین یخ بستہ جو تہا ۔ تہے بہت اطفال غنچہ تنگ تر
یا بگل تہے سب جوانان چمن ۔ دل بہر آیا نہر کا یہ دیکھکر
نہر نے چہینٹے دئے ہر سرو کو ۔ سرو نے نرگس کو رکہا باڑہ پر
نرگسون نے باد کو پہر آنکہہ دی ۔ باد نے بادل کو سنکایا ادہر
ابر نے شانہ لگایا مہر کو ۔ مہر نے سر سے اوتارا تاج زر
اور پہیلا کر کرن کے ہاتہہ کو ۔ کی دعا اے خالق ہر خشک و تر
بہیجدے گلشن مین ایسا آفتاب ۔ سرد مہری جس سے کر جاے سفر
برق کانپ اوٹہی رخ شفاف سے ۔ اوڑ کے سب پالا پکارے الحذر
فیض وہ ہو اوس شبنم پہ پڑے ۔ نام وہ بلبل رٹے آٹہون پہر
کون وہ خورشید برج برتری ۔ کون وہ درج شرافت کا گہر
دستگیر خلق **ولیم ہینڈفورڈ** ۔ ڈاکٹر علم و فن کا راہبر
عاقل و صاحب تمیز و ہوشیار ۔ عالم و دانا سخی و نامور
مین اوسے کیونکر نہ سیتارہ کہون ۔ دورے مین رہتا ہی وہ رشک قمر
ہندسے مین استقدر باریک بین ۔ مردمک نقطہ سے ہے خط تا نظر

سے ہے خفیف اوس سے بہت جر ثقیل — سر یہ با قسمت خدام در
گردش قسمت سے ہے میری اوسکے ہاتھہ — رمزدان علم ہیأت اسقدر
اوسنے بویا جس جگہہ تخم ریاض — ہوگیا نخل ریاضی بارور
واقف اسرار علم کیمیا — پتی پتی بوٹی بوٹی سے خبر
خاکسارون کو ترقی بخشد سے — خاک کو چاندی کرے چاندی کو زر
چھپگیا خُم مین فلاطون شرم سے — جب سے ہلے لب کھل گیا حکمت کا در
لعل ویاقوت اوسکے ہونٹھون پر نثار — گوہر دندان پہ صدقے ہین گہر
مطلع اک وصف سخاوت مین پڑہون — جس سے مالا مال ہون اہل ہنر

مطلع

اسقدر اوسنے لٹایا سیم وزر — کاسے بھربھر لیگئے شمس وقمر
جب چہل ابدال اوس سے مانگتے ہین — بانٹ دی قارون کے چالیس گھر
گنج بادآور بھی کچھ ٹال ہے — وہ اوڑادے چٹکیون ہین بات پر
جوش زن اوسکا ہو جب دریائے فیض — کشتی درویش ڈوبے سر بسر
کیسے تارے اوسکے بحر فیض سے — لیگیا موتی فلک بھر کر سپر
مہر سے کہہ دو کہ اوسکے دور مین — ہاتھہ پر سونا اوچھالے بےخطر
وہ سمندر ہین جو دہوئے اپنے ہاتھہ — موج ہمیان اور بدرے ہون بھنور
کیا مرے مضمون سے وہ مضمون لڑے ہین — عدل وسکا سنگئے اہل ہنر
منطقی مین شیر بکری ایک ہین — ایک ہی پٹکے مین باندہی ہے کمر
ہو خدا ناکردہ وہ غصے مین آگ — مرغ آتش زن بنے مرغ سحر

شعر ہو دیپک کا صفت عندلیب ۔ یہ مرا مطلع رٹے آٹھوں پہر

مطلع

آتش گل مین ہے گرمی اسقدر ۔ پھول مین زیرہ ہے یا گھریا مین زر
باغ بھر گلزار ابراہیم ہو ۔ دیکھے چشم گرم سے جب اک نظر
شاخ گل بنجائے اک سیخ کباب ۔ دم مین سلوی بھنکے ہو ہر جانور
ہر شجر گلشن مین نخل طور ہو ۔ پھول شمع طور کے کہلاے تر
دیکھلے دم بھر جو چشم قہر سے ۔ شعلۂ جوالہ حوض آئے نظر
گو ندہی پیڑون کا سلگے مثل عود ۔ پھول کی رگ رگ جلکے بنجائے اگر
جلکے ہو سرو چراغان نخل سرو ۔ سرو در دشت اوسکو سمجھین سب بشر
شعلۂ اژدر بنے ہر ایک شاخ ۔ ہووہ گرمی صحن گلشن ہو سقر
لال بنجائینگے طوطے باغ مین ۔ آتش قہر اوسکی دیکھینگے اگر
لو کی صورت گرم ہو باد صبا ۔ اوسکے غصے کی اوڑا دے جب خبر
قمریون کی ہے قبا خاکستری ۔ ہے یہ تھوڑا ابچکئے جو بال و پر
جب کلی چٹکی تو نکلی یہ صدا ۔ الحفیظ والامان والحذر
جب صدا صاحب کے کانو مین پڑی ۔ ہوگیا رحم اوس سے دونا جلوہ گر
باغبان گلشن سے ڈالی کے عوض ۔ نذر لایا یہ ہمارا شعر تر

مطلع

ابر بجلی سے کہین ہے بیشتر ۔ جو گنا ہے رحم غصہ جسقدر
دہوپ مین جیسے درخت سایہ دار ۔ وقت مشکل پر غریبونکی سپر

آنکھ مجرم پر کبھی اوٹھتی نہین
جب کلی چٹکی تو دل اوسکا دکھا
پاؤنمین مالی کے جب کانٹا چبھا
پھڑپھڑا کر طائر دل رہ گیا
بو سے گل کو کیون پریشانی ہوئی
فیض سے اوسکے چمن سیراب ہے
ابر نیسان باغ پر گھر آیا ہے
رات دن بادل ذرا کھلتا نہین
رت ہے ہتھیا کی کہ کجلی بن ہے باغ
بادلونکی وہ گرج وہ زور شور
کوکتے ہین مور سن پڑتا نہین
ہین یہی دہومین تو سن لینا کبھی
بادل اکثر اسقدر جھک جھک پڑے
لاکھ پتون نے سنبھالین چھتریان
بجلیان کوندین تو آنکھین بند کین
پگڑی مالی کی سنبھلتی ہی نہین
جب صبا کا پاؤن پھسلا باغ مین
بجلیان کوندین تو دکھلائی دیا
موج شاخین گل ہوئے ہین بلبلے

ہے مروت آنکھ مین مثل نظر
رنگ اوڑا کملا ے جب گلہای تر
لگ گئی پھانس اوسکے دلمین بکھیر
دام مین دیکھا جو کوئی جانور
ہے دماغ اوسکا پریشان سر بسر
جو بخارا اوٹھا بنا وہ ابر تر
بوند کے بدلے برستے ہین گہر
باغ مین یکسان ہین آٹھون پہر
بیل مست آئے کہ بادل جھوم کر
شق ہوا ہے طفل غنچہ کا جگر
کان اوڑے جاتے ہین بہونکی مگر
گر پڑے گا حمل نخل بارور
سرو سے ٹکرا گئے ہین بیشتر
پر ہوا رخت نہال باغ تر
ہو گئی خیرہ یہ نرگس کی نظر
زور سے پڑتی ہے بوچھار اسقدر
تالیان دینے لگے برگ شجر
طفل غنچہ کے بھی ہے مٹھی مین زر
ہو گیا اب تو سمندر باغ بھر

بیلچہ مالی کا ہے کشتی کی ڈانڈ | ناو کا تختہ ہے ہر تختہ مگر
حبذا اے جوش دریاے کرم | مرحبا اے بحر بخشش کے گہر
شمع کی صورت سے میرا حال زار | چپ جو رہتا ہون تو پھنکتا ہی جگر
شعر سے بازار میرا گرم تھا | کھوٹے دامون اب بکا میرا ہنر
شعر سے تھا عرش پر میرا دماغ | بخت واژون نے بٹھایا خاک پر
شعر سے سکے تھے میرے ہر جگہہ | اب وہی سکے ہوے داغ جگر
شعر سے میرے منور تھا جہان | اب یہ کمبخت اور مین آٹھون پہر
شعر سے آنکھون پہ تھی میری جگہہ | اب گرا آنکھون سے ہوکر دربدر
شعر سے مشہور تھا مین دور دور | دور دور اب مجھسے رہتے ہین بشر
بار در ہوکر ہوا مین سب پہ بار | کیا یہی تھا اس ریاضت کا ثمر
تجھہ سا ممدوح اور مجھہ سا مدح گو | قہر سے جس پر پریشان اسقدر
چاک کی صورت نہین دم بھر قرار | گردشین سی گردشین ہین الحذر
ہون یہان بے خانمان و بیدیار | تیرے در کو چھوڑ کر جاؤن کدھر
دیکھ لے تلوار چلتی ہے تو کیا | قبضۂ مالک مین رہتی ہی مگر
باڑہ کاٹے نام ہو تلوار کا | تو ہی تو ہے سرخرو مین ہون اگر
مانگتا ہون یہ قصیدے کا صلہ | دوسرے سے کچھہ نہ مانگون عمر بھر
نام اسکا رکھدیا **نقش فرنگ** | تا جمے نقش مراد آٹھون پہر
ہان ادب اے **قدر** یہ گستاخیان | دیکھکر فیاض پھیلے کسقدر
ہاتھہ پھیلائے تو مانگو یہ دعا | یا الٰہی یا خدائے بحر و بر

جب تلک پانی پہ قایم ہو زمین
ہے زمین پر باغ جب تک جلوہ گر

باغ مین جبتک ہی پھولون کی بہار
پھول سے ہی جب تلک بو کا گزر

بوے گل جب تک صبا کی ساتھ ہے
ہے صبا جب تک جہان مین مشتہر

شاد ہو آباد ہو سرسبز ہو
جس سے ہین سرسبز سب اہل ہنر

یا الٰہی جب تلک گل مین ہی خار
خار کی ہے نوک جب تک نیشتر

اوسکے حاسد کی رگ جان مین چبھے
نوک خار رنج و غم آٹھون پہر

شام اودھ

در مدح سر مہاراجا مان سنگھ صاحب بہادر قایم جنگ

اسٹار آف انڈیا المعروف بہ گلدستۂ دوم

آئی بہار سبز ہوا چرخ اخضری
ہے کہکشان بھی صورت شاخ چمن ہری

کیا لالہ زار ہے شفق چرخ چنبری
سورج مکھی ہوا گل خورشید خاوری

اب کی بہار آئی ہے کیسی ہری بھری

ہر سمت دھوم دھام ہے فصل بہار ہے
رندو نکا ازدحام ہے فصل بہار ہے

ساقی کا اہتمام ہے فصل بہار ہے
خم ہے سبو ہے جام ہے فصل بہار ہے

کرتا ہے ابر تاک عجب فیض گستری

طاؤس پھر رہے ہین خرامان چمن چمن
ہین یاسمین و سنبل و ریحان چمن چمن
کیسا کھلا ہوا ہے گلستان چمن چمن
اب تو ہوا ہے تخت سلیمان چمن چمن
بوٹے اوگے ہین باغ مین امسال کیاری

گل ڈال ڈال ہے تو صبا پات پات ہے
یہ باغ بھر کی روح ہی کیا اسکی بات ہے
سبزہ اوگا ہے وہ کہ خضر جس سے مات ہے
گلزار مین ہے حوض کہ آب حیات ہے
دیوار بوستان ہے کہ سد سکندری

باندھے ہوے ہی اپنی ہوا کیا گلونکی بو
اک شور قرقرونکا ہے بالاے آبجو
مدہ مین پپیہے کوئلین ہین کیسی جابجو
آفت وہ پی کہان وہ قیامت کہو کہو
طوطے چمن کا بولتا ہے وہ ہوا بھری

مہندی کا رنگ وڑا تو یہ نقشا دکھا دیا
بن بنکے لال آیہ صنم سنا دیا
گل ہنس پڑا کلی نے الگ مسکرا دیا
لیکن صبا نے دونون کو بتا بتا دیا
گل سے صبا سے ہونے لگی جنگ زرگری

سب صحن باغ ہوگیا میدان کارزار
لالے کی پلٹنون نے جمائی الگ قطار
ہر شاخ گل کمان ہوئی خم کھا کے ایکبار
پتون کی نوکین ہوگئین پیکان آبدار
بن بنگئی ہر اک رگ گل تیر کی سری

ہے آبرو بہار کی اب تو خدا کے ہاتھ
پھیرے ہین باغبان نے کس کس بلا کے ہاتھ
رہ رہ گیا چنار بھی اپنے جڑا کے ہاتھ
پھیلے ہوئے ہین باغ مین موج صبا کے ہاتھ
بیٹرون کے تھالے ہوگئی ہولونکی ٹوکری

طارم کہنچا تو عرش معلی سے بڑھ گیا　　شمشاد اوٹھا تو سدرہ وطوبی سے بڑھ گیا
سبزہ چلا تو خضر ومسیحا سے بڑھ گیا　　سنبل بڑہا تو زلف چلیپا سے بڑھ گیا
ایک اک کو صحن باغ مین ہے کسقدر چری

اللہ کیا ہوا ہے گلستان ہی دلپسند　　ایسی خنک کہ ہوتی ہے نرگس کی آنکھہ بند
کشمیر پر زمین چمن کو ہے ریشخند　　موج صبا سے ابر بھی رہتا ہی بہرہ مند
اللہ اکبر ایسی ہے گلزار مین تری

پھرے ہے سرو ہی در گلشن سے ہوشیار　　سقا ہی ابر چھوڑتا ہے ہر طرف پھہار
سبزہ اگر ہی فرش تو فراش ہے بہار　　بلبل جو ہے نقیب تو شمشاد چوبدار
اکا صبا کا بانٹتا پھرتا ہے لوکری

دیکھو تو منتظر گل ونرگس ہین کسقدر　　آہٹ پہ کان ہین تو در باغ پر نظر
مجرے کو جھک رہے ہین درختان بارور　　لاتا ہے ایلچی صبا ہر گھڑی خبر
آتا ہے نونہال گلستان برتری

کیا مرحبا قدوم سعادت لزوم ہے　　ہر چار سمت مجمع اہل علوم ہے
دہو مین ہٹو بچو کی ہین اوسپر ہجوم ہے　　مہراج **مان سنگہ** بہادر کی دہوم ہے
اللہ رے عادل وسخی وعاقل وجری

شبدیز اوسکا برق جہندہ ہے یا ہوا　　دوڑ گیا اوسکے آگے سمند خیال کیا
چلنے مین دیکھئے تو ابھی تھا ابھی نہ تھا　　پوچھے صبا نے پاؤن وہ جادو کا بادیا
گھوڑا ہے یا چھلاوا ہے یا سحر سامری

سرعت مین ماہ سے ہی مثل اوسکا راہوار　　کرتا ہی چارون نعلون سے پیدا ہلال چار

بارہ ہلال تین طرارون مین ہین شمار	یکسالہ راہ جائے جو اوڑ جائے تین بار

پوہنچے اوسے خیال ہلالی نہ انوری

سجلی ہے بوئے گل ہی عجب با ہوا رہے	سب تیلیون پر آنکھہ کی تپلی نثار ہے
گاہے زمین پہ گاہ فلک پر مدار ہے	گویا ہوا کے گھوڑے پہ گھوڑا سوار ہے

اوسکی کنوتیون مین ہے پہرتی غضب بہری

تعریف پیل مست جو تحریر ہو ابھی	فکر بلند عرش پہ شبگیر ہو ابھی
آہ قلم مین کچھہ بہی جو تاثیر ہو ابھی	خرطوم فیل عرش کی زنجیر ہو ابھی

چلنے سے اوسکے گاو زمین کو ہو تھرتھری

رنگ سیاہ اور وہ قد بلند تر	پہلے فلک پہ خود شب یلدا ہے جلوہ گر
وہ لانبے دانت عرش کی ساقین ہین الحذر	ہودج نہین ہے تخت سلیمان ہی سے پیٹہ پر

بیشک لباس دیو مین آئی سیہ پری

حلقے مین پیل مست ہین یون جہومتے کہڑے	جیسے گھٹائین آتی ہون ساون مین جہوم کے
چنگھاڑین ہاتھیونکی وہ مستی وہ ولولے	بادل گرج رہے ہین بڑے زور شور سے

اللہ رے رعب کانپتا ہے چرخ چنبری

رکھتا ہی تیغ کو وہ جری اپنے جی کے ساتھہ	دم بھر رہی ہی تیغ بہی اوسکا خوشی کے ساتھہ
رکتی نہین ہے پر لگی لپٹی کسی کے ساتھہ	دو ٹکڑے بات کہتی ہی کس منصفی کے ساتھہ

رستم بہی ہو تو کہتی ہی منہہ پر کھری کھری

تلوار وہ کٹا نکرے پر کٹا کرے	بندوق وہ دغا نکرے پر دغا کرے
وہ پیش قبض قبض جو روحین کیا کرے	دشمن کو ڈہال نیل کا ٹیکا دیا کرے

ساری سپہ ہے مردم چشم دلاوری

سر کاٹکر کسیکا کیا خاک سربسر　　دو کر دیا کسیکو کمر سے ادہر ادہر
طوفان آب تیغ یہ رہتا ہے باڑہ پر　　دم بہر گلے گلے ہے جو دم بہر کمر کمر
کیا جزر و مد دکہاتی ہے اوسکی سپہگری

بخشی گری فوج عطارد کو بخشدی　　مریخ نے سپاہ مین کی اوسکی نوکری
خدمت ملی ہے شمس کو آئینہ دار کی　　زہرہ رہی وہ بزم طرب کی ہے مجرئی
دوا کئے اوسکی بزم مین ہین ماہ و مشتری

یہ مہر کی نگاہ کہان یہ ادا کہان　　یہ خوش مزاجیان یہ نفاست بہلا کہان
وہ اسطرح حبان کا حاجت روا کہان　　باتین کہان یہ رمز کہان قہقہا کہان
آئینہ کر سکے گا نہ اوسکی برابری

سب پر نظر ہے عین عنایت ہے آنکہہ مین　　سرمے کے بدلے کحل مروت ہے آنکہہ مین
پتلی سیاہ مہر محبت ہے آنکہہ مین　　تار نگاہ رشتۂ الفت ہے آنکہہ مین
مد نظر ہے مردم دنیا کی بہتری

نظرون سے مین گر دن یہ مجہے کب ہراس ہے　　ہر آنکہہ اوسکی پلۂ سنگ قیاس ہے
کیا مردم سیہ کی محک اوسکے پاس ہے　　نظرون مین جانچ لیتا ہے مردم شناس ہے
جسطرح سے پرکہلے جواہر کو جوہری

گو لاکہہ فکر لاکہہ سے ہے غور قدر کو　　ایسا نظر نہ آئیگا اب اور قدر کو
کر دیگا کامیاب وہ فی الفور قدر کو　　عادت ہے بندگی کی اسیطور قدر کو
جسطور اوسکی ذات مین ہے بندہ پروری

مرد خدا جہان مین جب تک صبور ہو
شہرہ خدا کرے کہ بہت دور دور ہو
جب تک رخ عبادت نے اہد پہ نور ہو
نیکی کا اوسکے ہاتہ سے ہو جب ظہور ہو
بخت سعید کے لئے جب تک ہے مشتری

کالی بلا جہان مین جب تک ہے یا خدا
جب تک سیاہ کار ہین بدنام جا بجا
جب تک جہان مین ہے شب یلدا کا سامنا
مشہور جب تلک رہے ٹیکا کلنک کا
اوسکے عدو کا بخت ہو کاجل کی کوٹھری

عیسیٰ کے معجزون کا بیان کیا شمار ہے
رکھا جو نام شام اودہ یادگار ہے
میرا قصیدہ قدرت پروردگار ہے
شام اودہ یہ صبح بنارس نثار ہے
آنکھین کھلین جو ایک نظر دیکھے انوری

تمت

گُلِ عبّاس

در مدح ڈپٹی میرزا محمد عباس بیگ خان بہادر اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر لکھنو المعروف بہ گلدستہ سوم

مصیبت وہ پڑی ہم پر کلیجا ہوگیا پانی
بنا جو اشک کا قطرہ ہوا لعل بدخشانی

پلک پر جب تلک تہا بس جبہی تک قدر و قیمت تہی
کسی نے گرتے گرتے آنکہہ سے صورت نہ پہچانی

جگر کی کاوشون نے ایک یہ بہی گل کہلایا تہا
سو دبکر خاک مین اب بنگیا وہ جوہر کانی

مگر یان انقلاب دہر و گردشہاے دوران سے
کبہی جب خاک پر بادل کرے گا قطرہ افشانی

تو ہوگا نامیہ سے کچھہ عجب عالم زمانے کا
بنے گا تختہ صحن چمن اک تختہ مانی

بنے گا کوئی تختہ لاجوردی کوئی زنگاری
بنے گا پستئی کوئی کوئی کاہی کوئی دہانی

ہجوم خار ہوگا جا بجا صحرا کی راہون مین
نئی شاخین نکالیگی ہر اک شاخ مغیلانی

لٹک کر خاک پر گر جائینگے شمشاد کے طرے
کہ جس سے زلف سنبل کو بہی ہوگی اک پریشانی

چمن مین پٹیان مہندی کی وہ شکلین نکالینگی
کہ راے باغبان پر ختم ہوگی ہندسہ دانی

ہرے ہونگے درخت تاک طارم پہیلجاے گا
پہلین گے خوشہ انگور صحرائی و بستانی

نشیمن سرو پر رکہے گا اپنا طائر سدرہ
کہین طوبی سے بہی ہوگی زیادہ اوسکی طولانی

سبنے گا سبزہ نوخیز ریش خضر صحرا مین
بنے گی عشق پیچان موے درویشان ساسانی

زمین باغ دکہلائیگی باغ سبز گردون کو
دہنک کیطرح ساری کہکشان ہوجائیگی دہانی

نظر آئینگی سب پہولی ہوئین شہرونکی دیوارین
بہار انکے مزے لوٹینگے سب آزاد و زندانی

یہ عالم دیکھکر مجنون کے زخم دل ہری ہونگے
یہ موسم دیکھکر لیلی بہی ہوجائیگی دیوانی

کہین سبزے پر آکر سانپ شب بہر اوس چاٹینگے
کسی میدان مین کوک اوٹھینگے طاؤس بیابانی

اندہیرا دشت مین کردینگے گہر کر بانس کے کوٹھے
کٹہرے مین ٹہرینگے خود بخود شیر نیستانی

زمین پر سبزہ وہ پھیلے گا مٹجائینگے سب جادے
بھٹک کر خضر کو بہی ہونگی لاکہون ٹہوکرین کہانی

پہاڑون پر دکہائی دے گا ایسا ایسلون سبزہ
کہ گویا جڑ دئے ہین سنگ پر فیروزہ کانی

نہ ٹھہرے گا کبہی نظرون مین سبزہ دشت ایمن کا
کریگی چاندنی جب کھیت جنگل ہوگا نورانی

کرن پہوٹے گی جب خورشید تابان کے پہاڑون پر
تو نخل طور کی ہر نخل پر ہوگی چراغانی

خمیدہ ہوگا گیسوے بید مجنون سبز ہو ہوکر
ہرا ہوجائیگا اک سمت انجیر کہستانی

کسی جنگل مین ہونگی بوٹیان اکسیر کی پیدا
کہین چاندی کے پیڑ اپنی بہی دکہلائینگے طولانی

جمیگی اسقدر کائی کہ سب پتہر ہرے ہونگے
پہاڑون پر چڑہے گا ہوگا ایسا جوش مین پانی

پڑے گا عکس سبزہ اسقدر انسان کی آنکہونمین
ہرا ہوجاے گا تار نگاہ چشم انسانی

بشر کو یہ گمان ہوگا ہری عینک چڑہا لی ہے
نظر دوڑائینگے جس سمت بڑہ جائیگی حیرانی

زمین سبز آسمان سبز اسطرف سبزہ ادہر سبزہ
ہری پٹ پر دکہائی دے گی آبادی و ویرانی

گل سرخ اور دونون مالی کہین ڈہونڈے نہ پائیگا
جو گلدستے مین ہوگی حاجت گلہاے بستانی

وہ جب میدان باغ و راغ بالکل چہان ماریگا
سمند فکر کو جب دے چکے گا خوب جولانی

مطلع

اودہر بہتا بہرتا آئے گا وہ ظلم کا بانی — مرا آنسو گرا تھا جس جگہہ ہوکر لہو پانی

وہان وہ خون گرفتہ آتے آتے دیکھتا کیا ہے — زمین سے پہوٹ کر نکلا ہے اک نخل بیابانی

درخت ارغوان یا ساؤنی یا نخل لالہ ہے — وہ یکتا نور کا بالکل ہے نخل طور کا ثانی

لہو کے خونمین ڈوبے ہوے بس لال انگارے — لگے ہین تین گل رشک گل مہر درخشانی

کہ جن پر لٹ مرے دلکی تمنا اور نومیدی — کہ جن پر کٹ مرے روح بناتی روح حیوانی

جگر کی تاب طاقت قدر کی آنکھونکی بینائی — فراغ خانہ ویرانی فروغ سوختہ جانی

جو بو ہے خون کی بو ہی جو رنگت خون کی نگت — صدا جنکے چٹکنے کی صدائے مرثیہ خوانی

غرض وہ سفت بر ہو اور گل جوئندہ یا بندہ — بڑہا کر ہاتہہ توڑے اونکو با صد خندہ پیشانی

پہر اونکے تین گلدستے بنائے واہ ری قسمت — وہ گلدستے ہون یا گنج طلسم عالم فانی

جہان کوئی اونہین دیکھے اونہین کا ہو رہی آخر — پہر اسمین خواہ مومن خواہ ہندو خواہ نصرانی

وہ خود مختار بے پوچھے بگچھے لیجا کے گلدستہ — حضور ڈائرکٹر نذر رکہدے اپنی من مانی

وہان سی پائے مسٹر بائکیٹ کے نام اک چٹھی — مگر ناکام پہر آئے نہ ہے تقدیر ربانی

پہر اوسکو لا کہہ مین رو کا کرون سنتا ہے کب میری — کرے مہراج قائم جنگ کے ڈیوڑہی کی دربانی

ملے دربان و خدام و رفیقان و مصاحب سے — بہر صورت مہاراجا کو دے گلدستۂ ثانی

وہان سے بہی وہی ہو پہر تو یا تقدیر یا قسمت — سر بازار پڑہوا تا پہرے تحریر پیشانی

مجہے جسدم ملے مین یہ کہون کیون مین جو کہتا تہا — چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

سنا ہو تو نے بہی ثالث بجبر آگے تری قسمت — چلا چل ساتہہ میرے دیکہہ پہر اسرار یزدانی

نیا ارض و سما پائے نیا صحن و فضا پائے — نئی آب و ہوا پائے نیا دانہ نیا پانی

زمین جسکی فلک سے ہے آسمان عرش معلی ہے | عجب صحن کشادہ جسطرح حاتم کی پیشانی
عجب آب و ہوا جس سے دم عیسی ہو شرمندہ | جہان کی سرزمین کا آب و دانہ قوت روحانی
کہین نہرین کہین گلشن بہر آگے ہی وہی کوٹھی | جو ہے جنات تجری تحتہا الانہار کے ثانی
رفیع اسدرجہ رفعت پست جس سے ہمت حاتم | وسیع اسدرجہ وسعت تنگ جس سے عزم سلطانی
سر گردنکشان سے یکڑیان جسنے کرائین ہین | بلندی وہ مہ گردون گھسے چوکھٹ پہ پیشانی
سبھی اتنی دولہن ہی منہہ چھپائی جس سے گھونٹ مین | ہزارون کرسیان میزین چاو قصہ ہی طولانی
یہ راز کبریا میرے چھپائے چھپ نہین سکتا | کہ ہر اون کرسیون مین ایک کرسی سب سے نورانی
اوسی کرسی پر اک اللہ اکبر عرش کا تارا | کہ جسکے نور سے برق طبیعت کو ہو جولانی
قطعہ
جو یا عباس کہکر مین اوٹھالون نیزۂ خامہ | جو کہکر یا علی مین کھینچ لون تیغ ثنا خوانی
ابھی تو مدح کے میدان مین گرتا ہے مرا جھنڈا | ابھی تو جھولتی ہے عرش سے تیغ زباندانی
ابھی احسنت گویان روح سودا چونک اوٹھتی ہے | ابھی شاباش خوانان دوڑتا آتا ہے خاقانی
ابھی منہہ چومتے ہین آکے جبرئیل امین میرا | کہ ہان اس منہہ سے نکلے نام عبد خاص یزدانی
امیر وقت ڈپٹی میرزا **عباس خان صاحب** | کہ جسکی ذات سے ہے عزت نوابی و خانی
نمازی متقی پرہیزگار و مومن و صالح | کہ جسکے آب و گل مین ہے قیام رکن ایمانی
قطعہ
سخی ایسا کبھی رہنے نہ پائے گا نہ ٹھین پیسا | جو کچھ پائے بہا لیجائے اوسکا جوش فیضانی
سبب یہ ہی علو مرتبت پر خاکساری ہے | بھلا اونچی زمین مین جمع ہوتا ہے کہین پانی
بخیر انجام ہوگا اوسکا ہے نیت بخیر اوسکی | کہ الاعمال بالنیات دینی ایک س بانی
یہ فکرین ہین دشیقے اور بنشین سب کی جاری ہین | گدا ہو گئے خدام وحقداران سلطانی
کہ سر رکھتے ہین لیکن سر کا کچھ سامان نہین رکھتے | براے نام باقی رہ گئی ہے نوابی و خانی

NIA UNIV... LIBRARY

دیا دلوا دیا دینے کی راہین اوسنے بتلادین
کمیٹی کی کہ ہو محتاج لوگونکی تن آسانی

چھپا کر پردہ دارونکو دیا کیا پردہ پوشی ہے
خبر پونہچی نہ کانون کان دیکھو فیض پنہانی

زبان و چشم و عقل و دل پر اوسکے ختم یہ چارون
خداگوئی خدا بینی خدا فہمی خدادانی

شب معراج موے سر ہین سر عرش الہی ہے
رخ پر نور قرآن لوح قرآن اوسکی پیشانی

عجب نام خدا ہے مد بسم اللہ ہر ابرو
وہ آنکھین چہرے پر قرآن مین ہین آیات قرآنی

کتاب شرع کہنا اوسکے رخسارے کو احسن ہے
کہ ہے ریش مبارک رحل قرآن مسلمانی

صراحی ہے مے حب علی کی گردن نازک
چھلکتی رہتی ہے جسمین شراب منقبت خوانی

غدیر خم کا میخانہ ہے سینہ خم ہے دل اوسکا
کہ ہے مہر علی مے جوش مے ہے جوش عرفانی

جو آتش چاہیئے ہو دین کی وسکو حرارت ہے
رگون کی نل سے کہنچتی ہی شراب مہر عمرانی

وہی مے ہے کہ کہنچکر جمع ہوتی ہے پیالون مین
محرم مین جبھی ہوتی ہین آنکھین اوسکی طوفانی

غم شبیر کی نشاے مین یہ مدہوش ہوتا ہے
نہ آئے ہوش مین آنکھین نہ چھڑکین جبتلک پانی

کھلا ہے یہ کہ وہ بغض و حسد کینہ نہین رکھتا
ہے اتنا صاف سینہ دیکھہ لو اسرار پنہانی

ہلائے لب تو ہر اک سنگدل کو موم کرڈالا
ہے اعجاز کلیم ایسا کہ پتھر ہوگیا پانی

وہ موتی رولتا ہے اور کیا کیا لعل اوگلتا ہے
جو باتین ہین در غلطان تو لب ہین لعل رمانی

جہان جس سے ملائی آنکھہ اوسنے دم نہ مارا پھر
نگاہ قہر اوسکی سرمۂ و تیغ صفاہانی

عدو روباہ بازی کرکے اوس سے پیش کب پائے
کہ ہے پنجے مین دامان وفای شیر یزدانی

ہلال آسمان بنجاے نعل اشہب خامہ
ملادے عرش سے ڈانڈا مراز در سخندانی

سواری کی صفت مین اسقدر میدان باندہو نین
فضاے لامکان ہو صفحۂ کاغذ کی طولانی

وہ گھوڑے اوسکی ہین چالاک کچھہ ٹھہرین تو کچھہ ٹھہرے
کسی شاعر سے بندہ سکتے نہین اتنی ہی جولانی

وہ گھوڑے ہین کہ جنسے نقرۂ مہتاب داغی ہو — مثال ابلق ایام صورت اون کی نورانی
قدم کا داایڑین میٹھی پویئ دوڑنا جمنا — ہین سب اہون مین ترکی اور تازی اوسکے لاثانی
کشادہ سینہ وسم پیش و پس بھاری کمر نازک — ذراسی تھوتنی چھوٹی کنوتی چوڑی پیشانی
بلا کا کھچنا ہے آفت کا کنڈا کرنا ہے اونکا — کرین خود اپنی دم سے اپنی جہرکی مگسرانی
وہ چوکنے اونہین ہے تازیانہ دُم کا چھوجانا — کھٹک پتّے کی ہی اونکو کنوتی اونکی ہلجانی
قدم بازا ایسے گو یا زیر پا امواج دریائی — سبک خیز اسقدر ہلنے نہ پاے پیٹ کا پانی
اشارون پرچلا کرتے ہین وہ شایستہ گھوڑے ہین — کہ صورت اونکی حیوانی ہے سیرت اونکی انسانی
طرارا بھر کے مار آئے ہین ٹاپین شیر گردون کو — نشان ہین اونکے سم کے یہ مہ و مہر درخشانی

مطلع

انہین آتش کے پرکالون مین ہی بجلی کی جولانی — ہوا چھوتی نہین ممکن ہی اونپرکب ہوا کھانی
سمجھکر موقلم کو تازیانہ صاف اوڑجائین — مرقع مین اگر کھینچے اونہین بہزاد یا مانی
لآلی سخن بنجائین ہونٹھون پردُرِ غلطان — کرین آقاے نعمت پیٹھ پر اونکی جو لسّانی
کہین شیرین ادا ایسے میٹھے پوئی مین جو کڑدی ہون — یہ سب نقل کواکب لپکے ہون ریگ بیابانی
اشارون مین اوڑین اوڑکر کئی برچھیون پہ جا اوترین — معاذ اللہ براق اونکو نہ سمجھے کوئی دہقانی
یہی ثابت ہو جاتا ہے ہوا پرابر کا لکّہ — چڑے ہے اونپر جو کوئی اوڑ ہکر بارش مین بارانی
جو نکلے جیم مُنہہ سے چین مین تو لام لندن مین — سوارون سے ذرا چل کہکے دیکھے اونکی جولانی
خبر پیچھے پڑی رہتی ہی وہ آگے پونہچتے ہین — بنی ہے تاربرقی سے دم اونکی مین نے پہچانی
ہوا جسطور بادل کو اوڑا لیجاتی ہے کوسون — وہ یونہین بگھیونکو کھینچ لیجائین بآسانی
کلین ہین یا کہ گھوڑے ریل ہی یا سیج گاڑی ہے — پری ہر باد پا سے بگھیان تختِ سلیمانی

خداوندا یہ گھوڑے ہین زمین پر یا فرشتے ہین ۔ الٰہی بگہیان ہین یا سٹرک پر رفرف ثانی

سٹرک پر لعل سے رہتے ہین آتش زیر پا گھوڑے ۔ دخانی کشتیون کا بگھیون سے ہی جگر پانی

سوار اون پر وہ بحر فیض وہ سرچشمۂ ہمت ۔ کہ جسکی موج آب تیغ سے عالم ہو طوفانی

مطلع

گلے مل ملکے ہو اوسکے عدو کی دشمن جانی ۔ کہ سر سہلاے بھیجا کہاے وہ تیغ صفاہانی

چم وخم صورت شاخ خمیدہ کیون نہو اوسمین ۔ کہ اوسپر اوڑ کے بیٹھا ہے عدو کا مرغ روحانی

لہو پیتی ہے لیکن پیٹ پھر خالی کا خالی ہے ۔ مگر شیطان کی ہے آنت گویا اوسکی طولانی

وہ زخمی بھی اگر چھوڑے تو ہی اُسکی چمک قاتل ۔ کہ جیسے چاندنی کہایں یہ پڑتی اوسکی تہوانی

کبھی وہ سان پر چڑہتی نہین کیا آبداری ہے ۔ ہلال آسا نہ سیکھے آسمان پر گردشین کہانی

جہان گردن کشی دیکھی وہین طوق گریبان ہے ۔ کیا جب سامنا جھنپے وہین ہی جبین پیشانی

صراط حشر کا پل جو سنا ہوگا خم اوسکا ہے ۔ بُری ہے آنچ ہے نار جحیم اوس تیغ کا پانی

وہ جھنکارین کہ طوطی بولتا ہے جنگ مین اوسکا ۔ چمک ایسی چمک جا را آئینے کو جس سے حیرانی

بڑی رنگین بیان ہی کیا ہی چلتی ہی زبان اُسکی ۔ دہان زخم سے اکثر کیا کرتی ہے لسّانی

بڑی آتش زبان ہی منہہ سے اوسکے پھول جھڑتے ہین ۔ لگائے آگ پانی مین وہ اوسکی شعلہ افشانی

برابر نصف کراتی ہے انصاف اسکو کہتے ہین ۔ پھر اسکو ایک منصف کی بغل مین پرورش پائی

وہ منصف ہے کہ جسکے سامنے شرمندہ ہین عادل ۔ مثال طاق کسریٰ جھک گئے انصاف کے بانی

نہ وہ بخشش کہ جس سے فسق کی بازار کو گرمی ۔ نہ بخل ایسا کہ جس سے زہد کا رخسار نورانی

نہ اتنا رحم جس سے بے ادب ہو جائین سب لوگ کر ۔ نہ اتنا غصہ جس سے خادمون کا ہو لہو پانی

نہ تارونکی طرح آنسو نکلنے بس نکلنے جب ۔ نہ مثل صبح صادق اوسکو جب آئی ہنسی آئی

نہ وہ کوتاہ قدی جس سی اوٹھے فتنۂ محشر
نہ وہ بالا بلندی ہو جو سر باغ نادانی

نہ وہ کثرت کہ پیدا اک غلو مذہبی جس سے
نہ وہ قلت نمایان جس سی کچھہ بہی سست ایمانی

غرض خیر الامور اوسط یہ ہے دارومدار اوسکا
عدالت اسکو کہتے ہین پھر آگے قصہ طولانی

عجائب فیض ہی اوسکا کہ ہین فیاض لڑکے تک
سمندر کیطرح نہرون پہ بہی ہی فرض لہرانی

ہم اوسکے فیض مین ڈوبے ہین کچھہ کہئی تو کیا کہئے
مگر امڈا ہی غم اتنا کہ ہم پر پھر گیا پانی

رخ و گیسو کے اب مضمون تلک ہمسے نہین بندہتے
کہ ہے آفت کی حیرانی قیامت کی پریشانی

یہ اوسکے بار منت مین دبے ہین ایک مدت سے
کہ سر اوٹھنا ہی مشکل ہی پھر آنکھین چار ہو جانی

مطلع

گھٹا اوٹھی ہے کعبہ کیطرف سی ایسی نورانی
کہ پی آئی ہو زمزم کے کنوئین کا جسطرح پانی

اوٹھی کالی گھٹا یارب کہ کعبے کا اوٹھا پردہ
گنہہ دہو جائینگے اس ابر رحمت سے بآسانی

نہ کچھہ قاضی کا خطرہ ہے نہ کچھہ مفتی کا دہڑکا ہے
برسنے مین نہ گھر سے نکلینگے وہ ظلم کے بانی

مچے ہر بونگ میخانہ مین بگڑی اوچھلے شیشے کی
اسی تنور سے اکبارگی محفل ہو طوفانی

لگا ئے تاک جہانتک اسدرجہ ہر بدمست شیشی مین
نہو پیر مغان سے دختر رز کی نگہبانی

کدہر ہے ساقی رنگین کدہر ہی مطرب سیمین
کہان ہے قوت جانی کہان ہی قوت روحانی

سنادے قلقل مے چھیڑ دے طنبور کے پردے
کدہر ہی غیرت جم کسطرف ہے خسرو ثانی

قرابہ کھولدے مے کا سمان اک باندہ دیگا
بہے اک فیض کا دریا رکے بہتا ہوا پانی

چڑہا دے آتشی عینک کہ مجھکو دور کی سوجھے
سنادے راگ دیپک کا گلا ہو شمع نورانی

چڑہے وہ قدر کو نشا کہ اوسکو حال آجائے
بڑا اللہ والا ہے بڑا مجذوب حقانی

جسے جو کہدیا منہ سے پہر اوسمین بل نہین پڑنا
کیا کرتا ہے لیکن اپنے آقا کی ثنا خوانی

کہ یا رب جب تلک پانی پہ ہو فرش زمین قایم
زمین پر جب تلک موج ہوا کو ہو ہوا کھانی

ہواے نامیہ ہو نامیسے رنگ و بو پیدا
جہانتک رنگ و بو ہو آب و رنگ روے بستانی

جہانتک بوسے گل ہووے مشام فکر عطر افشان
جہانتک فکر سے گرماے بازار سخندانی

الٰہی ہو مرا ممدوح ممدوح جہان ہر دم
کرے ہر ایک شاعر اوسکی مدحت مین سخن رانی

شگفتہ ہو گل خورشید کی صورت رخ انور
برنگ صبح صادق ہو ہمیشہ خندہ پیشانی

سکندر کی طرح نام اوسکا روشن ہو زمانے مین
الٰہی مثل عمر خضر عمر اوسکی ہو طولانی

خداوندا جہانتک ہون بخارات زمین پیدا
بخارات زمین سے ابر ہو اور ابر سے پانی

رہے پانی سے جب تک ہر سمندر موجزن یارب
رہے موجون سے جب تک روے سطح خاک طوفانی

رہے طوفان سے جبتک تلاطم بحر ہستی مین
تلاطم سے رہے جب تک بشر کو وحشت جانی

الٰہی اوسکے دشمن پر رہے بوچھار لعنت کی
رہے طوفان غم کی اسقدر اوسپر فراوانی

جو اوبھرے وہ تو اوسپر گر پڑے برق غضب یارب
جو ڈوبے پھر نہ اوبھرے اسقدر اوسپر پھرے پانی

گل عباس رکھا نام ہمنے اس قصیدے کا
کرین تا میرزا عباس سن سنکر زر افشانی

تمت

قصیدہ کشت زعفران

در مدح جناب پنڈت شیو نراین صاحب بہادر ڈپٹی انسپکٹر ضلع لکھنؤ

اک منجم نے کہا اونتیسوین کو ناگہان
عید کا چاند آج ہوگا عید کل ہوگی یہان

خیر یہ مژدہ سنا جدم تو سنکر وقت شام
دوڑ کے کوٹھے کی طرف ہم سب لگا کر نردبان

کوئی آگے کوئی پیچھے جیسے مالے مین گہر
تارے سب اوپر حباب تھے زینہ تھا خط کہکشان

ایک سطر شرح سے جیسے بہرے بین السطور
اسطرح اوس نردبان مین جمع تھے خرد و کلان

یا فلک نے پاون لٹکائے اوترنے کے لئے
یا زمین نے ہاتھ پہیلائے بسوے آسمان

یا اوٹھے گاوزمین کے سینگ دونون الحفیظ
یا جہکی ہین شاخہاے نور گردون الامان

یا سنڈہے بیلین چڑہین نوشاہ روز عیش کی
یا عروس شب نے زلفین اپنی چہوڑین تا یہان

یا زمین پر جہک پڑے بیت المقدس کی منار
یا اوٹھے کعبے سے دو گلدستۂ بانگ اذان

یا چمن سے بڑہ چلے افلاک کو شمشاد و سرو
یا جہکی ہین سدرۂ و طوبی کی نیچی ڈالیان

یا فلک نے شست ڈالی ہو سوے ماہی زمین
یا زمین نے ماہ پر پہینکی کمند امتحان

یا شکنجے مین کبھی تکلیف ماہ صوم کی
اک مہینے سے کیا تھا بند اسنے آب و نان

الغرض جب چڑہ گئے کوٹھے پہ ہم سب روزہ دار
اور اکٹھا ہو گئے اوس چھت پہ سب پیر و جوان

کوئی عینک سے سو مغرب لڑاتا تھا نظر
دوربین خادم سے اوٹھواتا تھا کوئی ناتوان

کوئی یونہیں ٹکٹکی مغرب کی جانب باندھتا　کوئی مٹھی آنکھہ پر رکھکر بناتا دیدبان
کوئی کہتا تھا وہ کیا مینار پر نکلا ہلال　کوئی سے سر ملاکر ہنسکے کہتا تھا کہان
کوئی مہتابی سے چلاتا تھا حضرت بندگی　کوئی کہتا تھا مبارک عید تمکو چاندخان
کوئی تارا دیکھکر اونگلی سے بتلاتا تھا چاند　کوئی بے دیکھے ملا دیتا تھا فوراً ہان مین ہان
آنکھہ ملکر کوئی کہتا تھا چکا چوند آگئی　میری آنکھون کے تلے اڑنے لگی ہین تتلیان
تھک تھکا کر لوگ جا بیٹھے منڈیرون پر الگ　اور کچھہ ٹہلا کئے ہر سمت بالاے مکان
کوئی پورب کی طرف جاتا کوئی دکھن طرف　کوئی پچھم مین شفق کا دیکھتا پھرتا سمان
میرے خادم کی نظر اوتر کی جانب جا پڑی　آسمان پر دیکھتا کیا ہے طلسمات جہان
ابر سا پہیلا چلا آتا ہے اک خط سیاہ　جیسے لُنڈھ کر پھیلے کاغذ پر سیاہی ہو دوان
یا ہوا ہے موجزن دریاے نیل زنگبار　یا بخار بحر اسود چھا گیا تا آسمان
یا اوترتا ہے ہما روے ہوا سے قاف پر　یا ہوا ہے قاف سے سیمرغ کوہی پرفشان
یا ہوا ہے کوہ تبت مشک افشان ہند پر　یا ہمالہ کے کسی چوٹی سے اوٹھا ہی دہوان
یا فلک مین لگ چلا ہے چاند کی صورت گہن　یا زحل کے مثل کالا ہو چلا ہے آسمان
دیکھکر یہ حال مجھسے میرے خادم نے کہا　کالی آندہی اوٹھی ہے کب تک ٹھہریگا یہان
ڈانٹ کر مین نے کہا اوس سے تجھے کچھہ عقل ہے　خیر ہے اندہیر ہے کرتا ہے کیون شور و فغان
نادمین کیون خاک اوڑاتا ہے یہ کیا سوجھی تجھے　آج کل جاڑے ہین جاڑون مین بھلا آندہی کہان
بڑھتے بڑھتے جب وہ خط وسط السما پر آگیا　سنسناہٹ پھر تو اک ہونے لگی اوس سے عیان
رفتہ رفتہ اک عجیب آواز پیدا ہوگئی　شور تھا ہنگامہ تھا ہر اک طرف تھی قیل قال
غور سے دیکھا نہ وہ خط تھا نہ وہ آندہی نہ ابر　آرہی تھین اک پرا باندہے ہوئے مرغابیان

بوسے سب احباب کیا جاڑا پڑا کشمیر مین / مارے جاڑے کے یہ اڑ آئین سو ہندوستان

سنکے یہ مرغابیون نے صورت کبک دری / مار کر اک قہقہہ اس رنگ سے کھولی زبان

آتے ہین کشمیر سے آقا سے نعمت ریل پہ / ہم یہ سوچے سبکو دین چلکر مبارکبادیان

ذات عالی کیا ہے ابر فیض و فیض بیشمار / ریل کیا ہے اک نہنگ بحر جود بیکران

ریل ہے تخت روان وہ شاہ تخت علم و فضل / ریل ہے تخت سلیمان وہ سلیمان جہان

ریل ہے یا کوہ آدم یا کہ سنگدیپ ہے / ریل ہے یا اژدہا ہے یا کہ طاؤس جنان

بھاگتی چلتی ہے رم پیدا ہوئی ہی اسکے ساتھ / ریل سے رم ہمعدس ہے جوڑلین تار سخدان

کیا تماشا ہے کہ گھر بیٹھے کرو عالم کی سیر / کیا تماشا ہے مسافر ساکن و منزل روان

ایک انجن کھینچ لے سب گاڑیون کو واہ واہ / ایک رستم فتح کر لے ہفتخوان کا ہفتخوان

مرغ کہہ سکتے ہین لیکن مرغ آتشخوار ہے / کوہ کہہ سکتے ہین اسکو ہم مگر آتش فشان

ریل برج آتشی راکب ہے مہ نیر برج عقل / ریل ہے خم فلاطون وہ فلاطون زمان

ریل اک حکم روان ہے وہ شہ رنگین ادا / ریل اک سرو خرامان ہے وہ رشک بوستان

ریل تو ہے لکۂ ابر اور وہ ہے برق حسن / ریل تو گردون گردان ہے وہ ماہ آسمان

ریل ہے دیو پری پوش وہ پریخوان کمال / ریل سیمرغ دخانی ہے وہ رستم پہلوان

ریل ہے یا اک شب قدر اور تری ہی افلاک سے / اسکا راکب ہے کہ یارب قدر کا ہی قدردان

قدردان اہل معنی معنی اسرار علم / علم آموز فصاحت افصح ہندوستان

نام ڈپٹی **شیو نراین** کام ہی نام آوری / نامدار و نامور نام آور و نام آوران +

حاتم بزم سخاوت رستم میدان عزم / گاہ وقت انکسار و کوہ وقت امتحان

مطلع پرنور ایک ایسا پڑھون با آب و تاب / جس سے چمکے خود مثال کہکشان میری بیان

مطلع

ہونٹھ سی گوہر فشان ہے ہاتھہ سے زر فشان
اک سخن سے ایک فیاضی ہی دونون بحر و کان

یہ در دندان کی اوسکی دُرفشانی دیکھیے
گرتے گرتے ہون زمین پر آب گوہر گلیان

فیض اوسکا اتنا جاری ہی جو دے سائل کو بھیک
کشتی درویش ہو سائل کے ہاتھون مین روان

کیون نہ چمکے اشرفی ہے میل اوسکی ہاتھہ کا
کیون نہو سکہ روان ہے اوسکے قدمون کا نشان

کوئی کیا جانے لب نازک ہین اوسکی سرخ کیون
تھا وہ بچپن سے زمانے مین غضب رنگین بیان

لب کے شیرینی سے تہا مشہور وہ شیرین سخن
جب سے خط نکلا ہوا وہ طوطی ہندوستان

خاک پر اوسکا طلائی رخ جو ہو سایہ فگن
بیٹر چاندی کے اوگین یا کیمیا کی بوٹیان

عقل کی رو سے جو پوچھو عاقل ہفتاد سال
عمر کی رو سے جو دیکھو سخت کوش نوجوان

دنکو دورے مین رہا کرتا ہے مثل آفتاب
شہرہ مشرق سے ہی مغرب تک جہان دیکھو وہان

شبکو رہتا ہے کتب بینی کا اوسکو شغلہ
بال بنکر سر سے نکلا ہے چراغون کا دہوان

صبح سے چلتا ہے خامہ جسطرح خودا شعاع
شام سے پہرتا ہے خامہ جیسے خط کہکشان

ابتدا و انتہا سے نثر ہے خامے کے ہاتھہ
جیسے سبزے کے کنارے سے پر اوگی سرخیان

صورت تحریر ہے تقریر اوسکی دلپذیر
آپ اپنا ہے وہ ثانی آپ اپنا ترجمان

ہے زبان اک برگ لیکن گفتگو مین باغ باغ
ہے دہن اک غنچہ پر بلبل کی صورت خوش بیان

یہ بیان اللہ اکبر اس دہان تنگ پر
کیا تماشا ہے کہ اک کوزے مین ہو دریا روان

اوسکے دریاے مروت کا جو اک شمہ لکھون
موج کی مانند میرا خامہ ہو رطب اللسان

رشتۂ الفت لپٹ کر بنگیا تار نگاہ
آدمیت آنکھہ مین آئی ہے بنکر پتلیان

مثل مژگان کوئی کیا استادگی اوس سے کرے
صورت ابرو جھکا رہتا ہے ہر دم ہر زمان

کوئی سرکش ہو تو ہو لیکن وہ خود ہے منکسر
تیر کوئی ہو تو ہو لیکن وہ خود ہے اک کمان

گو کرے کوئی درشتی اوسکو ہے نرمی ہی کام
یون ہے سب مین جسطرح بتیس دانتو مین زبان

سر سے لیکر پاؤن تک ہرگز نہین سختی کہین
یا الٰہی کیا غضب پیدا ہوئی ہین بیجا سے استخوان

اوسکا رتبہ ہے بلند اوسپہ تواضع دیکھنا
ہر جگہہ سے وہ خمیدہ ہے مثالِ آسمان

جھک کے وہ تعظیم سے اوٹھتا ہی اے شانِ خدا
ایک ہے شخص آن واحد مین بنے پیر و جوان

قد بالا ہے الف جسدم جھکا نون ہو گیا
یہ اشارہ ہے کہ بس یہ آن ہے اپنی ہر آن

اس تواضع پر وہ رعب اوسکا جما ہے خلق مین
کوئی طرار اوسکے آگے جبکہ دکھائے شوخیان

مثل شعلہ کانپ کانپ اوٹھے زبان آتشین
شمع سرکش کیطرح گو منہہ سے نکلی ہو زبان

دس زبانین مثل سوسن بھی اگر بالفرض ہون
غنچہ سر بستہ کیصورت ہون تالو مین نہان

نبض سے جنبش اوڑ جائے بالکل رگ گل کیطرح
لالہ سان اکدم نہو تن مین لہو ہرگز روان

پتلیان پتھرا کر آنکھون مین بنین کاجل کے داغ
رعب سے تارِ نظر جلکر اوڑے مثل دخان

آدمی تصویر بنجائے تو تصویر آئینہ
آئینہ پتھر ہو پتھر بے سکت ہو خاک سان

ہو سکوت اسمین تو اوسمین صاف حیرانی نمود
اسکی قلعی کھولدے کھودے سب اسکی سختیان

مطلع

مرحبا اے تاب روح ناتوان نیمجان
حبذا اے عیسیٰ دردِ درونِ ناتوان

فکر روشن میری تیری بام شہرت کا قمر
ذکر عالی تیرا میرے مہر دل کا آسمان

ہاتھ تیرے دونون میرے قفل معنی کے کلید
کان تیرے دونون میری جوہراتی کی کان

طرۂ گیسو ترا طرہ مری دستار کا
گلشن رخسار تیرا میری سر پر گلفشان

تیرے دندان اس دل بیمار کو حب الشفا
تیرے لب اس ناتوان وزار کو یاقوتیان

تیری پیشانی کی چینین موج دریاے سخا
تیرے ابروکشتی بحر نجات بیکران

تیری پتلی وقت مشکل پر غریبون کی سپر
تیری پلکین میرے دشمن کیلئے تیر و سنان

تیری آنکھین میری خاطر آہو دشت مراد
تیری نظرین میرے حق مین دو کمند امتنان

یک نظر فرما کہ مستغنی ہو شوم زا بناے جنس
ہاتھہ پھیلانا پڑے مجھکو نہ پیش ناکسان

بلکہ وہ خود ہاتھہ پھیلائین تو دون نقد صلہ
بلکہ وہ خود آکے چلائین تو دون اوداغفان

روشنی پھیلے یہ میری وہ کرین کسب ضیا
مہر گردون مین بنون وہ لوگ ماہ آسمان

تیرے مداحون مین جب سے نام میرا درج ہے
شکرستان تو بنا مین طوطی ہندوستان

تو گلون کا رشک ہے مین بلبلون کا رشک ہون
تو جو ہے فخر ایران مین ہون فخر شاعران

تو ہے عادل کا عدیل اب مین ظہوری کا ظہور
تو اویس عہد ہے اب مین ہون سلمان زمان

جب برس پڑتا ہے تو اوسدم چمک اوٹھتا ہون مین
تو ہے اک ابر سخاوت مین ہون اک برق دمان

جس جگہہ تو گلفشان ہے اوس جگہہ گلچین ہون مین
تو جہان ہے باغ نزہت مین وہان ہون باغبان

تیرا دست فیض میرا خامہ رک سکتا نہین
جو تری طبع روان ہے وہ مری طبع روان

تیرا رخ پر نور ہے میرا سخن مشہور ہے
تجھپر آنکھین پڑتی ہین اوٹھتی ہین مجھپر انگلیان

فیض ہین تیرے نہان سب آب گوہر کی طرح
سائلونکی شکل سے ہوجاتے ہین لیکن عیان

عیب ہین میرے گران سب کاغذ زر کی طرح
قافیے ہین شایگان لیکن ہین گنج شایگان

جب تلک فیضون سے ہون ارباب حاجت فیضیاب
جب تلک عیبون سے ہون اہل معانی سرگران

جتنے تیرے دوست ہین حاجت رہے اونکی روا
جتنے تیرے ہین عدو پائین نہ عیبون سے امان

جتنے ہین احباب ین تجھکو دعائین رات دن
جتنے ہین اعدا وہ سنکر جل مرین ہر ہر زمان

بلکہ خود ہو دوستون کا فیض جاری اسقدر
بلکہ خود ہو دشمنون کا عیب اسدرجہ عیان

دوستونکو جو جو دشمن ہین وہ سب ہو جائین دوست
دشمنون کے دوست جو جو ہین وہ ہون سب خصم جان

دوست دشمن کا جو قصہ **قدر** سن پائی ذرا
دو ہی لفظو نمین کرے بس ختم ساری داستان

زرد رو اعدا کو کردے خندہ رو احباب کو
نام رکھکر اس قصیدے کا وہ **کشت زعفران**

تمت

قطعہ

جناب منشی عالی گہر جواہر لال
مین جس بکا نمین ہتا ہون سنیے اسکا حال

جو دنکو دہوپ سے ہے سر پہ تو رات کو شبنم
یہ خشک و تر ہے مری جان کیلیے جنجال

بہت ستایا ہی جس مین ہے او سپہ بانس پڑین
یقین ہے او سے ماریگا آپکا اقبال

تمام بانسونکی خاطر کنو ون مین بانس پڑے
مگر کسی نے نہ اک بانس کا کیا اقبال

سنا ہی آپکی تحصیل مین ہین بانس بہت
جہان سے گنج مین آئی وہان ہے ٹال کی ٹال

مجھے بہی دیجیے او نمین سے اسی نو بانس
جو حکم ہوا ہی کٹ آئین کچہہ نہین ہے محال

جو کچہہ پڑیگی کٹائی ڈہلائی مین حاضر
قرار بر کف آزاد گان نگیرد مال

برا جو مانو برا ماننے کی بات نہین
نہ آپ ہونگے امیر اسمین ورنہ مین کنگال

جواب و گے نہ جبتک نہین ہے قدر کو چین
نہ صبر در دل عاشق نہ آب در غربال

قطعہ

تو ہے وہ نخل سخا دوحۂ باغ رحمت
تو ہے وہ میری دوا مرہم زخم دل ریش

کہ جو کانٹا ہی لگے میری تو ہو تجہکو کہٹک
کہ جو پوچہے مجھے کچہہ دکہہ بھی تو ہو تجہکو کلیش

تو موافق ہو تو کیا مجھسے مخالف کی چلے
تو جو سیدہا ہو تو کیا کر سکے چرخ بد کیش

دیکہی عزت مجھے اسطرح کی ذلت مین نہ ڈال
نوش دیکر نہ لگا قہر کی زنبور کی نیش

میرے احوال سے کچھ پڑ رہی اینٹھی ہے تباہ
دو دن تباہ ہونگا جو ہو ساتھ تباہی ہوش ہین

میرے دانتون تو نہ ٹوٹین گے یہ لوہے کی چنے
یہ سنا ہے کہ کہین جوڑ دے لوہے کو سریش

گو ترقی ہوئی پر ایسی ترقی کو سلام
ہو نہین افلاس مین خوش تیری تصدق سے ہمیش

جو کہ مفلس نہین ہرگز نہین پورا شاعر
جو کہ قانع نہین ہرگز نہین کامل درویش

رقعۂ نکاح

عروسِ حمد کی برقع کشائی
ہے معشوقِ ازل کی رونمائی

کجا خامہ کجا وہ روے نیکو
براتِ عاشقان بر شاخِ آہو

نقابِ نعت اولٹ کر دیکھیے خوب
کہ محبوب حقیقی کا ہے محبوب

دل از عشقِ محمد ریش دارم
رقابت با خداے خویش دارم

پھر اوسکے خویش کا مدحت سرا ہون
علیؑ نفسِ نبیؐ ہے کیون بجا ہون

ملا اِن دونون نے وہ غازہ دین
ہے روے فانکحوا ما طاب رنگین

ادھر اے ساقیِ رنگین ادا دیکھ
کنکھیون ہی سے اے ظالم ذرا دیکھ

نئی مستی ہے اک طرفہ رقم ہے
قلم اپنا برانڈی کی قلم ہے

مرادین آج منھ مانگی ملی ہین
تراشِ خامہ کی باچھین کھلی ہین

مری آنکھون کا تارا راحتِ جان
مرا نورِ نظر واجد علی خان

اوسیکی دھوم یہ ساری مچی ہے
مہِ ذیقعدہ مین شادی رچی ہے

سنوارے گی جو گیسو گیارھوین شب
کرینگے رسمِ ساچق کا ادا سب

اوسی شب کو حنابندی کرینگے
نئی چالون کی پابندی کرینگے

جو چمکے بارھوین شب کا ستارا
تو ہر اک مہربان ہو محفل آرا

که خدمت سے ہوگی خاطر خواہ احباب ۔۔۔ مری آنکھین ہین فرش راہ احباب

برات اوس رات کو ہے چشم بد دور ۔۔۔ پہر اوسپر روشنی نورٌ علیٰ نور

رہیگا ایسا ہر شب ناچ گانا + ۔۔۔ کہ گردش اپنی بہولے گا زمانا

ہوا ے وہ کریگی چرخ سائی ۔۔۔ فلک کے منھہ پہ چہوٹے گی ہوائی

مہ شوال سے احباب کی دید ۔۔۔ جو سب آجایئن ہو گھر مین مرے عید

مرا یہ آپ کو لانا مبارک ۔۔۔ مجھے یہ آپ کا آنا مبارک

مرے واجد علی کو یا الٰہی ۔۔۔ مبارک تین دن کی بادشاہی

کہین روح الامین سدرہ سے آمین ۔۔۔ بحق نون وصاد وقاف ویٰسین

رقعۂ نکاح

عروس حمد یزدان جلوہ آراست ۔۔۔ کہ نقد نعت احمد رونما خواست

بزلف نعت و انداز رسایش ۔۔۔ علی شد بستۂ دام ہوایش

تبار نفس او دنیش نواگر ۔۔۔ لبعقد رشتہ اش پیوند حیدر

بیا ساقی بیا جوش نشاط است ۔۔۔ بہاران فرش بزم انبساط است

بدہ جامی کہ بار آرد شگفتن + ۔۔۔ بود ہر غنچۂ دل صحن گلشن

چو موج قلقل از مینات خیزد ۔۔۔ صفیر عندلیب از برگ ریزد

صداے خندہاے غنچۂ دل ۔۔۔ مبارک باد گویدبا عنادل

کہ ایدون از فروغ بخت بیدار ۔۔۔ فلک را شد سنور چشم دیدار

در نزہت بروے خلق واکرد ۔۔۔ بلفظ بزم طومی اسمش اداکرد

بزہرہ از زمین آوازدادند ۔۔۔ کہ بزم کدخدائی ساز دادند

چه طوی است اختر رونق فزائی — فروغ شمع زَیَّنَا السَّمائی
فلک را زینت و هر هفت این نُه — محمد رضا من اکبر طال عمره
ربیع الاخر دوهم روز شنبه — برائے انجمن بست و ششم به
چو روے روز بندد برقع شام — نماید بست و هفتم چهره از بام
شب بزم مه و پروین همین است — همین است و شب تزئین همین است
تعالی الله چو انجم دوستانند — باوج فرقدان فرقم رسانند
بدنیا میرسد آدم به آدم — من و احباب دستور خیر مقدم

مصرع اول از رمل مضاعف الارکان که هر مصرع دو صد و پنجاه و شش رکن دارد

المشهور به بحر طویل

سال نوکی ہے زبانی سنو اک رام کہانی یہ کتھا سب سے پرانی مگر آزاد کی بانی نیا انبار پل ہے یہ بھی
یار ونکی زٹل ہے یہ بھی اک اپنی چہل ہے نہ کہین جنگ و جدل ہے نہ کہین کوئی لڑائی وہ بگر کود مچائی
ذری شستکار بتائی ہوئی گلے کی صفائی کہین رستم کا ہے دنگل کہین فوجون کی بند ہے دل کہین
انسان کا جنگل کہین جنگل مین ہے منگل ابھی رن بول رہا تھا وہ کمر کھول رہا تھا وہ اسی رول رہا تھا یہ
ادسے تول رہا تھا کیا سرکار نے داوا دیا گھوڑون کو جو کاوا ہوا پریون کا چیلاوا ہوا وحشت کا مداوا چلے
بجلی سے جو لشکر وہین بورایا مچھندر وہ گری سیپ ٹپک کر ہوا کابل کا جو مردہ جو بھیڑون کے نگہبان
تھے میان شیر علی خان نزہا جب سر و سامان ہوئے بے دُم ہی گریزان جو مزار آئے وہان سے
تو دسے گر نے جہا نسکہ دبے پاون جہان سے وگزرہی گئے جان سے رہی یعقوب علیخان
صفت یوسف کنعان وہین تھے قیدی زندان ہوی چھٹکارے سے شادان گئی خود گندمک آخر

ہوے سرکار مین حاضر یہ بہی خیر اونکی تہی خاطر کہ وہین صلح ہوئی پہر ہوئی کابل کی امارت گئی کابل کو
سفارت ہوئی پہر تازہ شرارت وہی ڈاکا وہی غارت وہی ہنگامہ وہی غل نہ کیا غور و تامل جو سفیر آیا تہا
کابل اوسے قیمہ کیا بالکل جو اوسے مارہی ڈالا تو حصار ایک تہا بالا اوسے کرکے تہ و بالا لیا مرنے
کا سبنہالا ہوئی سرکار بہی برہم چلی اک فوج صبا دم وہ سوارونکی جہماجہم وہ پیادون کی چماچم وہ پہاڑونکا
بیابان کہین جہاڑی کہین میدان کہین وہ سبز نیستان کہین وہ خار مغیلان کہین نالا کہین حقیر
کہین بیہڑ کہین بنجر کہین روڑے کہین پتہر کہین ریتل کہین ٹہیکر کہین گہوڑون کی وہ پڑپڑ کہین سازونکی
وہ کہڑکہڑ کہین توپونکی وہ گڑگڑ کہین بندوقونکی تڑتڑ کہین برچہونکا وہ خم دم کہین سنگین کی چم چم
کہین وردی کا وہ عالم کہین فوجونکی ہماہم جو چلین توپین دنادن جو کہچین تیغین زنازن ملی دن دن
سے وہ سن سن کہ ہلی قبر تہمتن رہا گولی کا جو بلا کیا شیرون نے وہ ہلا پچہاڑو پاہون کا گلا ہوا میدان
مجلا وہ بجی فتح کی نوبت وہ کہلی بیرق نصرت وہ ہنکی نا ے حکومت وہ پڑا سکہ دولت جو چمن ہو گیا
داغی تو ہوے خار وہ باغی چڑہے پہانسی یہ وہ طاغی چڑہے سولی کے چراغی پہر امیر آئے ٹہٹک کر
گرے قدمون پہ لپک کر بجہی تقدیر چپک کر یہی قسمت کا ہے چکر کہ ادہر سے ہی شکایت تو ادہر سے
ہے ندامت جو کہلی چشم بصیرت تو نظر آتی ہے عبرت کہ ابہی راے زنی تہی ابہی دونون مین ٹہنی تہی
ابہی تو صلح ٹہنی تہی ابہی تو گاڑہی چہنی تہی بجہی الفت کی تہی چوسر کہ ہوا گنجفہ ابتر ابہی تو تاج تہا سر پہ
ابہی شمشیر ہے برسر یہ فلک کے ہین سروبن یہی استادکے ہین گن یہی اس چکی کی ہے دہن کہ پسے گیہون مین
گہن گئے کابل سے نکالے ہوئے گردش کے حوالے بنے وہ زخم دل آلے کہ پڑے جان کے لالے
جو بڑے شیر دغا تہے جو بڑے مرد وفا تہے جو پٹہانون کے چچا تہے وہ گئے ہند کے ماتہے یہ ہے
حکمت کی شجاعت یہ ہے حکمت کی عدالت یہ ہے حکمت کی سخاوت یہ ہے حکمت کی امارت یہ ہے
حکمت کی سفارت یہ ہی حکمت کی لیاقت یہ ہی حکمت کی حکومت کہو جی لارڈ لٹن کیے

مصرع دوم

اسطرف تو تہا یہ ڈنگا ادہر اک کالا بہجنگا وہ شرارت کا پتنگا وہی جنگلی بہلا چنگا وہی رہزن وہی ڈاکو
وہی یعنی شہ زولو وہی یعنی سیٹوایو وہ اوٹہالو لوہے لولو تو ہوا کیمپ مین اک غل کہ ہے
سیمرغ کا جنگل وہ دبار ستم زا بل وہ مٹا شہرۂ کابل نہ پٹہانونکی پٹہانی نہ جوانون کی جوانی جو کمانین ہون
کیانی جو ہون تیغین صفہانی ابہی سر جوڑ دے سبکا ابہی سر پہوڑ دے سبکا ابہی مُنہہ موڑ دے سبکا
ابہی دم توڑ دے سبکا ہی بڑا قاتل خونخوار بڑا رہزن غدار بڑا دیو سیہ کار بڑی اسکی ہے بہنکار بڑا اتہر کا
قلزم ہے بڑی سونڈ بڑی دم ہین بڑے سینگ بڑے سم کہین گینڈے سے بہی دم سم یہ جو میدان مین
آئے تو بڑی ڈند مچا لے ابہی رن سر پہ اوٹہالے ابہی دہنکار سے چبالے یہ خبر تار پہ آئی ہوئی لندن
سے چڑہائی ٹہنی اک بہاری لڑائی لہو کی ندی بہائی چہٹے تیر دن کے سپنو لے بڑے بس فوج مین گہولے
چلے توپون کے وہ گولے کہ پڑے کہیت مین اولے جو پرنس آف فرانس آئی بڑے زولو بدرائی غضب
چارونطرف چہائی یہ شہزادے پہ رخ لاے کہ دنیا سے سدہارے وہ گئے کیمپ مین مارے ہوے
مغرور پنڈارے لگے بہرنے وہ طرارے گئے اون زولوؤن نے وار چلے جب وہ جفا کار بڑے ہے یہان سے
بہی جرار چلے خوب ہی تلوار کمانون کا کڑکنا وہ جوانون کا لپکنا وہ فتیلون کا بہڑکنا وہ ذبیحون کا سسکنا
ہوا ہنگامۂ محشر جو تلا حملے پہ لشکر وہ چلی قہر کی صرصر وہ اوٹہی آندہی برابر کہ وہ دن ہوگیا کالا ہوا میدان
تہ و بالا جو اُڑ کا بڑہ کے رسالا ہوا کبار او جالا تو عجب رنگ دکہایا کہ ہے میدان صفایا سیٹوایو پکڑ آیا
اوسے محبوس بنایا تو گرجنے لگے طنبور ہوئے کیمپ پہ منصور وہی عیش کا مذکور وہی جشن بدستور
ہوا صاف وہ میدان زہی اقبال زہے شان کہ ہوئی فتح نمایان ہوا مجمع وہ پریشان جو ذرا راست کیا
دم تو اوٹہا غلغلہ ہیم مچی برہما مین بہی گہم گہم کہ وہانکا شہ اظلم بہی لگا سر ہے اوٹہانے وہ لگا سونڈ

ہلانے جو ہین خویش اور یگانے وہ لگائے ہوئے ہین ٹھکانے یہ خبر سنکے ستم کی کہ گھٹا چھائی ہی غم کی ادہر اک برق بہی چمکی ہوئی سرکار سے دہمکی یونہین وہ مصر کا پاشا ہوا پانی کا بتاشا یونہین ہنجوف تماشا ہوا ناگونکا تماشا یونہین پونا کی بغاوت یونہین ہسپانیا کی شکایت یونہین کشمیر کی بدعت کہ ہوئی قحط کی شدت چلو بینے کی بن آئی جو ٹکے سیر مٹھائی تو ٹکے سیر گھٹائی یہ سب اک بہاؤ لگائی کہین **کشمیری** ٹرہی ہے کہین تل چار دہڑی ہے ابھی ٹکسونکی پڑی ہے کہ نئی دہول جڑی اوڑہے ہین میان ٹکس غضب کے بڑے مخبر ہین یہ سب کے بڑے ہے چو ہے نئے ڈہب کے یہ لگائے گئے دبکے ہمین کیا دکا دبائے ہمین کیا ٹکس دہرائے کہ ادہر چار کمائے تو ادہر آٹھہ اڑائے ہمین کیونکر ہو ادہی نہ رباعی نہ خماسی کہ حقیقت ہے ذرا سی کبھی بجتی نہین باسی نہ کبھی رنج و محن ہے نہ تو ماتھے پہ شکن ہے وہی دل اپنا مگن ہے وہی آزادہ چلن ہے وہی ہنسنے کی ہتین ہین وہی پھر اوڑتی چھتین ہین وہی چکنے کی دہتین ہین وہی پینے کی لتین ہین وہی پھر کیفیتین ہین وہی رندونکی گتین ہین وہی پھر تہنیتین ہین کہ خوشی ہے بڑے دن کی +

تربھنگی چھند

١ ہے ابر پہ جوبن نکھرا گلشن اتر د کہن کبجلی بن مورونکی وہ کوکین نہ نہ پچو کین خوشی تہو کین دل ہو مگن	بجلی کی چمک ہے گل کی مہک ہے دلکی لپک ہے ہیا دن پہولونپہ وہ بلبل سر و پہ صلصل عشقہ و سنبل دو لما دلہن
٢ کوئل کی صدائین ٹھنڈی ہوائین اودی گھٹائین من بہائین بجلی کے جگر کو نور قمر کو موج گہر کو ترپائین	وہ نور کی نہرین نہر و نکی لہرین نظر ین نہ ٹھہرین بہجائین سبزے کی لہک پر گل کی مہک پر حورین فلک پر ترسائین
٣ حیران ہین مالی جا نہین خالی ایسی جمالی ہریالی تاکونکا خم و چم مستونکا عالم شاخ ہے پیہم متوالی	گو چھنٹ بہی چکی ہے پڑی ہے کہ کی ہے ایسی جھکی ہے ہر ڈالی سب پہول جو کہل کر گر پڑے ہیں مل کر ہتون نے ملکر دی تالی
٤ وہ رندونکی میلے مستونکے ریلے میلے ٹھیلے البیلے	وہ اونچی دکانین نیچی تانین کہتی ہین جانین دل لیلے

وہ ناز کا لہنا گردہی رہنا بنکے یہ کہنا غم جھیلے
وہ گال گل تو صدقے ہو جن پر لب کے مکر ہوی لے

۵ آباد دکان ہی پیر مغان ہی ایکسان ہی سامان ہے
مستونکی وہ ہو حق غم نہین مطلق جان سی مشفق جانان ہے
رندونکا چلن ہے شیشہ مگر ہیچ قہقہہ زن ہی خندان ہے
گو مے نہین باقی یہ مشتاق کہتا ہی ساقی ہان ہان ہے

۶ ساقی ہی نرالا بھولا بھالا آنکھہ پیالا متوالا
ساقی ہے بلا کا دل ہی کوتا کا مارا ادا کا اک بھالا
ساقی ہی ہمارا پیارا پیارا مے سی ہے سارا رخ لالا
ساقی ہی غضب کا پیار کے ڈھب کا وعدہ تھا کب کا کیا ٹالا

۷ رفتار بلا ہی فتنہ بپا ہے غل یہ مچا ہے لینا ہے
پگڑی ہی جو سنبھالی ٹر کے لے دھیالی بجتی ہی تالی بھاگا ہے
واعظ کی خرابی ملکے کبابی آئے شرابی دنگا ہے
ہتھہ پھیری ہور ندو جو ہو وہ ہو تیغ کا اب تو دورا ہے

۸ ہی تیغ ہمارا آنکھون کا تارا سب کا پیارا دل آرا
شاعر ہی ستم کا لاکھو نپہ چمکا اسکا ڈہمکا دل ہارا
پر کالہ آفت برج لطافت نور ظرافت سیارا
نقشی ہی بلا کا پتلا ادا کا اوسنے پتا کا وہ مارا

۹ جوبن وہ قلم کے دامن ہمکی فقرے ستم کے کیا چمکے
جب نازک ادائین باندہین ہوائین سر پر گھٹائین تھم تھمکے
رنگین وہ فقرے نازک ایسے گل یہ ہین قطرے شبنم کے
ہونٹھ اپنے جو کھولے طوطی بولے موتی رولی عالم کے

۱۰ عالم یہ ہی جوبن بدلی ہی جتون گلشن گلشن سرو وسمن
پھر سال نو آیا مژدہ لایا اپنا پرایا دل ہی مگن
لو تیرہ صدی کا ختم ہی دور ادورے نے بدلا تازہ چلن
یہ حال ہی انکا عہد ہی کن کا نام ہی جن کا لارڈ رپن

۱۱ کسری کی نشانی عدل کی بانی فیض رسانی لاثانی
ہین اہل نکے جو نائب لائق صاحب خاص مصاحب یکجانی
بخشش مین ہین حاتم دہاک ہین ستم مشکل عالم ہی پانی
راضی ہی رعیت وہ اہری حکمت نبض حکومت پہچانی

۱۲ قانون بنایا خوش ہو رایا دخل رعایا فرمایا
اخبارون کو شادی دی آزادی سب نے دعاوی دہ پایا
بیدخلی کیسی کھیت رہیگی سب کو یعنی چمکایا
کہتا ہے یہ عالم شکر ہے ہر دم حاکم محکم اب آیا

۱۳ شادی ہی نمایان خوش ہین سب انسان شکر یزدان ہے ہر آن
وہ دونون داور مہر منور ماہ انور تازہ روان
پھر ملک ادوہ کا بخت ہی چمکا کیسا ستارا ہی تابان
دربار مین بیٹھے ملکر ایسے سب کے نصیبے چمکے یہان

۱۴ جو پیر و جوان ہے تازہ روان ہی طرفہ سمان ہے نازان ہے — آباد ہی عالم خلق ہی بے غم عیش کا ہر دم سامان ہے
حاکم کی مدد ہی لطف صمد ہے کچھ بھی حد ہے پایان ہے — کب فیض قدم کا ایسا دیکھا ہر اک صحرا بستان ہے

۱۵ جے جے یہ دل آرا سب کا سہارا آنکھوں کا تارا ہی پیارا — جے جے ہی یہ عادل حاکم کامل اسکا مقابل کیا یارا
جے جے ہی یہ داور اسکے برابر کب ہے سکندر یا دارا — جے جے یہ تماشا دیکھو دورانا بت نکلا سیارا

قطعہ در رفع اعتراض شعر حافظ شیراز

نوشت مطلع پر نور خواجہ شمس الدین — بدین فروغ گہربار داز سحاب کجا
صلاح کار کجا و من خراب کجا — ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا
فتادہ عقدہ در اندیشہ خردہ گیر ازرا — زلفظ تا بکجا و دگر خراب کجا
کہ یک سوے متحرک دگر روے ساکن — خطاست بہر خطا حکم ارتکاب کجا
غلو اگرچہ بود عیب مر قوافی را — تراست پایۂ این مایہ احتساب کجا
مباش غرہ بدین یک دو نکتہ دانستن — نظر بود ہمہ کس را بہر کتاب کجا
بسوے عیب چو شاعر کند اشارۂ نغز — بنزد عقل بود در خور عتاب کجا
نخست گفت کہ اے صاحبان دانش و داد — صلاح کار کجا و من خراب کجا
سپس ز نغص خطا تازہ کرد عذر خطا — ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا
اشارہ چیست و عبارت بلیغ و عذر لطیف — اگر خطا بود اینہا دگر صواب کجا

مباش رنجہ ز غوغاے مدعی اے **قدر**
سخن یکے است جواب ترا جواب کجا

مثنوی کلیلہ دمنہ ناتمام

نقل ہے ہادی خدا نبی
واعظ دین رفیع قزوینی

وعظ مین اک کتاب کہہ جو چکا
جا بجا اوسکا ہو گیا شہرا

گرم بازار پند ہوتا تھا
جو اوسے سنتا تھا وہ روتا تھا

ہو رہے تھے بلند آوازے
کہل گئے تھے جنان کے دروازے

تھے خریدار سب امیر و فقیر
جان دیتے تھے بادشاہ و وزیر

آخر اک پادشہ نے لیکے کتاب
غور سے دیکھے اوسکے سب ابواب

ہو گیا صاف تارک الدنیا
بند کی آنکھ کہل گیا پردا

کنجی ہاتھ آگئی خموشی کی
گنج و ثروت سے چشم پوشی کی

ہوا صحرا نشین وہ فرزانہ
گنج پونہچا بسوے ویرانہ

ایک دن اوسکے دل مین آیا خیال
چلکے دیکھہ آئیے رفیع کا حال

کہ مصنف پہ بہی اثر کچھ ہے
لون خبر مین وہ با خبر کچھ ہے

آیا قزوین مین جب رفیع کے گھر
دیکھتا کیا ہے شاہ بے لشکر

دہوم ہے اوسکے گھر امیری کی
کہین بو تک نہین فقیری کی

گھوڑے باندہے ہین میخ زرین مین
خود ہے بزم بہشت آئین مین

دیکھکر اوسکا روپ چپکر آیا
جا کے واعظ کے پاس فرمایا

خوب دہوکا دیا قصور معاف
اب کہلے آپکے تمام اوصاف

چاندی سونے کی سینچین واہ جی واہ
مرحبا مرحبا جزاک اللہ

کوئی باتون مین سلطنت چھوڑے
کوئی سونے مین لادلی گھوڑے

سنکے واعظ نصیح تاڑگیا
بولا اے تاجدار ملک حیا

میخ زرین بگل زدم نہ بدل
ساری دولت گئی ہی خاک مین مل

کہکے کرتا اوٹھا یا ململ کا
ٹاٹ کا انگرکھا نکل آیا

آئے گھر مین جو وہ خدا کے شیر
ایک بدھنا تہا یا کتب کا ڈہیر

بولا اتنا ہمارے واسطے ہے
اور جو ہے تمہارے واسطے ہے

نہ مرے فعل مین خلل کرو تم
میرے اقوال پر عمل کرو تم

پھر یہ واعظ نے پند فرمائی
کہ یہ لو اک مثال یاد آئی

اک مسافر بہٹک گیا رستہ
کوہ و صحرا مین ہوگیا خستہ

ایک انسان اور ویرانہ
جس سے سبزہ تلک تہا بیگانہ

جہاڑی جہوڑی ہوئین چٹانین صاف
سنگ مرمر کے طور سے شفاف

کہین جادے کا تہا نہ نام و نشان
جسطرح چاندنی مین کاہکشان

نقش پا کے نشان زمین سی گم
جسطرح دہوپ مین نہون انجم

کہین پتا جسان کہڑکتا تھا
یہ اودہر کی طرف لپکتا تہا

اوس سے وحشی وطیور بہاگتے تہی
خضر بہی دور دور بہاگتے تہی

جس طرف سے ذرا غبار اوٹھا
اوسطرف دوڑ کر پکار اوٹھا

گاہ ادہر دوڑا گاہ اودہر دوڑا
جان پر کہیلا کوہ پر دوڑا

جا کے پونہچا جو بر سر الوند
ہوگیا ساز تار بخت بلند

کی صبا نے جو بادپیمائی
اک طرف سے صدا سے سگ آئی

اوسی آواز پر چلا درویش / پیچھے یہ تھا صدا تھی پیشا پیش
کوہ سے صورت صدا نکلا / دشت سے صورت ہوا نکلا
تیز جاتا تھا اسطرح دلگیر / جیسے چھوٹے کڑی کمان سے تیر
جاتے جاتے یہ گاؤن مین پونہچا / بھونکتا تھا جہان وہی کُتّا
ہوا کُتّے سے جبکہ گاؤن نمود / گاؤن سے پائی منزل مقصود
دیکھ اے شاہ جاے عبرت ہے / ارے بدراہ جاے عبرت ہے
ایک کُتّے نے دیکھ آخر کو / کیسا پونہچا دیا مسافر کو
نہوا پاک وہ سگ ناپاک / لیکن اسکا ہوا بکھیڑا پاک
تو بھی سنکر مری صدا پونہچا / ٹھیک منزل پہ اپنی جا پونہچا
تجھکو کیا مین کوئی ہون کس ناکس / بر رسولان بلاغ باشد وبس
دیکھ اے **قدر** ابتو آنکھین کھول / سنکے کھیل اور اپنے منہہ سے بول
صاف ظاہر پرست دنیا ہے / کیون ہے درپے تجھے ہوا کیا ہے
دل کا احوال تجھکو کیا معلوم / کسکا کیا رنگ ہے خدا معلوم
کیون کسی کو بُرا بھلا جانے / کون کس ڈھن مین ہے خدا جانے
حال دل کا سمجھنا ہے دشوار / محتسب را درون خانہ چہ کار

قطعہ در سپارش محمد یسین بخدمت مہراج نراین تحصیلدار ہردوئی

اے قبلۂ حاجت مرے مہراج نراین / اس دہر مین رکھے تجھے اللہ سلامت
دیدار ترا جلوۂ گل چال بہار سے / رخ پھول سے ہے لب غنچہ ہی شمشاد ہی قامت

محراب ہے ابرو تو جماعت صفِ مژگان
پتلی تری کرتی ہے اسی صف کی امامت

اونچا سا ترا ماتھا ہے اقبال کی پہچان
بوٹا سا ترا قد ہے فراست کی علامت

باتون سے کرین زندہ اشارون سے جلائین
ہے تیرے لب و چشم مین اعجاز و کرامت

سیراب ہین فیضون سے ترے خضر و مسیحا
یہ دونون مرینگے نہ کبھی تا بہ قیامت

انصاف ہے اس فیض پہ نادم رہون مین
یٰسین ہے تا مرگ رہے مجھکو ندامت

اب تک نہ یہ بیچارہ ٹکے کا ہوا نوکر
کھو دیجیے اب اسکے نصیبونکی بھی شامت

سب ہنستے ہین مجھپر کہ عجب کی تھی سفارش
مین آپکا کھلا کے سہون ایسی ملامت

اے **قدر** یہ کیا بکتا ہے بکنے بھی دے سبکو
لاحول ولا کھوئی گئی تیری بھی کیا مت

کر دیگا اگر عین عنایت سے اشارہ
یٰسین کو ہوگی کسی عہدے پہ اقامت

دیتا ہون دعا تمکو یہ ہے میرا طریقہ
محسن کی پرستش ہے شب و روز مرا بت

جب تک کہ ہے عالم رہے اقبال یہ عالم
جب تک کہ ہے دنیا رہو دنیا مین سلامت

مثنوی ناتمام ترجمۂ نثر کلیلہ دمنہ

اصلیت کتاب مع نقل و انقلاب

ہان فلاطون خامہ آئے وہ جوش
اوڑ سے خُمِّ دوات کا سرپوش

جوش اوٹھے سیاہ مستی کا
بادہ اوبلے سخن پرستی کا

صفحہ ساغر ہو سطر موج شراب
نقل ہون نقطے میکدہ ہو کتاب

جو سنے سنکے مست ہو جائے
پست ہر خود پرست ہو جائے

چوب چینی بنے نہال سخن
مے کہنہ ہو داستان کہن

ایسی اک شاخ داستان پھوٹے — بے زبانون کی بہی زبان پھوٹے

شوق دلواکے سبکو القصۃ — اب سناتا ہون برمحل قصۃ

پاس کسریٰ کے اک برہمن تہا — جسکا ہندوستان مین مسکن تہا

بزم افروز و بذلہ گوے و ندیم — حکمت اندوز و نیکخوے و حکیم

ایک دن آیا جب وہ فرزانا — پوچہا نوشیروان نے اے دانا

لوگ یونان مین کرتے ہین مذکور — ہند مین چند کوہ ہین مشہور

اونمین ایسی دوائین ہوتے ہین — جس سے مردے بہی زندہ ہوتے ہین

اے برہمن تو ایسی چالین چل — ہاتہہ آئین مری وہ امرت پہل

ہنسکے بولا وہ اے شہ عالی — لوگ بٹتے ہین ہول کی رسّی

نہ کہین کوہ ہے نہ اوسمین دوا — نہ کوئی مردہ ہے نہ اوسکو شفا

ہندیون کا یہ زہر بویا ہے — اسمین اک تہ کی بات گویا ہے

اصل مطلب ہے اسکا یعنی اور — لفظ بیشک یہی ہین معنی اور

کوہ سمجہے ہین جنکو لوگ وہان — ہین وہ فرزانگان ہندوستان

اونکی باتین ہین ساری کام روا — لوگ سمجہے ہین جنکا نام دوا

جو کہ ہین بیوقوف و جاہل لوگ — کہتے ہین مردہ اونکو کامل لوگ

باتین ہین سنکے جب وہ جوش مین آئے — نوشدارو سے مردی ہوش مین آئے

سبکے سب وہ پڑے تھی فانی سے — جی اوٹھے آب زندگانی سے

یہی باتین اونہین دوا ٹھہرین — موج سرچشمۂ بقا ٹھہرین

الغرض ملکے کاردانون نے — عقلمندون نے خوش بیانون نے

ایسی چن چنکے چیدہ باتین تمام — رکھدیا ہے کلیلہ دمنہ نام
ہے وہ زیب خزینۂ شاہان — ہوا وہین سے اگر کوئی خواہان
تو وہ مخفی خزینہ ہاتھہ لگے — حکمتون کا سفینہ ہاتھہ لگے
جب یہ نوشیروان کے کان پڑے — جان مین اوسکی تازہ جان پڑے
ایک برزویہ تہا طبیب وہان — تہا جہان گرد اور چیدہ جوان
دئیے اوسکو ہزار ہا توڑے — تاکہ وہ رشتۂ وطن توڑے
سوے ہندوستان چلا جائے — جانب بوستان صبا جائے
چلتا پہرتا ابھی نظر آئے — اور لیکر کتاب گہر آئے
بس چلا سوے ہند وہ رہگیر — جیسے چہوٹے کڑی کمان سے تیر
نظر و برق و تیر و آہ بنا — صرصر و فکر و موج و ماہ بنا
ملک ایران کہا کہا پونہچا — ملک ہندوستان مین آپونہچا
آیا وہ شوق کامرانی مین — رائے رایان کی راجدہانی مین
رائے پرتاب چند صاحب فوج — رائے رایان شہنشۂ قنوج
اوسکی بستی مین آکے برزویہ — شہر مین پہرا کے برزویہ
اک برہمن سے گٹھہ گیا فی الحال — رائے ہندی کے تہا جو ناک کا بال
دیکھا برزویہ کا جو علم و ہنر — برہمن نے بٹھایا آنکھون پر
گو برہمن نے گرمجوشی کی — پر بہت اسنے رازپوشی کی
خوب نظرون مین جب وسے تولا — ایکدن ہنستے ہنستے یون بولا
بے زبانون سے جب زبان لڑی — سر مخفی سے میرا دہیان لڑی

اوسکی مجھکو تلاش وافی ہے
عاقلون کو اشارہ کافی ہے

وہ برہمن اوچھل پڑا فی الفور
ہنسکے بولا ادھر بھی کرنا غور

ہمسے اوڑتے ہوتا اوڑ اوڑ مال
گنج حکمت کو تم کرو پامال

سلطنت کا چراغ لیجاؤ
مفت مین سبکو داغ دیجاؤ

ہمکو یون سبز باغ دکھلا کر
اپنے شہ سے ہو سرخرو جا کر

تم بڑے پختہ کار ہو صاحب
تم بڑے ہوشیار ہو صاحب

اُف رے دانا یہ تیری دانائی
بل بے یہ عقل کی توانائی

جو کہ ہو عقلمند پہچانے
مرد دانا کو آٹھ باتون سے

بردباری و خویشتن داری +
اور فرمان بری سلاطین کی

اور تشخیص محرم اسرار
پوشش راز ہاے ہر کردار

اہل دربار کی رضا جوئی
بیٹھکر محفلون مین کم گوئی

کچھ نہ کہنا بغیر پرسش کے
یہی آٹھون ہین تمغے دانش کے

خصلتین یہ عجب ہین برزویہ
تجھہ مین آٹھون یہ سب ہین برزویہ

ایسے انسان کو کوئی کیا ٹالے
دل و دین جان وجسم دے ڈالے

اسلئے مجھکو تیرا فرمانا
چاہیئے آنکھون سے بجا لانا

کسطرح صاف دون جواب تجھے
بیچ کر جان دون کتاب تجھے

بولا برزویہ تجھپہ جان فدا
شکر تیرا نہ مجھہ سے ہوگا ادا

سچ ہے جھوٹا نہین ہے قول کبار
خاک از تودہ کلان بردار

الغرض وہ کتاب لاثانی
دی برہمن نے اوسکو پنہانی

لیکے برزویہ نے لکھی وہ کتاب — نقل کر کے گیا وطن کو شتاب
جو مین پہر آب رفتہ آ پونہچا — بحر الفت کا آشنا پونہچا
عقل آئی دماغ ایران مین — نور آیا چراغ ایران مین
آئی کنعان مین بوے پیراہن — پھر بہار آئی جانب گلشن
ہوئی سر سبز کشت ایرانی — سوکھے دہانون پہ پڑ گیا پانی
ہوا انبوہ خاص و عام سے جشن — کیا کسری نے دہوم دہام سے جشن
لیکے اوٹھا کتاب برزویہ — پڑہ گیا سارے باب برزویہ
اوٹھی اک واہ واہ تا بفلک — اوڑ گئی آسمان کی چہت تک
لیگیا شاہ اوسے خزانے مین — کہ کمی اب نہ کر اوٹھانے مین
بولا برزویہ مال سے کیا مال — مین جو مانگون نہ رد ہو میرا سوال
ذکر میرا بھی اس کتاب مین ہو — تا رہون یاد اہل عالم کو
کہا شہ نے کہ دون مین شاد تجھے — تیری منہہ مانگی دون مراد تجھے
پھر بحکم شہ سخی و کریم — لکھنے بیٹھا بزرجمہر حکیم
پہلوی مین لکھی تمام کتاب — اوسمین ٹھہرائے اوسنے سولہ باب
سولہون اس حساب سے لکھے — ق — دس تو اصلی کتاب سے لکھے
اور چہ خود بڑہا دئے اوسنے — دو اوائل کے چار اواخر کے
عہد نوشیروان سے ایران مین — اسکو رکہتے تہے گنج پنہان مین
سب ملوک عجم نے حرمت کی — یعنی اسکی بہت حفاظت کی
یہ سفینہ عجب سفینہ تہا — بادشاہون کا علم سینہ تہا

جب خلیفہ ہوا ابو المنصور | سب مین تہا جو دوانقی مشہور
اوسنے اک بار اوسکو حکم دیا | بو الحسن جو بن المقنع تہا
کہ لکھے پہلوی سے تازی مین | ہو وہ مصروف سحر سازی مین
عربی کا جو چل گیا پہلو | پہلوی کا بدل گیا پہلو
پھر بحکم نصیر سامانی | فارسی ہو گئی بہ آسانی
رودکی نے بھی ڈالی اپنی دہوم | فارسی مین کیا اوسے منظوم
ہوا بہرام غزنوی پیدا | جو کہ مسعود شہ کا لڑکا تہا
اوسکا دیوان تہا ایک صاحب جاہ | بو المعالی و نام نصر اللہ
اوسکو بہرام نے بلا کے کہا | اپنے جوہر دکہا دے اے دانا
عربی کی کلیلہ دمنہ سے | جو لکھی ہے بن المقنع نے
ترجمہ کرکے فارسی مین دکہا | ماہ نخشب اس آرسی مین دکہا
الغرض حکم وہ بجا لایا | فارسی مین اوسے بنا لایا
عربی شعر اوسمین داخل تہے | اور الفاظ سخت و مشکل تہے
پس بحکم امیر شیخم سہیل | تہا سہولت سے جسکے طبع کو میل
نسخہ پورا حسین واعظ نے | چہانٹا ملا حسین واعظ نے
کیا ہی لکھی عبارت اوسکی سلیس | نظم عمدہ تمام نثر نفیس +
کم کئے اوسنے اولین دو باب | چمکے انوار نجم بخت کتاب
پھر بحکم جلال دین اکبر | شاہ دہلی و معدلت گستر
لکھہ کے لایا ز روے استادی | شیخ ابو الفضل اکبر آبادی

سولھون باب اوسین لکھے تمام ‎ ‎ اور رکھا عیار دانش نام
اب اوسے نظم کر کے اُردو مین ‎ ‎ کیا مچائین ہین قدر زدہ مین
سولھون باب اس مین ہین منظوم ‎ ‎ رہے قایم جہان مین یا قیوم

فتح الابواب

باب اوّل مین ہوگئی ترقیم ‎ ‎ گفتگوے بزرجمہر حکیم
باب ثانی مین حال برزویہ ‎ ‎ اور سب قیل و قال برزویہ
باب ثالث لکھا اس آئین کا ‎ ‎ کہ نہ سنئے سخن سخن چین کا +
باب چارم سزاے بدکاران ‎ ‎ ہے مناسب براے بدکاران
باب پنجم مین فایدہ وہ لکھے ‎ ‎ دوستون کے جو یکدلی مین تھے
اور باب ششم مین دی یہ خبر ‎ ‎ نہ فریب عدو سے رہیے نڈر
باب ہفتم مین ذکر بے خبران ‎ ‎ پھر ہے مقصد طلب کا کسل بیان
باب ہشتم مین شر شتابی کا ‎ ‎ اور انجام اس خرابی کا
ہے نوین باب مین کہ دوراندیش ‎ ‎ کسطرح دشمنون سے پائی پیش
باب دسوان ہے کینہ ور کا ذکر ‎ ‎ نہ خوشامد پر انکی ہو بے فکر
گیارہوان باب عفو عصیان مین ‎ ‎ کہ جو داخل ہے رسم شاہان مین
بارہوین باب مین یہ ہی مذکور ‎ ‎ ہے خبر او سزاے کار ضرور
تیرہوان باب حرص آز مین ہے ‎ ‎ اور افزون طلب کے راز مین ہے
چودھوان باب حلم شاہان مین ‎ ‎ ہے گرانباری نمایان مین
باب پندرھوان بیوفاسی گریز ‎ ‎ ان سے اور انکی باتون سے پرہیز

سولھوین باب مین یہی ہے خبر ۔ دور گردون پر التفات نکر

باب اوّل سخنان بزرگ مہر بزبان بزرگ مہر

درج دانا دلے کا در یتیم ۔ کون یعنے بزرجمہر حکیم

یون پروتا ہے دُر سلک سخن ۔ یون روان کر رہا ہے کلک سخن

کہ زبانون مین ہے زبانون کی ۔ ہندیون نے کتاب ایک لکھی

نام جسکا ہے کرتک و دمنک ۔ اوسمین دس باب سب ہین آخر تک

دل لگی مین ملائی حکمت و پند ۔ تلخ دارو مین جیسے شکر و قند

خردسالون کو تا گوارا ہو ۔ کھیل مین یاد نسخہ سارا ہو

اور جب اونکو فہم کامل ہو ۔ تجربہ پہلے ہی سے حاصل ہو

جیسے کوئی خزانہ دفن کرے ۔ اور پہر بعد ایک مدت کے

اوسکے لڑکے کے ہاتہہ مین پڑجاے ۔ مدۃ العمر مفت چین اوڑاے

ہے غرض یہ کتاب اعجوبہ ۔ طالبان سخن کے مطلوبہ

پڑہے اسکے مطالعے مین شرط ۔ کرے معنی مین اسکے غور بہ فرط

بحر دانش مین خوب ہوے غواص ۔ تا ملے گوہر معانی خاص

نہ کہ سب چاٹتا چلا جاے ۔ گھانس سی کاٹتا چلا جاے

پڑہے جاے نہ سمجھے یا سمجھے ۔ ایسا سمجھے تو کوئی کیا سمجھے

پڑہے بے سمجھے اوسکو جو بیعقل ۔ اصل ہے اوسکے واسطے یہ نقل

حکایت

قول سعدی سے ایکدن بے رنج ۔ ابلہ اندر خرابہ یافتہ گنج

دل مین سوچا جو آپ اوٹھاؤن مین — عمر اتنی کہان سے پاؤن مین
شہر سے لاکے باربرداری — لیچلون دولت اپنے گہر ساری
نہین بہتر جو بار لیجاؤن — دفعتہً سب کے سب اوٹھا لیجاؤن
چند حمال ایسے لے آیا — جنکا گہر کہوج جانتا ہی نہ تہا
سب خزانہ لدا دیا اون پر — تاکہ پونہچائین جاکے پہیر سے گہر
آپ پیچہے ٹہٹک رہا احمق — تاکہ تہمت لگے نہ حق ناحق
اوسکی نظرون سے ہوگئی جب دور — لے اوڑے اپنے اپنے گہر مزدور
دیر کے بعد وہ بہی گہر آیا — اوسکو گہر مین نہ زر نظر آیا
کف افسوس ملکے کہتا تہا — اوڑگئی ہاے سونے کی چڑیا
اوسنے عجلت جو کے بنادانی — رہگئی مفت کی پشیمانی
اصل ہر چیز کا سمجہنا ہے — ورنہ رٹنے مین فایدہ کیا ہے
ایسا رٹنا حمق نہایت ہے — مینے اسکی عجب حکایت ہے

حکایت

ایک جاہل کو یہ سمائی ذہن — کہ کرے فارسی مین طرز سخن
ایک فاضل سے اوس سی الفت تہی — ایک تختی اوسے سنہری دی
کہ مجہے فارسی زبان لکہدے — لکہدے اے میرے مہربان لکہدے
جب کہ تختی پہ لکہہ چکا فاضل — گہر اوٹہا لایا اپنے وہ جاہل
دیکہا کرتا تہا جب نہ تب تختی + — سوچا مین پڑہ گیا یہ سب تختی +
چاہیے مجہکو مرحبا کہنا — اب مری فارسی کا کیا کہنا

ایکدن فارسی مین منھہ کھولا — منھہ تو کھولا مگر غلط بولا
اوس سے اک شخص نے کیا یہ بیان — تیری یہ فارسی غلط ہے زبان
قہقہہ مار کر کہا کیا خوب — یہی منھہ جو مرے نکالو عیوب
کچھہ تمیز آپ کو بھی ہے کہ نہین — ہے مرے پاس تختۂ زرین
اوس پہ لکھی ہے فارسی کی زبان — پھر مین بولون غلط خدا کی شان
اور تو کیا کہون تمہین بررو — ہے مثل اپنے منھہ میان مٹھو
پس مناسب کہ صاحبان وقوف — کسب دانش مین دل سی ہون مصروف
علم کا گو جہان ہے محتاج — فہم لیکن ہے علم کی سرتاج
بے سمجھہ آدمی نہین ہوتا — یون نہی جی رٹا کرے توتا
فہم سے تجربہ بہی ہو حاصل — لوگ ہون تجربے سی دانادل
سیکھین دانا دلی سے طرز ادب — با ادب با نصیب ہوتے ہین سب
مرد دانش سے ہو خجستہ شعار — ہو کم آزار اور نیکوکار
جو سمجھہ بوجھہ کر ہو وارستہ — ہو وہ دام بلا مین پابستہ
جیسے کوئی مسافر بدراہ — کہ رہ پر خطر سے ہو آگاہ
اور اوسی راہ پر چلا جائے — خود لٹے وہ کسیکا کیا جائے
یا ہو بیمار جیسے کوئی بشر — اور خود جانے اک غذا کا ضرر
جانکر اوس غذا کو کھائے وہ — شاذ ہے یہ کہ مر نہ جائے وہ
مثلاً دو بشر کنوئین مین گرین — نہ قضا آئے دونون جیتے پھرین
لیکن اون مین عجب تماشا ہو — ایک انکھیارا ایک اندھا ہو

گو وہ دونون چلے تھے موت کی راہ
تھا وہان لیک دہانۂ چاہ

مگر اندھا تو اونہین ہو معذور
عذر بینا نہ ہو کبھی منظور

منھہ پہ دو آنکھین اونمین تیز نظر
پھر گرا دیکھہ بہال کر کیونکر

سنکے یہ سامنے وہ منھہ نکرے
کیا عجب ہے کنوئین مین ڈوب مرے

چشم سان لاجواب ہو بینا
چشم سان آب آب ہو بینا

نخل دانشوری کا ہے یہ ثمر
کہ شریف النفس ہو اصل بشر

وہ شریفون مین سب سے اولی ہے
جسکو حاصل رضاے مولا ہے

جب کہ دانش سے ہو اوسے بہرہ
پہر نہ اورون کو رکہے بے بہرہ

پہلے خود سیکھہ لے تو سکھلائے
پہلے خود دیکھہ لے تو دکھلائے

پہلے خود اپنے گہر جلائے چراغ
پیچھے مسجد مین لیکے جائے چراغ

پہلے خود آپ کو غیور کرے
پیچھے لوگون کا فقر دور کرے

پہلے خود خلق کا بنے مشاق
پیچھے سکھلائے خلق کو اخلاق

نہ کرے آپ کو جو پہلے درست
اور تعلیم غیر پر ہو چست

اوس سے بڑھ کر نہین ہے کوئی ذلیل
ہے وہ گویا کہ اک طبیب علیل

کہ خود اک عارضے مین مرتا ہے
دوسرون کا علاج کرتا ہے

جسکو دنیا سے جتنی الفت ہو
اوسکو کہونے پر اوتنی کلفت ہو

مال دنیا رہا رہا نہ رہا
مفت کا رنج جاودانہ رہا

حال دنیا اسی طرح ہے مگر
تین امرون مین سعی ہے بہتر

اول اسباب زندگی کی تلاش
کہ رہے جس سے بین بین معاش

دوسرے خوش معاملہ رہنا | راست بازون کا واہ کیا کہنا
تیسرے زاد راہ ملک عدم | ہے کمر مین توشہ اوسی کیا غم
جسمین دیکھے صلاح عقل و شعور | کرے پرہیزگاری اوسمین ضرور
ہے مناسب کہ کسب مال کرے | پر وہ کسب از رہ حلال کرے
گو خدا رحمت انتہا کی کرے | گو زمانہ کسیکا دم بہی بہرے
پہر بہی کوشش کرے تو کیا نقصان | پہر بہی بہولا نہو تو کون زیان
دوڑ دہوپ آدمی کی شام و پگاہ | بخدا ہے خدا کے دین کی راہ
بیاے مجہول
اوسپہ بچنا یہی ہے ہشیاری | چشم پوشی ہے عین بیداری
یا تو غفلت کو چٹکیون پر اوڑائے | یا توکل کے چھینٹے منہہ پر کہائے
اگلون کو اپنا اوستاد کرے | حسن اخلاق اونکے یاد کرے
اونکی سیر پہ کرکے خوب نگاہ | کرے کامون مین اون سے بسم اللہ
اونکے جو تجربے ہوئے ہون بہم | بس اونہین پر چلے قدم بقدم
اوسی ڈہرے ہی پر چلا جائے | اوسی چہاپے پہ کاڑہتا جائے
رکھے اس پیروی پہ سب بنیاد | کہ یہ تقلید ہے بہ از ایجاد
بات کوئی اگر نہ یہ مانے | معتبر اپنا تجربہ جانے
عمر اتنی کہان سے لائے وہ | کہ ہر اک بات آزمائے وہ
یہ بہی مانا کہ وہ بفرض محال | تجربے خود کرے ہزارون سال
محنتین سیکڑون اوٹہائے گا | جب کوئی نکتہ آزمائے گا
اوسپہ کہٹکا لگا ہے ہو کہ نہو | نسخۂ کیمیا ہے ہو کہ نہو

پکا کھانا نہین وہ کھاتا ہے — آنچ کھا کھا کے خود پکاتا ہے
گو کہ اک سود ہر زیان مین ہے — اک نتیجہ ہر امتحان مین ہے
کیون نہین سود بے زیان لیتا — کیون زیان کا ہے امتحان لیتا
ان نصایح سے ہو جو روگردان — رہے وہ شکل آئینہ حیران
نہین سنتا نہ سن ہماری بات — نہین پیتا نہ پی تو آب حیات
فوج غم جب کرے کسیکو تباہ — قلعۂ راستی مین لے وہ پناہ
استقامت نہ ہیر خطا پہ کرے — ہر جگہہ اپنی بات پر نہ مرے
جرم کرکے کرے نہ ہٹ دہرمی — نہین بہتر خطا مین سرگرمی
نام اسکا ثبات عزم نہین — نہین ہرگز یہ عزم جزم نہین
ہے سراب اور آب شیرین اور — آب اور آب خنجر کین اور
کرے بالغرض پر جو استقلال — ایسے بدراہ کی یہی ہے مثال
جیسے بے سمجھے اور بے بوجھے — کوئی اک سمت جاوے بے پوچھے
ق
اور وہ راہ مین بھٹک جائے — چلتے چلتے ہزار تھک جائے
کبھی پائے نہ منزل مقصود — اوسکی کوشش تمام ہو بے سود
بلکہ جتنا بڑہے وہ ناآگاہ — ہوتا جائے اوسیقدر گمراہ
یا پڑے جسکے خار آنکھون مین — درد ہو بے شمار آنکھون مین
نہ نکالے وہ درد غفلت سے — ہاتھ دہوئے کہو بصارت سے
ہے وہی مرد اور دانشمند — جو خدا کی خوشی پہ ہو خرسند
منہہ نہ موڑے کڑی اوٹھانی سے — جی نہ ہارے بلائین آنے سے

پھر بھی تدبیر سے نہ باز رہے / درِ ہمت ہمیشہ باز رہے
جو پڑے کوئی عقدۂ تقدیر / صاف چل جاوے ناخن تدبیر
جو کہ اپنے لیے کرے نہ پسند / دوسرے کے لئے کرے نہ پسند
کیونکہ ہر کام کا ہے بدلہ ایک / بد کو ملتا ہے بد تو نیک کو نیک
ہے نتیجہ ترے عمل کے ساتھ / دے تو اس ہاتھ اور لے اوس ہاتھ
پس مناسب ہے جو پڑھے یہ کتاب / چاہیے ہو بغور معنے یاب
دیکھتا اور سنبھالتا جائے / اپنا مطلب نکالتا جائے
جب کہ مطلب سمجھ لے اپنا تمام / اوسکے موجب کیا کرے ہر کام
اسکے آگے ہین سب کتب بیکار / یہ نمونہ ہے بہتر از خروار

باب دوم برزویہ کی کہانی اوسیکی زبانی

میرے ساقی ذرا شراب مجھے / تپِ غم نے کیا کباب مجھے
ایک بوند ایک گھونٹ ایک چلو / ایک جام ایک شیشہ ایک سبو
جب تلک مانگے جاؤن لائی جا / جسقدر رہین پیون پلائے جا
کرے دریا سے مے جو طغیانی / پھیرے میرے خمار پر پانی
فکر کو کردے جوش بادہ صاف / کف دریا سے ہو زیادہ صاف
ہیچ ہو سب پھٹک کے یکسو یہ / بک اٹھون داستان برزویہ
یون لنڈھاتا تھا وہ شراب سخن / یون دکھاتا ہے آب و تاب سخن
کہ مرا باپ اک سپاہی تھا / مردِ میدان کجکلاہی تھا

حال مادر ہے سب پہ روشن تر ۔ گبر و آتش پرست تھی مادر
دختر عالمان زردشتی ۔ لعبۂ دودمان زردشتی
جب مری عمر کے ستارے کا ۔ ہفتمین چرخ پر دماغ گیا
ساتوین سال مین قدم رکھا ۔ دوش پر ہوش کا علم رکھا
باپ مان پڑہنے کو بٹھانے لگے ۔ مجھکو مکتب مین طب پڑہانے لگے
جیسا سن میرا بڑہتا جاتا تھا ۔ ویسا دل دیکے بڑہتا جاتا تھا
پڑہتے پڑہتے مجھے ہوا یہ شعور ۔ مین طبابت مین ہوگیا مشہور
ہوکے آگاہ اصل و نقل سے پھر ۔ راے لی مین نے پیر عقل سے پھر
کہ ہین اس علم کے نتیجے چار ۔ کس پہ رکھون مین اپنا دار و مدار
ایک تو جمع کرکے کچھ زر و مال ۔ باغ عالم مین مثل گل ہون نہال
یا کرون ایسا کار دنیا مین ۔ کہ رہے یادگار دنیا مین
یا کرون وہ نباہ عالم مین ۔ کہ مچے واہ واہ عالم مین
یا کہ در پردہ سب سے ہوکے جدا ۔ رہون مین طالب رضاے خدا
مین تو پہلے سے جانتا تھا یہ بات ۔ کہ وہی ہے طبیب نیک صفات
جو کرے جس جگہہ علاج علیل ۔ سمجھے اسمین رضاے رب جلیل
اسمین دنیا کا فایدہ اک سمت ۔ اور خوشنودی خدا اک سمت
ہے مفاد اسمین دین و دنیا کا ۔ وہ مثل ہم ثواب و ہم خرما
کھیت بوتے ہین جسطرح سے کسان ۔ پک کے طیار ہوتے ہین جس آن
منون غلہ و کاشت لاتے ہین ۔ چارا بیلون کا مفت پاتے ہین

الغرض مین نے بعد رد و قبول
راے چارم کو کر لیا مقبول

کہ کمر باندھکر مدا او پر
ہوا راضی رضاے مولا پر

یون ہین چند سے بسر ہوئی میری
پھر طمع پر نظر ہوئی میری

مین نے دیکھا کہ اور مجھسے طبیب
کامیابی مین ہین بلند نصیب

مجھپہ سختی سے دن گذرتے ہین
اور وہ لوگ چین کرتے ہین

تھا یہ نزدیک سوچکر یہ راے
راہ تسلیم سے قدم ڈگ جاے

کہ یکایک ثبات کا لشکر
دشمنِ نفس پہ گرا آکر

نفس سرکش کو پایمال کیا
خنجر صبر سے حلال کیا

دیکھکر مین نے دل کے یہ انداز
اسطرح کین نصیحتین آغاز

غزل

تجھکو حاسد وہ جوش سودا ہے
کہ حسد ایک خار صحرا ہے

تیرے افلاس پر حسد ہے کسے
پھر حسد منعمون پہ بیجا ہے

نام روشن کسیکا ہو تجھے کیا
مفت ناری جلا ہی مرتا ہے

اونکی قسمت مین ہے وہ پاتے ہین
تجھکو کیا کچھ ترا اجارا ہے

اس حسد سے تو خون تھوکے گا
یہی سوہانِ روح فرسا ہے

جاے عالی ہے عالم علوی
جو دنی ہے اوسی کی دنیا ہے

لوٹ ہو دیکھکر نہ سرخ و سفید
ارے بچون کا یہ گھروندا ہے

بندۂ حرص و آز ہی کیون قدر
کچھہ بھی تجھکو خیال مولا ہے

تجھکو درپیش ہے وہ سخت سفر
ہر قدم پر ہین جسمین لاکھہ خطر

نہ کوئی میسر کاروان طریق — نہ کوئی آشنا نہ کوئی رفیق
جا بجا ٹھگ ہین جا بجا قزاق — ہین جو ساتھی وہ سب ہین اہل نفاق
کوچ نزدیک اوس پہ غم کا ہجوم — وقت رخصت مگر نہین معلوم
دیکھئے آدمی کی یہ ہیکل — ایک خاکی و قدرتی ہے کل
جسکا ہے میخ زندگی پہ مدار — چار پرزے ہین اوسمین عنصر چار
گر یکے زین چہار شد غالب — جان شیرین بر آمداز قالب
جیسے ڈھانچا بناؤ مورت کا — عضو عضو اوسکا ایک ایک ہو جدا
بیچ مین سب کے ایک کیل لگاؤ — کہ ہر اک جزو کا ہو اوس سے لگاؤ
کیل دم بھر جدا اگر ہو جائے — ساری مورت تتر بتر ہو جائے
تن سے یون ہین جو دم نکل جائے — ساری ہیکل ابھی بدل جائے
جسم ٹھنڈا ہو رنگ پیلا ہو — جسم کا بند بند ڈھیلا ہو
سب یہ مٹی کا کام مٹی ہو — اینٹ کا گھر تمام مٹی ہو
پدر و مادر و زن و فرزند — دوست احباب اور بہائی بند
جیتے جی کے یہ سارے رشتے ہین — سب ترے موت کے فرشتے ہین
اسی شادی نہ جان یہ غم ہے — بلکہ غم سے بھی مرتبہ کم ہے
کان دھر اپنی سانس پر تو ذرا — الفراق الفراق کی ہی صدا
اونکی خاطر کما رہا ہے تو — جان اپنی کھپا رہا ہے تو
دھیان اونہین کا ہی جاگتے سوتے — اوڑ گئے تیری عقل کے توتے
جمع کرتا ہے مال اونکے لئے — مجھسے سن یہ مثال اونکے لئے

جیسے سلگاؤ عود دان مین عود
کرے سبکو معطر اوسکا دود

عود ہو آپ جلکے خاک سیاہ
ہو نہ اپنے شمیم سے آگاہ

کون سمجھے کہ عود جلتا ہے
کون سمجھے کہ تو پگھلتا ہے

یا کوئی جسطرح جلائے شمع
ساری مجلس کو جگمگائی شمع

شمع کو سوخت ہے تو بزم کو نور
شمع روتی ہے بزم ہے مسرور

بزم کو کیا جلے تو شمع جلے
لوگون کو کیا کہلے تو تجھکو کہلے

الغرض سب مین ہے یہی آسان
کہ ہو شغل علاج بیماران

لیکن اوسمین یہ التفات نکر
کہ مجھے سب بٹھائین آنکھون پر

ہر طرف شور اوٹھے حکیم حکیم
دین سب اوٹھ اوٹھکے سر و قد تعظیم

بلکہ ہر دم یہ تیری نیت ہو
جس پہ ڈالون مین ہاتھہ صحت ہو

حق نما ہو ترا دل صافی
دل سے نسخے پہ لکھہ ہو الشافی

تا کہ دست شفا عطا ہو جائے
ہاتھہ جسپر پڑے شفا ہو جائے

راہ حق پر علاج کر کامل
غرض دینوی نکر شامل

لوث دنیا سے جو کہ پاک نہو
دے وہ اکسیر بھی تو خاک نہو

ہو مداوا مین جو کوئی طامع
کرے اوسکا ثواب بہی ضایع

دل مین سوچے کہ کون ٹھوکرین کھائے
کون لیبے یہ اپنا نقد گنوائے

کون جانے کہ حشر مین کیا ہو
یہین ملجائے جو کہ ملنا ہو

یون ہے وہ جیسے کوئی سوداگر
مال کو رکھے رکھے گھبرا کر

اوسے پڑجائین دامون کی لالے
اونے پونے وہ بیچ ہی ڈالے

کرکے ایسی نصیحتین کاری | جب کیا مین نے نفس کو عاری
دوحۂ علم لہلہانے لگا + | گل امید رنگ لانے لگا +
خوشہ ہاے عمل اُترنے لگے | پختہ کاری کے پھل اُترنے لگے
راستبازی سے بھر گئے دامن | بیریائی کے لگ گئے خرمن
ہوکے بے لوث و بیریا اکبار | لگا کرنے علاج ہر بیمار
رفتہ رفتہ جو میرا رنگ جما | وسعت رزق کا بھی ڈہنگ جما
مہربانون نے مہربانی کی | قدردانون نے قدردانی کی
جوش پر آیا فضل ربانی | ہوا منظور چشم سلطانی
ہوگئے طالع بلند چمکا نام | کبھی خلعت ملا کبھی انعام
جب میرا ایسا درد دور ہوا | اثر علم طب مین غور ہوا
کوئی سوجھا نہ مجھکو ایسا علاج | اصل صحت پر آئے جس سے مزاج
امن کلی ہو جس سے اکباری | نہ کرے عود پھر وہ بیماری
در علت مین قفل پڑجائے | عارضہ کیا کہ اوسکی جڑ جائے
جب یہ کیفیت مزاج رہے | پھر عبث ظاہری علاج رہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۳۰ منہہ فق ہو سحر بنکر جس سے شب امکان کا
وہ مہر قیامت ہے مطلع مرے دیوان کا

جب توڑ کے ہر ٹانکا پردے سی جنون جھانکا
چاک اپنے گریبان کا جادہ تہا بیابان کا

صحرا مرا سینہ تہا وہ اوس مین خزینہ تھا
مٹّی مین دفینہ تھا گنجینۂ پنہان کا

اک طرفہ رقم مین تہا دونون نے کیا ساجہا
الفت نے مجھے پر کہا رحمت نے مجھے آن کا

سمجھے تھے حبیب اپنا اللہ رے نصیب اپنا
نکلا وہ قریب اپنا رشتہ تہا رگ جان کا

وہ یوسف سنجیدہ وہ خواب ستم دیدہ
تھا فتنۂ خوابیدہ اوس نرگس فتان کا

خُلق اوسمین جو پایا ہے اپنون مین ملایا ہے
صوفی نے بتایا ہے ہمشکل وسے انسان کا

وہ پرتو کامل ہے وہ نور مقابل ہے
وہ جوہر قابل ہے آئینۂ اعیان کا

رُخ اوسکا جو پاؤنگا کام اپنا بناؤن گا
ائینہ دکہاؤنگا مین دیدۂ حیران کا

گو ذرۂ عالم ہون پر وصل سے محرم ہون — مین قطرۂ شبنم ہون اوس مہر درخشان کا
سینہ مرا روشن ہے یا طور کا دامن ہے — یا وادیٔ ایمن ہے یہ موسیٰ عرفان کا
وہ پاک محبت ہے اک نور کی وحشت ہے — دروازۂ جنت ہے چاک اپنے گریبان کا
کیا حشر کا دھڑکا ہے خورشید جو بھڑکا ہے — اک نور کا تڑکا ہے میری شب ہجران کا
لاحول ولاقوۃ انسان کی کیا قدرت — خم کر نہ سر خدمت شاگرد ہو شیطان کا
قاصر ہو نہ ہمت مین کرسی طریقت مین — معراج حقیقت مین دل عرش ہے یزدان کا
گو دل مرا زندہ ہے پر نفس کشندہ ہے — یہ گرگ درندہ ہے اوس یوسف کنعان کا
ہشیار دل آگہ مانند خلیل اللہ — پا یان مین نکرتا رہ جو کام ہو عنوان کا
پھانسے ہین دل پر غم ہر حلقے مین ہی ماتم — اون گیسوون پر عالم ہے شام کے زندان کا
اس دشت مین ہین اکثر پامال بلا رہبر — دستار خضر کر کر جادہ ہے بیابان کا
دل تنگ ہے دنیا مین یا آگ ہے خارا مین — یا دست زلیخا مین دامن مہ کنعان کا
خود بوجہ خودی کا ہے خود نفس اولجھتا ہے — خود میرے تہ پا ہے گوشہ مرے دامان کا
جو عمر مقرر ہی سانسون سے ہوا پر ہے — وقف رہ صرصر ہی خرمن مرے دہقان کا
تعویذ لحد پایا جب دھر کے جبین آیا — تعویذ یہ لکھوایا اس خواب پریشان کا
سبحان تری قدرت آسودہ ہی سب خلقت — مچھلی کی کرین دعوت یہ منہہ ہی سلیمان کا
تھا حق نمک تیر آنت سے نہ منہہ پھیرا — ہے زخم جگر میرا احسان نمکدان کا
قربت مین جو دم ٹوٹے فرقت کا تو غم چھوٹے — غنچے کے مزے لوٹے زخمی ترے پیکان کا
جب اسم ترا دم ہو گرتے ہی یہ عالم ہو — ہر درک جہنم ہو اک تختہ گلستان کا
جس وقت ذرا تیری رحمت کی چڑھی ندی — بس ناؤ سی ہے کاغذ کی بیڑا مرے عصیان کا

ممنون ہے ہر عنوان مشکور ہے ہر پایان — ہے ہر ورق دیوان دفتر ترے احسان کا

ہر لفظ مین معنی کا اک شور ہے شوخی کا
اے قدر ہے رخ پھیکا سعدی کے نمکدان کا

١٥ مراہ نجات وصف ہے رب جلیل کا — پل بنگیا عصاے قلم رود نیل کا

طوطی حرف زن ہو جو باغ جلیل کا — خامے کو مرتبہ ہو پر جبرئیل کا

سیراب اوسکے فیض سے ہین جملۂ ذی حیات — پانی پیئے ہوئے ہین یہ سب ایک حبیل کا

مانند مردمک نرہی طاقت کلام — بیمار جو ہوا تری چشم کحیل کا

فرعون اور تجھسے ہو دعوی ہمسری — شاید بگڑ گیا ہے کہین ماٹ نیل کا

واعظ نہ توڑ کعبہ دل کو خدا سے ڈر — احوال کیا سنا نہین اصحاب فیل کا

سالک رہ فنا مین نہ بھٹکا کسی جگہہ — سنگ لحد سے کام لیا سنگ میل کا

ممکن نہین کہ تیری کہانی تمام ہو — دفتر ہزار بار کھلے قال و قیل کا

بقراط کیا مسیح سے ممکن نہین علاج — ملتا نہین مزاج بھی تیرے علیل کا

کیون اسقدر اوٹھائے ہوئے سر ہی آسمان — اک کنگرہ ہے یار کی قصر جلیل کا

شیرین ہے جس کی کام انا املح العرب — شوریدہ و فریفتہ ہون اوس جمیل کا

یہ آپ ہی کا دل ہے دہان بخطر گر — جس جا کہ کانپتا ہے جگر جبرئیل کا

پیری مین بھی فلک سے کرونگا نہ التجا — منہہ صبح کو خداند کھائے بخیل کا

اک پاؤن ہے رکاب مین اک ہاتھہ باگ پر — یون منتظر کھڑا ہون مین کوس رحیل کا

دشمن اگر قویست نگہبان قوی تراست
اے قدر تمنے حال سنا ہو خلیل کا

معلوم ہے آغاز نہ انجام خدا کا
١٦
آگے جو بڑھے کوئی تو پھر نام خدا کا

پایا جو کرم ٹوٹ پڑے ساری خدائی
اللہ غنی فیض ہے کیا عام خدا کا

خالی نہین حکمت سے کبھی فعل حکیمان
ہے مصلحت آمیز ہر اک کام خدا کا

ہو خاک وہ دل جو نکرے یاد الٰہی
پھنسجاے وہ طائر جو نہ لے نام خدا کا

ہر فصل مین ہو جاتی ہین ادس فصل کی چیزین
بٹجاتا ہے ہر قسم کا انعام خدا کا

ہے خانۂ تن مظہر انوار الٰہی
یہ دیدۂ و دل ہے کہ در و بام خدا کا

یہ مادمنی چھوڑ یہ سودا نہین اچھا
کیون ہوتا ہے تو مورد الزام خدا کا

جب نام سنو اوسکا کہو جلّ جلالہٗ
تعظیم کرو فرض ہے اکرام خدا کا

سب ذکر کیا کرتے ہین جن و ملک و انس
وحش و حشرات اور دد و دام خدا کا

ہر بار گزرجاے فرشتونکی گواہی
تو نام رٹا کر سحر و شام خدا کا

بالفرض جو سیکھین پر جبریل کی پروانہ
پائین نہ پتا طائر اوہام خدا کا

خالق کی عنایت ہے خلایق کی شفاعت
دیتے تھے محمد یونہین پیغام خدا کا

اکملت لکم دینکم اتممت علیکم
تقسیم ہوا خلق مین انعام خدا کا

ہین آل نبی نوح پیمبر کا سفینہ
ناجی ہے ہر اک بندۂ اسلام خدا کا

حیدر کا عدو دشمن احمد ہے مقرر
احمد کا عدو دشمن ناکام خدا کا

ہے بعد ولایت کے یہ رتبہ عجب اے قدر
شاعر کو ہوا کرتا ہے الہام خدا کا

لکھتا ہے وصف غازی دلدل سوار کا
١٦
نیزہ بلند ہے قلم حق نگار کا

کیا خوف مجھکو ابلق لیل و نہار کا
دامان زین ہے ہاتھ مین دلدل سوار کا

ساقی سے غدیر کا ساغر بھرا رہے
ہنگام نزع وقت ہے میرے خمار کا

سو بار مر کے جان نصیری مین آگئی
پانی تھا شاید آب بقا ذوالفقار کا

مرتے ہین ہم فقیر جناب امیر پر
دُر نجف ہو سنگ ہمارے مزار کا

کرنا مدد صراط پہ یا شاہ ذوالفقار
کیونکر کٹے گا راستہ خنجر کی دھار کا

لکھا جو وصف آپ کا معراج ہو گئی
پونہچا دماغ عرش پہ اس خاکسار کا

جا کر مرے نجف مین جسے خوف قبر ہو
دھڑکا سوال کا ہے نہ کھٹکا فشار کا

حُب علی جہان مین باغ مراد ہے
یہ راستہ ہے خلد ہمیشہ بہار کا

کس سبز پوش کے لئے رویا ہون مین لہو
یاقوت سنگ ہے مرے لوح مزار کا

اپنا ہر ایک مصرع تر تیغ تیز ہو
جاری زبان پہ وصف رہے ذوالفقار کا

کیا کیا کوئین جھکاتے ہین دنیا مین آشنا
کیا کوئی اعتبار کرے یار غار کا

سلمان و ابن یاسر و مقداد و بوذر ایک
مین ہون جو معتقد تو نہین چاریار کا

شیعی مرا طریق ہے آگے خدا کا نام
بیشک علی بھی نام ہے پروردگار کا

تاریکی لحد کا نہین دل مین وسوسہ
حُب علی چراغ ہے اپنے مزار کا

دن پھیر دو مثل رجعت خورشید یا علی
شاکی ہے قدر گردش لیل و نہار کا

۸

خم سے جام شراب نکلا
کہسار سے آفتاب نکلا

ہم خواب مین جانتے تھے ہے وصل
آخر وہ خیال خواب نکلا

دوڑو دوڑو کلیم دوڑو
وہ بام پہ بے نقاب نکلا

آنکھون مین چھپا تھا وہ گل تر
اشکون کے عوض گلاب نکلا

فصدون سے گیا نہ اپنا سودا — گو خون بلا حساب نکلا
لاکھون مین چنا تھا اک وفادار — دل کو وہ بھی خراب نکلا
خط بنگیا صاف ہو گیا منہہ — پو پھٹ گئی آفتاب نکلا
دیکھو غم عشق چشم مخمور — ہر اشک شراب ناب نکلا
چیرا جب وا غدار دل کو — اک مطلع آفتاب نکلا
آج آپ ملے نصیب جاگے — سچا مرا شب کا خواب نکلا
دل مین ہوا آبلہ نمودار + — یا آئینے مین حباب نکلا
غش کھا کے گرا مین شعلہ طور — بارے تیرا حجاب نکلا
کیون رک نہ سکے امنگ دل کی — پستان بنکر شباب نکلا
سمجھا تھا مین جنکو آنکھہ مین اشک — ایک ایک در خوشاب نکلا
رستی تو جلی مگر رہا بل — کاکل سے نہ پیچ و تاب نکلا
سو کر شب وصل مین کب اوٹھے — مغرب سے جب آفتاب نکلا
اچھا ہوا اور آئینہ دیکھہ — لے گھر مین ترا جواب نکلا

اے قدر زمین نے جب دبایا
منہہ سے یا بو تراب نکلا +

٢٢
ہو گیا ابرو کی سفاکی سے شہرہ یار کا — کام کر جائے سیاہی نام ہو سردار کا
لال ڈورے کالی آنکھین گورا مکھڑا یار کا — ملکے گلدستہ بنا ہے حسن کے گلزار کا
ہون وہ طالب شوق ہو مجھکو اگر دیدار کا — جاے مردم آنکھہ مین پیدا ہو چہرہ یار کا
تم سے گل محجوب بلبل بند شرمندہ تذرو — شہرہ ہے دستار کا گفتار کا رفتار کا

بہر نہین سکتے سلیمان بہی ترے سائل کا منہہ
کیا رفو آسان ہے اس زخم دامن دار کا

واقعی اسلام کا پلہ گران ہے کفر سے
بوجہہ ہلکا ہے کہین تسبیح سے زنار کا

کوچہ پر شہر سے کیا تیرا محل نزدیک ہے
دم گلے مین آکے اٹکا ہے ترے بیمار کا

مثل عیسی اونکی خدمت مین رسائی ہوگئی
چڑہ گئے کوٹہے پہ ہم زینہ لگا کر دار کا

زلف و مژگان دیکھکر یاد آگیا دشت جنون
وہ اندہیری رات وہ تلوونمین چبہنا خار کا

آتش غیرت مین ققنس بنگیا کبک دری
شہرہ سن سنکر تمہاری گرمی رفتار کا

جانے والے خلد مین جائینگے ہمت چاہیے
پہاندنا مشکل نہین کچھہ یار کی دیوار کا

عید کو میخانے مین ہم رند یون نہچے اسطرح
جسطرح پرہیز ٹوٹے مردم بیمار کا

ہون مین شاگرد خدا قرآن کو کرتا ہون نظم
وصف لکہتا ہون تمہارے مصحف رخسار کا

رات کو آنکھون کے نیچے پہر گئی تصویر یار
واہ کیا چمکا ستارہ دیدۂ بیدار کا

داغ سوزان پہول ہین تیری محبت مین مجہے
پورا چربا ہون مین ابراہیم کی گلزار کا

سر جہکا ہے مثل ساجد ہر قتیل عشق کا
بنگیا محراب کعبہ خم تری تلوار کا

گالیان دیتا ہے جب مجھکو بت رنگین مزاج
نخل گل مین یاد آتا ہے نکلنا خار کا

آتی ہے جب فصل گل پڑجاتی ہین سینہ مین داغ
دیکہہ پایا گھر فرشتون نے دل بیمار کا

قالب خاکی کی آبادی ہے اوسکی ذات سے
آمد و رفت نفس ہے آنا جانا یار کا

غول کی آنکھون سے روشن ہین مرے صحرا کی پہول
اور مژگان پری سایہ ہے ہر اک خار کا

دل وہی دل ہے جو رہتا ہو ترے سر پر نثار
گل وہی گل ہے جو طرہ ہو تری دستار کا

قدر کیا اصلاح غالب سے مری شہرت ہوئی
وہ مثل ہے باڑہ کا سے نام ہو تلوار کا

عدم سے لائے ہین مضمون تری دہانے کا ۲۵
پتا لگایا ہے عنقا کے آشیانے کا

شرف بڑہا گیا قاصد غریب خانے کا
قدم رسول ہوا تیہہ آستانے کا

تڑپ کے دل نے وہ پہینکا گنہ کا پشتارہ
کہ چار شانے گرا چت فرشتہ شانے کا

جلا نہ دے کہین مہ ہو کے مین باغبان مجہکو
یہ لاغری ہے کہ تنکا ہون آشیانے کا

ابہی تو عاشقون سے دور دور بہاگتے ہو
گلے پڑو جو مزہ ہو گلے لگانے کا

گرینگے جہوم کے خواب اجل مین کروبی
جو کہل گیا کہین دفتر مرے فسانے کا

ہمارے اشک سے ملتی ہے کوے یار کی راہ
بنا بہشت کا دروازہ ایک دانے کا

کبہی ہے روز کبہی شب کبہی سحر کبہی شام
یہ روز رنگ بدلتا ہے ہر زمانے کا

یہان بہی شامت اعمال نے نہ چہوڑا ساتہہ
سیاہ رنگ ہے تربت پہ شامیانے کا

ہوا بند ہی ہے بیابان نجد کی مجہسے
یہ مختصر سا ہے میدان مرے فسانے کا

ہمارا سینۂ پر سوز دل سے روشن ہے
نشان ملا ہے سمندر کے آشیانے کا

بہٹکتا پہرتا ہے مسجد کی راہ مین واعظ
بتا دے راستہ کوئی شرابخانے کا

جو یہ تیرے در پہ ملین آنکہین دیدبازون نے
کہ سنگ سرمہ ہوا تیہہ آستانے کا

کوئی جہان مین آکر ٹہہر نہین سکتا
مثال چرخ ہے اوندہا چلن زمانے کا

اسی بہانے یکشتہ رہی قدم کے تلے
جڑو مزار پہ سنگ اپنے آستانے کا

تمہاری آنکہہ پہ آیا مرا دل روشن
چمک رہا ہے کلس یہ شرابخانے کا

تمہارے ابرو و خال جبین سے مجہپہ کہلا
کہ وہ کلید تو یہ قفل ہی خزانے کا

نہ میری آنکہہ سے چہپو نہ ٹہوکرین کہاؤ
یہی تو راستہ ہی دلمین آنے جانے کا

ہوئے ہین ہر بن مو سے مزہ سی جاری اشک
کہ بند کہول دیا مشک کے دہانے کا

بدل کے بیتر سے اپنا تبائین ہین ایسی — کہ اوس نگاہ سے تنہہ پھر گیا ہی بانے کا
لکھا ہوا ہے ہر اک کیمیا کی بوٹی پر — کہ یہ نشان ہے قارون کے خزانے کا
تمہارے خال کے سودے سے جسنے منہہ پھیرا — ہوا وہ خلق مین محتاج دانے دانے کا
یہ پہلے کیسا کسی بیتاب کا کلیجا تہا — چھنا ہوا ہے جگر کیون تمام شانے کا
قفس مین بلبل تصویر ہون مین اے صیاد — کہ تجھپہ بار نہ پانی کا ہو نہ دانے کا

گریگا آپ عدو ٹال جائیے اے **قدر**
کہ منہہ کی کھاتا ہے چوکا ہوا نشانے کا

٢٠

تری پٹی جو سر کی خال ماتہے کا نکل آیا — سماے حسن سے بادل ہٹا تارا نکل آیا
شباب اپنا جو گزرا کلجھا چہرا نکل آیا — ملمع تہا کہ سونا اوڑ گیا تانبا نکل آیا
ازل مین ربط تہا روحون سے کیا رشتا نکل آیا — گئے جس انجمن مین اک نہ اک اپنا نکل آیا
خدایا کیا مرا رونا مرے پر بہی نہ جائیگا — جہان میری لحد کھودی وہان سوتا نکل آیا
جواب صاف بہیجا اوس نے در پردہ ستارے سے — لفافہ کھولتے ہی اک ورق سادا نکل آیا
معاذ اللہ تعزیرات عصیان مجھپہ ٹلتی ہے — خدا نے خیر کی تقدیر کا لکھا نکل آیا
دکھا کر وصل مین جلتی گلے کی یار کہتا ہے — ہٹو گھر جانے دو لو صبح کا تارا نکل آیا
یہ جذب عشق دیکھو خاک اوڑتا جب چلا مجنون — جہان کچھہ گرد بیٹھی ناقۂ لیلا نکل آیا
سراپا آبلہ مین بنگیا ہون دشت وحشت مین — چبہا جب پاؤن مین سے سر مری کانٹا نکل آیا
ہوئے طیار بازو واہ کیا شانے ہری تیرے — غضب جوبن نکل آئے عجب سینا نکل آیا
مجھے ہوش آگیا جب غوطہ کہائی عشق بازی مین — خدا کے فضل سے مین جس جگہہ ڈوبا نکل آیا
بتا دل کا لگا ہے یار کو میری ستانے سی — گریدی جب مری مٹی اک آئینا نکل آیا

کہا مین نے تم آؤ گے تم آؤ گے
یہ سنکر منہہ سی گہبراہٹ مین صاف اچہا نکل آیا

جرس ہون درد دل سی ہے نکلے بیٹھو ہو مجھسے
جہان جنبش ہوئی منہہ سے مرے نالا نکل آیا

وصال یار ہوگا قبر مین آخر یہی ٹھیری
مے پر خیر یار سے کچھہ نہ کچھہ رستا نکل آیا

مین وجہ اللہ رٹتا تہا تو زاہد مجھپہ ہنستا تہا
اجی جوئندہ یابندہ جہان ڈہونڈا نکل آیا

دہان یار کی الفت نے مجھکو مار رکھا ہے
لحد پر بیضۂ فولاد سے عنقا نکل آیا

سما کر یار کی آنکھون مین تو کیونکر بچا آے دل
ارے یہ کوٹھری کاجل کی تہی کورا نکل آیا

مری بیتابیان میری چھپائی چھپ نہین سکتین
یہ دل تڑپا بغل مین اک طرف پہوڑا نکل آیا

بتا اے قدر کس خوشرو پہ تیری آنکھہ پڑتی ہے
گڑہے پڑ پڑ گئے آنکھونمین منہہ تیرا نکل آیا

19

ابرو موے بتان کا عشق جو چمکا
دور ہوا اہل سیف و اہل قلم کا

فکر سے عقدہ کھلا دہان صنم کا
غنچہ کہلا اس صبا سے باغ عدم کا

واعظ بیچارہ کیا گناہ کرے گا
اوسکو بہروسا نہین خدا کے کرم کا

سینہ زنی ہجر مین ہی آہ کی ہمراہ
عشق مین ڈنکا ہے اپنی طبل و علم کا

خوب پہنسے آج آپ جانے نہ دونگا
مجھکو نہین اعتبار قول و قسم کا +

تہرہوا کو ٹھے پر نقاب اولٹتا
صبح کا تارا فلک پہ شام سے چمکا

چہرے پر آنکھیں ہین یا دو آنکھونمین کاجل
مشک ہے یا ناف آہوان حرم کا

جیسے نہین اے فلک ستارونکی گنتی
یونہین نہین ہے شمار تیرے ستم کا

ایک پیالہ ادہر ہی ساقی محفل
ایک اشارہ ادہر ہی چشم کرم کا

خاک نشینان عشق ہو گئے برباد
اوڑنے لگا یہ غبار نقش قدم کا

آس سی کچھ پاس ہی نہ یاس سی کچھ یہ یاس
ہمکو خوشی کی خوشی ہے غم ہے نہ غم کا

دم یہ مجھسے ٹالتے ہین آپ غضب سے
ابتو بہروسا نہین ہے ایک بہی دم کا

ہو گیا طیار میرے روضے کا گنبد
تودہ بنا یہ تمہارے تیر ستم کا

دل کی تمناؤن کو مٹاؤ نہ صاحب
چاہیے کب صید آہوان حرم کا

تیز زبانی پر ایسی تنگ دہانی
حل نہوا مسئلہ وجود و عدم کا

گات یہ رکہتی ہے ہاتہ ہو گیا ثابت
کیون نہو بہتر کہ ہے یہ سینہ صنم کا

کہل کے بنونگا مین تیرا خط کف پا
مٹکے مین ہونگا غبار تیرے قدم کا

عرش نشینان صلح سیر کنان ہین
کوٹھے سے کوٹھا ملا ہے دیر و حرم کا

غمزہ و ناز و ادا کنایہ اشارہ
سب یہ کرشمہ ہے یار قدر کے دم کا

۱۳ یا د آنکھون کی ہوئی ابروؤنکا دہیان ہوا
دیدہ و دل مین مرے قہر کا گھمسان ہوا

پہلے وحشت ہوئی پہر دلکو ترا دہیان ہوا
ہو کے ویران مرا باغ پرستان ہوا

منتین کر کے بتو آپ سے حیران ہوا
اب نہ بولو گے تو لو قدر مسلمان ہوا

اک کف خاک سے دیکھی تری صنعت کیا کیا
مورچہ کوئی بنا کوئی سلیمان ہوا

جب کہا چشمہ حیوان ہے دہن کہنے لگے
لیجئے اور نیا مجھپہ یہ طوفان ہوا

ہجر نے موت نے یا ناز و ادا نے مارا
انہین دو چار مین ایک ادا کا احسان ہوا

میرے دل کو تری آنکھون نے اڑایا ہوتا
اپنے قرآن کا اللہ نگہبان ہوا

آیتین آنکھین ہین خط سبزہ ہی مد ابرو ہین
یہی مل جل کے تو رخسار کا قرآن ہوا

مرقد غیر کو کیون تمنے لگائی ٹھوکر
کوئی مر جائے گا اتنا نہ تمہین دہیان ہوا

مردم چشم کے پاگئے نہ اشارے لب نے
لاکہ توتا یہ رٹا پھر بہی نہ انسان ہوا

نیک و بد مین نہین رونق وہ زمانہ آیا
مسجدین سونی ہوئین بتکدہ سنسان ہوا

آمد و رفت نفس تہا مرا آنا جانا
ملک الموت مجھے یار کا دربان ہوا

خاکساری مین فقط ہوش سنبھالی مینے
قدر سے خاک ہوا خاک سے انسان ہوا

۲۱ مرنے پہ کھل گیا مرا پینا شراب کا
گنبد مزار کا ہے کہ پیپا شراب کا

اوس آنکھہ سے اوبلتا ہی نشا شراب کا
کشتی می سے بہتا ہے دریا شراب کا

مکھڑا غضب کا رنگ ستم کا بلا کی آنکھہ
نشاء ہے تمکو حسن کا زر کا شراب کا

اونکے گلے سے پان کی سرخی نمود ہے
بوتل سے رنگ چھوٹکے نکلا شراب کا

عشرتکدہ تہا دل وہ مکدر ہی چرخ سے
بالو گھڑی ہوا مرا شیشہ شراب کا

اے محتسب دعاے قدح عہد نامہ ہے
ہی خط جام مہر امچلکا شراب کا

دریا مین تو نہاے جو اے مست جام ناز
بنجاے ہر حباب پیالہ شراب کا

واعظ یہ ہم سے وصف شراب طہور کا
تم اور ہمکو دیتے ہو چھینٹا شراب کا

وہ مری چشم تر سے لڑاتے ہین چشم مست
دریا پہ یہ چڑھاتے ہین بیڑا شراب کا

چھوتے ہی گال خار مژہ دلمین چبھہ گئے
پیتے ہی پہول لگ گیا کانٹا شراب کا

لخت جگر کے ساتھہ سلامت ہے چشم تر
کچھہ قحط ہے گزک کا نہ توڑا شراب کا

دوڑی ہی مے رگون مین ہمارے بجاے خون
بالکل ہے گوشت پوست ہمارا شراب کا

اہل صفا سے اہل کدورت وہ ہین نہ کیون
جمتا ہے درد تہ مین مصفا شراب کا

ساقی پگھل گیا مرے رونے پہ اسقدر
دریا بہا دیا لب دریا شراب کا

ہے دور دمے کا سبحۂ انگور پر مدام
ہے ذکر شل قلقل مینا شراب کا

ساقی کی آنکھ پر جسم آبرو کو دیکھنا
کیا طاق مین دھرا ہے پیالہ شراب کا

اسپر کہین نماز مین گنبد نہ پھٹ پڑے
واعظ نے توڑ ڈالا ہے مٹکا شراب کا

ساقی نے آج آنکھ چرائی ہے میکشو
دوڑاؤ میکدے مین کٹورا شراب کا

دل سے دکھائی دیتا ہے ایک دہ آبلہ
بوتل سے جسطرح کوئی قطرا شراب کا

آب حیات و چشمۂ خورشید گرد ہو
دیکھین جو رنگ خضر و مسیحا شراب کا

اے قدر بخشے جاتے ہین بدبھی طفیل نیک
کوثر پہ ڈھل گیا مرا دھبا شراب کا

۱۹

جب سے شبیہ نرگس مستانہ ہوگیا
چشم و چراغ میکدہ پیمانہ ہوگیا

ہم پر تمہارے عشق مین کیا کیا نہ ہوگیا
وہ کچھ ہوا کہ شہر مین افسانہ ہوگیا

ساقی کی آنکھ مین مجھے پتلی نظر پڑی
میخانہ کو تو دیکھیے بتخانہ ہوگیا

اوٹھی جو تیغ ناز تو محراب ہوگئی
سر گر پڑا تو سجدۂ شکرانہ ہوگیا

کھینچتے ہی خم مین لال پری ہوگئی شراب
کھلتے ہی میکدے کا پریخانہ ہوگیا

تم سے بچا جو نور ہوئی روشنی شمع
مجھسے بچے جو خاک تو پروانہ ہوگیا

چھوٹا نہ محتسب سے سر و سامان میکشی
توڑا جو تو نے شیشہ تو پیمانہ ہوگیا

شکل دوئی پسند نہین میری آنکھ کو
ٹپکا جو اشک گوہر یکدانہ ہوگیا

کچھ میری شمع داغ کی سوزش نہ پوچھیے
چھالا لگا تو وہ پر پروانہ ہوگیا

ویرانگی عشق رہی حسن کو پسند
وہ گھر اُجڑ گیا جو پریخانہ ہوگیا

واعظ سیاہ کارونکا رتبہ بلند ہے
سایہ ہما کا افسر شاہانہ ہوگیا

بلبل کی روح گیا مرے تن مین سمائی ہے
جب آگئی بہار مین دیوانہ ہوگیا

رخصت کے بعد حالت دل کچھ نہ پوچھیے
سونا ہوا اُجڑ گیا ویرانہ ہوگیا

کچھ باغبان کو دخل نہ گلچین کو بار ہے
مین اس چمن مین سبزۂ بیگانہ ہوگیا

دل کو دہان و زلف دو نگہہ نے بنالیا
خبطی ہوا سڑی ہوا دیوانہ ہوگیا

دیکر وہ بوسۂ مہ رخسار کہتے ہین
بس لیجیے یہ آپکا ماہانہ ہوگیا

حسن ملیح یار نے سرکہ بنادیا
کان نمک شراب کا پیمانہ ہوگیا

پہلے ہمارا یہ دل حیران تہا آئینہ
جسدن سے چاک چاک ہوا شانہ ہوگیا

اوس زلف نے دماغ پریشان کردیا
تہوڑا ہے قدر جو تجھے سودا نہ ہوگیا

۱۳۱

دل وارفتہ مین ہے دھیان اوس مہرو کی گالون کا
یہ سالک دیکھنے والا ہے ان صاحب کمالون کا

پڑے ہین چور پر لپکا ہی ان مستانہ چالون کا
ہلیگا حشر تک بدفن تمہارے پایمالون کا

خیال آتا ہے پھر پھر کر غزالی آنکھ والون کا
یہ دل ہے یا الٰہی یا کہ رمنا ہے غزالون کا

لحد مین لیچلے ہین داغ ہم اون گل سے گالون کا
ہمارے عرس مین میلا رہیگا پھول والون کا

یہ سمجھنے ہشیار ہوکر دنیوی فکرونکی غفلت مین
یہ ہمنے جاگتے مین خواب دیکھا ہی خیالون کا

سمک بہی یون خدایا زیر بار خاک کب ہوگی
دل بیتاب در او سپر غبار اتنا ملالون کا

ہوئے ہین طائر روح شہیدان یہ تری بس مین
ذرا پھر دیکھ لے قاتل قفس منگوا کے لالون کا

بڑے کام آئے اے آغوش حسرت تکیۂ پہلو
جدائی کی شبون مین بہی مزہ اوٹھا وصالون کا

غبار اوٹھکر چلا ہی سقف گردون کے ہلانیکو
ذرا تو حوصلہ تو دیکھ اپنے پایمالون کا

دل نازک مین اپنی کب گئین ہین نازنین کرین
دماغ اس عرش پر رہتا ہے ان نازک خیالون کا

خلال اپنا قد لاغر دہان گور مین ہوگا ۔ یہ مشت استخوان جو کچھ ہے اسکے دو نوالون کا
گہیون ہین گریہ وزاری ہین مثل مردم دیدہ ۔ بنا دے بار آلہا مجھکو تو پتلا ملالون کا
دل اپنا تختۂ گلشن بنا جسدم خیال آیا ۔ ترے ان گل سے گالون کا ترے سنبل سے بالون کا
یہ سب کے نامۂ اعمال میرا ایک فقرہ ہے ۔ صف محشر نہین اک بند ہے میرے سوالون کا
ہماری آنکھ مین ہین صورتین یاران رفتہ کی ۔ یہ اپنے سامنے رکہا ہے جام جم خیالون کا
عجب کیا صورت پیران ابہی سے سر ہلے اپنا ۔ تصور جمگیا ہے خوب اسمین تیری چالون کا
بغیر از آہ و نالہ دل سمجہہ لے دلکی دل ہی مین ۔ یہ گونگا آپ ہی دے لے جواب اپنے سوالون کا
بہرین ہین آرزوئین مردہ ماتم کا مرقع ہے ۔ یہ دل ہے حسرتون کی پوٹ یا پتلا ملالون کا
ترے ہاتھون مین ایسا طائر رنگ حنا ٹہیرا ۔ کہ مرغ دست پرور ہوگیا جوڑا یہ لالون کا
کیا مسمار ایسا الفت چشم غزالی نے ۔ مرے روضے کا گنبد ہوگیا گنبد غزالون کا
تپش دلکی بڑہی جب یاد کین انکھیلیان تیری ۔ ہمارا سر ہیرا جب دے ہیان باندہا تیری چالون کا
دہن سعدوم ہی تیرا تو نکلے کام اشارون سے ۔ یہ لون چشم سخنگو سے جواب اپنے سوالون کا
جب آئے طفل اشک آنکھون مین فوراً پیگیا انکو ۔ دل غمگین ہے یارب یا کہ مدفن خردسالون کا
بنے سب دائرے کہینچے جو خط نقاش قدرت نے ۔ لپٹنا موبمو دیکھہ اپنے گھونگروالے بالون کا
مرا نخل تمنای شہادت وہ پہلا پہولا ۔ کہ تلوارونکا پہل آیا جو پہولا پہول ڈہالون کا
کرو گلی تو ہو آب گہر تاثیر دندان سے ۔ بنے سلک گہر جب پہینک دو ڈورا خلالون کا
تصور اسمین جب آیا تری تشبیہ کامل تہی ۔ دل رنگین ہمارا ہوگیا دفتر مثالون کا
ہمارے خون مین ڈوبی ہوئین ہین سیکڑون تیغین ۔ شفق پہولے تو اوسمین ہوگیا جہرمٹ ہلالون کا
ہماری خستگی کی حسرتون نے وہ کیا ماتم ۔ کہ مدفن جا بجا شق ہوگیا ہم خستہ حالون کا

دل آزاری سے تیری دوش پر گیسو نکلتے ہین	یونہین ضحاک کے شانون پر اک جوڑا تھا کالون کا

سوال بوسہ پر لب قدر کیا کھلتے لب شیرین
مری تقریر سے دم بند تھا شیرین مقالون کا

بند کو یون مین خرابات مین کل جاؤنگا	۱۹	مشتبہ چیز نہین ہون کہ بدل جاؤنگا
لاکھ وحشت ترے کوچے سے نکالی مجھکو		مین گریبان نہین ہون کہ نکل جاؤنگا
ہر گھڑی ناوک مژگان پہ دھرتے کیا ہو		کیا مین بزدل کا جگر ہون کہ دہل جاؤنگا
کاٹ چھانٹ آپ بہت مجھکو دکھایا کرین		کیا مین ہون تیغ کہ ہر بات پہ چل جاؤنگا
ضعف مین بھی تری ہمراہ پھرونگا اے ہمدم		دوپہر مین نہین جو گشت مین ڈہل جاؤنگا
اشک ہون جب مین گرا پھر نہ اٹھونگا ہرگز		طبع بیمار نہین ہون کہ سنبھل جاؤنگا
تو مجھے خانۂ دل سے کبھی باہر نکال		تیر ارمان نہین مین کہ نکل جاؤنگا
ایک عالم ہے مرا لاکھ رہے گردش دہر		مین بھی کیا آب ہوا ہون کہ بدل جاؤنگا
برق حسن آپکی چمکی مرے سر آنکھون پہ		شجر طور نہین ہون کہ مین جل جاؤنگا
شیشے کو پھینک دے خم جا کے اوٹھا لا ساقی		کچھ تنک ظرف نہین مین کہ اوبل جاؤنگا
چاندنی ہون کہ رہونگا مین ترے کوٹھے پر		نہین سایہ کہ ترے زیر محل جاؤنگا
لاکھ دنیا ہو دوالی کا گھروندا تو کیا		طبع طفلان تو نہین مین کہ بہل جاؤنگا
سرد مہری فلک سے مجھے اندیشہ نہین		نخل نازک ہون کہ پانی ہی مین جل جاؤنگا
گالیان دو مجھے پامال کرو سخت کہو		دل نازک نہین جو بات مین جل جاؤنگا
گر میان لاکھ کرو اب نہ پسیجونگا کبھی		مین کوئی شمع نہین ہون کہ پگھل جاؤنگا
ہون وہ بنیاد کہ پڑتے ہی مٹا نام و نشان		مین وہ افتاد نہین ہون کہ سنبھل جاؤنگا

آن بان اپنی رہگئی ہی پیری مین بہی
گرم بازار ہو یارب مرے ہمچشمون کا

تیرا جوبن تو نہین ہون کہ مین ڈہل جاؤنگا
طبع حاسد تو نہین ہون کہ مین جل جاؤنگا

کیا رہون گردش ایام مین ثابت اے **قدر**
مین بہی کیا آج ہون جو آج نہ کل جاؤنگا

١٨

عبادت تو سمجہتا ہے اگر بیداد کر لینا
وضو میرے لہو سے پہلے اے جلاد کر لینا

ہے ورد اپنا سحر کو نالہ و فریاد کر لینا
بہر صورت کسی پردے مین تجہکو یاد کر لینا

نہا دہو کر نکہر کر آپ کو جسدم فراغت ہو
مین ڈیوہڑی پر ہون حاضر مجہکو فوراً یاد کر لینا

چلا ہے ذبح کو آنکہون مین تو سرمہ لگا کر چل
فسان پر تیز خنجر چاہیے جلاد کر لینا

تڑپتا ہے شب فرقت مین اس پہلو سے اوس پہلو
ادہر فریاد کر لینا ادہر فریاد کر لینا

نماز و روزہ و تسبیح و استغفار مشکل ہے
مگر ہان اک نہ اک صورت سے تجہکو یاد کر لینا

بہوؤن کو کیون چہپاتا ہے یہ کیا بن پڑی مجہکو
یہ اپنے ہاتہہ سے ہی آپ پر بیداد کر لینا

وہ معشوقون کا دشمن اور تو عشاق کا صید ی
ہمارا ذکر گلچین سے بہی اے صیاد کر لینا

بہت بڑہ بڑہ کی جب اغیار بولین آپ کے آگی
ذرا اوسوقت اے صاحب ہمین بہی یاد کر لینا

جو اے دل دونون آنکہین بہکی آنسو تجہپہ ٹپکا ئین
جگہہ پانا تو خیمہ آہ کا استاد کر لینا

یہ کیا سوجہی تجہے اسکو بہی لیکر ڈوب جانا تہا
مقدم کام خسرو کا تہا اے فرہاد کر لینا

فرشتونکو جہنکاتے ہین کوئین یہ خاک کی پتلے
اجی آسان نہین ہے عشق آدمزاد کر لینا

کدہر ہے باغبان دیکہہ اس چمن مین چند بولینگے
اوجاڑا ہے مجہے اب باغ تو آباد کر لینا

جواب خط تو لانا اتنی قاصد اور سنتا جا
جو پیغام زبانی ہو وہ از بر یاد کر لینا

جو ہوا ے روح چلتے چلتے حسرت باغ عالم کی
کوئی دم جا کے سیر گلشن شداد کر لینا

وہ آئینگے مین لپٹونگا جو چونکے پھر وہان کیا ہی | تصور کے یہ معنی ہین دل اپنا شاد کر لینا
تڑپ سے میری تو واقف نہین سینے سی جب اوٹھنا | مجھے جس وقت پورا ذبح اے جلاد کر لینا

نہ جادو ہے نہ جب کا نقش ہے ای قدر خدمتگر
یہ گر تجھکو بتایا اسکو از بر یاد کر لینا

١٩

وصل کی رات کو مین بیاہ کی محفل سمجھا | جب بجی اونکی چھڑی شور جلاجل سمجھا
پیسے پیسے کو شگون منعم غافل سمجھا | ہان مگر دہنی ہتھیلی کا اسی تل سمجھا
ہاے بیتابیون سے دل کو نہ مین دل سمجھا | کبھی پارا کبھی بجلی کبھی بسمل سمجھا
پر ماہی تری پلکون کو مرا دل سمجھا | مچھلی آنکھون کو بہوون کو لب ساحل سمجھا
کہیں سمجھا کیا ہرگز نہ وہ بسمل سمجھا | رنگ ہولی کا مرے خون کو قاتل سمجھا
بچکے دزدیدہ نگہ سے تری زلفین کہین | چور پہرے کے تلنگے کو مین غافل سمجھا
آہ کیا نکلے کہ داغون ہی ہوئی مہر سکوت | دل کی دل ہی مین شب ہجر مرا دل سمجھا
نہین جنت نہ سہی خیر جہنم ہی سہی | اتنا تھوڑا ہے مجھے تو کسے قابل سمجھا
بیٹھے بیٹھے دل لوٹ ہوا جاتا ہے | محفل یار کو مین حال کی محفل سمجھا
آنکھ سمجھا جو کہین کوئی پیالہ پھوٹا | کوئی شیشہ کہین ٹوٹا مین وہی دل سمجھا
دور باندھا ترے تاثیر دہن نے ایسا | خط جو نکلا تو مین اوسکو خط باطل سمجھا
عشقِ گیسو سی دہوان اوٹھتا ہی اسد رے عذاب | ہر کوئی میری لحد کو چہ بابل سمجھا
پہلے سن یار کے بارے مین نہ کچھ کہہ اوٹھنا | پھر جو سمجھانا ہوا سے واعظ کامل سمجھا
کان بجتے ہین یہ ہون منتظر فصل بہار | پتا کھڑکا تو مین آواز عنادل سمجھا
دونون ابرو ہین غضب ایک کی تصویر ہی ایک | ایک کا ایک کو مین مد مقابل سمجھا

جہوگئی گات توکیا مال نہ ڈہونڈہون اپنا
اونچا اونچا نظر آیا مین یہان دل سمجہا

دیکہکر میری تڑپ مارے ہنسی کے لوٹا
وہ مجہے اور مین جلاد کو بسمل سمجہا

تپش غم سے ہی دونون مین عجب ہی ردوبدل
مین جگر بائین طرف دہنی طرف دل سمجہا

جب لگایا دگل رخ مین اجل کا پہندا
قدر ہچکی کو مین آواز عنادل سمجہا

۱۸ خون روان خشک گلی سے تہ خنجر نہوا
پاک اوٹہا مین کہ دامن بہی مرا ترنہوا

ضد مین ان ماہ جبینون سی کوئی ورنہوا
کپڑے پہاڑے جو کہین پہولون کا زیورنہوا

یہ تو کہتے نہین ہم حشر کا دن چہوٹا ہی
پر ہماری شب فرقت کی برابر نہوا

زاہد و جام مے ناب وہ دیتا ہے خدا
جو فرشتونکو تمہارے بہی میسر نہوا

شب فرقت نہ کٹے گی نہ کٹے گی یارب
مین شب ہجر کا اب تک کبہی خوگر نہوا

خامشی سے ہوا ایسا مین عزیز ہر دل
مثل تصویر کسی پر کبہی دوبہر نہوا

تیری پلکون سے حذر چاہیے اے قاتل خلق
یہ وہ ناوک ہین کہ جن سے کوئی جانبر نہوا

نکلے کیا کیا نہ چمک کر مہ و خورشید مگر
دونون مین کوئی رخ یار کا ہمسر نہوا

درد ندان نے اوتارا مجہے سوکہے گہاٹون
ایک قطرہ بہی دم نزع میسر نہوا

جان باہر ہوئی تن سے وہ وفادار ہوئین
پر کبہی آپکے فرمانے سے باہر نہوا

کہیلنے بیٹہے ہین دریا پہ وہ مچہلی کا شکار
ہاے اسوقت ہمارا دل مضطر نہوا

آجتک ہمکو یہ نفرت رہی کجبازون سے
دل کبہی شیفتۂ ابرو دلبر نہوا

نئے بگڑے ہین بہی کچہہ نہین سامان درست
اپنی محفل مین جو شیشہ ہوا ساغر نہوا

جارہے گور مین نفرت یہ ہوئی عالم سے
ایسا گہر ڈہونڈہ لیا جسمین کوئی در نہوا

جبہ سائی در ساقی کی میسر نہوئی
خط تقدیر ہمارا خط ساغر نہوا

روٹی جبدن نہ ملی پیٹ پہ پتھر باندھا
مر رہے ہے خاک پہ جب سو رہے بستر نہوا

حسن وہ چیز ہے اللہ کی گھر مین ہی ہی کم
اتنے آئے کوئی یوسف سا پیمبر نہوا

روز کہتے ہین چلینگے عدم آباد کو قدر
کوئی تاریخ کوئی روز مقرر نہوا

۱۵

جب ذرا نغمون سے بلبل گلفشان ہوجائیگا
ٹوکری پہولون کی سارا آشیان ہوجائیگا

غیر کی قسمت سے وہ نامہربان ہوجائیگا
دوست برگشتہ نصیب دشمنان ہوجائیگا

جب اوٹھے گا جوش سے ہنجائیگا وہ آفتاب
جب اوڑے گا خم کا سر لوٹین آسمان ہوجائیگا

جوشنزن ہوتا رہیگا تا لحد دریاے خون
نخل تابوت شہیدان ارغوان ہوجائیگا

آب اوڑ جائیگی جب ذرا چاٹیگی سیرا خون گرم
خم تری تلوار کا پشت کمان ہوجائیگا

تیر سے قیدی کو ملے تو پاؤن دہرنے کی جگہہ
سنگ مقناطیس سنگ آستان ہوجائیگا

ہر بن مو سے بہرونگا دم بدم مین دم ترا
جسم پر ہر رونگٹا میرا زبان ہوجائیگا

خود تمہین یہ چاند سا مکھڑا کریگا بیحجاب
منہہ پہ جب مارو گے تم چہرہ مت کتان ہوجائیگا

جسم وجان کا فیصلہ سارا اسیکے ہاتھ ہے
یادن تیری تیغ کا خود درمیان ہوجائیگا

چشم ساقی کا پیالہ پی لیا ہے مست ہون
دل مرید حضرت پیر مغان ہوجائیگا

دیدبازی سے یہ صحرا ہے ہمارا حسن خیز
جو بگولا اوٹھے گا سرو روان ہوجائیگا

ہے کمر معدوم لیکن ہے وہ ہین معدوم تر
تنگ ہو ہو کر سر مو سے میان ہوجائیگا

اللہ اللہ ایسی بیتابی مین ایسی لاغری
خار ماہی گھل کے ہر اک استخوان ہوجائیگا

واہ شور لن ترانی کسکو معلوم تھا ع
بے دہانی پردہ یون آتش زبان ہوجائیگا

دیکھنا اے قدر جو یونہین رہی فکر سخن
سر سے پا تک گھل کے تن تشکل زبان ہوجائیگا

۱۵

تو ستم سے زرد رو لے نوجوان ہوجائیگا | سبزۂ رخسار کشتِ زعفران ہوجائیگا
رشک چشم و گوش گل کر دیان جہان ہوجائیگا | چشمِ نرگس کور گوشِ گل گران ہوجائیگا
رخ کا سودا تھا کفن تک دھجیان ہوجائیگا | چاند کے پرتو سے یہ جامہ کتان ہوجائیگا
تیری ایک اک کن سے پیدا ہوگی ایک کائنات | تیرا ایک اک حرف ایک اک داستان ہوجائیگا
ٹانکے ٹوٹینگے تو آئیگی صدائے الفراق | زخم بولے گا تو شور الاماں ہوجائیگا
دل مین خود مختار غم ہوگا تکلف برطرف | رہتے رہتے میہمان بھی میزبان ہوجائیگا
میرے جلنے سے کھلیگا راز گریہ خلق پر | اوٹھلے گھر سوزش دل کا دھوان ہوجائیگا
معجز شق القمر دکھلائیگی انگشت حسن | چاند تیرے پرتوے سے خود کتان ہوجائیگا
دہشت صیاد سے زنجیر پا بنجائیگی | خود قفس ہمکو ہمارا آشیان ہوجائیگا
رند وہان عمامۂ زاہد پہ یون تھہ پہیریان | کشتیٔ مے کا اک اچھا بادبان ہوجائیگا
اضطراب دشت پیمائی نہ چھوٹے گا کبھی | خاک ہوگا جب بدن ریگِ روان ہوجائیگا
کیون عبث پھرتا ہی ہم رندون کے سر پہ ابتدان | ٹوکرا بدنامیون کا آسمان ہوجائیگا
مین نہ کہدونگا جو کچھہ تو نے لکھا ہینے کیا | خود خط تقدیر ہی خط امان ہوجائیگا
اوسکی اسنا مہربانی پہ تو مین دیتا ہون جان | کیا قیامت ہوگی جب وہ مہربان ہوجائیگا

سر پہ چھین چھنکر بلائین آئینگی خاموش قدر
آہ کھینچوگے تو چھلنی آسمان ہوجائیگا

آئے لحد پہ آج بڑا حوصلا کیا | ۱۴ | اللہ کیا حضور نے خوف خدا کیا

کہہ کہکے باتین کانون ہین دل آشنا کیا | دیدے کے سینہ گہرین تری راستا کیا
پہر روح لہلہانے لگی سیر باغ پر | پہر موسم بہار نے مجھکو ہرا کیا
وہ دم پہ چڑہ گئے کبھی مین دم پہ چڑہ گیا | میرا کہا کیا کبھی اپنا کہا کیا
لپٹا جو آہوؤن سے ادون آنکھونکی یادمین | کن مشکلون سے قیس نے مجھکو جدا کیا
لیتے ہی میرے شیشۂ دل کو پٹک دیا | میرا کیا نہ اپنا کیا اُن یہ کیا کیا
مہوے کی مے سے زہر پلایا تو خوب تہا | ساقی تمام رات مرا سر پہرا کیا
کیا پوچہنا ہی ایک سے دو ہوگئے حضور | آئینہ سادہ لوح ہی کیون سامنا کیا
ٹہوکر لگا کی آپنے مرے اوچہل پڑی | جب نالہ چہنے کہڑے ہوئے محشر بپا کیا
کیون منکر و نکیر کو بہیجا تہا یا خدا | کیا جانون مین کہ نیند مین کیا کیا بکا کیا
کیا صاف حسن ہوگیا کیسے نکہر گئے | چہرے کو پونچہہ پونچہہ کے کیا آئینا کیا
اکدن خیال آیا تہا رفتار کا تری | دو تین چار روز مرا سر پہرا کیا
اے یار آنکہہ لڑتے ہی برا گئی نگاہ | آنکہون سے خون ہوکے کلیجا بہا کیا

اے قدر ایسا آدمی اپنی پسند ہے
جو دل مین آیا کہدیا جو کچہ کہا کیا

۱۴

تیغ جب کہینچکے جلاد آیا | مجہکو اوسوقت خدا یاد آیا
واہ رنگین سخنی کیا کہنا | خود مرے دام مین صیاد آیا
اللہ اللہ اثر لوح مزار | سر تربت وہ پریزاد آیا
دام مین مجہکو پہڑکتے دیکہا | کیا پہڑکتا ہوا صیاد آیا
حاکم وقت ہے سودائے فراق | ہاتہہ باندہے ہوئے فصاد آیا

آنکھہ ملتے ہی گیا صید مجھے
تیر جوڑے سے ہوئے صیاد آیا

آمد اوس گل کی جو گلشن مین ہوئی
در تلک دوڑ کے شمشاد آیا

مارے غصہ کے چڑہے ہین ابرو
او بچے بنکے وہ جلاد آیا

اوٹھہ سکے پہول بہی بسدم افسوس
جب مرا غیرت شمشاد آیا

ق
اپنے کوٹھے سے وہ دوڑی آئے
جب سنا عاشق ناشاد آیا

اے صبا ار غم فرقت قربان
قاف سے اوڑ کے پریزاد آیا

صدقے اس منہ کے پکارا کسکو
کچھہ مجھے ہوتا ہے ارشاد آیا

شیشہ مے کو لگی ہے ہچکی
یہ کسی مست کو کیا یاد آیا

قدر گھنگھور گھٹا چھائی ہے
موسم نالہ و فریاد آیا

۱۴

چہچہا کوئی قفس مین نہ ہمین یاد آیا
ریز کرنے بہی نہ پائے تھے کہ صیاد آیا

اک طرف پہول کہلے بلبل ناشاد آیا
اک طرف باغ مین گلچین مع صیاد آیا

قید کرتے تو کیا پہر نہ اوسے یاد آیا
دانہ پانی بہی نہ دینے مجھے صیاد آیا

شیشہ مے مجھے بھجوایا مری ساقی نے
راجا اندر کے اکہاڑے سے پریزاد آیا

دہن زخم تہا ہر نقش قدم مقتل مین
مہندی چہوٹی جو وہ ترک ستم ایجاد آیا

میرا سودا نہ گیا قید مین بے سر کاٹے
اوٹہہ گیا پاس سے حداد تو جلاد آیا

دیکہتا رہتا ہون پہر پہر کے ہوا گلشن کی
پتا کہڑکا تو مین سمجھا کہ وہ صیاد آیا

حشر مین بہی نہ چہٹا سلسلۂ زلف بتان
بیڑیان پہنے ہوئے عاشق ناشاد آیا

دم آخر بہی رہے دید سے محروم افسوس
بندہ چکی آنکھون پہ پٹی تو وہ جلاد آیا

نقش ہے دل پہ ہمارے تری صورت پیارے
تیری تصویر عبث کھینچنے بہزاد آیا

دل روشن مین کب او تری ہی تمہاری تصویر
آئینہ خانۂ الفت مین یہ بیزاد آیا

نخن و اقرب کا الف کہینچ دیا گردن پر
خط لگا نیکے لیئے جب مرا جلاد آیا

ہچکیان آتی ہین تلوار کا پانی پی لون
شاید اوس قاتل بیرحم کو مین یاد آیا

قدر انسان کی اے قدر رہی انسان کے بعد
جب مجھے قتل کیا جب مین اونہین یاد آیا

۱۸ مہ عارض تجھے کروٹ مین بدلتے دیکھا
چاند کو ڈوبتے سورج کو نکلتے دیکھا

زندگی جسم مین خود مایۂ بیتابی ہے
روح جس رگ مین ہوئی اوسکو اوچھلتے دیکھا

ڈبڈبائین ادہر آنکھین کہ ہوئے اشک روان
طفل پیدا ہوئے اک سمت کہ چلتے دیکھا

قد بالا مین تماشا ہے یہ رخسار یہ گات
آج تو سرو کو بھی پھولتے پہلتے دیکھا

نزع مین جان نے ہرگز نہ دیا جسم کا ساتھ
وقت پر دوستونکو ہمنے نکلتے دیکھا

نہ کبھی یار پہر ابات مین ہٹ دہرمی کر
نہ کبھی آئی ہوئی موت کو ٹلتے دیکھا

وہ مری آنکھ سے ڈھلکے ہوئے آنسو دیکھے
جسنے لڑکون کو نہ ہو ضد مین مچلتے دیکھا

باندہ کر ہاتھ ادب سے ہوئے سرو استادہ
روش باغ پہ جب تمکو ٹہلتے دیکھا

تیرے غم مین نہ سبنھلنا تھا نہ سنبھلا دل زار
ایسے ڈوبے ہوؤنکو کسنے اوچھلتے دیکھا

یہی تعبیر ہے ابرو سے اشارے ہونگے
آج تو خواب مین تلوار کو چلتے دیکھا

دیکھ لے مہر کو گردون پہ اوبھرتے دم صبح
نہ خم مے کو ہو واعظ جو اوبلتے دیکھا

اشک گرم آنکھ سے نکلے جو بڑھی سوزش دل
ہمنے جلتا ہوا تنور اوبلتے دیکھا

سبزۂ خط پہ بہت زہر اوگلتے دیکھے
خال شبرنگ پہ نیل آنکھون کا ڈہلتے دیکھا

یا الٰہی یہ صنم ہین کہ پہسلنا پتھر
ان پہ پہر اک کی طبیعت کو پہسلتے دیکھا

آہ سوزان سے مری تیرا پسیجا دل سخت
اے صنم آج تو پتہر کو پگھلتے دیکھا

تیرے چہرے سی تلون ترا کھلتا ہے
ہمنے اس پہول کو سو رنگ بدلتے دیکھا

لاکہہ سینے سی لگائے رہے رونا نہ گیا
طفل دل کو نہ کسی آن بہلتے دیکھا

واہ اے **قدر** نہ اشکون سے بجہی دل کی لگی
ہمنے برسات مین گہر آپکا جلتے دیکھا

دل ہمارا مورد جور و جفا کیونکر ہوا
ہے یہ حیرت اپنا کعبہ کربلا کیونکر ہوا

زخمی تیغ تبسم نے کہا جب حال دل
ہنسکے بولے پہر کہو تو کیا ہوا کیونکر ہوا

جا بے قلقل اوس سے حق حق کی صدا آنی لگی
گردن منصور بوتل کا گلا کیونکر ہوا

روح اپنی تو نے پہونکی ہے جو میری جسم مین
خبط ہے واعظ کو مین تجہسے جدا کیونکر

بے دہن باتین بنانے سے عقیدہ پہر گیا
ہمکو حیرت ہے کہ ہر اک بت خدا کیونکر ہوا

جذب الفت جب نہو دل مین تڑپ کس کام کی
مرغ بسمل طائر قبلہ نما کیونکر ہوا

یا تو کچہ مینے نکالا منہ سے یا تو نے کہا
میرا تیرا تذکرہ یون جا بجا کیونکر ہوا

دل سے نکلی آہ پہر بہی دل مرا افسردہ ہے
تیرے چہو جانے سے غنچہ گل صبا کیونکر ہوا

میرے دل سے تہا وہ خود بین کس قدر نا آشنا
پہر وہ آئینے سے صورت آشنا کیونکر ہوا

جو مہینون بعد آتے تہی قدیمی ہوگئے
روز جو آتا تہا وہ بندہ نیا کیونکر ہوا

جب سنا نالے ہمارے عرش پر جانے لگے
بولے ہنسکر آسمان مین راستا کیونکر ہوا

یوسف ثانی کے کہنے پر خفا ہو کر کہا
خیر ہے کچہ میرا ہمسر دوسرا کیونکر ہوا

قدر کا تو حال ظاہر ہے کہ لا مذہب تہا وہ

سپہر نہین معلوم اوسکا خاتما کیونکر ہوا

۱۸

آدمی کی کیا حقیقت تھی اوسی کیا کر دیا || اے سحاب مکرمت قطرے کو دریا کر دیا
حسن دیکر اوسنے ایک اک عیب پیدا کر دیا || گل کو بہرا کر دیا نرگس کو اندھا کر دیا
اونکے چہرے سے نقاب اوٹھی چمن سا کھل گیا || آنکھون کو نظارے نے پھولونکا دونا کر دیا
اے زمین محشر تلک احسان نہ بہولے گا ترا || میری خاطر تو نے خالی ایک کونا کر دیا
یار سے طالب ہوا جب بوسۂ رخسار کا || ہنسکے میرے سامنے شوخی سے تلوا کر دیا
تیغون پر تیغین کمانون پر کمانین کھنچ گئین || کچھہ نہ کچھہ آنکھون نے ابرو کو اشارا کر دیا
حلقہ مارے ایکدن دیکھا تھا سایہ سانپ کو || یار نے اپنے کھلے بالون کو جوڑا کر دیا
جب شراب زعفرانی پی دمک اوٹھا وہ رخ || آب زر نے صفحۂ قرآن مطلا کر دیا
جوڑا کا جوڑا اوسنے دنیا مین بنایا ہر جگہہ || رخ کو گورا کر دیا زلفون کو کالا کر دیا
ایسا سونا کیا جو ٹوٹین کان ای ابر بہار || مارے بوچھارونکے پھولونکا بچھونا کر دیا
خال و خط سے اور بھی چہرے کی آرایش ہوئی || دست قدرت نے اس آئینے پہ مینا کر دیا
دل پہ کیا صدمہ ہے کہنے مین نہین ہین ہاتھہ پاؤن || رنج فرقت نے ابھی سے مجھکو بوڑھا کر دیا
باغبان نے سرو کو چھانٹا چمن تپا گیا || قمریون نے باغ مین اک حشر برپا کر دیا
سچ یہ کہتے ہین کہ دیوانی جوانی ہوتی ہے || آپنے دل لیکے مجھسے جان من کیا کر دیا
مہندی مل ملکر چلا محشر کی چالین وہ قمر || آفتاب حشر کو نقش کف پا کر دیا
یا خدا یونہین سیہ روئی جو ہونی تھی مجھے || کیون نہ تو نے یار کے دلکا سویدا کر دیا
ناک بھون ایسی چڑھائی کہ شکل بگڑی آپکی || منہہ بگڑتا رہگیا تھا بوسہ جھنجلا کر دیا

قدر کو کیا آبرو بخشی جناب صبر نے

ذرے کو سورج کیا قطرے کو دریا کر دیا

پہوڑے سے سوا ہے دل دیوانہ ہمارا ۱۴
تربت مین ہلائے نہ کوئی شانہ ہمارا

دم آنکھوں مین اٹکا ہے ذرا شکل دکھا دو
جلد آؤ کہ لبریز ہے پیمانہ ہمارا

یہ عشق کی چالین ہین یہ الفت کی ہین راہین
دو فقرے دیئین ہو جاتا ہی بیگانہ ہمارا

میرے دل شفاف کو صد چاک جو دیکھا
بولے کہ یہ آئینہ ہے یا شانہ ہمارا

ہے داغ جنون تاج غم و یاس حشم ہے
دیکھو تو ذرا ٹھاٹھ امیرانہ ہمارا

الفت کے یہ معنی ہین اوسے نیند نہ آئے
جب تک نہ سنا یار نے افسانہ ہمارا

تقدیر مین لکہا ہے تو وہ اوڑ کے ملیگا
ہوگا تہ کہسار اگر دانہ ہمارا

کیا صبر کو فرماتے ہو یہ دل سے نہوگا
یہ عقل کی بات اور یہ دیوانہ ہمارا

سائے کے لئے ابر سیہ جہوم کر آیا
جب قصد ہوا جانب میخانہ ہمارا

بہولے سے بہی صاحب کبہی تشریف نہ لائے
ہان آپ کے قابل نہین کاشانہ ہمارا

جتنا تمہین دیکہا تہا برابر بہی آنسو
ہر دیدہ ہے پیمود کا پیمانہ ہمارا

صدقے ترے اکبار سر بزم یہ کہدے
ہم شمع ہین یہ قدر رہی پروانہ ہمارا

مزاج پوچہا جو کرتے تہی صبح و شام ہمارا ۱۶
قبول ہوتا نہین اب وہان سلام ہمارا

بندہا ہے کاسۂ سر مین خیال ساقی کوثر
بہرا ہے بادۂ حب علی سے جام ہمارا

ہین کس شمار مین کیا موت کیا حیات ہمارے
فقیر عشق ہین کیا کوچ کیا مقام ہمارا

بناؤ کر کے یہ فرماتا ہے وہ رشک زلیخا
عزیز مصر بہی ہے اندنون غلام ہمارا

رہے یہ آپکی صحبت مبارک آپکو صاحب
جو غیر مجرے کو آئین تو بس سلام ہمارا

فلک کے پار گزر جائینگے فراق مین نالے
پڑیگا طائر سدرہ پہ آج دام ہمارا

گلے ملے نہ پہر ایا گلے پر آب نے خنجر
بہلا برا کوئی نکلا نہ تمسے کام ہمارا

ہم اپنے شعر کو اولاد سے سمجھتے ہین بہتر
اسی سے بعد ہمارے چلیگا نام ہمارا

تقیہ اپنے طریقے مین کسطرح نہو واجب
چہپا ہے آنکہہ سے انسان کے امام ہمارا

زبان سے بہی کفر نکلتا ہی اپنے دلکی تڑپ سے
خدا کے مثل کسی جا نہین قیام ہمارا

چہرے کے نیچے ذرا دم تو لینے دی ہمین قاتل
تو اتنا اور ٹہہر کام ہو تمام ہمارا

یہ کہنا یار سے مجرا ہمارا بندہ عبث ہے
یہی سلام ہے قاصد یہی پیام ہمارا

دئے جو داغ تو تمنے بہی نیل بوسونکی ڈالی
وصول اون سے ہوا آج دام دام ہمارا

جریدہ مین کو ہم ٹیک کر او ٹہینگے لحد سے
جو مٹی دیگا ہمین سرو خوشخرام ہمارا

بہرا ہے چہرے کا مضمون کوٹ کوٹ کر اہمین
بکے گا کاغذ زر کیطرح کلام ہمارا

خدا ہمارا ہے رب اور قدر کعبہ ہے قبلہ
محمد اپنا نبی ہے علی امام ہمارا

١٢

دل شرر تہا سوزش غم سے او چہل کر رہ گیا
مین جہان بیٹہا برنگ شمع جل کر رہ گیا

ڈہل گئی جب دوپہر طاقت سے مین بہی ڈہلگیا
سایۂ دیوار جانان سے کہسل کر رہگیا

گالی دیتے تہے کہ بوسے کی اجازت تہی ہمین
کچہہ نہ سمجھے ہم یہ کیا منہہ سے نکل کر رہگیا

سجدہ مین آنکہون سے اک دریا بہایا قیس نے
ناقۂ لیلی بہی دو ہی گام چل کر رہگیا

منفعل قاتل کو میری سرفروشی نے کیا
قتل کرتے تو گیا پر ہاتہہ مل کر رہگیا

جب سنا گہر سے قدم رکہا ہے باہر یار نے
منہہ سے نالہ آنکہہ سے آنسو نکل کر رہگیا

ضعف بہی کچہہ کم نہین ہے روغن عیار سے
یار کے کوچے مین مین صورت بدل کر رہگیا

سخت جانی سد راہ مرگ آخر ہو گئی
خنجر قاتل مری گردن پہ چھل کر رہگیا

بچگیا دل رہگیا سفاک پلکین مار کر
ترک چشم یار گویا ہاتھہ مل کر رہگیا

تیغ کھا کر صورت گرداب چکرایا جو مین
موج کی مانند قاتل ہاتھہ مل کر رہگیا

کٹ رہے احباب جب مجھکو اوتارا قبر مین
قافلہ سب منزل اول پہ چھل کر رہگیا

قدسیون کے کان کہولے قدر میری آہ نے
وائے محرومی کہ اک گوش اجل کر رہگیا

١١

عاشقون کو تپ کا حیلا ہو گیا
گھل گئے تن رنگ پیلا ہو گیا

روکنا لیلیٰ کو حیلا ہو گیا
روسیہ سارا قبیلا ہو گیا

چھینکو چوٹی سے دل بیتاب کو
دیکھیے سوباف ڈھیلا ہو گیا

ایک بوسے سے ہوا رنگ مسی
نازک اوسکا ہونٹھہ نیلا ہو گیا

میرے نالے سنکے کہتا ہی وہ شوخ
کیا گلا انکا سریلا ہو گیا

اوس سنہری رنگ مین ہی وہ چمک
نتھہ کا سونا رخ سے پیلا ہو گیا

جب بہڑک اوٹھے مرے داغ جنون
کوہ طور ایک ایک ٹیلا ہو گیا

ہر بہانے موت ہے ہر حیلے رزق
مر گئے فرقت کا حیلا ہو گیا

یار غصے سے گل رعنا بنا
بوسہ مانگا لال پیلا ہو گیا

عشق نے پونہچا دیا اللہ تک
خیر اک بت کا وسیلا ہو گیا

قبر نے ایسا دیا ہمکو فشار
بند بند اے قدر ڈھیلا ہو گیا

کہیا یار آنکھون مین نقشا تمہارا
مہ چاہ نخشب ہے مکھڑا تمہارا

نہ کیونکر بنے ساتھ میرا تمہارا	کہ تم ہو پری مین ہون سایا تمہارا
کہنیا بنایا ہے وحشت نے مجہکو	یہ رگ رگ مین دوڑا ہی سودا تمہارا
کہا ہمنے دل لیکے تمنے جلایا	بگڑ کر وہ بولے کلیجا تمہارا
عبث پوچہتے ہو کہ بندہ ہی کسکا	کہا تو تمہارا تمہارا تمہارا
گہڑی بہر مین ناراض دم بہر مین راضی	مزاج ایسا ہے تولہ ماشا تمہارا
تمہین لیگئے تہے مرا دل وہی ہو	کہنچا ہے مرے دل پہ نقشا تمہارا
جو تم ایک ٹہوکر سے ہمکو جلا دو	قدم چومین بانیان مسیحا تمہارا
بلند اسقدر حسن کا مرتبہ ہے	کہ خورشید گردون ہی سایا تمہارا
مرا دل جبرا کر اسی مین دہرا ہے	بہت آج اونچا ہے جوڑا تمہارا
یہ الہڑ پنے کا چلن ابتو چہوڑو	لٹکتا ہی صاحب دوپٹا تمہارا
اوڑین ہوش پریونکی پریونکی صورت	اگر ادن پہ پڑ جاے سایا تمہارا
مزا دید کا اپنی آنکہون نے لوٹا	جہروکون سے دیکہا جہمکڑا تمہارا

دل یار تک نالے اے قدر پونہچے
ہوا عرش تک بول بالا تمہارا

کہان تک کہون بیوفا یاد رکہنا	١٢	سبق ہو گیا روز کا یاد رکہنا
ہمین بہولنا دیکہنا یاد رکہنا		خبردار اچہا بہلا یاد رکہنا
یہ کہہ کہکے سمجہاتے رہتے ہین دلکو		جو بہولے ہین اوسکو کیا یاد رکہنا
گزر جائیگی شب پلک مارنے مین		پر اسوقت کی التجا یاد رکہنا
یہی کام اپنا ہے اہل وفا ہین		جسے دیکہنا بہالنا یاد رکہنا

اوڑائے لئے پہرتی ہی خاک میری
یہ اٹکہیلیاں اے صبا یاد رکھنا

خدا جانے کس نے سکھایا ہے تمکو
بہت بہول جانا ذرا یاد رکھنا

نہ آگے بڑہینگے قدم تیرے قاصد
یہی ہے وہان کا پتا یاد رکھنا

رقیبونکا مذکور رہتا ہے ہر دم
کہان سے یہ سیکھے نیا یاد رکھنا

یہ کہتے ہوئے پاس آتے ہین میرے
غضب ہے جو تمنے چہوا یاد رکھنا

کہا یاد رکھنا تو بولے بگڑ کر
چلو جاؤ لائے بڑا یاد رکھنا

کبہی پہر بہی ایجان تکلیف کرنا
یہ چہلین یہ جلسے ذرا یاد رکھنا

جنون ہوگا اے **قدر** عشق پری مین
یہ اس دم کا کہنا مرا یاد رکھنا

١٦

پاس آتا مرے عیسی تو وہ موسی ہوتا
تپ یہ ہے ہاتہ جو رکہتا ید بیضا ہوتا

تیرے جانے سے ہی درد جگر ایسا ہوتا
خفقت غاش اوٹہاتا جو مسیحا ہوتا

واعظون سا بہی ترشرو نہین دیکہا ہمنے
منہہ سوبادہ جو کرتے تو وہ سرکا ہوتا

نہ ہوئے حضرت موسی کہ دکہا دیتے ہم
یہ بہی ممکن تہا کہ ہم سے کبہی پردا ہوتا

کتنی انمیل طبیعت ہے تمہاری صاحب
چہرہ سیمین تہا تو موباف سنہرا ہوتا

بہیڑ ہے قتل کو سب مجہکو لئے جاتی ہین
تم بہی آجاتے تو میلے مین تماشا ہوتا

خواب مین بہی یہ تمنا ہے تمہین تم ہوتے
آنکہ جب کہولتے ہم آپ کا جلوا ہوتا

اونکو لکہتا مین رخ زرد کا احوال بیا
کہ کبوتر بہی مرا سونے کی چڑیا ہوتا

خوب زورون پہ نہ تہا قیس کا ہنگامۂ عشق
جب تماشا تہا کہ لیلی کو بہی سودا ہوتا

گو خدا مار کے سو بار جلاتا مجہکو
ترا بندا ترا بندا ترا بندا ہوتا

ایک بوسہ جو ہمین آپ عنایت کرتے .
نام تو آپکا تھا کام ہمارا ہوتا

چلتے محشر مین تو دامن مین گرہ دے لیتا
آپ کب بچتے اگر مین کہین رسوا ہوتا

شب کو خالی تہا مکان اور اندہیر اگہپ تہا
کیا کہین تم نہ ہوئے آگے جو ہونا ہوتا

دہن تنگ مین حیرت تہی نہایت مجھکو
تم اگر باتین نکرتے مجھے سکتا ہوتا .

اوس جگہہ مجھکو جنون مین کوئی پونہچا دیتا
کہین پانی کہین ٹاپو کہین صحرا ہوتا

قدر کچھہ خیر سے کہنے کی ہین ساری باتین
اون سے بہتر کوئی ہوتا تو بھلا کیا ہوتا

جب ملایا خاک مین بوسے قضا تہی مین نہ تہا ۸
کر کے برباد فرمایا صبا تہی مین نہ تہا

سب وہی تھی دل وہی تھی تن وہی تھی جان وہی
ابتدا مین ربط کی کچھہ انتہا تہی مین نہ تہا

ابتدا مین صحبت اچھی چاہیئے انسان کو
کیا کہون جب آپکو شرم و حیا تہی مین نہ تہا

چین کرتا ہون سدہارے وامق و فرہاد و قیس
مصلحت خالق کی اُنزوزون دبا تہی مین نہ تہا

غیر مہندی پیستے ہین یون جلاتے ہو مجھے
اب نہ مانونگا جو کہیئے گا حنا تہی مین نہ تہا

کیا سبک عالم مین گزری جب تلک زندہ رہا
سچ جو پوچھو ہڈیون مین اک ہوا تہی مین نہ تہا

کوچہ گردون سے جو صحبت ہے مبارک ہو تجھے
تیرے گھر مین آنے کے قابل صبا تہی مین نہ تہا

قدر ان مردہ پسندون نے مجھے تڑپا دیا
غم یہی ہے میری شہرت جا بجا تہی مین نہ تہا

غضب ہے سبزہ بلائے جمال ہونا تہا ۱۶
خط غبار کو گرد ملال ہونا تہا

جھکے ہی رہتے ہے جو صاحب کمال ہونا تہا
طلوع بدر سے پہلے ہلال ہونا تہا

مجھے جنون ہے تمہین اور مجھے وحشت ہے
مرادہ رنگ تمہارا یہ حال ہونا تہا

فلک کیطرح نہ کیونکر مٹاتے چلتے وہ
زمین کی شکل مجھے پایمال ہونا تھا

کبھی جوانون پہ بھی چشم لطف پیر مغان
اید ہر بھی دور می کہنہ سال ہونا تھا

ہوا مین سرد مگر سوز داغ دل ہیوہی
اس آفتاب کا ابتو زوال ہونا تھا

ہزار دن پہ نہ سے اوڑہا لباس ہستی کے
وہی جنون مجھے پہر ایکی سال ہونا تھا

قدم کو چہو کے پسے صورت حنا عاشق
خود اپنے ہاتھون ہمین پایمال ہونا تھا

نہ تھے خلیل جو دم بہرتے چاند تارونکا
ہمین تو عاشق رخسار وخال ہونا تھا

جگر پہنکا جو تپ غم سے جان دی رو کر
برنگ شمع مرا انتقال ہونا تھا

پڑی ہے آنکہہ دل داغدار پر اونکے
ہمارے شیر کو صید غزال ہونا تھا

نہ تہا مین سبزۂ بیگانہ گرد راہ تہا مین
تو اضعون مین سے مجھے پایمال ہونا تہا

ہمین تو چین نہین ایکدم تمہارے بغیر
تمہین بہی یار ہمارا خیال ہونا تہا

بلایا تمنے تو مین ضعف تن ہے جا نسکا
تمہارے آتے مرا انتقال ہونا تھا

زمین مین آہ مین گڑ گڑ گیا ندامت سے
کہ ہر طرح سے مجھے انفعال ہونا تھا

ہمارے سینے سے اسقدر وہ لپٹ جاتے
جگر کے زخمون کا یون اندمال ہونا تھا

۱۲

آئی تہی باغ مین کہسار سے مخمور گہٹا
تاک بڑہ بڑ گئی نشہ مین ہوئی چور گھٹا

یارب پینگ نہ رہا جمع ہین اسباب طرب
چمن و ساقی و می مطرب وطنبور گھٹا

دامن رحمت باری مین چہپا میرا راز
مین ہوا اشک فشان ہوگئی مشہور گھٹا

گرم دتر مین ترا جلوہ نظر آیا مجھکو
بجلی ہے شکل تجلی صفت طور گھٹا

یہ سیاہی تو مرے نامۂ اعمال مین لکہہ
یا الٰہی کہین طول شب دیجور گھٹا

آئیے آئیے بارش کا بہانہ کیا ہے — یہ تو بنجانا ہے دو دو دل رنجور گھٹا
لطف تھا پینگ بڑہانے مین جو کھلتا جوڑا — مہک اوٹھتی صفت موے سر حور گھٹا
دہوپ مین تمنے بٹھایا تو نہ ایذا پوچھی — بنگیا دود دل عاشق رنجور گھٹا
خاک مین ملگئی بنیا دیڑھا جب دریا — جسقدر عشق بڑہا یہ تن رنجور گھٹا
کسطرف دہیان ہی جھولے یہ تری بال کہلے — سر پہ جھک جھک پڑے ای ساقی مغرور گھٹا
یا الٰہی یونہین سرسبز رہے باغ مراد — زیر انگور رہون میکش سر انگور گھٹا

یہ بھی اللہ کا بندہ ہے اسے کم نہ سمجھ
قدر کی قدر نہ تو اے بت مغرور گھٹا

۱۴

روز کا رونا دم آخر گیا — خانۂ ہستی یہ پانی پھر گیا
ابرو دلدار سے دل پھر گیا — طاق سے شیشہ ہمارا گر گیا
اشک اڈے ہجر مین جب آہ کی — برق چمکی اور بادل گھر گیا
لاغری مین قید وحشت سے چھٹے — طوق گردن ڈہیلا ہوکر گر گیا
خون فرہاد اسقدر شیرین ہوا — تیشۂ فولاد کا منہ پھر گیا
مین چلانا توسن نالہ پہونکتا — کس تزک سے وہ بت کافر گیا
دل نہ ہاتھ آیا نہ جب بوسہ دیا — جب ندی قیمت تو سودا پھر گیا
سخت جانی نے کیا پتھر مجھے — نیمچا سفاک کا کر کر گیا
اے صنم مجھسے خدا سید بار ہے — خیر اگر تو پھر گیا تو پھر گیا

قطعہ

ترے در پہ عابد و زاہد ہوا — کوئی بھی جب فاسق و فاجر گیا
موج دریا سے کرم نے کی مدد — ڈوبتے ہی ڈوبتے وہ تر گیا

گھر عدم ہی یہ جہان ہے سیرگاہ
آبرو اسنے ملائی خاک مین

ہر کوئی دم بھر کو آیا پھر گیا
طفل اشک آنکھون سے میری گر گیا

کیا عجب اے قدر دن پھیرے مرے
جسکے فرمانے سے سورج پھر گیا

۱۵

دیکھنا غافل نہ رہنا چشم تر سے دیکھنا
آئینہ جب دیکھنا میری نظر سے دیکھنا

ہم بھی دانتون پر کسیکے پھر اکہائے آتے ہین
کہدو حورون سے ذرا قصر گہر سے دیکھنا

زلف ورخ دکھلا کے کوٹھے سی اشارہ کر گئے
راہ میری شام تک وقت سحر سے دیکھنا

ایک نالہ تو مرے منہہ سے نکلنے دو کہین
آپ گھبرا کر نکل آؤ گے گھر سے دیکھنا

کچھہ شب ہجران کی آمد کو نہ پوچھو ہمدمو
رنگ میرے چہرے کا تم دوپہر سے دیکھنا

یہ سمجھنا شاعر وعنقا پھنسا ہی دام مین
بال جب الجھے ہوئے اونکی کمر سے دیکھنا

یار آنکھون سے گرے ہین لخت دل اشکونکے ساتھہ
موتیون کے ساتھہ مین یاقوت ترسی دیکھنا

حسن مین کسکی ملاحت کا مزا ہے واعظو
رخ ملا کر یار کا شمس وقمر سے دیکھنا

صبح تک ان سو کھے ہونٹون سے دعا ہی اور ہم
شام تک پھر راہ اونکی چشم تر سے دیکھنا

جب شہید ناز کا نکلے جنازہ اے صنم
اک نظر تو جہانک کر دیوار و در سے دیکھنا

آدمی سب خوبصورت ہین محبت چاہیئے
چاہیئے لیلی کو مجنون کی نظر سے دیکھنا

غیر سے آنکھین لڑی ہین کچھہ خبر میری نہین
اک نظر اس سمت بھی پھر کر ادہر سے دیکھنا

دمبدم اسکی لپک کرتی ہے مجھکو بیقرار
مین لپٹ جاونگا اس نازک کمر سے دیکھنا

ڈھل رہا ہے نیل آنکھون کا ذرا صورت دکہاؤ
کب نصیب انکو ہوا ہے عمر بھر سے دیکھنا

طبع زادون کی بھلائی چاہتے ہو تم اگر

سے اپنے شعر اے قدر دشمن کی نظر سے دیکھنا

تمنے مکھڑے پہ جو گیسوے پریشان چھوڑا ۔ ۱۵ ۔ کالا پردہ درِ کعبہ پہ مری جان چھوڑا
دیکھنا سرو کو پیش قد جانان چھوڑا ۔ خط رخ دیکھ کے نظارۂ ریحان چھوڑا
جذب دل کھینچکے لایا تو یہ قسمت دیکھو ۔ راہ وہ کاٹ گئی گنج شہیدان چھوڑا
آپ تو حور ہین لیکن ملک الموت سے حسن ۔ ایک بھی خلق مین زندہ نہ مری جان چھوڑا
تنگ آیا ہون بہت دست جنون سے یارب ۔ جا کے دامن مین پہنسا جب سے گریبان چھوڑا
دل پُر داغ کو لیکا ہے تری آنکھون کا ۔ ہمنے چیتے کو پئے صید غزالان چھوڑا
کوچۂ یار سے بہکا نہ مجھے اے واعظ ۔ باز آیا یہ ترا روضۂ رضوان چھوڑا
ہاے اس ہوت نے ویران کیا کسکو ۔ کوہ فرہاد نے مجنون نے بیابان چھوڑا
بادبان ہمنے اوتارا تو تری کشتی عمر ۔ مر گئے ہاتھ سے قاتل کا جو دامان چھوڑا
دیر و مسجد مین ترا ذکر ہے اللہ اللہ ۔ حسن الطاف نے ہندو نہ مسلمان چھوڑا
نہ تو آسکتا ہون صیاد نہ جا سکتا ہون ۔ پر کتر کر پس دیوار گلستان چھوڑا
سیر ہے داغ جو روزنے مین چمک جاتا ہی ۔ تو نے دریا مین چراغ ایدل سوزان چھوڑا
پہیر رخ و زلف دکہا کر وہ چلے گہر کی طرف ۔ الغرض پہر مجھے حیران و پریشان چھوڑا
پاے مجروح پہ مجنون کے بہت کام آیا ۔ ہمنے دامن جو سر خار مغیلان چھوڑا

ایک ہی وار مین تہا قدر کا وار اینارا
ایک ہاتھ اور نہ اے قاتل دوران چھوڑا

کیون جمع کرون وقت ہے ہر وقت اجل کا ۔ ۱۵ ۔ توشہ نہین کل کا تو بھروسا نہین کل کا
اقرار عدم مین ہوا ایک ایک عمل کا ۔ حاکم نے لیا چور کچہری مین محلکا

تربت مین نکیرین سے کیا بنتی ہی دیکھین
جلسہ ہے نیا سابقہ ہے پہلے ہیں کا

شبنم کا ڈوپٹا تو سنبھلا نہین جاتا
نازک ہو بہت رنگ بہی رنگواؤ تو ہلکا

بس آئی قضا اوسکی ادا جسکو دکہائی
تم حور ہو پر غمزہ فرشتہ ہی اجل کا

محشر مین بہی بیجہا نہ چہٹا ضعف سے افسوس
ہلکا ہوا پلہ مری میزان عمل کا

جب آنکہہ کہلی ہجر مین روتے ہوئی اوٹھے
لو صبح ہوئی اور کہلا پہول کنول کا

دل چاک ہوا الفت ابرو مین ہمارا
دروازہ نہ طیار ہوا اونکے محل کا

مہندی نہ چہٹے گی تمہین آنا ہو تو آؤ
مہمان ہون مین تو کوئی دم کا کوئی پل کا

ذرّون کی طرح خال کی سودی مین ہون برباد
کیسا مرے طالع مین پڑا جوگ زحل کا

رخسار و لب یار کی یاد آگئی جسدم
جنت مین مزا زہر ہوا انہر عسل کا

پہلو مین تمہی سوتے ہو مگر دل سے خبردار
دیکہو کہین پہوڑا نہ دکہے بائین بغل کا

رفتار ہی اونکی مری عمر رواں سے
لیکن قد بالا ہے مرے طول امل کا

کیا نور کے پیدا کیے مضمون سراپا
دم بہرتا ہون شاگردی استاد ازل کا

عقدے دہن تنگ کے سب قدر نہ کہولے
اک بوسہ اسے دیجیئے انعام غزل کا

١٤ دعوی کیا ہے اونکے رخ بیمثال کا
کہدو قمر سے داغ تو دہو ڈالے گال کا

زلفون کے بل نے حسن بڑہایا جمال کا
گویا سمند ناز کو کوڑا ہے بال کا

وارث ہو کیون نہ خرد بزرگون کے مال کا
ہے تیسوین کو بہی تو غرہ ہلال کا

چشم و دل و جگر ترے در پر لٹکتے ہین
نیلام آج ہوتا ہے مفلس کے مال کا

تصویر بنگیا ہون جہپکتی نہین پلک
فرقت نے دم نکال لیا بال بال کا

جب سے کھلی ہے آنکھ نہ دیکھا سوائے رنج
سرمہ بنا مرے لئے گرد ملال کا

بلبل لقب کہین کہین طاوس ہے خطاب
شہرہ ہے باغ باغ تری بول چال کا

داغون پہ داغ زخمون پہ زخم آہون پہ آہ
کیا حال پوچھتے ہو دل خستہ حال کا

جب باب رزق بند ہو یہ در نہ کھل پڑے
پروردگار بند رہے لب سوال کا

جو مجھپر آنی تھی مرے دل پر گزر گئی
ہوتا ہے خیر جان کے نقصان مال کا

شق القمر اشارۂ انگشت سے ہوا
کیا تیچے نے چہرہ بگاڑا ہے ڈہال کا

معنی مین نور چاہیے صورت مین ہو نہو
یون تو سیاہ تہا کہین چہرہ بلال کا

دم بند ہوگا سامنے ابروے یار کے
چڑہ جاے لاکہہ چرخ پہ تیغا ہلال کا

سودا سا مجھکو ہوتا ہے اے قدر خیر ہے
کیون ذکر چھیڑتے ہو بہلا اگلے سال کا

۹

وصف رخسارہ جانان نہوا تہا سو ہوا
آج تک نظم مین قرآن نہوا تہا سو ہوا

حال پوچھا جو شب وصل کا ہمرازون نے
ہنسکے شرما کے کہا ہان نہوا تہا سو ہوا

تم جو مرنے پہ مرے آئے ہو کچھ دیر نہین
اب تلک دفن کا سامان نہوا تہا سو ہوا

مار رکھا دہن یار کی الفت نے مجھے
ساکن شہر خموشان نہوا تہا سو ہوا

دی رقیبون کو انگوٹھی جو نشانی تمنے
مور بہی پر بہی سلیمان نہوا تہا سو ہوا

ابتو گہونگٹ کو اوٹھاؤ چلو دیکہا دیکہا
رخ چراغ تہ دامان نہوا تہا سو ہوا

مرے مقتل مین عجب چال سے آیا قاتل
باغ مین سرو خرامان نہوا تہا سو ہوا

خط کے آنے سے مجھے بوسہ دیا خود اونسنے
اوسکے تنکے کا بہی احسان نہوا تہا سو ہوا

کیون نہ آنکھون سے کرون برق کی خدمت اے قدر

ہند مین غیرت حسان نوا تہا سو ہوا

١٨

تہا جو مین پامال فوج گردش افلاک کا
سب کمہارون نے بنایا چاک میری خاک کا

مٹ گئے لیکن وہی ہی جور اوس سفاک کا
مر گئے پر بہی بنا تودہ ہمارے خاک کا

رطب یابس رنج جہیلا گردش افلاک کا
یا بہنور پانی کا ہون مین یا بگولا خاک کا

گرد آلودہ ہے دامن اوس بت سفاک کا
یہ دماغ اللہ اکبر میری مشت خاک کا

باعث حیرت ہی سبزہ روے آتشناک کا
ہے تعجب آگ مین رہنا خس و خاشاک کا

گریہ وزاری کی کثرت سے بنا ہو مین حباب
آنکھون مین دم آرہا ہے عاشق غمناک کا

افعی کاکل سی کیا پوچہے گا عاشق کو گزند
خال روے یار مین ہے خاصۂ تریاک کا

آمد و رفت نفس سی مجہکو آتا ہے یہ خوف
کیا بگولا بنکر اوڑ جائیگا تپلا خاک کا

رند باتون مین بتاتے ہین جنب معراج کی
عرش سے ٹکر لیا کرتا ہے طارم تاک کا

فیصلہ محشر مین یون ہوگا خدا کے سامنے
ہاتہہ میرا اور دامن اوس بت سفاک کا

ساقی ہوش سی میخانے کا درجہ ہی بلند
دورۂ ساغر بہی گویا دور ہے افلاک کا

مجہکو حیرت ہو تو آئینہ بہی ملجاے اسی
یار نے شانہ بنایا ہے دل صد چاک کا

خاکسارون سے جہکی ہین عرشیون کی گردنین
کیون نہ مسجود ملائک ہو یہ تپلا خاک کا

پی گیا آنسو جو مین وہ اور افسردہ ہوا
دل یہ پالا پڑ گیا ہے دیدۂ نمناک کا

اسقدر چہوٹا ہے یہ زیور کی کچہہ حاجت نہین
ہے دہن گویا بلاق ای یار تیری ناک کا

جو توکل کرتے ہین اونکو پریشانی ہے کم
زور کم چلتا ہے آب بستہ مین تیراک کا

جام چشم یار کے نزدیک مار زلف ہین
سامنا پہر ہوگیا جمشید سے ضحاک کا

ورد ہے لے قدر مجہکو نام ابن بوتراب

ہاتھہ مین کنٹھا رہا کرتا ہے خاک پاک کا

۷ برنگ زلف نہ اب بل کی لو ہوا سو ہوا
چھوا ہے گال کہ چوما ہے جو ہوا سو ہوا

وہی حضور وہی مین وہی نظر وہی آنکھہ
تم اب سے غیر کو آنے نہ دو ہوا سو ہوا

ہم انفعال مین روتے ہین اے سحاب کرم
ہمارا نامۂ اعمال دہو ہوا سو ہوا

ہمارے قتل کا اے یار سوگ کیا کرنا
خدا کے واسطے مہندی ملو ہوا سو ہوا

نہ پوچھو ہم سے کہ منہہ لائی یاس گالکی کیون
منگا کر آئینہ تم دیکھہ لو ہوا سو ہوا

شب وصال مین فرقت کا حال سنکے کہا
نصیب جاگے ہین سوتے رہو ہوا سو ہوا

سنا ہے عشق پریزاد ترک کرتے ہو قدر
یہ کون بات ہے دیوانے ہو ہوا سو ہوا

۲۳ وصل کا دن جلد بسر ہو گیا
ایک منٹ ایک پہر ہو گیا

آہ جو کھینچی تو شجر ہو گیا
داغ جو کھایا تو ثمر ہو گیا

ہم تو اوسی شعر کو کہتے ہین شعر
منہہ سے وہ نکلا کہ اثر ہو گیا

بس کمر یار نظر آ چکی
تارِ نظر موے کمر ہو گیا

دیکھکے رخسار وہ نالے کئے
طائرِ دل مرغِ سحر ہو گیا

بے طلب آئے مرے گھر آئیے
بیٹھئے بس آپکا گھر ہو گیا

ہاے کسے روؤن مین اے دردِ دل
تو جو تھا دردِ جگر ہو گیا

وصل مین مل ملکے زبانین لڑین
یار سے مین شیر و شکر ہو گیا

آب رہا آنکھہ مین جب تک رہا
آنکھہ سے نکلا تو گہر ہو گیا

عالمِ اسباب کہان ہم کہان
میلے مین اپنا بھی گزر ہو گیا

کیا مری آنکھون کی ہے عادت بُری
دیکھا جسے مدنظر ہو گیا

داور محشر کا قصور اسمین کیا
یار جدھر تھا مین ادھر ہو گیا

گرمی مے سے جو عرق آگیا
چہرہ تمہارا گل تر ہو گیا

ہجر مین جب پی گئے ہم اشک سوز
کان نمک زخم جگر ہو گیا

تھی رمضان مین مری حالت تباہ
خوب ہوا شہر بدر ہو گیا

دل مین سمایا ترے چہرے کا دھیان
آئینہ آئینے کا گھر ہو گیا

بے دہنی اور شگوفہ ہوئی
عیب بھی صاحب مین ہنر ہو گیا

ختم ہوئی سنگدلی آپ پر
دل کا سویدا بھی شرر ہو گیا

یار چھلاوا ہے کہ انسان ہے
گاہ پری گاہ بشر ہو گیا

آپ تو دل لیکے بہت خوش ہوئے
قلعہ کوئی تھا کہ وہ سر ہو گیا

رات کو یاد آپ کی ٹالے گا کون
دن تو امیدون مین بسر ہو گیا

چھیر لیا لوگون نے مضمون شعر
ٹکڑے مرا لخت جگر ہو گیا

حالت غش دیکھنے آیا تھا یار
قدر کو جب تک کہ خبر ہو گیا

۱۸

دربارون مین خاک اوڑتی ہے جایا نہین جاتا
مٹی مین تو عزت کو ملایا نہین جاتا

اوس خال کا چہرا کبھی کھایا نہین جاتا
لوہے کا چنا ہے کہ چبایا نہین جاتا

ربط ابروی قاتل سے بڑھایا نہین جاتا
تلوار کے منہہ پر کبھی جایا نہین جاتا

جنت نہین کوچہ ترا اے حور تو کیا ہے
جاتے ہین تو پھر کس لئے آیا نہین جاتا

بوسے بھی زنخدان ہی سے لئے ہمنے جبین تک
لیکن وہ دہن تو کہین پایا نہین جاتا

ہو سکتی نہین دل شکنی مجھ سے کسیکی
کعبہ تو مسلمان سے ڈہایا نہین جاتا

اس ضعف مین یہ عشق کہین گر نہ پڑون مین
یہ بوجھہ تو گردون سے اوٹہایا نہین جاتا

مرتا ہون مین اسپر کہ وہ آواز سنائین
لو سورۂ یٰسین بہی سنایا نہین جاتا

بیٹھا ہوا بس دور سے دیکھا کرے اونکو
نازک ہین بہت ہاتہہ لگایا نہین جاتا

اے رشک چمن خاک مروت نہین تجھمین
اک پہول بہی تربت پہ چڑہایا نہین جاتا

غنچے کی روش دم بخود اس باغ مین ہون مین
بلبل کیطرح شور مچایا نہین جاتا

ہاتہہ آپکو اغیار لگاتے ہین غضب ہے
اک نیمچے کا ہاتہہ لگایا نہین جاتا

ہرچند کہ ہم دل سے بہلاتے ہین تون کو
کیا قہر ہے دہیان انکا خدایا نہین جاتا

فرمائے تو قتل پہ کیون ہاتھہ اوٹھاتا
عاشق کا جنازہ اب اوٹھایا نہین جاتا

سیدہی بہی جو کہتا ہون سمجھتے ہو تم اولٹی
کچھہ آج مزاج آپکا پایا نہین جاتا

بدرگ ہے وہ بت کیجئے کسطرح صفائی
پتھر کی لکیرون کو مٹایا نہین جاتا

مضمون جو مرا لے کوئی کیونکر نہ مین روکون
فرزند تو ہاتھون سے گنوایا نہین جاتا

ان خاک کے پتلون پہ ہم اے **قدر** مرین کیا
مٹی مین جوانی کو ملایا نہین جاتا

۲۳

اولٹ گئے دفتر آسمان کا کیا رخ آہون نے لامکان کا
پڑا رہا شور الامان کا دہرا رہا غل کہان کہان کا

ٹکا تہا کوٹھا جو اس جوان کا مین چڑہکے پہانسی پہ گو جہانکا
کیا سوال اوس سے آسمان کا دیا جواب اوس نے ریسمان کا

ہزار تیلا ہو درمیان کا بچا وہ عنقا ہے مرغ جان کا
اشارہ اوس ترک نوجوان کا خدنگ ہے اک کڑی کمان کا

عدم کی ہستی کا مین مکین ہون بقا جہان ہون فنا وہین ہون
ہزار اوٹھون مین تو کچہہ نہین ہون غبار ہون صحن لامکان کا

ہوا خزان کی یہ رنگ لائی کہ ہم غریبونکی خاک اڑائی
وہ زر دانہ ہی چمن مین آئی پتا نہین اپنے آشیان کا

جو خستہ پائی ز تشنہ پایا تو شمع سوزان مجھے بنایا — کہ خار پا نے جو لہو اٹھایا بنا وہ کانٹا مری زبان کا
فقط نہ سینہ ہی تو کافر جگر بھی حاضر ہے دل بھی حاضر — بتا تو اے تیر عشق آخر ترا ارادہ ہے اب کہان کا
یون ہی جو دل سوز غم سہیگا تو صبح تک حال کیا رہیگا — کہ شمع سا اشک ہی مین بہیگا پگھل کے مغز اپنی استخوان کا
خوشامدن کی ہی انتہا کچھ ابھی کہہ چکا ہون کیا کیا کچھ — بڑا ہی معشوق سے سوا کچھ دماغ دربان پاسبان کا
ابھی ہم آغوش ہونگی جا ہی لپٹ بھی جا دیکھ دیر کیا ہے — کہ ناف تک دم نکل چکا ہی بھروسا کیا تیرے نیمجان کا
پڑا جو غمزے کا دل پہ بھالا چھمک کے پلکون نے پردہ ڈالا — نہ دل نے آنکھون کو دیکھا بھالا نہ آنکھون نے دلکو تاکا جھانکا
ہم اپنا حسرت بھرا ہوا دل جو لیکے بیٹھے میان محفل — ہوا یہ سبکو یقین کامل کہ اک مرقع کھلا جہان کا
پڑیگا پکر نگیون کا سایا تو حسن مرجھا کی عشق ہوگا — بنے گا ہر سر و کھلکے تنکا چمن مین قمری کے آشیان کا
ہزار نالے کرون تو کیا ہی کہین سماعت بھی یا خدا ہی — شوالے مین سنکھ پھنک رہا ہی تو شور کعبے مین ہے اذان کا
بہار کی جب ہوا سمائی تو قسمتون سے خزان ہے آئی — گلاب کی جب قلم لگائی تو پھول اترا ہے زعفران کا
عبث بھری ہی نگاہ جادو کہ تیر کج ہی خطا ہی بازو — بہت بلون پر ہے ناحق ابرو کہ خانہ ہی عیب ہر کمان کا
زمین سے سوی چرخ گردان چلا تھا نالہ بشور افغان — ہوا نے ایسا کیا پریشان رہا زمین کا نہ آسمان کا
ہزار پردے مین تنگ لائی مگر جوانی نہ چھپنے پائی — شباب کی جب امنگ آئی تو جوبن ابھرا کسی جوان کا
پڑین تماچے اگر ہوا کے تو پرزے پرزے اڑین گھٹا کے — بس آگے ہے نالہ رسا کی یہ حال ہی جرم آسمان کا
جو بیٹھ لے محبت گل رہا نہ ہو دامن توسل — جو خاک ہو جائے جسم بلبل غبار ہو صحن بوستان کا
وہ برق طور تجلی آرا کلیم نے جس سے دم نہ مارا — بجھا ہوا تھا کوئی شرارا حضور کے سنگ آستان کا
دل و جگر کی جو پوچھتا ہی تو دونون آنکھون کا سامنا ہے — ادھر ہی اک گھاو تیر کا ہی ادھر ہی اک زخم ہی سنان کا

کہان ہین قدر اجل رسیدہ نگاہ و ابرو ہوئی کشیدہ
ہوا وہ ترکش سی تیر چیدہ چڑہا وہ چلہ تری کمان کا

بُرا ہو اس گرمیِ فغاں کا دہواں وٹھا سوزشِ نہان کا ۲۴ یہ دم گھٹا کچھ دلِ تپاں کا سمت کی چھالا بنا زبان کا
ہدف ہون مژگانِ جانستاں کا کشتہ ہون تیرِ امان کا مراد مانگے ہر ایک بانکا لحد پہ چلّہ بندھے کمان کا
وہ حسن ہے غمزۂ نہان کا کہ ہوش اڑے عشقِ جانستاں کا خدا ہی حافظ ہی نقدِ جان کا کہ چور ہی دوست پاسبان کا
ہی یاد ابتک وہ دل کا کہونا وہ آپ ہی آپ وداس ہونا وہ آپ ہنسنا وہ آپ رونا وہ خشک ہونا لبِ دہان کا
ہی خانہ داریِ جنون کامل جہان کا رنگ دیکھ اے دل چمن مین تنکے چنین عنادل جو سر مین سودا ہو آشیان کا
ابہی وہ سویا ہی سوا داسی کلی چٹکتی ہی کیون ہوا سے نہ چونک اوٹھے کہین صدا سے دماغ نازک ہی باغبان کا
یہ تنگ دل کی تہی کارسازی چلی نہ حسرت کی فقرہ بازی کہ جیسے اونکی زبان درازی گلہ کرے تنگیِ دہان کا
حجاب کیسا لپٹ ہی جاؤ کمان کا بوسہ زبان لاؤ قبا اتارو نقاب اوٹھاؤ ہٹاؤ جھگڑا ہی یہ کہان کا
گرا وہ زخمی جگر تمہارا وہ جلوۂ رخ نے مار ڈالا پتا رہے چاندنی نے مارا لحد پہ نگیرہ ہو کتان کا
قدم کے قدموں سے مین جدا ہون جو وحشت کی ہاتھ سے فنا ہون جما ہون پر خاک مین ملا ہون وہ نقش ہون پائے کن فکان کا
جسے سمجھتی ہی حور خلقت وہی ہی تصویر خود بدولت جسے بتاتے ہین لوگ جنت وہ نقشہ ہی آپکے مکان کا
بتائین دل نے کچھ ایسی گھاتین کٹین وہ غم کی پہاڑ راتین سنین جو اس بے زبان کی باتین مزہ ملا مجھکو ہمزبان کا
تری ہتیلی پہ خال نکلا کہ نقدِ دستِ جمال نکلا اذان دینے بلال نکلا کہ ہاتھ گلدستہ ہی اذان کا
سرائے دنیا مین جب مین آیا رواروی اپنی ساتھ لایا خدا نے پتلا مرا بنایا ازل کے دن گردِ کاروان کا
نہ بہاگ عسرت سے امتحان مین وہ عین عشرت ہے اس جہان کا سنا ہی زندانِ مومنان مین مزہ ہی کفار کی جنان کا
وہ زرد رنگت وہ جسم لاغر وہ سیرِ غربت قدم قدم پر گرے جو اوڑ کر چمن سے باہر وہ زرد پتا ہون مین خزان کا
جنہین سمجھتے ہین لوگ تارے وہ چھید ہین دل پہ یار سارے یہ ہنسنے آہون کے تیر مارے کہ سینہ چھلنی ہی آسمان کا
سیئے گی کیا چاکِ جیب و دامن دل و جگر کی رفو ہی دشمن جسے مین سمجھا تھا نوکِ سوزن وہ کام کرنے لگی سنان کا
جو صحن بڑھنے کا دہیان آیا کسیکو پہر خاک مین ملایا نیا اوٹھا ہی پہر ایک پایا چنا ہی لاشہ کسی جوان کا

نہین لالی سنی کسی سے کہ لعل حسرت مین دانت پیسے
تمہارے ہونٹھون نے نازکی سے اثر ہے رنگینیٔ بیان کا

دل و جگر آنکھہ سینہ سارا دزا دزا ہم نے جہان مارا
وہان وہان اب کرین گزارا پتا بتاؤ جہان جہان کا

ہی نخل طوبی تمہاری قامت اسی مین پستان کا بہل نخل جنت
تمام چہرہ ہی باغ جنت ذقن بہی ہے سیب اسی جنان کا

جو خاکسارون کا کچہہ نہین ڈر تو کیون خوشامد ہی پہر مٹا کر
زمین کے پاون پر سراسر جھکا ہوا ہی سر آسمان کا

وہ اپنی صورت پہ خود فدا ہے یہ خود مٹے اپنی لے رہا ہے
نہ یار محتاج قدر کا ہے نہ **قدر** محتاج قدردان کا

۲۱

اولٹ دیا وہ طبق زمین کا پتا نہین چرخ ہفتمین کا
برا ہوا آہ دل حزین کا کہ مجھکو رکھا نہین کہین کا

جو داغ ہی عشق دلنشین کا جو دلنشین ہے دل حزین کا
وہی ہی تمغا مری جبین کا وہی سلیمان مرے نگین کا

نشان ہے یہ ابروے حسین کا اثر ہے یہ زلف عنبرین کا
کہ داغ اپنے دل حزین کا ہی مشک نافہ غزال چین کا

رہیگا قاتل نہ تو کہین کا نشان ہی یہ بسمل حزین کا
غبار تو پونچھہ لے جبین کا لہو تو دہو ڈال آستین کا

گئی نہ مر کر بہی کینہ خواہی ملا کے مٹی مین کی تباہی
مری طرح سے کہین آہی فلک بہی پیوند ہو زمین کا

یہ تیلگہہ بیاہ کی سے ہے محفل ذرا مری سیر دیکہہ قاتل
کہ ہو رہا ہے جو رقص بسمل لگا ہی گھنگھرو دم پسین کا

ترقیون مین ہے کیون مجاہد کہلیگی سختی خدا ہی شاہد
کریگا رفع یدین زاہد تو بت گریگا ہر آستین کا

یہ سرمہ ہی بار اے ستمگر کہ آنکھین اوٹھتی نہین ہین اوپر
کمند کے حلقون مین برابر گلا پہنسا ہر غزال چین کا

کلیم تم نے نہ اوسکی مانی تو غش مین واجب تہی تالانی
جو چھیڑی تہی بحث لن ترانی جواب بینا تہا ہان نہین کا

رکا ہے اگر گردن مین دست قاتل ہماری دم کسطرح سے اے دل
کہ خون بسمل سے حلق بسمل بنا ہی خود حلقہ آستین کا

تڑپ نہ پوچہو دل تپان کی کہو نہین تم سے کہان کہان کی
اسی سے ہی گردش آسمان کی اسی سے ہی زلزلہ زمین کا

ہوا ابہی ممکن نہین روانی یہ ضعف سے مرگ ناگہانی
کہ صورت اشک ناتوانی جہان گرا مین ہوا وہین کا

چھپائین محشر مین کیا گنہ ہم گواہ اعضا ہین اپنے پیہم
یہ ہاتھہ خود اپنے حق مین ہین سم ہر ایک ہی سانپ آستین کا

جہان سر پر اوٹہا رہا ہون جنو نمین دو ہوین مچا رہا ہون
جو وحشت مین خاک اوڑا رہا ہون وہ باغ گردون یہی زمین کا

جو دم بخود ہون لحد کی اندر ضرور ہون کچہہ نشان باہر
مزار پر سر مٹی ہو چادرین کشتہ ہون چشم سرگین کا

نہ صحبتون کا خیال پوچہو نہ میرے دل کا ملال پوچہو
نہ اگلے وقتون کا حال پوچہو آئینہ تہا کسی حسین کا

کرم مین ہمکو غضب مین ہمکو کیا جو ممتاز سب مین ہمکو
تمہاری شنام و لب مین ہمکو مزہ ملا زہر و انگبین کا

کرے نہ کیون یار ہم سے عزّا وہ نور ہی خاک سے مبرّا
کہان وہ سورج کہان یہ ذرا کہ فرق ہی آسمان زمین کا

جو حلقہ زلفون کا ہاتہہ آیا تو نسکنا فہ ختن کا پایا
جو کاجل اون آنکہونکا چہڑایا تو مشک پایا غزال چین کا

مین اوسکی سنتا نہین مزا ہی وہ میری سنتا نہین بجا ہی
ادہر بہی ہان ہان کا غل مچا ہی جو شور ادہر ہی نہین نہین کا

یہ ہونٹہ دونون تہے قند و شکر مین صاف کہدون تمہارے منہہ پر
دیا ہی بوسہ ترش جو ہو کر تو ذائقہ ہے سکنجبین کا

جو اشک خون متصل گیا ہی اوسی مین ہر لخت دل گیا ہے
کہ بہتے پانی مین مل گیا ہی تہا سلیمان کے نگین کا

یہ کہینچتا پیچلے یہان سی تو جا کی محشر مین اونکو پہانسے
نہ پنجۂ خون عاشقان سے چہٹے گریبان استین کا

کہلا وہ باغ خلیل ہو کر بنا سر طور نخل اخضر
ہوا سے جہڑ کر گرا زمین پر جو ایک پہول آہ آتشین کا

ہزار صحبت ہو اون سے بدمذہب بدون سے نیکون کو کیا ہی مطلب
کہ تلخی زہر نیش سی کب مزہ بدلتا ہے انگبین کا

یہ کیسی ضد ہے یہ کیا رکہائی ہمین بہی اک چال ہاتہہ آئی
کرینگے اب تم سے ہاتہا پائی جواب کیا اس نہین نہین کا

یہ لاغری اب ہے خار دامن کہ اوٹھہ نہین سکتا بار دامن
جو پاون اپنا ہی تار دامن تو ہاتہہ ہی تار آستین کا

ہمین جہنم سی خوف ہے کب کہ اشک ٹہنڈی ہین اپنے بیحد ہب
خزانہ آنکہون کا ہی لبالب بہرا ہی فوارہ آستین کا

تعلق اوسنی جو ہمسے رکہا تو ہمنے ربط اوسکی دم سی رکہا
نہ کام دیر و حرم سے رکہا مٹا دیا قصہ کفر و دین کا

میان محشر ملالتون سے مین شمع ہون دل کی جالتون سے
کہ پاون تک سو خجالتون سے عرق بہا ہی مری جبین کا

سخن کو قدر رواج دے زبان سی کہ تخم افشان ہے لا مکان سے
کیا ہے ناسخ نے آسمان سے بلند تر رتبہ اس زمین کا

اسی مُنھہ پر زاہدِ خشک نے ہمین سبز باغ دکھادیا ۲۱
نہ ملادیا نہ دکہادیا نہ بتادیا نہ پتادیا

اُدسے مین نے دل جو دکہادیا مجھے اوسنے چہرہ دکہادیا
اوسے مین نے آئینہ لادیا مجھے اوسنے آئینہ لادیا

یہ لگائین قبر کو ٹھوکرین کہ لحد سے مجھکو اوٹھادیا
ابھی آنکھہ لگ گئی تھی ذرا ابھی آکر اُسنے جگادیا

کبھی لائے ابرو دن پرہ بل کبھی لب سے لب کو ملادیا
کبھی مارڈالا اشارے مین کبھی یکدم مین جلادیا

وہ تو دل تھا زلف سیاہ مین جسے یون سنائی جلی کٹی
وہ اندھیرے گھر کا چراغ تھا جسے منھہ سے تمنے بجھادیا

جہری ہجر نے تو نہ پھیری تھی ہوئین دتی رد تو سرخ کیون
مری آنکھہ تم ملو تلون سے کہ تمہین فریب حنا دیا

جو تو بوئیگا وہی کاٹیگا جو کریگا تو وہ بھرے گا تو
ترے کام کچھہ بھی جو آئیگا تو ہمین کا تیرا لیا دیا

جو نہین ہے درد دل و جگر تو جلی کٹی مین کہان اثر
جو نمک ملا نہ کباب مین تو کباب نے نہ مزا دیا

نہ سنونگا اسمع افہم اب کیا واعظون نے بڑا غضب
کہ لہو جگر سے ادبل پڑا مرا شانہ اتنا ہلا دیا

شب ہجر مین گرے ایسے ہم کہ اُٹھینگے روز قیام کو
ولئے روز صدمہون یہ صدمہ دہ کہ قد بلند نے ڈہا دیا

یہ تو اپنی اپنی ہین قسمتین کہ ہزار دن ہاتھہ خدا کے ہین
مجھے بوسہ لب کا دلادیا جو خضر کو آب بقا دیا

نہ حکومتون سے تو بل کی لے نہ سخاوتون پہ گھمنڈ کر
جو خدا نے کام دیا کیا جو خدا نے تجھکو دیا دیا

جو دل اپنا مانگتا ہون تو اوسی توڑنے پہ دباتے ہو
نکل آئے خانۂ کعبہ سے کہو کعبہ تم نے نہ ڈہا دیا

ادہر آؤگے کہ نہ آؤگے کہو سینہ مجھہ سے ملاؤگے
مرا داغ دل بھی مٹاؤگے کہ مجھی کو تمنے مٹادیا

وہ لگایا منھہ وہ لگایا منھہ وہ لگایا منھہ کہ بنایا منھہ ۱
وہ ہنسادیا وہ ہنسادیا وہ ہنسادیا کہ رلادیا

وہ نظر تمہاری ادہر ملی وہ جگر سے تیر گزر گیا
وہ پلک تمہاری ادہر اٹھی وہ نشانہ تمنے اوڑادیا

مجھے ایک عالم نزع ہی نہ مرونگا مین نہ بچونگا مین
ترے لب نے جام بقا دیا ترے خط نے زہر فنا دیا

تری باتین نقش جگر مین ہین یہ پھپھولے ہوچکے مرے
یہ جلادیا یہ کڑہادیا کہ مرا کلیجا پکادیا

نہ تمہین گلہ نہ ہمین گلہ کہ خدا نے کردیا فیصلہ
تمہین چہرہ چاند سا دیدیا ہمین تمنا ماہ لقا دیا

کبھی ایک بوسہ بھی نہ دیا تو پھر اوسکا ذکر ہی کیا
یہی اپنے دل مین سمجھتے تم کہ فقیر کو جو دیا دیا

یہ نیاز و ناز کی بات ہے یہ حجاب و راز کی بات ہے
کہو تمکو قدر نے کیا دیا کہو تمنے قدر کو کیا دیا

١٥
مستی پہ تو جو مائل اے گلبدن نہوتا
اک نقطۂ سیہ بھی تیرا دہن نہوتا

افلاس مر گئے پر اتنا سلوک کرتا
شرمندہ مجھسے یارب درزِ کفن نہوتا

تیرا خیال ہردم ہے جان و دل سے مجھکو
کب تک خیال تجھکو اے جانِ من نہوتا

سچ کہتے ہین مہندس ہر خط کی حد ہے نقطہ
میری نظر نہ پڑتی تو وہ دہن نہوتا

مستی مین تم دکھاتے اوسکو اگر نہ آنکھین
نرگس کا فصلِ گل مین نشا ہرن نہوتا

مرنے پہ بھی جو میرا سوزِ جگر بھڑکتا
ہرگز نصیب مجھکو دو گز کفن نہوتا

ملتا نہ چاہِ یوسف آج اپنے ڈوبنے کو
کیا قہر تھا جو اوسکا چاہِ ذقن نہوتا

اوس چشمِ سرمگین کی تیرِ نظر جو پڑتی
زخمون مین شکلِ غنچہ ہرگز دہن نہوتا

جو کلبۂ سیہ پر میرے نہ سورج آتا
ہندوستان بھر مین سورج گہن نہوتا

سلطانِ عاشقی کا سکہ اگر نہ پڑتا
دنیا پہ داغِ غم کا اتنا چلن نہوتا

کس کام کی وہ رونق بدنامیان ہون جسمین
مین شکلِ مہر یارب داغِ وطن نہوتا

اوس زلف کی جو خوشبو لیکر صبا نہ جاتی
پیدا ختن مین ہرگز مشکِ ختن نہوتا

باغِ جہان مین اے گل اک دن جو آپ تنتے
سروِ چمن نہوتا یا نارون نہوتا

بلبل کبھی نہ بنتی مقتل مین روح اپنی
تلوار مین جو تیری قاتل چمن نہوتا

قاضی کو کیا تردد مفتی کو کیا علاقہ
کیا قدر عمر بھر تک توبہ شکن نہوتا

١٦ تجھے قول کا دہیان ذرا نرہا مجھے تجھسے یقین وفا نرہا — مرا ہوش ہوا کہ بجا نرہا مرا دم ہوا تو کہ رہا نرہا

کبھی مر کے بھی آہ تھمی نہ رہی کبھی سوز جگر کی کمی نہ رہی — کبھی قبر کی خاک جمی نہ رہی کبھی سبزہ لحد کا ہرا نرہا

یہی بیان تمہاری بت تنگدہان کہ کہونگا مین شکوۂ ہجر بیان — یہ صال مین جو سہی ہی تو نے زبان کہ زبانمین کوئی گلا نرہا

جو گرفتہ میرا دل مردہ ہوا کرے آہ و فغان نہ یہ گردہ ہوان — مرا غنچۂ غم یہ فسردہ ہوا کہ گذار نسیم و صبا نرہا

ہین عزیز مجھے دل و اشک روان یہ ہی نور نظر وہ ہی راحت جان — کبھی آنکھون سے یہ بھی ہا نہ نہان کبھی سینے سے وہ بھی جدا نرہا

٢ رہی ہجر و وصال مین بے حرکت کہ نہ تاب تھی مجھکو نہ تجھکو سکت — ترے جسم لطیف سے سایہ صفت مین جدا بھی ہا تو جدا نرہا

مری تان پہونچی تھی تا بفلک مری آہ پہ کرتے تھے وجد ملک — رگ ضعف سے ہجر مین سانس تلک وہ سکت نہ رہی وہ گلا نرہا

تن و روح کی شکل ملا ہی رہا مری جیب و ردا مین آہی رہا — شب و روز گلے سے لگا ہی رہا کوئی دم بہی مجھسے جدا نرہا

کہین بات کا پاس نہ آج رہا یہ بلا وہ چھٹے یہ رواج رہا — نہ وہ وضع رہی نہ مزاج رہا نہ وہ لوگ رہے نہ زمانہ رہا

تری در پہ جو سر تھی کٹائے ہوئے وہ پڑی ہین لہو مین نہائے ہوئے — رہی لالہ کی شکل بنائی ہوئے کوئی زخم تن شہدا نرہا

ہین وجود و عدم مین ہان مگر کہ ہی غیب و شہود کا نہین اثر — نہ یہ جسم سے جائین نہ آئین نظر کوئی ایسا بقا مین فنا نرہا

ہی تمہارے مریض کا حال عجب بہری بیٹھے ہو تم یہ بڑا ہی غضب — کوئی گالی ملے کوئی بوسۂ لب کہ مقام دعا و دوا نرہا

تری حلقۂ زلف نے پیچ کئی تو دلون نے بھی راستے گھر کی لئے — در محبس ناز جو کھولدئے کوئی قیدی زلف دوتا نرہا

رہی رنگ جمی ترے زیر قدم جو قدم سے چھٹی یہ فنا ہوئے ہم — کہ ہمارا نشان بھی تا بعدم کہین صورت رنگ حنا نرہا

ملے غمزہ و ناز و ادا و حیا مجھے ذبح کیا یہ ستم ہی نیا — مرا دعوی خون بھی پیش گیا کہ قصاص کسی پہ روا نرہا

وہی ہوش و خرد ہین نظر بھی وہی دل قدر وہی ہے جگر بھی وہی
وہی یار و عزیز ہین گھر بھی وہی جو چلے گئے آپ تو کیا نرہا

جو شہید نگاہ جفا نرہا تو سہاگ کا اونکے پتا نرہا — وہ یہ رو دئے کہ سرمہ ذرا نہ رہا وہ یہ پیٹے کہ رنگ حنا نرہا

رہ عشق مین سہتی ہین غم یہ وہ غم کہ پتا نہین غم کا بتائین جو ہم — ہوا آبلہ ملا ایسا بہم کوئی آبلہ کف پا نہ رہا

شبِ وصل میں منہ ترا دیکھتے ہی مری آنکھ سے ہی لڑ گئی نگہ تری
کہ نقاب کے ساتھ پلک بھی وہ تھی کوئی پردۂ شرم و حیا نہ رہا

حق و ناحق اگر ہی یار خفا تو منا یا کریں اوسی اہلِ وفا
کہیں چھوٹے جو عادتِ جور و جفا تو وسیلۂ مہر و وفا نہ رہا

جو جفا کشِ غمزۂ دید رہا وہ اجل کا نہ دید شنید رہا
جو نگاہِ ادا کا شہید رہا وہ نشانۂ تیرِ قضا نہ رہا

ارے پہاہا اوٹھا مری کان نمک شدہ تمیں رہی نہ جلن نہ تپک
تو نمک سے زخمِ جگر پہ چھڑک کہ تپش کا ذرا بھی مزا نہ رہا

کبھی رنج سی بہتا ہی کام مرا کبھی داغ سی ہوتا ہی درد سوا
ہوئی سوزشِ دل اس طرح سے میں کمی وا کہ کلیجے کا زخم ہرا نہ رہا

جو زمانی کے ربط کو ترک کیا نہ پھنسے کبھی ہم تہِ دامِ ریا
جو تعلقِ خلق کو چھوڑ دیا کبھی دام و قفس میں ہما نہ رہا

مجھے سیکڑوں آپ نے داغ دئے کبھی ہنس کے کسی سے بھی شکوے کئے
کوئی شکوہ نہیں ہے جو بوسے لئے کہ عوض تو رہا جو گلا نہ رہا

مری سینہ ہی لگ کے وہ سر و سہی یہی کہتا ہی مجھ سی کہ کہہ تو سہی
تری سوزشِ دل اب بجھی نہ رہی ترا دردِ جگر رہا یا نہ رہا

ہوا آپ جگر کا یہ حال ہوا ہوا خاک یہ دل کو ملال ہوا
جو سنا تو انہیں بھی خیال ہوا کہ کوئی بھی قتیلِ ادا نہ رہا

جو شباب میں غنچۂ دل نہ کھلا تو بڑھاپے میں بھی مجھے دکھ ہی ملا
کروں فصلِ بہار کا کس سے گلا کہ خزاں میں بھی میں تو ہرا نہ رہا

ہمیں غیر و یگانہ کڑھاتی رہے یونہیں کوئی نہ کوئی ستاتی رہے
کہ رقیب سے منہ کو بناتی رہے کبھی یار جو ہم سے خفا نہ رہا

خطِ سبز کو دیکھ کے بر سرِ لب ہی بوسۂ لب کی نہ دل کو طلب
ملے خضر و سکندر دم کو جب تو وہ تشنۂ آبِ بقا نہ رہا

رہے صبر و ستم میں ذرا نہ کمی ہوئی خوب فراغتِ تازہ دمی
رہا لستما لگا تو چھری نہ تھمی وہ چھری جو تھمی تو گلا نہ رہا

دلِ **قدر** جو تجھ پہ نثار رہا تو کہیں بھی نہ اوسکو قرار رہا
جو بتوں کی گلے میں گزار رہا تو وہاں بھی وہ مردِ خدا نہ رہا

۱۴

مرے نامۂ عمل میں نہ ذرا صواب نکلا
مرے دل سے روزِ محشر خطرِ حساب نکلا

وہ لحد پہ میری آئے تو نقاب ولٹ کے بولے
ابھی اب تلک نہ جاگے اوٹھو آفتاب نکلا

ہوے شوق جو گرم پہلو تو دل و جگر کے بدلے
اک ادھر کباب نکلا اک ادھر کباب نکلا

ترے میکدے سے ساقی ہمیں نا امید جائیں
جو کوئی یہاں سے نکلا وہ پیئے شراب نکلا

کوئی دل سے اشک اُٹھا جو مثالِ موج دریا ۔۔۔ تو گرہ گلے مین ہو کر وہ دُرِ خوش آب نکلا

جسے اپنا فخر سمجھے اوسی دل نے ہمکو کھویا ۔۔۔ جسے بھاگوان جانا وہی گھر خراب نکلا

کبھی یہ دکھایا عارض کبھی وہ دکھایا عارض ۔۔۔ کبھی ماہتاب نکلا کبھی آفتاب نکلا

گئی گل خزان مین بالکل نہ رہا چمن مین بلبل ۔۔۔ نہ ترا جواب نکلا نہ مرا جواب نکلا

جو دلِ جگر جلائے تو سخن نے کی روانی ۔۔۔ جو گلون نے جوش کھایا تو کہین گلاب نکلا

بڑہی اپنی حد سے ظالم تو بلا وسکا کیون نہ نکلے ۔۔۔ جو کھنچی وہ زلف پیچان ہین پیچ و تاب نکلا

سنی آہ و اشکباری دلِ چشم کی تو بولے ۔۔۔ کوئی اور قصہ چھیڑو یہ خیال و خواب نکلا

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد ۔۔۔ ابھی دل پہ ہتھا مارا ابھی بے حجاب نکلا

جسے شرم جانتے تھے وہ فقط تہی ونکی نفرت ۔۔۔ جسے ناز کہہ رہے تھے وہ نرا عتاب نکلا

مرے سر پہ **قدر** برسا وہی بنکر ابر رحمت

جو مین حشر مین لحد سے بہت آب آب نکلا

٢٢

پڑی ہو کیون **قدر** منہہ لپیٹے ذرا بتاؤ تو حال دل کا ۔۔۔ نہ منہہ سے بولو نہ سر سے کھیلو کٹے گا کیونکر ملال دل کا

تمہارے دل پر خود آئینہ ہے کہون مین کیا تم سے حال دل کا ۔۔۔ کہ دل سے ہوتی ہے راہ دل کو نہ کیون ہو دل کو خیال دل کا

وہ محوِ آئینہ ہو رہے ہین اس آئینے پر ہے کم توجہ ۔۔۔ وہ خال و خط مین پھنسے ہوئے ہین خیال ہے خال خال دل کا

پڑینگے کسکے گلے مظالم یہ اوسکا ظالم وہ اسکی ظالم ۔۔۔ جگر کا خون دل کو شیر مادر تو ونکو ہے خون حلال دل کا

نہ تیغ ابرو کا ہمکو ڈر ہے نہ تیر مژگان کا کچھہ خطر ہے ۔۔۔ ہمیشہ سینہ یہان سپر ہے تو حوصلہ کچھہ نکال دل کا

بہن پن سے ہے گستاخ ہونگا جسدم تو پہلے مانگونگا لب کا بوسہ ۔۔۔ وہ مجھسے بے شرم ہونگی جسدن تو پہلے ہوگا سوال دل کا

عجیب دلکش ہے طاق ابرو ہے کعبۂ اپنا تو لوا ۔۔۔ جدہر اشارہ ذرا کرے تو نہ رخ پھیر کیا مجال دل کا

تم اپنی زلفون مین اسکو جانان سمجھ لو ایک آدہ شب کا مہمان ۔۔۔ تمہین بتاؤ کہ کیا پھرا ضعیف دل کا نڈھال دل کا

اودہر گلستا مین پہول کہلین ادہر ٹپین داغ میرے دل کے
کہ اوسمین مچہلی ہے دل ہمارا تو دام گیسو ہی جال دل کا

بہنور ہی جاہ ذقن تمہارا بڑہا کے دیتی نہین سہارا
اودہر چمن مین بہار آئی ادہر ہو چہرہ بحال دل کا

ہی دل کو تیرا خیال ہردم تجہے بہی آتی ہی یاد اوسکی
ہی اوسکو ہر وقت یاد تیری تجہی بہی کچہہ ہی خیال دل کا

ہمارے سینے پہ کان رکہکر ذرا سنو نالہاے دلکو
قفس ہے یہ سینۂ مشبک کہ اسمین ٹپہتا ہی لال دل کا

وہ زلف پیچان سے اوڑ چلا تہا تڑپ تڑپ کر پہڑک پہڑک کر
یہ دام چار و نطرف سے لپٹا کہ پہنس گیا بال بال دل کا

ادہر ہوا جذب اسکو پیدا اودہر وہ سینی سے آگی لپٹے
یہ بارہا آزما چکا ہون ہین کشف دلکی کمال دل کا

تمہاری زلفین لٹک رہین ہین جو امین ہوتا تو گر ہی پڑتا
تم اپنا جوڑا تو کہول ڈالو اسی مین ہی احتمال دل کا

نہ پوچہیی حال نا توانی کہ آہ و نالہ سے تہی گرانی
بس ایک ہچکی تہی اوسکو آنی کہ ہوگیا انتقال دلکا

تپش قیامت ہے آہ محشر نہ پہول بلبل پر ای گل تر
کہ تو نے دیکہا سنا نہین ہے جو غم مین ہے حال و قال دلکا

تمہاری ابرو پہ خود فدا ہی تمہارے تلوی کی خاک پا ہے
مزاج کیا خستہ حال دلکا دماغ کیا پایمال دل کا

ہمارے سینہ کو مول لیکر سنگار دان اپنا تم بناؤ
ہے اسمین زخمی جگر کا شانہ تو آیینہ بے مثال دلکا

کبہی ہے سودا کبہی ہی الجہن کبہی پریشان ہین ہمہ تن
تمہاری زلفون پہ مشفق من پڑا ہی بیشک وبال دلکا

بہار آئی ہی اکبی ایسی کہ جوش وحشت سی شق ہی سینہ
مرے سنبہالے نہین سنبہلتا یہ رنگ ہے اب کی سال دل کا

بہرے ہین وہ ہم سے خیر بہتر ہم اون سے اے قدر ہین مکدر
ہمین جہان مین نہ قحط دلبر نہ اونکو دنیا مین کال دلکا

ردیف بای موحدہ

۱۷ شک نہین قامت ہے نیزہ روے انور آفتاب
حشر ہے اک نیزے پر آیا اوتر کر آفتاب

غیر ممکن ہے کہ ہو تیری برابر آفتاب
لاکہہ گردش کہاے گردون لاکہہ چکر آفتاب

کان کے بالے مین روی یار کی دونون طرف
ہوگیا ہے داخل برج دو پیکر آفتاب

جو حسین ہے وہ کبھی محتاج آرایش نہین
کچھ نہ اوڑہی ہے نہ کچھ پہنے ہے زیور آفتاب

دور ساغر ہم تلک پہونچا نہ ساقی یا نصیب
جاتا ہے مشرق سے مغرب تک برابر آفتاب

مہر چون ہالہ نشیند قتل سرداران کند
دل رئیس وہ ہالہ خط و روے انور آفتاب

الحفیظ اے روز ہجران تیری گرمی الحفیظ
بنگیا ہے آفتاب روز محشر آفتاب

زیر گیسوے سیہ چہرہ تماشا ہوگیا
دیکھتا ہون مین تہ بازوے شپر آفتاب

چال تیری گردش افلاک سے کچھ کم نہین
سبزہ کرتین ہین تو رخسارہ مقرر آفتاب

آپ کی ولٹی سمجھے ہے خلق مین اندھیر ہے
آپ دن بھر چاند بنجاتے ہین شب بھر آفتاب

حسن کو عالی مزاجی شرط ہے ورنہ ہی خاک
پاؤن کے نیچے ہین ذرے اور سر پر آفتاب

رات دن روشن ہے گھر ساقی عالی ظرف کا
ساغر سیمین قمر ہے ساغر زر آفتاب

ایک سینے سے چھپاؤن کس طرح داغ فراق
دیکھئے چار آسمانون سے ہے باہر آفتاب

شام کب ہوگی وہ کب آئینگے اے گردون دون
ہوگیا کیسا مری چھاتی کا پتھر آفتاب

جو حسین نکلا زمانے مین وہ ہرجائی ہوا
دیکھئے پھرتا ہے گھر گھر چاند گھر گھر آفتاب

صبح کو کردے شب دیجور تیرا عکس زلف
چاند کو کردے فروغ روے انور آفتاب

اب نچھوڑونگا مین دامن قدر کردن پھیرئے
آپنے پھیرا ہے یا ساقی کوثر آفتاب

١٩

نبض کی جنبش ہے رگ رگ مرے قاتل بیتاب
ابتو ہر عضو ہوا ہے صفت دل بیتاب

رقص بسمل کبھی کاہیکو نظر آیا تھا
ہوگیا مارے ہنسی کے مرا قاتل بیتاب

مجھسے فرماتے ہین لے رکھ لے کلیجی مین اسے
ہے اگر خنجر ابرو پہ ترا دل بیتاب

عشق مین دل کی تڑپ سے مجھے معراج ہوئی | عرش تک مجھکو اوچھالا یہ ہوا دل بیتاب
منزلین عشق کی رہ رہکے تڑپ کر کاٹین | مثل بسمل مین ہوا ہر منزل بیتاب
ایک پر ایک گرا پڑتا ہے اللہ ری تڑپ | جگر و دل ہین مری شکل جلاجل بیتاب
آہین وہ کھینچون کہ شعلے کیطرح کانپ اٹھین | بات جب ہے کہ وہ خود ہون سر محفل بیتاب
یہی دو تین وہ القاب مجھے لکھتے ہین | عاشق و مضطر و خود رفتہ و بسمل بیتاب
اور نکھرا کرو تم لوٹ مجھے برباد کیا | اب تو ٹھنڈا ہو کلیجا کہ ہوا دل بیتاب
یہ وہ موقع ہے فرشتونکی قدم ڈگتے ہین | سچ ہے کر دیتے ہین یہ زہرہ شمائل بیتاب
ما یہ داروں سے کوئی کام نہ نکلا اپنا | پیاس کے مارے ہوئی ہم لب ساحل بیتاب
ہنسکے بولی ابھی مسی ہے نہ کنگھی چوٹی | بہاڑ مین جا جو ہوتا ہے ترا دل بیتاب
واعظو قلقل مینا جو کہین سن پاؤ | حال وہ آئی کہ محفل کی ہو محفل بیتاب
واہ اے حضرت موسی تمہین ہی دیکھ لیا | اجی ہوتے ہین کہین عاشق کامل بیتاب
اپنا مکھڑا جو ہیو کا سا اوسی دکھلا دو | مثل سیماب ہو تم پر مہ کامل بیتاب
تم جو آؤ گے نکل آئینگے انشاء اللہ | قبر شق ہوگی ہماری جو ہوا دل بیتاب
ساربان قیس کی تربت پہ ذرا ناقہ روک | ارے لیلی ہے پس پردہ محمل بیتاب
گرم رفتاری و رخسار و قد و لب سے ترے | کبک و پروانہ و قمری و عنادل بیتاب

ہنسکے فرماتے ہین یہ قدر کا رونا نہ گیا
جب کبھی ان سے سنو ہاے ہوا دل بیتاب

۲۷

ویران گھر کیا تو مجھے خانمان خراب | یارب ہو میرے گھر کیطرح آسمان خراب
ہے ذکر بوسۂ لب شیرین بیان خراب | ہوگی چٹورپن سے ہماری زبان خراب

بلبل کا دل دکھاتا ہے ناحق بہار مین / کچی کلی ہے یہ نہ کرے باغبان خراب
کوے بتان کی راہ مین لوٹی گئے ہین دل / کعبے کے راستے مین ہوا کاروان خراب
شمشاد و سرو سدرہ و طوبیٰ کی اصل کیا / اوس قد پہ ہو چکے ہین کئی نوجوان خراب
کیا عشق مین بجا رہین عقل و حواس و ہوش / فصل خزان مین ہوتے ہین برگ خزان خراب
موے کمر کی فکر مین ہین مو شگاف تنگ / ہین نکتہ دہن مین ترے نکتہ دان خراب
لیلیٰ کو قیس محمل دل مین اوتار لے / ناقہ لئے پہرا ہی کرے ساربان خراب
گلبرگ ہین نفیس مگر خار سخت ہین / ہونٹھ اونکے لاجواب ہین پر گالیان خراب
وحشت سے زندگی مین خرابہ تھا اپنا گھر / اب گور بھی ملی ہے تو مثل مکان خراب
سر کا شراب تلخ کے بدلے لنڈھا دیا / ساقی ترش مزاج ہے پیر مغان خراب
نے نام و نے نشان ہین نہ پوچھو ہمارا حال / برگشتہ بخت و بیوطن و خانمان خراب
کیا دید کیجیے کہ نہین تھمتے اشک چشم / کیا جوڑیے نشانہ کہ ہے دیدبان خراب
مجھکو لحد مین رکھ کے ہین یون دوست منتشر / جیسے لٹا پٹا ہو کوئی کاروان خراب
پھیری جو تمنے آنکھ تو دفتر اولٹ گیا / لو ہو گیا خرابہ کون و مکان خراب
دیکھو کہ شمع روتی ہے اپنی زبان پر / ہین اس سیاہ خانے مین اہل زبان خراب
برباد لاغری سے ہین برگ خزان کی شکل / مانند بو ہین باغ مین ہم ناتوان خراب
اوبلینگی جب فراق مین اپنی تو ہر چشم / طوفان نوح آئیگا ہوگا جہان خراب
ہین جان و جسم وقعت جیسی لحد مین ہیچ / لیلیٰ تباہ ناقہ تھکا ساربان خراب
شیرین پہ منحصر نہین اہل وفا بہت / اک تم ہو کیا خراب کہ سارا جہان خراب
حال حواس خمسہ کہون کیا مین عشق مین / تلپٹ تباہ خاک سیہ رائگان خراب

اوڑتے ہین آسمان و زمین سے مرے حواس
راہ بلند و پست مین ہے کاروان خراب

مکھڑا ہے تیرا چاند سا ماتھا ہلال سا
پر چال ڈھال سے ہے صفت آسمان خراب

ہوگا ہماری آہ سے برباد آسمان
کردے گا اس جہاز کو یہ بادبان خراب

چھایا ہے دل پہ رنج و غبار گزشتگان
ہون گرد کاروان سے پس کاروان خراب

اے طفل اشک تجھپہ دل و چشم ہون نثار
گھر در ترا سبھی ہے کہین او خانمان خراب

اے **قدر** ساتھ چھوڑ دیا قافلے کا کیون
اب ہو بھٹک بھٹک کے پس کاروان خراب

١٥

آپ کی تقریر لاثانی دہن سے ہے لاجواب
پھر جواب اسپر نہ دو مجھکو تو اسکا کیا جواب

وصف زلف و لب مین یہ ساری غزل ہی لاجواب
ہان اگر ہوتے تو سودا لکھتے یا گویا جواب

فصل گل رخصت ہوئی برگ خزانی گر چلے
لو جوانی چل بسی دینے لگے اعضا جواب

تینون باتونمین جو کچھ ہونا ہی جھٹ پٹ ہو بھی جائے
یا تو مجھسے وعدہ کر یا مے دے ساقی یا جواب

بل پڑا ابرو پر امید نگاہ لطف مین
کیا ہمارے سیدھے مطلب کا تھا یہ ٹیڑھا جواب

تو پیمبر عاشقونکا ہے لئے جاتا ہے خط
یاد ون تیرا اور میان ہے جلد قاصد لاجواب

بوسہ ابرو کا جو مانگا چپ ہوا کھینچی نہ تیغ
کاش مجھکو وہ زبان تیغ سے دیتا جواب

کیا چھپے حق سے کہ دست و پا ہین یار آستین
مین چھپاؤن کیا کہ دیتے ہین مرے اعضا جواب

آتی ہے سنگین دلونکو کب کڑی باتونکی تاب
جو کہو وہ کوہ سے پھر کر ملے الٹا جواب

پرزے کرکے اک لفافے مین مجھے بھجوا دئے
یار نے خط کا مرے بھیجا تو یہ بھیجا جواب

دیکھئے آنی نہ آنی ہین وہ کیا لکھتے ہین اب
ورنہ خود جاؤنگا مین ٹھیرا ہوا ہون تا جواب

دوسری بھی کھنچتی ہی جب ایک کھنچ جاتی ہے تیغ
ایک ابرو یار کا ہے ایک ابرو کا جواب

پوچھو سوسن سے نہ تم مسی ملی ہونٹھونکا وصف
دس زبانین ہین تو دے سکتا نہین گونگا جواب

حال یہ ہے تیرے بیمار لب خاموش کا
پہرون چلا یا کرو مطلق نہین دیتا جواب

ہند مین اے **قدر** غالب کا کوئی ثانی نہین
بے عدیل و بے نظیر و بے مثال و لاجواب

٢٣

ایک دن بولے کہ تمسے ہے مجھے انکار کب
پہر تو موقع پا کے مین نے بہی کہا اے یار کب

ہجر مین جب سو گئے النوم اخ الموت ہے
بخت خفتہ کیطرح ہوتے ہین ہم بیدار کب

یہ ڈری پڑی اب ہمارے روکے سے کب رکتی ہے
اشک تھمتے ہین بہلا اے یار بے دیدار کب

موت لیجائے کہین اسکو نہ تہا مار کر
دوڑ اے غم دوڑ بہی ٹہیرے کی جان زار کب

آنکھ رونے کو جگر جلنے کو لب فریاد کو
کوئی شے اوسنے بنائی جسم مین بیکار کب

یار ہو یا حور ہو نزدیک ہو یا دور ہو
بند رہتے ہین کسی پر طالب دیدار کب

جھولتی ہے عرش پر تیری بڑا سفاک ہے
سان پر چڑہتی نہین قاتل تری تلوار کب

کھل گیا عشق مجازی مین ارے مست الست
تہا بلے کہنے مین ایدل یہ ترا اقرار کب

پہر رہا تہا آنکھون مین اٹھلا کے چلنا آپ کا
دم مری آنکھون سے نکلا دفعۃً اے یار کب

جانور ہین قمری و بلبل جو ہین تمسے خلاف
سرو مین رفتار کب غنچون مین یہ گفتار کب

اونگتے کو ٹہیلتے کا اک بہانہ چاہیئے
لیچلین بھٹی پہ پہر زاہد کو ہے انکار کب

سینہ دے دیکر پہنچتا ہون دل معشوق مین
چور بن بنکر ٹھہرتا ہون پس دیوار کب

دل چرا کر عاشقون کا ٹہاٹہہ بدلا آپنے
اونچا جوڑا باندہتے تھے آگے تم اے یار کب

ابر ہے گلشن ہے ساقی ہے مے گلرنگ ہے
خاک ہے سب دل بہلتا ہے بہلا بے یار کب

رحم آتا ہے مجھے ہلکان دونون ہو گئے
لڑ چکین گے یا الٰہی کافر و دیندار کب

مین نے کب چہیڑا تمہین تمنے مری کب مان لی
پاس او ٹھے بیٹھے ہو کس دن کس گہڑی آیا رکب

آسمان کی او سطرف ساکہا ہے تیر آہ کا
یہ توے کو توڑ کر نکلا نہین اُس پار کب

دیکہنا دو ایک بوسون مین نکہر جائیگا حسن
روپ پر آیا ابہی آئینۂ رخسار کب

آنکہون کے بوسے لپٹکر لینگے اے ساقی ضرور
مانتے ہین بے پیئے سرکار کی مینحوار کب

ہمکو بلبل اور ہم بلبل کو سمجہاتے ہین یون
کوئی دل بے رنج کب ہے کوئی گل بیخار کب

کب بنینگے وہ لب رنگین ہمارے خون سے
قتل کا بیڑا اوٹہائیگی تری تلوار کب

خلق مین یا قبر مین یا حشر مین یا خلد مین
طالب دیدار کو دکہلاؤ گے دیدار کب

آسمان ٹلجاے پر ہرگز نہین ٹلتا ہے قدر
ڈٹ گیا ڈیوڑہی پر اب وہ ٹہتا ہی میرا یار کب

۲۵

داغ جو کہاے عندلیب نقشے جماے عندلیب
رنگ یہ لاے عندلیب گل مین سماے عندلیب

دل ہے سجاے عندلیب نالہ صداے عندلیب
طرز اوڑاے عندلیب مجہکو نہ پای عندلیب

پہول سے گال کہولکر جاتے ہو باغ کو مگر
دہوکے مین دیکہو دوش پر بیٹہ نہ جای عندلیب

جب غم گل مین سانس لی ذکر ترا ہوا جلی
نیکلی پہول کی کلی قبلہ نماے عندلیب

اونکا جنون ہے ساختہ ہم ہین حواس باختہ
طوق نہ پہنے فاختہ خار نہ کہاے عندلیب

خون وفا کا جوش ہے اب وہ عبث خموش ہے
گل ہمہ تن تو گوش ہے شور مچاے عندلیب

اُف رے خزان کا دسترس بل بے کشاکش قفس
گل کی جگہہ ہین خار و خس پر ہین بجاے عندلیب

ہاتہہ ہی پہولونکی چہڑی اونگلی ہر اک ہے پہلجہڑی
چہیڑ دو ستار جس گہڑی نکلے نواے عندلیب

جب گل و غنچہ باغ کے چننے کو باغبان چلے
اپنی کلی کے نام سے پر مین چہپاے عندلیب

ہم نے کئے ہزار غل وسنے اوڑادئے وہ کل
یار مین ہے جفاے گل ہم مین وفاے عندلیب

ہمسے مباحثہ ٹھنے نالون سے گاڑہی یون چھنے
غیرسے آدمی بنے ہوش مین آے عندلیب

دل مین نہوجو تیرا داغ دلکو کرون مین بے چراغ
بے گل تر میان باغ آگ لگاے عندلیب

خیر اجاڑا آشیان تو سہی دیکہہ باغبان
بولے میان بوستان چغد بجاے عندلیب

فصل بہار کی ہمین منتظری ہے کیا کہین
ٹتا جو کہٹر کا باغ مین سمجھی صداے عندلیب

دیکہہ تو رخ کی تاب کو رتبہ نہین گلاب کو
تیرے بط شراب کو عکس بناے عندلیب

روتے ہین باغبان تک جلتے ہین آسمان تک
پوچھے نہ گل کے کان تک آہ رساے عندلیب

عشق کا رنگ دیکہنا خار سے سینہ سب چھنا
غازۂ روے گل بنا خون وفاے عندلیب

روٹھتے ہین دونون ہی ستم اب یہ صلاح ہے ہم
گل کو منائین جاکے ہم اونکو مناے عندلیب

یون ہین رہے جو صلح کل دونون طرف ہو ایک غل
بولین ہزار ہاے گل گل کہین ہاے عندلیب

عشق کو راہ کیا ملی حسن کو اک سزا ملی
آتش گل سے جا ملی گرم نواے عندلیب

صحن چمن سے تا بدر گل ہی گل آئین سب نظر
آے بہار اسقدر بار نہ پاے عندلیب

الفت رخ کا پہل ملا سینے مین تازہ گل کہلا
ٹوٹا جو دل کا آبلہ آئی صداے عندلیب

حسن کو لاکہہ ناز ہو پہر بہی ہی فوق عشق کو
تم سر گل پہ دیکہہ لو ہے نہ پاے عندلیب

عشق کی جب ہوا چلی حسن نے سانس تک نہ لی
چٹکی اگر کوئی کلی آئی صداے عندلیب

باغ تو کوے یار ہے پہول وہ گلعذار ہے
غیر بجاے خار ہے قدر بجاے عندلیب

ردیف تاے فوقانی

۱۴ جانور مین آدمیت ہے ہمیان کوے دوست
ہین سگ اصحاب سے بڑہکر سگان کوے دوست

ہاے قاصد کو جو بھیجا تھا میان کوے دوست
پاون پھوٹے خط گرا بھولا نشان کوے دوست

ساتھہ قاصد کے مین جا پونچا میان کوی دوست
ایک دن بتلاتا بتلاتا نشان کوے دوست

صور کی آواز کو سمجھے صداے پاسبان
حشر مین اوٹھتے نہین افتادگان کوی دوست

میرے سودے نے بنا رکھا تھا محشر زاوسے
میرے مٹنے سے مٹا نام و نشان کوی دوست

وہ بھی دن ہویا الٰہی یار ہو آغوش مین
مجھسے انعام آکے مانگے پاسبان کوی دوست

مرگ نے گو تفرقہ ڈالا محبت سے وہی
روح جنت کو گئی دل ہے یہان کوی دوست

چاندنی کوٹھے پہ چٹکی شاید اوس رخسار سے
شام سے کیون غل مچاتے ہین سگان کوی دوست

عالم رویا مین ہمکو حج اکبر ہو گیا
سو گئے جب سنتے سنتے داستان کوی دوست

کچھہ سر و پا کی خبر مجھکو نہین مانند قیس
آشیان سر پر بنالین طائران کوی دوست

آب کوثر سے ذرا اپنی زبان دھوڈالیئے
شاعر کس منہہ سے کرتے ہو بیان کوی دوست

خفتہ بختی سی کھڑے ہو ہو کے راتین کاٹ دین
پاون سوئے سو گیا جب پاسبان کوی دوست

آنکھہ سے دل تک جلوہ خانہ ہے اوسکے حسن کا
یہ گلی دلچسپ ہے کیسی بسان کوے دوست

قدر جنت مین جو پونچا ہنسکے رضوان نے کہا
آئیے اے شاعر رنگین بیان کوے دوست

۱۷

چاند سورج نہین رہتے کبھی یکسان دنرات
ایک عالم یہی لیکن رخ جانان دنرات

تہ ابرو مین رخ و زلف نمایان دنرات
برج میزان مین تلے رہتی ہین یکسان دنرات

دل مین جب چاہو چلے آؤ مکان آپکا ہے
باز رہتا ہے در دیدۂ حیران دنرات

کفر و دین ایک ہے تسبیح مین زنار بھی ہے
کیون لڑے مرتے ہین ہندو و مسلمان دنرات

میرے زخمونکو مزہ ہے وہ نمکپاشی کا
خرچ ہوجاتے ہین دس بیس نمکدان دنرات

یاد گیسو مین مرے منھہ سے جو آہین نکلین
کالی آندہی وہ اوٹھی ہو گیا جانان دن رات

دیکھنا پھاند کے دیوار چلا آونگا
تیری ڈیوڑہی سے سرکتا نہین دربان دن رات

صبح سے شام تلک زلف کا مذکور رہا
میرے نزدیک تھا یہ میرا پریشان دن رات

کیا چمکتے ہین یہ قسمت کے ستارے ہر وقت
تم جو ماتھے پہ چنے رہتے ہو افشان دن رات

خشک و تر مین تری الفت نے ہوا باندہی ہے
جا بجا بلبل و سرخاب ہین نالان دن رات

دن کو بڑ مارتا ہون رات کو بڑاتا ہون
جاگتے سوتے ترا ذکر ہے جانان دن رات

لب سے رخسار تلک خط ہے نکلتا آتا
وصلیان لکھتا ہے یاقوت رقم خان دن رات

اک سحر ہی ہے ترے چاک گریبان مین
یونہین پھٹ جاتے ہین دس بیس گریبان دن رات

وصف خط رخ گلرنگ کیا کرتا ہون
لکھا کرتا ہون حواشے گلستان دن رات

دانت تارے ہین ہلال ابرو و سر قبہ عرش
کہکشان مانگ رخ و زلف پریشان دن رات

حسن کے ساتھ لگی رہتی ہے سرگردانی
دیکھو چکر مین ہین مہر و مہ تابان دن رات

عشق ہے چاہ ذقن کا نہ دہن کا اے **قدر**
لوگ یون مجھپر اوٹھا یا کرین طوفان دن رات

۱۵

لڑاتا ہے آنکھین گرفتار الفت
نظر بند ہوگا گنہگار الفت

ادھر رمز دلبر ادھر طعن واعظ
ہے اقرار آمیز انکار الفت

وہ آنکھین ہین یا نور کی ہین دکانین
وہ رخ ہے کہ آئینہ بازار الفت

ہر اک داغ باغ محبت کا گل ہے
ہر اک آہ ہے سرو گلزار الفت

مجھے شیشۂ دل کا دھڑکا لگا ہے
اوٹھاتا ہے سنگ گرانبار الفت

ہے قد کے تصور مین پتلی مسیحا
کھڑی رہتی ہے سامنے دار الفت

عجب ہنستی ہنہتی ہو پیشانی اونکی
نمایان ہین چہرے سے آثار الفت

مجھے اور غیرونکو یکسان نہ سمجھو
کہرے کہوٹے پرکھو تو دینار الفت

غرض آگئی ہاتھا پائی کی نوبت
بڑہی میری اونکی یہ تکرار الفت

ترے دانتون پر جب سے آنکھین پڑی ہین
پلک ہے سحاب گہر بار الفت

یہ سب ہے علم سینہ نہ علم سفینہ
کتابون سے باہر ہین اسرار الفت

وہ ہی تیری نکہون مین عارض مروت
عجب کیا ہون مشہور بیمار الفت

دعاؤن سے بہتر لگاوٹ کی گالی
گلون سے بھی عمدہ ہین یہ خار الفت

بہلے چنگے مرتے ہین میٹھی بیٹھائے
ہے مرگ مفاجات آزار الفت

وہ کہتے ہین اے **قدر** سنکر شکایت
بڑے آئے یہ بھی طرفدار الفت

٢٢

کھینچتی ہے پیش گیسو دلبر تمام رات
ہو گی سمت کے تل کے برابر تمام رات

چمٹا رہا جو وہ مہ انور تمام رات
کمرہ تہا اپنا برج دو پیکر تمام رات

ظاہر مین روسفید ہون باطن مین تیرہ دل
باہر تمام دن ہے تو اندر تمام رات

مانگین دعا بن سجدے مین سر پھوڑ پھوڑ کر
وہ مہ نہ آیا ہاے مقدر تمام رات

افشان چنی جبین پہ جو اے ماہ تا سحر
چمکے ترے نصیب کے اختر تمام رات

کروٹ ادہر بدلتے نہین شکوہ درکنار
آتا ہے چین آپ کو کیونکر تمام رات

بیحس دہان و چشم کی الفت نے کر دیا
ساکت تمام دن ہون تو ششدر تمام رات

اے رشک ماہ نام کو تیر شہاب ہین
ہوتے ہین تارے تم پہ نچھاور تمام رات

دل مین جو اونکی دید کی آمد تھی شام سے
آنکھین کھلی رہین صفت در تمام رات

تارون سے ہجر یار مین ہیبت ٹپکتی ہے
ہے کوڑیالا سانپ مقرر تمام رات

وہ طفل میری نیند کو سمجھا کیا غشی
مجھکو سونگھائی زلف معنبر تمام رات

وحشت سے مجھکو دیکھکے گیسو قریب چشم
گزریگی اس مریض پہ کیونکر تمام رات

تا صبح تیغ ابرو قاتل کا ذکر ہے
ہم یونہین کاٹ دیتے ہین اکثر تمام رات

بیٹھا جو رونے کو مین شب غم مین ایکدم
مثل حباب ترتا پہرا گھر تمام رات

جھومر کا چاند اسکو کسی شب بنائیے
صدقے سے ہے چاند آپکے سر پر تمام رات

ہے فرش خاک تکیہ ہے پتھر فراق مین
پایا ہے چین خاک نہ پتھر تمام رات

غم نے ہمین زمین کا اختر بنا دیا
ہم جاگنے کے ہو گئے خوگر تمام رات

آٹھون پہر وصال مین عیش و نشاط ہے
عید و شب برات ہے دن بہر تمام رات

اوٹھا گیا نہ صبح تلک فرش خواب سے
بھاری تھی ہجر یار مین مجہپر تمام رات

سر چڑہکے زلف یار مین سرگشتہ دل ہوا
معراج مین پہرے ہین پیمبر تمام رات

خط شام ہے تو آخر شب حید عنبرین
مانگ آدہی رات کا کل دلبر تمام رات

تھا صبح کو یہ مصرع آتش زبان پر
نوچکیان چلین مرے سر پر تمام رات

اے قدر شام غم سے مجھے بیتی رہین
نہ آسیاے چرخ برابر تمام رات

۱۳ چلے آؤ آنکھون مین تم گھر کی صورت
بچھا لینا پردون کو بستر کی صورت

کہان دم ہے دیکھہ اپنے لاغر کی صورت
پڑا ہون مین بستر پہ بستر کی صورت

خدا نے قیامت کا طول اسکو بخشا
شب ہجر ہے روز محشر کی صورت

عدو کی تواضع سے غافل نہ رہنا
کہ جھکنے مین اوسکی ہے خنجر کی صورت

گھلے انتظار خط یار مین ہم — بدن ہو گیا تار مسطر کی صورت
جلایا کیا یار کا غم ہمیشہ — دہکتے رہے داغ اخگر کی صورت
نہ لایا کبوتر خط یار اب تک — دل اپنا ہے لوٹن کبوتر کی صورت
جہان مین جہان آفرین کا ہی جلوہ — اس آئینے مین ہے سکندر کی صورت
سوا آپ کے کوئی دل مین نہین ہے — چلے آئیے گا یہان گھر کی صورت
دلون کا نشانہ اڑاتی ہین آنکھین — نگہ تیر موے مژہ پر کی صورت
تری گات سے تیری چھاتی کا پتھر — کڑی چکنی ہے سنگ مرمر کی صورت
جنون مین نہ حال وطن ہم سے پوچھو — کہ برسون سے دیکھی نہین گھر کی صورت

سفر مین بھی اے **قدر** یہ آبرو ہے
ٹپکنے مین قطرہ ہے گوہر کی صورت

١٦
گل سے بہتر ہے یار کی صورت — طوطے خط ہزار کی صورت
مٹکے پونہچے ہین کوے جانان مین — اڑ کے آئے غبار کی صورت
بوسے کے نام سے اڑا ہی رنگ — دیکھنا میرے یار کی صورت
زال دنیا بھی ایک قحبہ ہے — جسنے دیکھی ہزار کی صورت
نہ خفا ہو کہ گل ہو اے صاحب — کیون الجھتی ہو خار کی صورت
وہ کمر آنکھون مین سماتی نہین — میرے اس جسم زار کی صورت
بھر رہا ہون جھڑی لگا دونگا — آج ابر بہار کی صورت
کوئی رہکر محل مین بھول نہ جاے — یاد رکھے مزار کی صورت
چاہون تو صاف کھینچ دون تصویر — نقش ہے دل پہ یار کی صورت

غم فرقت سے آب آب ہے دل
دیدۂ اشکبار کی صورت

آنکھین جادو ہین عاشقون کیلئے
خط ہے خط حصار کی صورت

داغ لالے مین چاند مین جھائین
سب سے بہتر ہے یار کی صورت

لاغری دے نہ بوجھ گردن پر
ہے گریبان کی تار کی صورت

تم بھی اے ماہ پھر گئے ہمسے
فلک کج مدار کی صورت

آج پھر آپ بل کی لیتے ہین
گیسوئے تابدار کی صورت

قدر جب صبح سو کر اوٹھتے ہین
دیکھہ لیتے ہین یار کی صورت

١٢

اوس شمعرو نے ایک نہ مانی تمام رات
رویا کیا مین اپنی کہانی تمام رات

قصہ ہمارے سوز کا ہے یاد شمع کو
تمکو سنائیگی وہ زبانی تمام رات

اپنا شب وصال مین کیا رنگ جمگیا
لوٹی بہار باغ جوانی تمام رات

آنکھین سفید ہوگئین مانند آئینہ
تھی اسقدر تری نگرانی تمام رات

روتا پھرا مین یاد مین گیسو کی ہر جگہہ
برسا تمام شہر مین پانی تمام رات

کروٹ بدلئے صبح کا تارا نمود ہے
منھہ پھیر کر نہ سویئے جانی تمام رات

کھایا کیا جو مین غم گیسو تمام دن
کیسی رہی ہے مجھکو گرانی تمام رات

دامن چھوڑا کے آج سر شام سی گئے
آئے نہ پھر وہ یوسف ثانی تمام رات

اون گیسوؤن کی عشق مین سودا جو ہو گیا
پھر پھر کے خاک دشت کی چھانی تمام رات

پاتا نہین جو نیند مین پہلو مین دل تمہین
کیا کروٹین بدلتا ہے جانی تمام رات

چھیڑون جو اپنا قصہ بہانہ ہو نیند کا
یون دل سے سنیے اور کہانی تمام رات

بموقع ملانہ وصل کا اے قدر صبح تک
بگڑا رہا وہ ظلم کا بانی تمام رات

۲۲

دل تو تڑپے ذقن و زلف سیہ فام بہت — پھر تو جھاڑے کہین بلبل قفس و دام بہت
قہر ہے بیٹھنا آ آکے لب بام بہت — خود تری ذات کریگی تجھے بدنام بہت
مجھسے کہتے ہین کہین ذبح نہ کر ڈالو نمین — رکھکے سر زانوؤن پر کرتے ہو آرام بہت
کیا کوئی مجھسا گنہگار نہین دوزخ مین — منھہ پسارے چلے آتے ہین دو دام بہت
نور معنی ہین ہو صورت نہین کام آتی ہے — تھا بلال حبشی ورنہ سیہ فام بہت
زلف یاد آتی ہے اب دیکھیے کیا ہوتا ہے — ٹیس اوٹھتی ہے مرے دل مین سر شام بہت
سر بہرا دونگا ترا دیکھنا اے گردش دہر — کاٹے دونگا تجھے اے ابلق ایام بہت
ایک بوسہ تو دیا آپنے آباد رہو — بس بہت اتنا بہت ہے بت خودکام بہت
قید نے زلف کا رہ رہکے او کھڑتا ہے دم — شب سے ہی خانۂ زنجیر مین کہرام بہت
چشم بینا ہو تو ہے باغ جہان گلدستہ — لالہ رخسار و سمن بوے و گل اندام بہت
اسقدر وصف دہان و کمر یار بڑھا — شعرا شعر مین کہنے لگے ایہام بہت
ایک چلو نہ بہر اخیر چلے اے ساقی — سیکڑے سیکڑون ساقی گل اندام بہت
آنکھین ہم سینکتے ہین حضرت موسی کیطرح — ابتو وہ بیٹھتے ہین آکے لب بام بہت
ترک چشم سیہ یار سے شہ پائی رہے — کچھہ بلون پر ہے وہ گیسوے سیہ فام بہت
نہ اوٹھین ناز سے فرصت نہ ہمین غم سے نجات — مل چکے اونکی طرح ہمکو بھی ہین کام بہت
روز دو جام چڑھاتا ہے خدا خیر کرے — ہو چلا ہے فلک پیر بھی بدنام بہت
عشق گرمانے تو دو حسن چمک جانے تو دو — ہمسے ناکام بہت آپ سے خودکام بہت

ہاے صیاد نے کریال مین غلسہ مارا — فکر تھی اوسکو ہماری سحر و شام بہت
ایک بوسے پہ بھلا جان مین کیونکر دیدون — کہ رقم آپکی تھوڑی سے ہے مگر دام بہت
جا تو ساقی کوئی قاضی کا پیادہ لے آیا — دہوم بھٹی مین مچاتے ہین میے آشام بہت
آمد و رفت نفس بند نہ کر کہنا مان — اسی مالے پہ مین جیتا ہون ترا نام بہت

قدر رندانہ غزل خوب کہی صلّ علی
رات کیا پی گئے تھے بادۂ گلفام بہت

۲۵
راہ تکی جو تمھاری رات آفت کی رہی بیداری رات — تارے گن گن کے گزاری رات ان آنکھون نے کاٹی ساری رات
آئی پہاڑ سی بھاری رات اس ہجر مین پھر اندہیاری رات — اتنی بڑہی ہی ہماری رات ایک ایک گھڑی ہے ساری رات
وصل سے گہر ہی پھر نورانی آئی تو پھر اے رحمت جانی — بھینی بھینی بھیگی سہانی میری پیاری پیاری رات
مو باف اونکا ہے زنگاری موسے مین قدرت باری — شام سے آئی رات اندہیاری پچھلے کو ہوئی زنگاری رات
ابکے چلیگا حیلہ حوالا وصل مین اچھا نخرا نکالا — وعدون مین تمنے دن بھر ٹالا اب تو نہین ہماری گزاری رات
زلف کا حلقہ پھر مین لایا آنکھ نے جادو اپنا جگایا + — دل کو بچانا میرے خدایا آج ہی اس پر بھاری رات
تمنے خبر لی پھر نہ پلٹ کر آٹھ پہر کیا گزری ہم پر — روئے پیٹے بلکے دن بھر تڑپے اوچھلے ساری رات
کام بنا در پردہ ہمارا آنکھ کا پردہ ردکا سارا — خانۂ دل مین لا کے اوتارا آئی جو اونکی سواری رات
چہرہ دکہا کر ہمکو وہ کافر زلف مین اپنی پھانسیگا آخر — چار ہی دن کی چاندنی ہے پھر آئیگی اندہیاری رات
کچھ بھی عزیز و تاب و توان ہے اسکی ہمین برداشت کہان ہے — سنگ مزار سے دن بھی گران ہے یون تو لحد مین ہے بھاری رات
کیسی آنکھ مین چربی چھائی خوب سزا گلگیر سے پائی — شمع کی لو پر پروانے پر آئی کھینچے ہوئے جو کٹاری رات
دن کو وصل کا جھگڑا چھوٹا شب کو ہجر کا رونا چھوٹا — چلئے اچھا پیچھا چھوٹا آپکا دن تو ہماری رات
صبح نمایان رخ کے سبب تھی مکر کا پتلا چاندنی شب تھی — دہوکے مین خصمت اونکی غضب تھی اُف دی تری عیاری رات

دہوپ کا پردہ ہی یہ سراسر دن کا کلیجا جلتا ہی ہم پر
نام کو شبنم گرتی ہے شب بہر کرتی ہی ہمیر زاری رات

باہین نہ دہنسے چین ہے تجہکو خواہ ادہر سو خواہ ادہر سو
دیکہہ چکا تو دل کو جگر کو تڑپے باری باری رات

وصل کی شب کل ہمنے منائی آج وہی شب غیر نے پائی
چاند کی صورت ہے ہر جائی پہرتی ہی ماری ماری رات

آخر شب ہے چوٹی ساری رات ہوئی موباف سے بہاری
آدہی رات ہے مانگ تمہاری بال ہین کند بکرسلدی رات

سینے مین اک کہرام ہے ڈالو آنکہہ کے لڑتے ہی کام ہوا
صبح کو کام تمام ہوا وہ پڑگئی دل پہ کٹاری رات

ناحق نشا اوتار رہی ہین ناحق آپ سنوار رہی ہین
آنکہین بال بگار رہی ہین کی ہے کہین مینخواری رات

ہنسے غریبون کے گہر آکر کیا کرے دولت وصل لٹا کر
ساتون فلک کے تاری پاکر بنگئی ہفت ہزاری رات

شام سے اوس نے وہ ہوش اڑائی بچہلے سی نالے رنگ وہ لائے
ہم بھی رات سے عاری آئی ہمسے بہی آئی عاری رات

آئینہ خود آئینے کا گہر تہا آئینہ رخ کے جو پیش نظر تہا
خود دل شب مین شب کا گزر تہا زلف جو اوسنے سنواری رات

ٹوٹا دل کا جو چہالا ہمارا عشق خط رخ کہل گیا سارا
ہجر کی شب مین ٹوٹا وہ تارا ہو گئی سب زنگاری رات

قہر ہی شب بہر ہجر کا ہونا ایک تڑپنا ایک ہے رونا
سوچ مین تیرے کیسا سونا ڈوبے اوچہلے ساری رات

زلف شب قدر اونکی ہی ساری دلکو پہر اوسمین کیا دشواری
بڑہکے کریگی خود دلداری وہ توہی **قدر** ہماری رات

ردیف ثائے مثلثہ

۱۵

آنکہہ کو سرمہ ہے منظور نظر کیا باعث
کیون دیا صاد یہ بیکار زبر کیا باعث

اے اجل تو بہی خفا ہو گئی دلدار کی ساتہہ
کوئی آتا نہین دونون مین ادہر کیا باعث

طفل دل دامن گیسو مین پڑا ہے بیمار
لگ گئی کیا تری آنکہونکی نظر کیا باعث

ایک ساعت ترے آنیکی مقرر ہوگی
نیند آتی نہین کیون آٹہہ پہر کیا باعث

آفتاب رخ پر نور کو دیکھا شاید
ورنہ کیون خشک ہوے دیدۂ ترکیا باعث

عدم آباد کو بھیجو گے سیہ بختون کو
بال لٹکائے ہین کیون تا بہ کمر کیا باعث

سنتے ہین برف مین بھی آگ رہا کرتی ہے
ٹھنڈی سانسو نہین نہو سوز جگر کیا باعث

خاک حاصل ہے ہوا جسکو سمائی ہے یہان
کیون بگولے نہ ہین خاک بسر کیا باعث

کس بد اطوار کا دامن ہے اجل نے پکڑا
نیمچا آج ہے کیون زیب کمر کیا باعث

ہو نہین حیران بڑہاپے مین یہ غفلت کیسی
نیند آئی مجھے ہنگام سفر کیا باعث

جان لیتی ہے شب ہجر کیسکی ہر شب
روز پھٹتا ہے گریبان سحر کیا باعث

کسی سرکش کو خدا نے نہ سرافراز کیا
سرو مین کیون نہین آتا ہے ثمر کیا باعث

آتش رخ سے مرا دل تو پھنکا جاتا ہے
تیر اگھونگٹ نہ جلا رشک قمر کیا باعث

کیا مرے ساتھہ شب ہجر نے پھیری ہے چھری
بولتا آج نہین مرغ سحر کیا باعث

تم ہو بھولے ہو سے اللہ یہ شاید اے قدر
ورنہ یون رہتے ہوا عدا سے نڈر کیا باعث

۲۶ بسملون پر لوٹ ہے قاتل عبث
تو ہوا جاتا ہے خود بسمل عبث

چال خنجر کی نہ چل قاتل عبث
جھک کے تو مجھسے نہ آ تنا مل عبث

تھی نہ آب خنجر قاتل عبث
ہچکیان لینے لگے بسمل عبث

کرنہ غم نے خنجر قاتل عبث
کج ادا ہو کر نہ مجھہ سے مل عبث

مفت مین خنجر یہ خنجر چلگیا
ذبح کرنے کو جھکا قاتل عبث

ہاے پھر سینے سے قاتل اوٹھ گیا
یہ تڑپ ہے تیری اے بسمل عبث

بے غمون سے غم کی فرمایش ہے کیون
بے دلون سے مانگتے ہو دل عبث

تیغ ابرو کو نہ آئینے مین دیکھ — آپ تو اپنا ہو قاتل عبث
ہضم کرنے کا ارادہ تو نہین — لیکے دل پہر مانگتے ہو دل عبث
چلتے چلتے کشتی مے رہ گئی — رک گیا ساقی دریا دل عبث
تو جو اے دلبر ہمارا دل نہین — کیون پہڑکتا ہے ترا تل تل عبث
ہوگا سینے سے جدا وہ نازنین — تو تڑپتا ہے بہت اے دل عبث
تو نے کب جھیلی شب تاریک ہجر — فق ہے منہہ تیرا مہ کامل عبث
کیون کرون پتھر سے شیشہ چور چور — کیون ملاؤن تیری دل سی دل عبث
آگ مین دانہ کبھی جمتا نہین — ہے رخ روشن پہ تیری تل عبث
جو نہ سوز غم سے ہو جل بھنکے خاک — وہ جگر بیکار ہے وہ دل عبث
خود ہی تل پڑتا نظر لگتی اگر — منہہ کا جل کا بنایا تل عبث
خون گرفتہ ہون مرا بے موت مین — مجھسے چہوٹا کوچۂ قاتل عبث
کیون کھلون فکر میان یار مین — ہیچ ہے بیکار لا حاصل عبث
شمع کی مانند کٹوادی زبان — بک نہ اتنا عارف کامل عبث
زلف مین ناحق دل بیتاب ہے — دام مین ہے طائر بسمل عبث
پہر ترا دہیان آگیا محشر ہوا — ہوش مین آیا ترا غافل عبث
قیس کی آنکھو مین تپلی ہی سیاہ — کب ہے دید لیلی محمل عبث
داغ پروانہ کوئی چہوٹے گا شمع — کیون ستی ہوگی سر محفل عبث
تیرا سہرا اور تیشہ کوہکن — کاٹتا ہے عشق کی منزل عبث

دل تو کب کا اشک ہو کر بہہ گیا

قدر کرتے ہیں تیرے ہو دل دل عبث

۱۵
مختار ہون تو پہر خطِ تقدیر ہے عبث
مجبور ہون تو تہمت تقصیر ہے عبث

ابرو عبث نہ زلف گرہگیر ہے عبث
پر کاٹ پہانس ہی بنٹ بنے بیر ہی عبث

ابروے کج ہی ہیچ جو سیدہی نہ مانگ ہو
سیچ ہے کمان باندہنا بی تیر ہے عبث

معشوق جسکا دور ہو حال اوسکا سوچیئے
اس باب مین حضور کو تحریر ہے عبث

احباب مجہکو اونکی طبیعت پہ چہوڑ دین
کچہہ اور اس مریض کی تدبیر ہے عبث

اے جوششِ جنون جو سلامت ہے لاغری
یہ ہتہکڑی یہ طوق یہ زنجیر ہے عبث

ہم درکنار غیر پہ چہوڑا نہ ایک ہاتہہ
بس کہولئے کمر سے یہ شمشیر ہے عبث

جنت کا کیا محل ہے نصیحت کی لیجئے
اے واعظو یہ وسعت تقریر ہی عبث

پہلو بدل بدل کے کٹے رات تو سہی
کیا میری جان نالۂ شبگیر ہے عبث

در کار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست
ساقی پلا بہی دے کہین تاخیر ہے عبث

ایسا نہو کہ خلق تجہے سنگدل کہے
اتنی مرکہائی اے بتِ بے پیر ہی عبث

گردن کے گہونٹنے کو گریبان کم نہ تہا
طوق گران جنون مین گلوگیر ہے عبث

جو میرے حق مین تم کہو وہ آیت و حدیث
یہ بات ہے تو پہر خط تقدیر ہے عبث

ایذا رسانیون سی اندہیرا نے مجہے قبول
کیا کام اسکا بزم مین گلگیر ہے عبث

آنکہین لڑائین قدر نے آنکہین دکہائیے
کچہہ اور اس غریب کی تعزیر ہے عبث

۱۳
باتین کرتے نہین اے غنچہ دہن کیا باعث
پہول جہڑتے نہین اے رشک چمن کیا باعث

دیکہکر زلف کو کیا آتش غیرت بہڑکی
کو یلا جل کے ہوا مشک ختن کیا باعث

روے روشن مین اگر تابش خورشید نہین
خشک رہتا ہی ترا چاہ ذقن کیا باعث

ہمدمو کیا وہ نہین آئے مری میت مین
اب تلک لاش ہے بیگور و کفن کیا باعث

کچھہ تو بدلی ہے ہوا دیکھئے کیا گل پہولے
آج ہے اور ہی عالم پہ چمن کیا باعث

بال ہے تیری کمر یار لجالو تو نہین
پہر جُراتی ہے نگاہون سے بدن کیا باعث

نوجوانون کو مٹا کر تجھے غم ہے شاید
جامہ آبی ہے ترا چرخ کہن کیا باعث

نہ مین یوسف ہون نہ یعقوب کے فرزند ہین وہ
پہر مرے پیچھے پڑے اہل وطن کیا باعث

کیا مرے ساتھہ گیا زیر زمین جوش جنون
نہ رہا قبر مین اک تار کفن کیا باعث

غیب دانون سے معمے یہ کبھی پوچھون کا
نہ کمر خلق ہوئی وہ نہ دہن کیا باعث

چشم نرگس سے بھی تم کرتے ہو پردہ شاید
کیون نہین کرتے ہو گلگشت چمن کیا باعث

شام غربت کسے اوس زلف نے دکھلائی ہے
اپنا سر دہنتے ہین یاران وطن کیا باعث

بے سبب آپکا چہرہ نہین اُترا اے قدر
کچھہ تو فرمائیے اے مشفق من کیا باعث

١٥
کہتا ہی کہ ظالم مین تو نہین یہ ظلم کی پہر بنیاد عبث
کیون بارہ چہری پر رکہتا ہی تو کاجل ہی ستم ایجاد عبث

کیون لاش پہ میری روتی ہین سب یہ ن منت مین آنکہین کہو تو ہین سب
چونکوگا نہ خواب مرگ سے مین ہے شور عبث فریاد عبث

ہے مرضی مولا از ہمہ اولی تیرا اجارہ اسمین نہین
ہر عیش مین ہے تو شاد عبث ہر رنج مین ہے نا شاد عبث

سودا ہی تجھے قارون تو نہ بن کچھ راہ خدا مین صرف بہی کر
یہ بوجھ نہ تجھسے اوٹھہ سکیگا سر پہ بہت تو لاد عبث

پیتا نہ ہلے بے حکم خدا بے اوسکے پرندہ مارے نہ پر
پہر باغ مین پہر پہر آتا ہی کیون گلچین کو لئی صیاد عبث

برچھی ہی نگہ ابرو ہے کمان آنکھین ہین چہری ناوک ہی پلک
پہر قتل پہ ناحق باندہی کمر ہتیار سجے جلاد عبث

تصویر نہ اونکی کہینچ سکیگا دیکھہ ادہورا کام بھی کیا
کہینچی کی نہین معدوم کمر محنت تو نہ کر بہزاد عبث

ابروکا فدائی ہون مین ترا تو مجھسے بھون پر ڈال بل
جو آپ ہی تجہپر مرنے لگا پہر اوسپہ نہ کر بیداد عبث

منہہ مانگے ملی ہی موت کسی دل کو ہی مری سودا سا ہوا
بے وقت اجل کب آنے لگی ہی یار کی اوسکو یاد عبث

مرنے پہ سلوک ای عشق یہ کیا رکہا نہ کہین کا تو نے مجھے
آہونکا تصور بندہ جو گیا سب خاک ہوئی برباد عبث

جب جان پر اپنی کہیل گئے رستم ہی اگر ہو مال ہی کیا
خسرو یہ نہ ہاتہہ اک صاف کیا سر پہوڑ لیا فرہاد عبث

ہم تو ہین نثار سرو قدان وہ جانورون سے چال چلین
تنتے ہین چمن مین سرو عبث کہنچتے ہین کہڑے شمشاد عبث

سینے مین تپان ہے دل جو مرا ہے کون پکڑتا ہاتہہ ترا
تو عمر بہر اپنی زلف مین رکہہ ہی جیل عبث صیاد عبث

سودا ہی غضب کا خون کہان سب جل کی ہوا ہی خاک سیاہ
ہی چشم سیہ کا روگ مجھے نشتر نہ لگا فصاد عبث

اک ہاتہہ سے تالی بجتی نہین ای قدر تمہین کیون خبط ہوا
لو تمکو تو بہولے بیٹھے ہین وہ تم کرتے ہو اونکو یاد عبث

ردیف جیم تازی

١٦
قاصد یہ کہنا یا کے مرے یار کا مزاج
پوچہا ہے اک غریب نے سرکار کا مزاج

خورشید حسن کہتے ہین یا پادشاہ حسن
شاعر بگاڑتے ہین مرے یار کا مزاج

یہ لن ترانیان ارنی سے ہے زبان پر
بہکا ہوا ہے طالب دیدار کا مزاج

صیاد نے چمن مین قفس لا کے رکہدیا
کیا پوچہتے ہو مرغ گرفتار کا مزاج

منت کش مسیح نہو گا وہ حشر تک
ہے عرش پر حضور کے بیمار کا مزاج

حافظ خدا ہے گور غریبان کا اندنون
بگڑا ہوا ہے یار کے رہوار کا مزاج

نے نکہری کب وہ آتے ہین کوٹہی پہ شام کو
پہچانتے ہین طالب دیدار کا مزاج

دونون جہان کی قید سے چہوٹا اسیر زلف
قابو مین کب ہے تیرے گرفتار کا مزاج

بلبل کی وہ سنے نہ یہ میری کبھی سنے / ملتا ہے گل سے کچھ مرے دلدار کا مزاج
دو گز زمین پائی جہان مر رہے وہین / کیا خفتگان سایۂ دیوار کا مزاج
ٹیڑھا نہوگا ہم سے ہمارا خدا اگر / سیدھا رہے گا اوس بت عیار کا مزاج
تنگی گلی کے وہ چلتا ہے ہر قدم / کیا پھر گیا ہے عاشق رفتار کا مزاج
عشق بتان مین باندھکے رکھو نہ رہ سکون / خوگر ہوا سکونت کہسار کا مزاج
کب آگی ہر طبیب کے پھیلے گا اوسکا ہاتھ / جو تجھے فلک سے ہے ترے بیمار کا مزاج
صیاد سے کہو رگ گل کا بنائے جال / نازک بہت ہے بلبل گلزار کا مزاج

فرہاد و قدر رود وامق و مجنون ہین ایک سے
مثل عناصر ایک سے ہر دو چار کا مزاج

١٢ کیون مثل شمع روؤن نہ اس انجمن مین آج / سوز درون سے آگ لگی تن بدن مین آج
مژدہ سنا صبا سے جو فصل بہار کا / پھولا نہین سماتا ہے بلبل چمن مین آج
پتھر کی پار ہوتی ہے برچھی نگاہ کی / دہاکین بندھی ہوئین ہین تمہاری دکن مین آج
پڑھتے ہین شعر وصف مین دندان یار کے / موتی بھرے ہوئے ہین ہمارے دہن مین آج
بکھرے جو منہہ پہ زلف تو اندھیر چھا گیا / کیا چاند چودھوین کا چھپا ہی گہن مین آج
غنچون مین یہ دہن نہ عنادل مین یہ سخن / اے گل نہین ہے آپکا ثانی چمن مین آج
تربت پہ تمنے پائی حنائی جو رکھہ دیا / اک آگ سی لگی ہے ہمارے کفن مین آج
مذکور کسکے عارض رنگین کا آگیا / باتون سی پھول جھڑتے ہین اس انجمن مین آج
کس نوجوان نے منہہ سے لگا کر دیا ہی جام / ساقی نیا مزہ ہے شراب کہن مین آج
پائی نہ ایک گل مین بھی بو اوس نگار کی / شبنم کی مثل روتی پھرے ہر چمن مین آج

دن عید کا ہے آئینگے ہم لوگ نذر کو ۔ بیٹھو بناؤ کرکے ذرا انجمن مین آج

کعبے مین کل تو قدرادنہین کرچکے تلاش
ڈہونڈہینگے جاکے بتکدۂ برہمن مین آج

۲۳

نازک ہے بوسے اوس ستم ایجاد کا مزاج ۔ جب تو ہوا یہ رہتا ہے صیاد کا مزاج
ابرو نے کردیا ہی ایجاد کا مزاج ۔ ٹیڑہا ہے تیغ سے کہین جلاد کا مزاج
رنگین سمجھکے اوس ستم ایجاد کا مزاج ۔ پوچھا دہان زخم سے جلاد کا مزاج
آہوے چشم یار کی تصویر کھینچکر ۔ وحشی ہوا ہے مانی و بہزاد کا مزاج
کلیونکو توڑ توڑ کے زخمی کئے ہین پر ۔ گلچین سے لڑ گیا مرے صیاد کا مزاج
مر کر نہ جائین صاحب جوہر کی قوتین ۔ جب تو قوی ہے کشتۂ فولاد کا مزاج
میلے مین جیسے دوست کسی دوست سے ملے ۔ محشر مین یون مین پوچھونگا فرہاد کا مزاج
اپنی خودی مین آپ سے باہر ہین اہل دل ۔ پابندیون مین رکھتے ہین آزاد کا مزاج
ہنستے ہوئے جو آپ چلے آئین دفعتہً ۔ کیا شاد ہو حضور کے ناشاد کا مزاج
وہ تیوریان چڑہائین وہ ابرو پہ بل پڑا ۔ آیا بلون پہ وہ ستم ایجاد کا مزاج
اس درجہ میرا خون سمایا تہا ذہن مین ۔ رنگین ہوگیا مرے جلاد کا مزاج
شانہ ہو زلف مین تو لچکنے لگے کمر ۔ نازک ہے ہیرے غیرت شمشاد کا مزاج
طفلی کا وعدہ تمسے جوانی مین ہو وفا ۔ دیکھا سنا نہین کہین استاد کا مزاج
یہ سخت جانیان کہ ذرا سانس بہی نہ لی ۔ دیکھا شہید خنجر فولاد کا مزاج
زار و نزار غم مین دل چاک چاک ہے ۔ صورت جو قیس کی ہے تو فرہاد کا مزاج
تلوار تولتے ہوئے شانہ اوتر گیا ۔ کیا تولہ ماشہ ہے مرے جلاد کا مزاج

ہان اے زبان تیشہ بہت دون کی نہ لے
کچھہ بیستون سے سخت ہے فرہاد کا مزاج

مردان حق سے قحبۂ دنیا بہت نہ اوڑ
صورت چڑیل کی تو پریزاد کا مزاج

دیکھا جو زیر دام پھڑکتے ہوئے مجھے
کیسا پھڑک گیا مرے صیاد کا مزاج

ٹھنڈا ہے کوئی دم مین ہوتا ہے پاؤن سر
ہے سرد تیرے کشتۂ بیداد کا مزاج

ہے جیسی روح ویسے فرشتے شل ہے یہ
واعظ ہی پوچھتے رہین زہاد کا مزاج

برہم ہے پیچ کہاتا ہے کیسا بلون پہ ہے
کیا زلف ہو گیا ستم ایجاد کا مزاج

کلیان چٹک رہین ہین جو اے **قدر** باغ مین
گل پوچھتے ہین بلبل ناشاد کا مزاج

۲۱

دلکو ہے مژگان ترک دلشکن کی احتیاج
اس گھڑی کیواسطے ہی اک تمن کی احتیاج

اب بھی کچھہ باقی ہے کیا اسمین سخن کی احتیاج
ہم وہ بت راضی تو پھر کیا برہمن کی احتیاج

جان من ہیجو نکے بہل جلنا یہ تن چھپن کیا ضرور
بہولی بہولی شکل ہے کیا بانکپن کی احتیاج

لاغر اتنا ہون کہ پر چیونٹی کا کافی ہے مجھے
سبزۂ خط پر فنا ہون کیا کفن کی احتیاج

رات کو چھپکر نکلتا ہے سورج کی طرح
اب مرے گھر مین نہین اوس بدچلن کی احتیاج

یہ گناہون کی ندامت کا بڑا احسان ہے
خود زمین مین گڑ گیا کیا گورکن کی احتیاج

تنگ آیا لاغری سے اسقدر مین آج کل
ڈوب مرنے کو ہے اوس چاہ ذقن کی احتیاج

دخل لہرونکا نہین آئینے کے تالاب مین
تیری پیشانی کو کیا چین و شکن کی احتیاج

کنکرون پر لوٹتا ہون جوش سودا ہے مجھے
کب یہان ہے کودکان سنگزن کی احتیاج

بوسہ مانگون تو دہن کی تمکو کچھہ حاجت نہو
گالیان کھاؤن تو ہو جائے دہن کی احتیاج

خوش نفس رہتے ہین دنیا کی علائق سے جدا
روح کو ہرگز نہین ہوتی کفن کی احتیاج

وحشی مجرم ہون تنگی گریبان کم نہین
خود گلا کٹجا ئیگا کیا تیغ زن کی احتیاج

دل دیا جبدم تو پہر اپنا پرایا چھوڑئے
مٹ گئے جب خود تو پہر کیا ما و من کی احتیاج

دل مین آہین اِک طرف ہین اور اک سوداغ ہین
میرے گلشن کو نہین سرو وسمن کی احتیاج

اے صنم لاکھون مرے بیٹھے ہین تمپر آج کل
اسکو حاجت گور کی اُسکو کفن کی احتیاج

دم نہین تو عشق کسکا جان ہے تو ہی جہان
بلبلِ تصویر کو کب ہے چمن کی احتیاج

اسقدر اے شمع گھل کر مرے ہم آپ پر
اِک پر پروانہ بس ہے کیا کفن کی احتیاج

جا کرا دن زلفون مین دل رخسار کو ڈہونڈا کیا
شام غربت مین رہی صبح وطن کی احتیاج

چشم بد دور آپ کے بازو پہ زیور کیا ضرور
نیلا تاگا باندہیے کیا نور تن کی احتیاج

دونون زلفون سے تمہاری عطر آگین ہے مشام
کب ہمین ہے عنبر و مشک ختن کی احتیاج

قدر فن شعر کس کام آئے گا توبہ کرو
اس زمانے مین نہین صاحب سخن کی احتیاج

ردیف حاے حطی

۱۷
جو چاہے آئے جائے خریدار کیطرح
گھر ہو گیا ہے آپکا بازار کی طرح

تا روز حشر آپ نہ سلجھا سکین اوسے
گیسو بڑہے ہے جو میری شب تار کی طرح

سینے سے ہم لگائے رہے دل ابل گیا
تصویر یار پاس رہی یار کی طرح

تربت مین ہم جو زخم جگر ساتھ لیگئے
سبزہ لگا ہے مرہم زنگار کی طرح

یارب زمین سخت ہے اور آسمان دور
بے بس ہوا ہون مرغ گرفتار کی طرح

رندون کی بات کا کوئی دے سکتا ہی جواب
واعظ بہی کہو گیا دہن یار کی طرح

اے یار لامکان مین جو تیری خبر ملے | اچکون مین عرش تک تری دیوار کیطرح
آنکھون پہ لوگ مجھکو بٹھاتے ہین خلق مین | سب سے جھکا ہون ابروخمدار کی طرح
دیکھو دبے زبان سے بوسی کا حکم ہے | اقرار آپ کرتے ہین انکار کی طرح
پانی مرا جو اشک پیئے مین نے ہجر مین | سینہ ہے چاک رخنۂ دیوار کی طرح
وہ رند ہون کہ خردۂ مینا جہان ملے | پہلو مین اپنے رکھہ لون دل زار کیطرح
قاتل نکل ہی جائیگی منہہ سی بری بھلی | ہم بھی زبان رکھتے ہین تلوار کی طرح
اچھے جو تھے وہ پہلے ہی دنیا سی چل بسے | آگے بڑہے وہ قافلہ سالار کی طرح
نالان ہو کیون نہ دل مرا زلف سیاہ مین | یہ رات اوس پہ بھاری ہی بیمار کی طرح
منہہ پر نقاب ڈال لے اے آفتاب حسن | ہم دہوپ مین کھڑے ہین گنہگار کیطرح
وہ شعر کیا جو زلف کی صورت اولجھہ رہے | ہو صاف صاف یار کے رخسار کیطرح

اے قدر وصل مین جو سنائین وہ تلخ بات
پی جائے گا شربت دیدار کی طرح

۲۰

پہنو تم اپنے کان مین بالا کسیطرح | لٹکاؤ یار ہاے مین ہالا کسیطرح
بدصورت اونکو شہر مین کہتے ہین اسلیئے | جسمین وہ کھولدین رخ زیبا کسیطرح
پیری مین بھی نہ موے سر اپنی ہوئی سفید | جاتا نہین دماغ سے سودا کسیطرح
محشر تک انتظار مین تیرے جیئی کا کون | مانونگا مین نہ وعدۂ فردا کسیطرح
پھیلاؤ جالی لوٹ کی کرتی کمر تلک | پھانسو تم آج دام مین عنقا کسیطرح
نظرون سے گر گیا تو وہ پلکون مین گھر کیا | بچتا نہین ہے آپکا تاکا کسیطرح
ہم بھی نکل کے قبر سے دیدار دیکھہ لین | عالم کو کیجیئے تہ و بالا کسیطرح

دریا بہایا نجد مین آنکھون سے قیس نے — چلتا نہین ہے ناقۂ لیلی کسیطرح

ہٹر کر حضور بیٹھے ہین گستاخیان معاف — کہنے مین اب نہین دل شیدا کسیطرح

سرگشتگی ہے روح سی اس مشت خاک کو — قایم کبھی رہا نہ بگولا کسیطرح

غصے سے آنکھ سرخ نہوگی حضور کی — لالہ نہوگی نرگس شہلا کسیطرح

دل پر تمہاری آنکھ پڑی حشر ہو تو ہو — کعبے کی چہت پہ آئین مسیحا کسیطرح

غصے مین لال پیلے اسی واسطے ہوئے — کہلاؤ جسمین تم گل رعنا کسیطرح

اللہ رے ضعف عشق مین مین مرتے مر گیا — اوٹھا نہ مجھسے ناز مسیحا کسیطرح

انگور اوتر کے تاک سے یارب کھینچی شراب — ہو آفتاب عقد ثریا کسیطرح

محفل مین آپ شوق سے آنکھین لڑائیے — دیکھون مین پتلیونکا تماشا کسیطرح

منت بھی کی خوشامدین بھی پاون بھی پکڑے — لاکھون طرح منایا نہ مانا کسیطرح

پتلی سے میری کیون نہ وہ پتلی لڑی رہے — ہوتا نہین جدا کبھی جوڑا کسیطرح

اے لاغری مین اونکی قدم سی لگا رہون — بنجاؤن گہل کے خط کف پا کسیطرح

اے **قدر** ناحق آپ چلے ہین منانیکو
وہ ہٹ دہرم نہ مانے گا اصلا کسیطرح

۲۳

ہان شوق کہچکے وہ ادہر آئین کسیطرح — ہان ناز کی یہ اوٹھنے نہ پائین کسیطرح

دل مین ہمارے آپ سمائین کسیطرح — درپردہ سینے سے تو لگائین کسیطرح

مین آنکھین پہاڑ پہاڑ کی دیکھون یہ شوق ہے — آنکھون مین بالکل آپ سمائین کسیطرح

فرقت کی شب مین ہم جگر و دل سی تنگ ہین — آتا ہے چین دہنے نہ بائین کسیطرح

بوسے جبین سے تا بہ ذقن لینے دیجئے — ہم آپکے دہن کو تو پائین کسیطرح

لیجا کے رکھدیا خط تقدیر حشر مین
ثابت ہوئین نہ میری خطائین کسیطرح

سینے پہ سر دہرا کبھی زانو بغل مین لائے
مطلب یہ ہے کہ دلکو دکھائین کسیطرح

ساقی سے جا کے لین ابہی ہم لال لال مے
اوٹھین تو اودی اودی گھٹائین کسیطرح

آنسو بہائے دست نگارین سے پونچھکر
پانی مین آپ آگ لگائین کسیطرح

قاتل بہی بن جوے لب جانان تو ہی ہیچ
سیکھے ابرؤون کی بانکی ادائین کسیطرح

اے زلف یار حضرت دل آ چلے ہین پہر
اب دام سے نکلکے نہ جائین کسیطرح

اوٹھوا تے ہین وہ بزم سے ای باغم مد
جب جانین ہم کہ اوٹھنے نہ پائین کسیطرح

بہولے ہین وہ ہماری وفائین تو بہول جائین
بہولینگے ہم نہ اونکی جفائین کسیطرح

دریا مین دیکھ لین وہ حبابونکا پہوٹنا
منعم جہان مین سر نہ اوٹھائین کسیطرح

کیون بار بار سامنے رکھین نہ آئینہ
ہم اپکا غرور توڑہائین کسیطرح

تیوری چڑہائین آنکھین دکھائین گہڑک بہی لین
اس پردے مین وہ آنکھین لڑائین کسیطرح

نالہ کجا دہن ہے ہمارا دہان زخم
ممکن نہین کہ مونھہ ہلائین کسیطرح

دینگے ہم اونکو دیدۂ حیران کا آئینہ
جسمین وہ ہمکو منہہ تو دکھائین کسیطرح

نکلے کسیطرح جو نہ ادریس خلد سے
ہم بہی نہ کوے یار سے جائین کسیطرح

بچے مین ہے اونکے درپہ کرین جبہہ سائیان
تقدیر کے لکھے کو مٹائین کسیطرح

آؤ لپٹ لپٹ کے پسینے پسینے ہون
دل کی لگی ہم آج بجھائین کسیطرح

کچھ وہم سی کمر تو دہن کچھ گمان سا ہے
دونون وہ ہین کہ ہاتھ نہ آئین کسیطرح

مہندی تمہارے تلوون مین کیونکر ملین نہ قدر
آخر یہ اپنا رنگ جمائین کسیطرح

۱۶ دو قدم بھی چل نہ سکا اوس بت گلرو کیطرح
سرو نے لاکھ اوڑائی قد دلجو کیطرح

روتے روتے شب فرقت مین اندھیرا چھایا
ابتو آنکھین بھی بہی جاتی ہین آنسو کی طرح

دیکھو باریک کمر کو تو وہ ہی بال کی کھال
پوچھو اوس تنگ دہن کو تو سر مو کی طرح

سوزش باطن و ظاہر سے مری رونق ہی
کبھی پروانے کی صورت کبھی جگنو کی طرح

صبح رخسار سے ہٹتی نہین اللہ رے طول
شب یلدا بھی نہو گی شب گیسو کی طرح

قتل کر کے مجھے ایسے کف افسوس ملے
طائر رنگ حنا اوڑ گیا جگنو کی طرح

شمع داغ دل سوزان ہی اگر ملکے چلے
گرم ہو جاے نسیم سحری لو کیطرح

ضعف سے نرگس بیمار کے بیمار ہین ہم
جب گرے اوٹھ نہ سکے پھر کبھی آنسو کیطرح

شب فرقت مری رونے سے ہی برسات کی رات
چرخ سے تارے اوڑے جاتی ہین جگنو کیطرح

قد موزون کے نظارے کی تمنا ہی مجھے
آنکھین پتھرا گئی ہین سنگ ترازو کی طرح

رکھکے سر پاؤن پہ روتا ہون دلاسا دو تم
سرکشی اب نکرو سر و لب جو کی طرح

رشتۂ زلف معنبر سے سیا زخم جگر
جب تو انگور بندھا نافۂ آہو کی طرح

قتل کرتی ہین مجھے اونکی نشیلی آنکھین
دور جمشید ہوا دور ہلاکو کی طرح

کبھی آتی نہین وہ میرے سیہ خانے مین
چاندنی کو بھی ہی شرم اوس بت مہرو کیطرح

کیا بہار آئی ہے انگور ہے چشم مخمور
بار سے شاخ جھکی جاتی ہے ابرو کیطرح

ردف کی قید رہے ایسی غزل کہئے قدر
کام کرتا ہے کلام آپکا جادو کی طرح

۱۱ گھر مین ہون آپ سے باہر دل محزون کی طرح
کون جنگلین پھرے وامق و مجنون کی طرح

بانٹ دے نام پہ اللہ کی حاتم بنکر
سر پہ کیا لادکے لیجائیگا قارون کی طرح

چشم میگون کے تصور مین لہو روئے ہم
صورت چرخ مٹا کر مرا ماتم نہ کیا
بیٹھیے مصرع ثانی نہ لگائے کوئی
چشم مخمور مین کیفیت جام مل ہے
شعر مین آئی زبان ہی تو زبان پر دل سے
محتسب کو ملک الموت سمجھتی ہے وہ
نفی ہو جاتے ہین جو لوگ بدلتے ہی نہین
بوے وحشت گل مضمون سے چلی آتی ہے

باغ مین نرگس وگی دیدۂ پرخون کی طرح
کپڑے آبی نہ رنگے آپ نے گردونکی طرح
حشر برپا نہو صاحب قد موزونکی طرح
لال ڈورے ہی ہین موج مے گلگونکی طرح
عرش سے دل مین اُتر آئے ہو مضمونکی طرح
بیٹھی ہے دختر رز خُم مین فلاطونکی طرح
ایک سا اوّل و آخر ہے مرا یونکی طرح
اندیونہ رنگ سخن جوش مین ہی خونکی طرح

قدر کیون عشق سے باز آتے ہو دیوانے ہو
ابتو مشہور ہوئے وامق و مجنون کی طرح

ردیف خاے معجمہ

بوٹی بوٹی ہی پھڑکتی صفت دل اے شوخ ۱۸
قید ہاروت سے ہے یا اسمین مرا دل ای شوخ
اپنے کیون خنجر ابرو سے ہے مائل ای شوخ
کھولدون حال ترا سب سر محفل ای شوخ
کیا کڑی گات تری ادہہری ہے اللہ اللہ
تیغ ابرو پہ مین ہر وقت فدا رہتا ہون
چھپکے ملنے کی عجب راہ نکالی تونے

کہ شرارت سے بھرا ہی ترا تل تل ای شوخ
ہے ترا چاہ ذقن یا چہ بابل ای شوخ
آپ تو اپنا ہوا جاتا ہے قاتل ای شوخ
ورنہ اکدن تو اکیلے مین مجھے مل ای شوخ
اس سے ثابت ہے کہ ہی سخت ترا دل ای شوخ
اب مناسب ہے تخلص مرا بسمل ای شوخ
ربط رکھتا ہے مرے دل سے ترا دل ای شوخ

تلخ باتون نے تری لب کو اثر دکھلایا
خط بھی نکلا تو ہوا زہر ہلاہل اے شوخ

ایسا دیکھا نہین ہے کوئی بانکا ترچھا
سر سے پا تک تو تری وضع ہے قاتل ای شوخ

پہلے کب باندھا کیا کرتا تھا اونچا جوڑا
تو نے بے شبہہ چرایا ہے مرا دل ای شوخ

لب پہ ہلتا ہے ترے ناک کا موتی ایسا
جیسے تڑپے کوئی مچھلی لب ساحل ای شوخ

ہندو زلف کجا مصحف رخسار کجا
ایک جا دیکھہ رہا ہون حق و باطل ای شوخ

کیون بڑہاتا ہے عبث گیسوونکو ایڑی تک
تو ہوا جاتا ہے پابند سلاسل ای شوخ

ہے مرے قتل سے انکار تو کیا ہوتا ہے
خود لہو بولکے شہیدونمین ہون شامل ای شوخ

کیا نمک مرچ لگاتا ہے کباب دل کو
ترا رخسار ملیح اور ترا تل اے شوخ

شمع پر روشنی شمع سے پروانہ گرا
تیری شوخی سے مین تجھپر ہوا مائل ای شوخ

جب ترا سامنا ہوگرتی ہے مجھپر بجلی
اچپلاہٹ تری کردیتی ہے بسمل ای شوخ

قدر دل بیچنے لایا ہے جو لینا ہے تو لے
اسمین کیا تیری خوشی اور ترا دل اے شوخ

١٨ پرزے گھونگٹ کے اڑے شکل کتان چو ماہ رخ
چاند کا چاند ہے اے جان جہان رخ کا رخ

میرے دل کیلئے آپس مین الجھتین زلفین
نہ صفائی کو اگر بیچ مین پڑ جاتا رخ

انہین چارون مین کسینے تو مجھے مارا ہے
قد ہے رفتار ہے یا وضع تمہاری یا رخ

دل جو پاتا تو کلیجے سے لگا لیتا مین +
بوسے رخسار کے لیتا جو کہین پاتا رخ

سنتے ہین برق تجلی پہ وہ غش کرتے ہین
دیکھہ لین حضرت موسی وہ بھبوکا سا رخ

کہین پیدا تو کرین طالب دیدار آنکھین
ایک آئینے سے پیدا ہون ابھی صدہا رخ

سنگ اسود ہی وہ ماتھے کا ترا خال سیاہ
پوشش کعبہ ہے گیسو ہے سیہ کعبا رخ

کیا کرین کیا نہ کرین عشق مین جی چہوٹتا ہے
ورنہ رستم سے بہی ہمنے نہ کبہی بدلا رخ

اس گلستان مین کوئی مجہسا نہین سبز قدم
میرے آتے ہی پہرا باد بہاری کا رخ

چشم حیران سے یہ وحشت ہے اوسی وارے نصیب
سامنے آئینے کے بہی وہ نہین کرتا رخ

ہم وہ عاشق ہین کہ گر کہو لکے بیٹھے بر رو
دیکہہ پاوے جو کہین اچہی کمر اچہا رخ

جام جمشید سے آئینہ سکندر کا بنا
جب لگا منہہ سے پیالہ تو چمک اوٹہا رخ

ڈر یہی تہا کہ کہین پاون نہ پہر جاتے اودہر
نزع مین کیا ترے کوچے کیطرف کرتا رخ

پان مسی ہی نہ کاجل نہ خط و خال نہ زلف
ذبح کرتا ہے مجہے ہاے ترا سادا رخ

بول بالا قد بالا کا ہے گو گردون تک
قد بالا سے بہی لیکن ہے ترا بالا رخ

طالب دید نے اشکون سی جو سینچا گلشن
شاخ گل مین ہوئی پہولونکی جگہہ پیدا رخ

یک رخی چاند نے تصویر اوتاری تیری
تونے کروٹ سے دکہایا جو اوسے آدہا رخ

بعد مرگ آکے عزیزون سے مرے پوچہتے ہین
قدر جب مرنے لگا تہا تو کدہر کو تہا رخ

۱۹
پرتو رخ سے ہوا یون خانۂ دلدار سرخ
جسطرح عکس شفق سے ہون درو دیوار سرخ

ہے مسی مالیدہ لب لاکہی سے کب ای یار سرخ
یہ گل سوسن ہوا ہے صورت گلنار سرخ

جادۂ صحرا یہ جب مجروح تلوون سے چلون
صورت قوس قزح گردون دم رفتار سرخ

پار نکلا ہے دل پرخون کو پرماتا ہوا
تیر تیرا کیون نہو پیکان ہی تا سوفار سرخ

نقطۂ دایات وجدول کالی کالی صفحۂ لا
تل سے آنکہین سیہ زلفین سیہ رخسار سرخ

صاف تقریرون سے دندان ہوگئی اونکے سفید
لب ہوئے رنگین بیانی سے دم گفتار سرخ

پہوٹ نکلا ہی ترا رنگ اے بت گل پیرہن
جسم کو تیرے جو چہو جاے تو ہو تار سرخ

سوزش دل سے مرا سینہ بھبوکا ہو گیا
آگ جس گھر مین لگی ہو جاتی ہی دیوار سرخ

لال ہو گئے ساقیو آنے تو دو فصل بہار
ہن پہ ہن برسے گا ہو گا خانۂ خمار سرخ

تھوکتے ہین خون باغ دہر مین اہل سخن
ہے شہادت کیلیے توطے کی بھی منقار سرخ

آئین زلفین جھوم کر منھہ پر طمانچے پڑ گئے
نازکی سے ہو گئے دونون تیری رخسار سرخ

یاد کر کے فصل گل کو خون روئیگی خزان
چشم نرگس ہو گی مثل دیدۂ خونبار سرخ

کہدگئی کان بدخشان لعل لب کا دور ہے
ڈھیریان ہین لعل کی ہی جوہری بازار سرخ

خشم ظاہر سے صفائی باطنی جاتی نہین
کب نیام سرخ سے ہو جاتی ہی تلوار سرخ

اس زمین مین پھر پڑہو اے **قدر** اک رنگین غزل
دست و پا کر دو عروس فکر کی دو بار سرخ

۱۵ خون رونے سے نہین مژگان دم دیدار سرخ
لڑتے لڑتے ہو گئے مرغ نظر کی خار سرخ

ہی خوشی سے آج رو سے بلبل نادار سرخ
کیا زر گل لے اڑا ہی باغ سے دو چار سرخ

اوسکے منھہ پر جب مرا ذکر شہادت آئیگا
خود بخود مثل زبان ہو جائیگی تلوار سرخ

پائے رنگین سے زمین پر جو پڑا نقش قدم
زخم کی صورت اوبھر آیا دم رفتار سرخ

دیکھیے آئینۂ قدرت کی میناکاریان
خط عارض سبز ہی گیسو سیہ رخسار سرخ

کھل گئی وحشت مین الفت اوس طلائی رنگ کی
داغ سودا ہین ہمارے صورت دینار سرخ

پھر ہرا آیا خون پھر یاد آگئی تیغ نگاہ
پھر ہوا زخم جگر پر مرہم زنگار سرخ

زلف پیچان مین نہ کیون پر خون دل عشاق ہون
سننے مین آئے ہین اکثر کفچہاے مار سرخ

یہ شب ہجران مین نکلی ہے دل خون گشتہ سے
ہے شہاب آسا ہماری آہ آتشبار سرخ

دیکھہ قاتل خشم خشم آلود سے دو تین بار
قتل کے محضر پہ میری مہرین ہون دو چار سرخ

روے گلگون دیکھکر آنکھونمین یہ سرخی کبھی
جسطرف اوٹھی نظر ہین سب در و دیوار سرخ

ماتھے پر افشان چنی چین جبین سے قتل کر
میرے خون ہی سے ہو تو ظالم تیغ جوہر دار سرخ

ہم نے ٹکرا کر سر پر خون گھر مین ادا کر دیا
سو جگہہ سے ہو گئی اوس شوخ کی دیوار سرخ

اب کلیجا پیپ ہے آنسو جو آتے ہین سفید
خون تہا پہلے جو قطرے آ گئے دو چار سرخ

تیرے آتے ہی خزان مین آگئی گویا بہار
زرد چہرہ قدر کا کیسا ہوا اک بار سرخ

ردیف دال مہملہ

۲۲

سنے گا باغ مین میری اگر فغان صیاد
دبا کے دانتو نمین رہجایگا زبان صیاد

اجل کے منہہ مین ہون مین زار ناتوان صیاد
ہی تیرے غنچہ پیکان مین آشیان صیاد

تجھے سناؤن مین گلشن کی داستان صیاد
کہ چہچہا ہے مرا نظم بوستان صیاد

قفس بناتا ہے چنکر گلاب کی شاخین
ہوا ہے مرغ چمن کا مزاجدان صیاد

مری تلاش مین وحشت زدہ پھرے گا تو
ہرن کی شاخ پہ ہے میرا آشیان صیاد

مجھے جو ایک کہے گا مین سو سناؤن گا
زبان دراز ہون مین اور بدزبان صیاد

غضب ہے غمزۂ مژگان و عشوۂ ابرو
اوڑائے دیتا ہے نے تیر نے کمان صیاد

مین کیا ہون طائر سدرہ کو پھانس لائیگا
کریگا ایک زمین اور آسمان صیاد

وہ زلف دام ہے کنبا ہو مین مین انکی چال
غرض کہ اونکو سمجہتا ہے مرغ جان صیاد

ادہر زمین اودہر آسمان یا قسمت
اب اس قفس سے مین اوڑ جاؤنگا کہان صیاد

رہیگی شاخ نشیمن نہ ایک پر بلبل
گھٹے ہوئے ہین گلستان مین باغبان صیاد

تو بوے گل سے الٰہی ہوا سقدر مجنون
کہ تیرے سر پہ بناؤن مین آشیان صیاد

مین ڈال ڈال تو وہ پات پات رہتا ہے
جہان گیا مرے پیچھے پڑا وہان صیاد

چمن مین خاک گل و بلبل ابتک نہین بولین
کہ بدنگاہ ہے گلچین تو بدگمان صیاد

محال ہے کہ نکلجاؤن بچکے پہلو سے
بلا کی ترچھی نگاہین ہین الامان صیاد

سنا جو چاہے تو بلبل کے نغمۂ رنگین
قفس پہ ڈالدے پہولونکی بدھیان صیاد

بنا رہا ہے رگ گل سے دام کے حلقے
مین ناتوان ہون میرا مزاجدان صیاد

چمن کی بو سے پھڑکتے ہین نو اسیر چمن
خدا کے واسطے انکو نہ لا یہان صیاد

ابھی تو شاخ سے آبیٹھتا ہون سر پہ ترے
دکھادے پہول سا مکھڑا مری جوان صیاد

مین ہوشیار ہون گیسو و خط کو دیکھ چکا
بزیر کاہ نکر دام تو نہان صیاد

یہ لاغری ہے نکلجاؤنگا مین حلقون سے
پھنسا بھلا مین تری دام مین کہان صیاد

نہ گل کو داغ نہ بلبل کو خار ہوا سے **قدر**
چمن مین ساتھ ہی آئین اگر خزان صیاد

۱۴ پامالون سے ہے رتبۂ ظالم یہان بلند
دیکھو زمین پست ہے اور آسمان بلند

کیونکر بلائے یار ہمین اپنے بام پر
اللہ بھی نبی سے رہا دو کمان بلند

کوے بتان مین سرو اگین کچھ عجب نہین
اس سر زمین مین دفن ہین کیا کیا جوان بلند

وہ خاکسار ہون کہ نہین خوف اہل اوج
میری زمین سے خاک نہین آسمان بلند

بجلی کو اور قرب ہوا ہمسے یا نصیب
جب خوف باغبان سے کیا آشیان بلند

کہئیے تو وصف قامت موزون سناؤن مین
مضمون تو ہاتھ آیا ہے ای جان جان بلند

بازو یہان پھڑکنے لگا واہ رے اثر
خط لیکے ہوگیا جو کبوتر وہان بلند

خود مجھکو میرے اوج نے پیسا تمام عمر
گھر کی زمین ہوگئی تا آسمان بلند

سورج کہان کا عرش کا تارا ہوئی جبین
طالع ہین آپ کے بہت اے مہربان بلند

منصور تیری دار مبارک ہے تجھے
اپنا تو سر ہوا سر نوک سنان بلند

اللہ رے سوز خلق کو جگنو نظر پڑا
لیکر ہما ہوا جو مری ہڈیان بلند

یہ ضبط عشق ہے کہ نہ نکلینگی منہہ سے آہ
ایسے جلینگے ہم کہ نہوگا دھوان بلند

نام خدا جوان ہوئی اب تو کچھہ جھکو
نیچے نظر کرو کہ ہوئین چھاتیان بلند

ہم خاک اڑاتے ہین سحر و برق مر چکے
اے **قدر** ہے غبار پس کاروان بلند

۱۵

پہلے دل مین ہو یا جگر مین درد
کہین ہو غم سے عمر بھر مین درد

وہ بھی سن لین تو ہو جگر مین درد
ہے وہ ہر نالۂ سحر مین درد

رنج پیری سے ناک مین دم ہے
گاہ گھٹنون مین گہ کمر مین درد

مے سے بھر دے ہمارے جام و سبو
دیکھہ ساقی ہے چشم و سر مین درد

روح سے ہے جو تن کو ایذا ہے
کب ہوا چوٹ سے سپر مین درد

یون تو تھہر بھی کچھہ پسیجتا ہے
چاہیئے ہے دل بشر مین درد

مومیائی تھی کیا وہ چشم سیاہ
کھو دیا دل کا اک نظر مین درد

ہماری موباف جب پڑا سر مین
ہوگیا یار کی کمر مین درد

مدد اے نالہ عرش ہلجاے
کہ نہین آہ بے اثر مین درد

کوچہ گردی کرو نہ پاون ڈگین
ہو پونہچتے ہی سب کے گھر مین درد

نالہ بلبلان یہ ہنستے ہین گل
سنہین دلہاے اہل زمین درد

طے کرون کس طرح سے مین عشق کی راہ
پاؤن کرنے لگے سفر مین درد

نزع کے وقت ہے عجب عالم
نہ ہوا تھا یہ عمر بھر مین درد

درد انگیز خط جو مین نے لکھا
ہوگیا پاے نامہ بر مین درد

آہ لب پر ہو قدر آنکھ مین اشک
دل مین یاد اوسکی ہو جگر مین درد

۱۸

خدا کی ذات سے ہے دریا کی آب کے مانند
اوٹھے ہین حضرت آدم حباب کے مانند

یہ رنگ روپ ہے جبتک کہ ہے بہار شباب
تمہارے گال ہین فصلی گلاب کے مانند

وصال ہجر مین موسی نے کیا بسر کی ہے
کہ بے نقابی رخ تھے نقاب کی مانند

کبھی ہنسے ہے کبھی روئے فلک کے نیچے ہم
یہان گزر گئے برق و سحاب کی مانند

اکڑ رہے ہین جوانون کی طرح سرو چمن
بہار باغ ہے فصل شباب کی مانند

نہ ہاتھ آئے کبھی یہ نہ اوس سے بوسہ ملا
کمر بھی ہے دہن لاجواب کی مانند

بھڑک گیا مری آہون سے چرخ کجرفتار
الف ہوا فرس بدرکاب کی مانند

سروہی کھینچ کی جب قتل کو وہ آتی ہین
کمر مین اونکی لپٹتا ہون ڈاب کی مانند

دہان تنگ ہے شیرین مثال تنگ شکر
زبان ہے طوطی حاضر جواب کی مانند

جگر مین آگ لگی ہے پھنکا ہی سینے مین دل
کہ آہ نکلی ہے تیر شہاب کی مانند

رقیب بزم سے شبنم صفت ہوا ہوجائین
وہ گرمیان جو کرین آفتاب کی مانند

ہماری آہ سے اونکے جگر مین چوٹ لگی
اوچھل پڑے دل پر اضطراب کی مانند

نشیلی انکھڑیون مین کیف ساغر مل ہے
وہ لال ڈورے ہین موج شراب کی مانند

مین کیا کہون کسے آئیگا اعتبار اوسکا
بہت کچھ آنکھون سے دیکھا ہے خواب کی مانند

چڑہا لیا ہے جو نظرون پہ تیغ مژگان نے
جگر مین چہید پڑے ہین کباب کی مانند

جو منہہ دکہایا تو انگیا مین کیا ہی شرم وحجاب
اسے بھی کہولدو بند نقاب کی مانند

جو چاہتا ہو کہ ہو نام عشق مین روشن
تو زرد چہرہ رہے آفتاب کی مانند

جو بیستون پہ مین فرہاد کو پکارون قدر
ابھی پہاڑ سے نکلے جواب کی مانند

۲۱

نہ مجھے سیب نہ پستہ ہی نہ بادام پسند
ہے زنخدان و لب و چشم دلارام پسند

تم کرو دل مین کرون زلف سیہ فام پسند
اپنے اپنے ہی پہر اگے بت خود کام پسند

چہوڑ کر وصف دہن شعر پڑہون عالم پسند
کہ نہ اغلاق کسیکو ہی نہ ابہام پسند

قبر ٹہکرا کے مری کہتے ہین کس نازسی وہ
تمہین بچپن سے تہے اللہ رے آرام پسند

روشناس ایک جہانکا ہون تری گردش سے
تیرے کاوے ہین مجھی ابلق ایام پسند

نظر آجاسے جو اونکو دہن تنگ بتان
آشیانے کو کرین طائر اوہام پسند

دل بیتاب ہوا و تنا ہی جفا کش یا رب
بخت خفتہ ہے مرا جسقدر آرام پسند

پہیر لین بوسہ اگر دل نہین لیتے ہین حضور
کہ ہمین چیز کسیکی نہین بے دام پسند

سرمۂ طور کو آنکھو نمین جگہہ دیتے ہین
خاص دیدار کا جلوہ ہی غضب عام پسند

ہند وچشم کہجا مصحف رخسار کہجا
کفر کے تحت مین ہمکو نہین اسلام پسند

پتلیان آنکہون سے اوٹہتین نہین چلنا کیسا
یو نہین بیکار ہین سب مردم آرام پسند

جال سے رزق جو ہاتہہ آئے جو خنجال ہی وہ
جانور ہے کرے دانہ جو تہہ دام پسند

لن ترانی کی بہت آپ بہی بیتی ہین
اب نشست آپ بھی کرتے ہین لب بام پسند

خون دل آنکہون مین بہر بہر کے پیا کرتا ہون
یہی شیشہ ہی یہی مے ہی یہی جام پسند

جو لگاوٹ کی نگہ ہی وہ بناوٹ کی کہان
وہ تو ہے خاص پسند اور یہ ہی عام پسند

اب مٹا ئے نہ مٹے گا ترا سکہ بیٹھا
ہے مرے دل کے نگینے کو ترا نام پسند

رمز الفت کو نہین دست زبان سی مطلب
کیون کرون رسم رہ نامہ و پیغام پسند

نام کو کرتے نہین عاشق بی ننگ قبول
ننگ کو کرتے نہین عاشق بدنام پسند

جسکے سینے مین ہے خود اپنی جگہہ پر بیتاب
طائر قبلہ نما ہے دل آرام پسند

آگ وہ سینے مین بھڑکے نہ پانی مانگون
ہے مجھے عشق کے آغاز مین انجام پسند

شرم آتی نہین اے **قدر** تخلص بدلو
کسطرح عشق کی ذلت مین ہی بدنام پسند

ردیف ذال معجمہ

۱۹

بھر کے اوس زلف کی تعریف سے خط کا کاغذ
جب لپیٹا تو ہوا مشک کی پڑیا کاغذ

کھولتا ہے مری تقدیر کا لکھا کاغذ
لوح محفوظ ہوا ہے ترے خط کا کاغذ

قبر یون دیگی ہمارے تن لاغر کو فشار
جسطرح سے کہ دباتا ہے شکنجا کاغذ

لکھتے لکھتے تری سعد کمر کا احوال
خامہ سے ہے گردن عنقا پر عنقا کاغذ

بحر الفت مین رہ و رسم کتابت کیا مال
ناو کاغذ کی سے ہے کب تک یہ چلیگا کاغذ

ہو گئے ہین مرے دندان ہوس کاغذ گیر
پتلے پتلے یہ ترے ہونٹھ ہین گویا کاغذ

ہے لفافہ ترا یا شاہد مقصد کی نقاب
نقطے تل سطرین ہین زلفین رخ زیبا کاغذ

حشر مین اشک ندامت نے بڑا کام کیا
نکل آیا مرے اعمال کا کورا کاغذ

سر سے پا تک ہے لکھا دیدۂ تر کا احوال
ہوگا ابری مرے نامے کا سراپا کاغذ

خط مین رنگین مضامین جو بہری تہی تمنے
بنگیا کہلتے ہی گلزار کا تختا کاغذ

بک گیا ہے مرا دل روز ازل آپکی ہاتہہ
آپکے نام ہوا ہے مرے گہر کا کاغذ

رشک سے زلف کی رنگت کا جلا کر دیکہو
جلکے بل کہاے تو بل کہاکے ہو کالا کاغذ

خط کے لکہنے مین کہاتے ہین وہ اعجاز کلیم
کہ عصا اونکا قلم ہے ید بیضا کاغذ

وصف اوس رنگ طلائی کا جو لکہا اوسپر
کاغذ زر کی طرح بک گیا سارا کاغذ

اونکے قامت کا بندہا وصف قیامت آئی
ہوگیا سب کے مر دیوان کا سادا کاغذ

چہرۂ شاہد مقصود دکہا دیتا ہے
آئینہ ہے ترے نامہ کا مصفا کاغذ

کہلکے وہ مجہسے ملینگے یہ کہلا نامے سے
ورنہ خط کہلتے ہی اتنا نہ لپٹتا کاغذ

ہاتہہ پہیلا کے لیا اوسنے جو میرا خط شوق
کہل گیا صورت آغوش تمنا کاغذ

اوس جلوہ رینکی سے اے قدر منگا جلد خبر
گہوڑے کاغذ کے بنا کر کہین دوڑا کاغذ

۱۴ بہرا جو آہ کے مضمون سے نامے کا کاغذ
تمام ہوتے ہی خط خود ہی اوڑ چلا کاغذ

اجل رسیدہ وہ ہون نسخہ لکہنے بیٹہی اگر
قلم دوات نہ پاسکے طبیب یا کاغذ

لکہون عبارت رنگین جو خط مین اوس گل کو
یقین ہے کہ حنائی ہو نامے کا کاغذ

کبہی نہ شاد کیا تمنے ایک پرچے سے
تن اپنا رنج سے گہل گہل کے ہوگیا کاغذ

یہ تازگی ہے جو لکہون سفید کاغذ پر
برنگ برگ ہو دیوان کا ہرا کاغذ

چڑہا ہے نشۂ افیون خال مرتا ہون
پلا دو دہو کے مجہے اونکے نامے کا کاغذ

تمہارے خط سے ہوا اوج ہم فقیرونکو
لگا یا تاج مین جاے پر ہما کاغذ

لکہون جو آئینہ روے صاف کے اوصاف
مثال آئینہ ہو جاے پر ضیا کاغذ

ہمارا نام بھی داخل ہی کب سے دفتر مین
کوئی نکالے تو مجنون کے وقت کا کاغذ

خدا علیم ہی کب سے بہرے ہوئے ہین ہم
بہرینگے یار کے خط کا ذرا ذرا کاغذ

کبہی نہ ختم ہوا خط یار رونے سے
ادہر لکہا کہ ادہر صاف دہو گیا کاغذ

جو دل دیا ہمین جاگیر مین ملا بوسہ
کہ یار کے خط و عارض نے لکہدیا کاغذ

حضور خط جو لکہین اوسمین مطلب اچہا ہو
کچہہ اسکا دہیان نہین ہو برا بہلا کاغذ

گمان ہے خط جانان کا اسقدر ای قدر
پڑا ہو کہین دیکہا اوٹہا لیا کاغذ

۱۸ وصلت مین بوسۂ مے گلفام ہی لذیذ
ساقی کا ہونٹہہ اور لب جام ہی لذیذ

چومے تو پشت چشم سیہ فام ہے لذیذ
بہ چہلکے سمیت آپکا بادام ہے لذیذ

حقہ ترا غضب بت خودکام ہی لذیذ
بوسہ نہین تو بوسہ بہ پیغام ہے لذیذ

جہوٹا جہان کہاتا ہے میٹہے کیواسطے
بوسے کے ساتہہ آپکی دشنام ہی لذیذ

ہان اے دہان زخم نہ پیکان کو چہوڑنا
مثل زبان یار گل اندام ہے لذیذ

اے عشق لخت دل بہی ہے خون جگر بہی ہے
ہے بامزہ گزک مے گلفام ہی لذیذ

لب پر جو گالیان ہین تو آنکہو مین سیل ہے
پستہ ہے تلخ شیر بادام ہی لذیذ

شکر سفید پاؤن مین یا زہر تیلیا
جو کچہہ نصیب ہو سحر و شام ہی لذیذ

یارب دہن مین نام یہ کسکا سما گیا
لیکر ہمارے ہونٹہہ ہی تا کام ہی لذیذ

پیری مین عشق لب تجہے واعظ ضرور ہے
یہ شیر پختہ و شکر خام ہے لذیذ

کیچڑ مین لوٹ لوٹ کی کہتے ہین مے پرست
موجین بری ہین بادۂ گلفام ہی لذیذ

گو خاک پہانکنا ترے باعث نصیب ہو
اے آسیاے گردش ایام ہی لذیذ

سرمے کی طرح حلق مین آتی ہی چاشنی — بیٹھی نظر تری بہت خود کام ہی لذیذ

عہد شباب و پیری و طفلی ہین تین پہل — نورس مزیکا پختہ ہرا خام ہی لذیذ

خال و ذقن ہی خوب لب و چشم خوب ہے — انگور و سیب و پستہ و بادام ہے لذیذ

ہردم چبا چبا کے جو تم بات کرتے ہو — گنّے کیطرح کیا یہ دلارام ہی لذیذ

واعظ ادہر تو آؤ ذرا اسکو چکہہ تو لو — تم جو کہتے ہو کیا مے گلفام ہی لذیذ

دل دیکے قدر کیون نہ لبونکی مزے اڑائین

جس چیز مین لگا ہے کچہہ دام ہے لذیذ

ردیف رائے مہملہ

گردن شیشہ جھکا دے مرے پیمانے پر — ہن برستا ہی ساقی ترے میخانے پر ۲۴

اڑ کے پہونچیگا مرا نام ہی جس دانے پر — برگ خوشے مین نہین بخششی ہین مولانے پر

شب غم چھائی ہی کب میرے سیہ خانے پر — سایہ ہے دیو سیہ کا ترے دیوانے پر

گرمی حسن بڑہی سرد ہوا عاشق زار — شمع کے پہول سے بجلی گری پروانے پر

چک نہ آجاے کمر ہین کہین کہنا مانو — نیمچا ناز سے رکھکر نہ چلو شانے پر

کیا صبا آج ادہر زلف کی بو لائی ہے — کالی آندہی سی ہی چھائی مرے ویرانے پر

ماہ و خورشید جو افلاک پہ ہین ہو دونے — چاندی سونے کی کلس ہین مرے میخانے پر

ہان ستمگر یہ نتیجہ ہے دل آزاری کا — مار ضحاک ہے گیسو ترے ہر شانے پر

داغ کا نامۂ اعمال مین ہونا ہی ضرور — چاہیے مہر کچہری کی بہی پروانے پر

تیرگی ایسی ہے فوراً اُدسی لگجاے خسوف — چاند آئے جو کہین میرے سیہ خانے پر

تو بھی دعوئِ خدائی جو کریگا اے شوخ — ہوگا مجذوب کا دہوکا ترے دیوانے پر
سوچتا ہی کہین مجھکو نہ ترس آ جاے — کان دہرتا نہین ظالم مرے افسانے پر
رات دن تیری جدائی مین جو کچھہ سہتا ہون — نہ وہ سرخاب پر آفت ہے نہ پروانے پر
حالت گریہ مین بہی نام ترا رٹتا ہون — اسم پڑہتا ہون مین تسبیح کی ہر دانے پر
رمضان آتا ہے للہ جہپکا دے ساقی — تیس دن رال ٹپکتی نہین پیمانے پر
یا دون مین ہی وہ سنیچر کہ الٰہی توبہ — عشق جن بنکے چڑہا ہی ترے دیوانے پر
موہنی کہتے ہین جسکو وہ فقط خدمت ہے — آزماؤنگا یہ جادو کسی بیگانے پر
گر میان ہین تو مرا دیدۂ تر حاضر ہے — چہوٹے مژگان کا ہزارہ ترے خسخانے پر
پہر بہار آئی ہی پہر دلکو ہوا شوق چمن — پہر نکالے ہین مرے بلبلِ شیدانے پر
کیسی ہر بار پہسلتی ہے طبیعت اپنی — کبھی اوبہرے ہوئے سینے پہ کبھی شانے پر
وہ جگہہ ہے کہ پرندہ بہی نہ پر مار سکے — کیا پڑے بوم کا سایہ مرے ویرانے پر
سوزِ ظاہر ہی جدا سوزشِ باطن ہے جدا — چرب ہوتا نہین جگنو کبھی پروانے پر
غش ہوا گردنِ ساقی پہ کبھی آنکھہ پہ لوٹ — کبھی شیشہ پہ گرا مین کبھی پیمانے پر

وہ بہی اے **قدر** رہا اِک نقشِ قدم حیدر کا
رکہتے تھے مہرِ نبوت جو نبی شانے پر

۲۰

کہلا رنگ اور حبیب سمہ لگا ابروے جانان پر — کیسی اے حسن یہ تو نے چڑہایا تیغِ بُران پر
نکلتا آتا ہے سبزہ ترے لبہای خندان پر — چڑہی آتی ہے یہ فوجِ سکندر آبِ حیوان پر
کیا ہی ذبح تو مارے خوشی کے لوٹتا ہون مین — کہ میرے خون کے چہینٹے تمہارے جیب و دامان پر
تمہاری آنکھہ سے دل ہو کے زخمی گر پڑا دوڑو — اوٹھا لو بر جبیون پر اسکو یعنی نوکِ مژگان پر

تجھے اے قیس شاید چشم لیلی یاد آئی ہے
کہ پہیرا ہاتہہ کیسا پیار سے پشت غزالان پر

دہرو منہہ میرے سینے پر دبے گا دل تو کیا پروا
نزد کچھہ نہین قرآن رکہدیتے ہین قرآن پر

لڑا کر آنکہہ اون سے غیر ادلگے گہر مین جا پونہچا
انگوٹھی پا کے بیٹہا دیو بہی تخت سلیمان پر

اودہر طاوس کے نالون سے اک دود سیہ اوٹھا
ادہر گھنگھور اک ابر سیہ چھایا گلستان پر

کیا ہے ناخن وحشت سے اسکو جا بجا پرزے
جنون نے پہول گویا چن دیئے میرے گریبان پر

ہتیلی پر دہرا ہے نقد جان مثل چراغ اپنا
ابہی تو آگ مین ہمکو دتے ہین اک تری ہان پر

محبت مین بہلا قمری و بلبل جا نور ٹھہرے
قیامت تو یہ ہے انسان مرجاتا ہے انسان پر

لگی بیساختہ منہہ دیکھنے یون دید بازی کی
ہوا شک اونکو آئینے کا میری چشم حیران پر

جنون مین رہگئے تھے چند مشت استخوان باقی
ہما ہر پہر کے منڈلایا کیا میرے بیابان پر

ہوا ہے مرغ آتش زن مرا مرغ دل سوزان
بنائے آشیانہ شوق سے سرو چراغان پر

لڑائی آنکہہ تجھسے جب ہوا ناسور بند اپنا
تری تپلی سے گل کہائے ہین ہمنے چشم گریان پر

تمہارے قد پہ عاشق ہین تمہارے خط پہ قمری ہین
پڑے رہتے ہین پای سرو ہم بیہوش ریحان پر

لڑائی آنکہہ آئینے نے مسی نے لیا بوسہ
اودہر ہاتھہ پہیریان شانے نے کین زلف پریشان پر

اوگا سبزہ جو عارض سے تمہارے لب تلک پونہچا
حلب سے جب بخار اوٹھا گھٹا چہائی بدخشان پر

قیامت مین جنان پاون نہ پاون خیر اے واعظ
برا ہو میکشی مین چھوڑتا ہون تیرے ایمان پر

قیامت ہوگئی قدر سیہ بخت اوسمین مدفون تھا
سنا ہے آج بجلی گر پڑی گور غریبان پر

۲۱

نور جبین یار رخ بے مثال پر
ناقص کبھی مٹے نہین جنگ و جدال پر

ایسا چراغ ہے کہ جلا دنکو مال پر
دیکھی کسی نے بارہ نہ تیغ ہلال پر

بر ہم ہوئے یہ بوسۂ رخسار و خال پر
کہاتا ہے ماہ داغ تری گورے گال پر
گالی ترے دہن مین سمائی تو کیا عجب
کہائے نہ آپ وہ نہ کسیکو کہلا سکے
خط سیاہ یار پہ لہرا رہی ہے زلف
تیر جفا ہزار پڑین کچہہ اثر نہین
میرے اسیر ہونے کی اللہ رے خوشی
چلنے مین جہو نکے لیتا ہی ہر ایک پائنچا
اے منعمو روپے نہین حسرت کے داغ ہین
ابتک بہار ہے ہین للہ چہوڑ دے
گھٹ کر ہلال ہو مہ کامل غرور سے
بلبل تو اوڑ کے جائیگا صیاد سی کہان
جاؤن جدہر جنون مین تیغ رو کی کہی کوئی
مین دام مین پہڑک کے ہوا رشک لالہ زار
سہنبلو تمہاری آنکہہ پہ آتا ہے میرا دل
یہ دیکہہ دیکہکر مجھے ہوتا ہے اور رنج
تو صید گاہ دہر مین غافل ہے کسلیے
مین دیکہتا ہون خواب مین ہر شب ہلال عید

اک گرم ہیپیا رکہدیا دست سوال پر
جلتا ہے آفتاب فروغ جمال پر
لکہتے ہین لوگ سورۂ اخلاص دال پر
بیٹھے گا سانپ منعم موذی کے مال پر
صیاد نے یہ جال بچہایا ہے جال پر
سینے کو میرے فوق ہی گینڈے کی ڈہال پر
صیاد ٹوٹ ٹوٹ کے گرتے ہین جال پر
یا ناچتے ہین مور تری بانکی چال پر
تمکو نظر ہے مال پہ مجھکو مآل پر
صیاد وقت جاتا ہے ہر اگلے سال پر
کامل وہ ہے جو سر نہ اوٹھائے کمال پر
وہ پتے پتے پر ہی جو توڑا ڈال پر
للہ چہوڑ دین مجھے سب میرے حال پر
کلیون کے ٹوٹنے سی ہوئے لال لال پر
چیتے کو چہوڑتا ہون شکار غزال پر
خوش خوش ہین آپ کیون مرے رنج و ملال پر
پہندا لگا ہوا ہے ترے بال بال پر
شاید پڑے گی نکہہ کسی خردسال پر

میکش نہین ہون **قدر** مگر کیون نہ جاؤن مین

سیٹی مین قرض آتا ہے میرا کلال پر

۲۹
میرا دل بیتاب اوڑا آہ رسا پر ۔ ہے بیت مقدس کہ معلق ہی ہوا پر
ہو مے سے دماغ اپنا نہ کیون عرش علا پر ۔ لے اوڑتی ہے یہ لال پری ہکو ہوا پر
برباد ہوا دل مرا اوس رُخ کی ضیا پر ۔ غبارہ جو اوٹھا تو چلا روے ہوا پر
چھایا ہے مرا بخت سیہ آہ رسا پر ۔ جسطرح بخارات چڑہین اوج ہوا پر
پارا د تر سینگے خود تیر کے دریای شہادت ۔ ہم سینے کے بہل جا ئینگے شمشیر جفا پر
پہر قلقل مینا پہ چلے رند سیہ مست ۔ پہر آئی گھٹا جہومکے مورون کی صدا پر
ہے بیکسی و یاس و غم و رنج کا انبوہ ۔ میلا سا لگا رہتا ہے قبر شہدا پر
وہ خاک نشین رند ہون جب پاتہہ اوٹھاون ۔ ہو عرش پیالے کیطرح دست دعا پر
گردن کو جہکا کر خم شمشیر بنے ہو ۔ ہے شرم و حیا یہ بہی نظر ظلم و جفا پر
چلتی ہے وہ اٹکھیلیونکی چال تمہاری ۔ دل لوٹ ہوا جاتا ہے کیمہ باد صبا پر
کہاے گا مے سینہ سوزانکی جو بڑہی ۔ لوگون کو سمندر کا گمان ہوگا ہما پر
پہر آنکہہ کو منظور نظر سرمہ ہوا ہے ۔ رکہی گئی پہر باڑہ تری تیغ جفا پر
افسوس ترا منہہ کبہی جی بہر کے نہ دیکہا ۔ جمتی ہے نظر کب ترے چہرے کی ضیا پر
رزاق عطا کرتا ہے گمنام کو بہی رزق ۔ روزی وہی پونہچاتا ہے عنقا کو ہوا پر
پہر دیکہنا پاداش مین چک آئیگی ظالم ۔ پہر آج کمر کستا ہے تو ظلم و جفا پر
ابرو کے سرے پر کوئی کاجل کا نہ تل ۔ قبضہ کوئی جڑ لیجیے شمشیر ادا پر
آئینے مین یہ آنکہین یہ زلفین جو لڑا دو ۔ خود قہر یہ قہر آئے بلا آئے بلا پر
اوٹھیگا زمین سے صفت گلشن شداد ۔ کیا نگہت گل سے چمنستان ہی ہوا پر

نالون پہ دل زار کے بل کرتی ہی وہ زلف
جسطرح کوئی سانپ کسی نَے کی صدا پر

کیا نام خدا لب پہ مسین سبھگے ہین ہین
چھائی ہوئی ظلمت سے تری آب بقا پر

اس ظلم و رضا کا ہے وہی دیکہنے والا
آنکھہ اونکی ستمگر پہ ہے نظر انکی خدا پر

پُر داغ ہوے سینے تری خستہ دلونکے
چادر چڑہے ہے پھولونکی مزار شہدا پر

پھر گشتی مے باد بہاری سی رواں ہے
پھر تخت پریزاد چلا اوج ہوا پر

دل اپنا تمہارے لب جان بخش پر آیا
ہے خضر کا بیڑا کہ چڑہا آب بقا پر

آلائش دنیا سے ہین خاصان خدا پاک
پیکان نہ چڑہے ہے کوئی کبھی تیر قضا پر

کیونکر نہ رہین عاشق زار آہ کے پابند
کسطرح ضعیفونکو نہ تکیہ ہو عصا پر

ناحق کی عداوت سے نہ کر قطع محبت
چھریان نہ جفاؤن کی پھرا حلق وفا پر

خود بہ چلنے لگی ناز سے تلوار پہ تلوار
خود ڈپرنے لگی ترچھی نظر بانکی ادا پر

کب چاہ زنخدان کا لیا **قدر** نے بوسہ
طوفان اوٹھاؤ نہ کسی مرد خدا پر

دل جلے بتان ہو عشق ستم ایجاد پر
18 خود فراموشی کرے تہمت دہرے اُستاد پر

قیس پر روے کبھی ماتم کیا فرہاد پر
کیا کرین کس سے کہین افتاد ہی افتاد پر

انتقام عشق آ جائے اگر امداد پر
قیس پر لیلی مری شیرین لپٹی فرہاد پر

ابرو و چشم بتان نص حدیث حسن ہے
نون لکھا ہی کاتب قدرت نے حرف صاد پر

رعب حسن یار سے گلشن تہ و بالا ہوا
گل پہ قمری ہی ادہر بلبل اودہر شمشاد پر

دفعتہً کیا دونون آنکھین محو جانان ہو گئین
لپسگئے ہاروت و ماروت ایک آدم زاد پر

جا پڑا جسوقت اوڑ کر خون میرا گرم گرم
پڑ گئے چھالے زبان خنجر فولاد پر

میری منہہ سی پہول جہڑتے ہین بہار آئی بہار ‌ ‌ باغ کا عالم ہوا ہے خانۂ صیاد پر
اونچا جوڑا اس قد و قامت پہ کیا پہبتا ہی آہ ‌ ‌ اور بہی طرہ کیا یہ آپ نے شمشاد پر
روئے رنگین پر ہوا بلبل کو دہوکا پہول کا ‌ ‌ شاخ سے وہ اوڑ کے جا بیٹہا سر صیاد پر
ہاتہہ دہوئی اپنے گہر سے تو بہی ای خسرو اہی ‌ ‌ عشق اگر کچہہ باڑہ رکہدی تیشۂ فرہاد پر
کوئی ہنستا کوئی روتا ہی یہ قدرت اوسکی ہے ‌ ‌ خیر ہنسئے آپ میرے نالہ و فریاد پر
زخم پر زخم آہ پر آہ اور داغون پر ہین داغ ‌ ‌ رونا آتا ہے ہمین حال دل ناشاد پر
جسکی موت آتی ہی بے کہٹکے چلا جاتا ہی وہ ‌ ‌ چہوٹتے جاتے ہین قیدی رات دن میعاد پر
فصل گل ہی فصدین کہلتی ہین کوئی ہوتا ہی قید ‌ ‌ دوڑ ہے فصاد پر تاکید ہے حداد پر
بلبلو غنچے کی صورت دم نہ مارو باغ مین ‌ ‌ باغبان پر باغبان صیاد ہی صیاد پر
فصل گل آئی تو میخانے سی مسجد تک ہو دہوم ‌ ‌ تو سہی خم رکہکے لیجاؤن سر زاہد پر

کیون چہری پر باڑہ رکہوائی گلا کاٹو گے کیا
قدر تم مرتے ہو کس ترک ستم ایجاد پر

١٥

بگڑ کر کہتے ہین جب آنکہہ ڈالو خال ہندو پر ‌ ‌ وہ جسکی دل مین لو لگا نیل ادہر آئیگا پہلو پر
محل خوف سے ابرو تمہاری چشم جادو پر ‌ ‌ کہ ناخن شیر کا گہرا لگا ہے پشت آہو پر
ترے خال و خط لب سے یہ ثابت ہو گیا ہمکو ‌ ‌ خضر نے اپنا سجادہ بچہایا ہی لب جو پر
چہلاوا یار کی آنکہونکا دکہلاے جو وحشت مین ‌ ‌ سنگوٹی چاندی سونے کی چڑہا دون شاخ آہو پر
کسی تقدیر سے بوسہ خال کا ملتا نہین ہمکو ‌ ‌ کوئی افسون نہین چلتا ہی اس جہوٹے سے جادو پر
تمہاری بینی نازک سے دل بنا ہوا زخمی ‌ ‌ ہماری آنکہہ پڑتی ہے اسی تیر ستم پہلو پر
ہماری خاک مرقد سے کہینچے گا عطر مٹی کا ‌ ‌ کہ پڑ کے روح اپنی آپ کے زلف سمن بو پر

ٹرہی مشکل سہی ٹل بیٹھا ہے اوسدم وہ مہ خوبی
یقین جب میری آنکھونکا ہوا چشم ترازو پر

کرام کاتبین ہین ساتھہ عصیان کا نہ دہیان آئے
لگے ہین محتسب دو دو مے گلرنگ کی بو پر

خدا نے دشت وحشت لکھدیا میرے مقدر مین
مری قسمت کا دانہ رکھدیا ہی شاخ آہو پر

نگاہین لڑ گئین اب پوچھنا کیا راز الفت کا
مرے قابو مین وہ آئے چڑہا مین انکی قابو پر

یہ پیاری پیاری صورت انکی بوسونکی قابل ہے
مزین ہی جو چھٹتے بہی ہون جلد مصحف رو پر

نہ وہ ہمسے اشارے ہین نہ وہ چتون نہ وہ آنکھین
کسی نے یار جادو کردیا ہے چشم جادو پر

کبھی باندہین نہ ہمنے دوہری چہریان دوہری تلوارین
کبھی چمکا نہ عشق اپنا جوان چار ابرو پر

سوا شعر و سخن کے اور بہی کچھہ فکر رہتی ہے
کہ جب دیکھو تمہین اے **قدر** سر رکھا ہی زانو پر

ساز و سامان عیش کا افلاک سے چاہا نکر ١٠
آگے کم ظرفون کے ای دل ہاتھہ پہیلایا نکر

کالے کوسون یاد کاکل مین نکلجایا نکر
رات بہر اتنا دل بیتاب گھبرایا نکر

یہ بہی قسمت کا لکھا ملیگا لکھتا ہی وہ شوخ
خط یہ خط تو نامہ بر پر نامہ بر بہیجا نکر

مسی مل لے پان کہا لے وصل مین مہندی لگا
آنکھون مین کاجل لگا زلفون مین اپنی شانہ کر

بدشگونی ہے کسیکو ٹوکنا چلتے ہوئے
میکدے جاتے ہوئی واعظ مجھے ٹوکا نکر

رو زردلکی دوربین سے دیکھہ لیتے ہین تجھے
اے مہ خودبین بہت عشاق سے بہاگا نکر

وہ مثل ہی خاک ڈالے سی کہین چہپتا ہے چاند
روح ہونکی جسم خاکی مین تو پھر پیدا نکر

بازآیا ایسی راحت سے جو آخر رنج ہو
ہڈیان کہانیکو سر پر اے ہما سایا نکر

آہ سوزان چشم گریان درد ہجران داغ دل
اتنے گاہک ہین ہمارے تو نخرا نکر

شمع ہے حب علی اے **قدر** اپنی نیند سو

اسقدر تاریکئ مرقد کا اندیشا نکر

۱۶

کانپا مین زلف و قامت دلدار دیکھکر
دل ہلگیا مرا رسن و دار دیکھکر

کہتے ہین قتل پہ مجھے طیار دیکھکر
کیا پہیلا پڑتا ہے مری تلوار دیکھکر

کروٹ ادہر بدلتے نہین اور دیکھئے
لو بڑہگیا دماغ مرا پیار دیکھکر

سمجہا یہی مین آپ گہر مین بجہائی تیغ
مقتل مین آئے دانت پہ تلوار دیکھکر

غنچے سے تنگ تر ہی چمن عندلیب کو
پہولا نہین سماتا ہے گلزار دیکھکر

تعبیر اسکی یہ ہے کہ ابرو کا عشق ہو
چونکا مین رات خواب مین تلوار دیکھکر

یہ لن ترانیان ہمین ہرگز نہین پسند
موسی کو گم کیا ملا تجھے اک بار دیکھکر

کوٹھے سے مجھکو جہانک کے تم منہہ چہپا گئے
مین رہگیا فلک کیطرف یار دیکھکر

مژگان کی مثل سوکھکے کانٹا ہوا جسم
بیمار ہون مین نرگس بیمار دیکھکر

شہ رگ یہان پہڑکنے لگی شوق قتل مین
جب مجہکو دیکہنے لگے تلوار دیکھکر

چہلکے ہین دونون جام شراب الست سے
آنکہین کہلین حضور کا دیدار دیکھکر

بل کہا گئی کمر تو نہ تعظیم کو اوٹھے
بھڑکی سمند ناز کی رفتار دیکھکر

کیسا مزاج تہا کہ برآمد نہین ہوئے
پہر پہر گئے ہین طالب دیدار دیکھکر

اس انجمن مین اب نہ کہلیگی زبان شمع
چپ ہے تمہاری گرمی گفتار دیکھکر

مذکور کیا ہے تیغ ہلالی کا اے قمر
مریخ کٹ گیا تری تلوار دیکھکر

اے **قدر** راہ عشق ہے آگے بڑہے نہ جاؤ
کھٹکا ہے ہوشیار خبردار دیکھکر

۲۲

اوسنے آنکھون کی مثل پاکر
ساغر پٹکے اوٹھا اوٹھا کر

کیا تجھکو ملے گا دل دکھا کر — کعبے کو نہ ڈھا خدا خدا کر
ہم دہیان مین زلف یار لاکر — روئے سرمہ لگا لگا کر
کچہہ یون ضحک ہنسی نہین ہے — غافل نہ کسی پہ تو ہنسا کر
یا دابرو نہ بہول اے دل — ناخن کو نہ گوشت سے جدا کر
بندہ مین اسی سے ہوا تھا — لور کہدیا خاک مین ملا کر
کہتا ہون کیا ہے تمنے بیہوش — فرماتے ہین ہوش کی دوا کر
اپنا خط جام ہے تقیہ — پیتے ہین شراب ہم چہپا کر
چلنے مین کسیکا دل نہ پس جاے — رکہیے گا قدم ذرا بچا کر
اے دل کوئی نالہ حسب معمول — بلبل ایک آدہ چہچہا کر
ہی ملک عدم بھی کیا ہی دلچسپ — کوئی نہ پہرا وہان سے جا کر
رویا کیا مین نہ وہ پسیجے — کیا ٹال دیا ہے مسکرا کر
دل مین کوئی حوصلہ نہ رہجاے — جی کہول کے مجھپہ تو جفا کر
کٹجاتی ہے شب ہنسی ہنسی مین — رہجاتا ہے شوق گدگدا کر
مٹی دے نہ پڑہ نماز میت — یہ فرض تو اے صنم ادا کر
کالی رنگت پہ گرتی ہی برق — ہنسیئے تو ذرا دہڑی جما کر
اے عمر روان کہان گئی تو — تنہا مجھے گور مین سلا کر
اے یار چلے کو کیا جلانا — اب منہہ نہ چہپایئے دکہا کر
آفت ہے وبا ہی قہر ہے عشق — زاہد تو مرے لئے دعا کر
جوڑے کو نہ کہولیئے خدارا — قصہ نہ بڑہایئے گھٹا کر

اوڑتا ہے جہان نقاب انکا
رہجاتی ہے شمع جہلملا کر

کیون قدر بتون کا ذکر کیسا +
اے مرد خدا (زاہد) خدا خدا کر

ردیف زای معجمہ

۱۱
دل آپکے دانتون پہ تو آتا نہین ہرگز
مین کوڑیون پر لعل گنواتا نہین ہرگز

دم گھٹتا ہے دن ہجر کا جاتا نہین ہرگز
کن آنکھون سے دیکھون مجھے بہاتا نہین ہرگز

ڈر ہے کہ کہین پھر نہ خیال آپکا آجاے
اسواسطے مین آپ مین آتا نہین ہرگز

جس وضع کی حسن خلق کی تعریف سنی تھی
ویسا تو مزاج آپکا پاتا نہین ہرگز

اللہ جنون مین یہ سبکدوش ہوا ہون
مین ناز بھی پریونکا اوٹھاتا نہین ہرگز

ٹھوسے کی سہی پھول تو لادے مرے ساقی
یہ گاؤن کا ٹھرا مجھے بہاتا نہین ہرگز

گو وامق و فرہاد نے سر پیر اپہرایا
پر کوئی مری راہ پہ آتا نہین ہرگز

زاہد یہ نہ کہہ مین نے بھی پہچانا خدا کو
کہتا ہے وہ جو منہہ مین سماتا نہین ہرگز

منظور ہے سیراب تو ہو تشنۂ دیدار
خنجر کو وہ پانے مین بجہاتا نہین ہرگز

چیتے کی کمر پائی ہے تو شیر کا چہاتا
ایسی کمر ایسا کہین چہاتا نہین ہرگز

ٹھوکر مری تربت کو لگاتا نہین اے قدر
سوئی ہوئی قسمت وہ جگاتا نہین ہرگز

۱۵
دل ہی یہ ربط گیسوئے پیچان ہے چندروز
ہم جانتے ہین خاطر مہمان ہے چندروز

آواز آرہی ہے یہ زنجیر سے ہمین +
اے قیدیو جہان کا زندان ہی چندروز

عقد سے کھلینگے دل لگے شروع شباب سے
حلقے مین تیرے گوی گریبان ہی چند روز

لیلی سے قیس کہتا تہا مجھکو نہ بہولنا
اے میری جان لطف دبستان ہی چند روز

ہوگا جوان تو بوسون سے نیلم بناؤنگا
ہونٹہ اوس پری کا لعل بدخشان ہی چند روز

جب میری جان جاکے تو جانا تم اپنے گہر
دعوت تمہاری ابتو مرے ہان ہی چند روز

ہم ڈہونڈہکر نکالتے ہین یار کا دہن
پوشیدہ ہمسے چشمۂ حیوان ہے چند روز

ہے چار دن کی چاندنی پہر اندہیری رات
شفاف خط سے چہرۂ جانان ہی چند روز

گلشن مین لطف بلبل و گل ہی بہار تک
سچ تو یہ ہے کہ صحبت یاران ہی چند روز

تشہیر کر رہے ہین پریرو ہماری لاش
ہمکو نصیب تخت سلیمان ہے چند روز

دم جو گزر رہا ہی دم واپسین ہے وہ
بیچارہ عاشق آپکا مہمان ہے چند روز

پر زے اوڑیگا جیب جنون یا تہکینگے ہاتہ
یہ دست و جیب دست و گریبان ہی چند روز

ڑہجائیگا جو ربط خود آئینگے میرے گہر
یہ اونکی شرم اونکی نگہبان ہی چند روز

مر مر کے کوی یار مین پونہچے ہین ضعف سے
اب ہم ہین اور کوچۂ جانان ہی چند روز

اے قدر بیٹھے بیٹھے وطن مین جنون ہوا
خیر ابتو یار سیر بیابان ہے چند روز

۱۲
سن اے پری لقا مرا افسانہ چند روز
دنیا مین اور رہے ترا دیوانہ چند روز

سبکو کبہی فراق سے دنکو کبہی فراق
سرخاب چند روز ہون پروانہ چند روز

ہر ایک کی کڑی ہی اوٹہائیگا اے صنم
پتہر بہی کہائے گا ترا دیوانہ چند روز

جبتک جوان ہو آنکہہ کا بوسہ ملا کرے
منہہ سے لگا رہے مرے پیمانہ چند روز

اے شمع تونے خانۂ الفت جلا دیا
رہنے نہ پایا بزم مین پروانہ چند روز

دنیا مین کارخانۂ عقبی کی فکر کر
آباد ہے جہان کا ویرانہ چند روز

دشت جنونکو جاتے تو ہین شہر چھوڑ کر
گھبرائیگا بہت دل دیوانہ چند روز

آیا مہ صیام چھپا جام آفتاب
ہوگا مقفل اب در میخانہ چند روز

اے واعظو نہ دیکھیے جنت کا راستہ
ہوجاے سیر کوچۂ جانانہ چند روز

نکلے گا دود آہ دل چاک چاک سے
الجھے گا دام زلف مین یہ شانہ چند روز

قاصد کے انتظار مین گھلتا ہون رات دن
مین آپ جاؤنگا جو وہ آیا نہ چند روز

دل کے سوا کہین نہ تمہارا پتا لگا
چھانا کیا مین کعبہ و بتخانہ چند روز

انجام کار سوئینگے سب فرش خاک پر
اے قدر ہے یہ مسند شاہانہ چند روز

ردیف سین مہملہ

١٣

گات ابھر آئی بھرے رخسار یار ابکی برس
ہوگئے وہ قابل بوس و کنار ابکی برس

آگ برساتا ہے ابر نوبہار ابکے برس
داغ اوگتے ہین میان لالہ زار ابکے برس

اے مہ کامل مبارک طوق منت کے بڑھے
پہونچے مقصد کو ترا امیدوار ابکے برس

ایک سودا ایک الجھن اک شب فرقت کا غم
صورت گیسو ہین مجھکو انتشار ابکے برس

دل تو دل تمنے جگر بھی لے لیا اے جانجان
مجھکو بالکل کر دیا بے اختیار ابکے برس

دیکھیے ابکے ہمین کیا داغ ہوتا ہے نصیب
دیکھیے کیا گل کھلاتی ہے بہار ابکے برس

خشک سالی ہوگئی یا تم ہوا پر آ گئے
چار پہولونکو ترستا ہے مزار ابکے برس

ہجر کے بارہ مہینے ہوگئے بارہ برس
سخت گزرا ہے تمہارا انتظار ابکی برس

دیدہ ہوا وسکی ترا احسان ہوسے لاغری
کاش پہچانے نہ مجھکو میرا یار ابکے برس

پہر نئے حلقے نکالے ہین تمہاری زلف نے
پہر نئے پہنسجا ئینگے دو تین چار ابکے برس

داغ دے دیکر مجے دلکو دوالی مین کہا
کیا گہروندے پر بہی نقش و نگار ابکے برس

چار دنکو بہی نہ اے حداد کاٹین بٹریان
قید مین ہمکو کٹی ساری بہار ابکے برس

قدر نے اگلے برس پوشاک پہنی گیروی
دیکہئے کیا رنگ لائے میرا یار ابکے برس

۱۱

قتل بہی کرکے کہے گا نہ وہ قاتل افسوس
کیسی بے رحم کا کشتہ ہی مرا دل افسوس

چہپ سکا سوز جگر شبکو نہ پروانے سے
جل گیا شمع پہ گرکر سر محفل افسوس

میرے دل مین عوض عیش بہری ہے حسرت
میرے پہلو مین بہرا ہی عوض دل افسوس

جس سے لو اپنی لگاؤن وہی بے پروا ہو
مین تمہین یاد کرون تم رہو غافل افسوس

اوس سے مانگو کہ جو خالق ہے تمام اشیا کا
غافلو خلق سے کیون ہوتی ہو سائل افسوس

دہن گور سے لیلی کی یہ آتی ہے صدا
مرے مجنون مرے عاشق مرے بسمل افسوس

یون تو جو بوتا ہے انسان وہی کاٹتا ہے
مزرع دہر کے لیکن ہین محاصل افسوس

مین تہ تیغ بہی کیا تشنۂ دیدار رہون
پیاس کے مارے مرون مین لب ساحل افسوس

ہاتہہ منہہ مین نہین دیتا ہے کوئی کالے کی
جانکر زلف پہ دل ہوتا ہے مائل افسوس

بند ہو جائیگی جب آنکہہ تو پچہتائے گا
خواب غفلت سے نہ چونکا کبہی بیدل افسوس

سخت جان **قدر** سا اور ایک نگہ مین تڑپے
یہ جوان اور ہو اک وار مین بسمل افسوس

۱۱

دیکہئے کالی گہٹا دن مین بہار طاؤس
بعد ایک سال کے نکلا ہی بخار طاؤس

آنکھہ اگر ہو تو قدامت کو نہ بھولے انسان
چمن خلد ہو ہر نقش و نگار طاؤس

چلین برسات کی جس وقت ہوائین سن سن
ابر بن بنکے اوڑا صبر و قرار طاؤس

کام آتا نہین معشوق کا جلوہ ہر گز
کبھی بجلی نہ بنی شمع مزار طاؤس

بول چال آپکی وہ ہے کہ ہزارون ہین فدا
بلبلون کی ہے نہ گنتی نہ شمار طاؤس

بجلی رنجک سے ہے تو بندوق ہی بادل کی گرج
باغ مین کھیلتا ہے ابر شکار طاؤس

ہین یہ رفتار کے پامال تو وہ کشتۂ رقص
مور کبکون پہ فدا ایک نثار طاؤس

اے ہوا رحم ذرا کب سے مٹا رکھا ہے
ابر تک اوڑ کے پونہچ جای غبار طاؤس

چشم گریان مین سمایا ہے انکڑنا اونکا
بنگئے نہر مرے آئینہ دار طاؤس

کو کتے کو کتے آب آب ہوا جاتا ہے
ابر دیکھے تو کہین حالت زار طاؤس

زلف پہ تم ہو نثار ابر کا وہ عاشق زار
تم بھی اے قدر رسو قرب جوار طاؤس

آنکھین طاؤس ہین ابرو پر و بال طاؤس
خط و خال رخ رنگین خط و خال طاؤس

جب سے پہنا ہے زمرد کا جڑاؤ گہنا
تن نا بھرتا ہے مرا یار مثال طاؤس

غیر ممکن ہے کہ کوا بھی چلے ہنس کی چال
آپ کی چال چلے ہی یہ مجال طاؤس

موسم گل مین ہین طاؤس کی چوٹی غنچے
پھول بتون ہی ہین شاخین پر و بال طاؤس

تجھسے اے ابر جو رگ رگ مین پونہچتا ہے رنج
داغ بن بنکے اوبھرتا ہے ملال طاؤس

حسن پامال ہو یار جو نیچون سے ہلا
کھود ڈالے پاؤن نے سب حسن و جمال طاؤس

پھر مرے زخم ہرے ہونگے جو آئیگی بہار
داغ بنجائینگے نقش پر و بال طاؤس

دو دو آہ دل عاشق سے ہے معشوق آب آب
ابر شاہد ہے یہ دیکھا ہے کمال طاؤس

بزم جانان مین کوئی شیشہ سے ہوتا تھا — باغ کو دیکھکر آتا ہے خیال طاؤس
جنکی ظاہر مین ہے زینت نہین باطن مین کمال — گل کے ہونے سے جھمکتی نہین بال طاؤس
دیکھہ عشاق کی خادم ہین یہ سارے معشوق — ہر برس آ کے گھٹا دہوتی ہے شال طاؤس
ابر کو تو نے اوڑایا ہے گرے گی بجلی — اے ہوا تجھپہ پڑے گا یہ وبال طاؤس
زلف کو دیکھکے وہ دل پہ گزر جاتی ہے — ابر کو دیکھکے ہوتا ہے جو حال طاؤس
داغ کہانا مرے مرنے بہی ثابت ہوگا — مور جہل قبر پہ ہونگے پر و بال طاؤس

اپنا جھلا تو عنایت کرو اے ابر بہار
قدر گل کہانیسکو آندہی ہی مثال طاؤس

15

روز آئین تم جو آج بٹھاؤ بلا کے پاس — یون بے بلائے ہم تو نہ جائین خدا کی پاس
تیرے مریض چشم کا یہ طور آج ہے — دہرے پیالے رکھی ہوئے ہین دوا کی پاس
سنے اونکے زانوون کے نہ نکلے گا اپنا دم — اوٹھینگے ہم جہان سے اونکو بٹھا کی پاس
آنکھون کے پاس برو جانان کی دہوم ہی — ہے ایک قتل گاہ بہی دار الشفا کے پاس
اچھا ہنسی ہنسی مین نکالا ہے ہمنے کام — شبکو اونہین لٹا ہی لیا گدگدا کے پاس
خوشبو سے زلف یار کا کیا فیض عام ہے — چین و ختن کے نافے ہین باد صبا کی پاس
کیا کیا ہین شعر رنگ طلائی کے صف مین — نسخے ہزارون رکھتے ہین ہم کیمیا کے پاس
کمریکے پردے چھوڑ دئے شام ہوگئی — دن اسطرح گزرتے ہین اوس مہ لقا کی پاس
یاد آتے ہین جو یار کے رنگین دست و پا — روتا ہون بیٹھہ بیٹھہ کی نخل حنا کے پاس
خالق ہے سرپرست امیر و غریب کا — دیکھو تو ایک تاج ہے شاہ و گدا کی پاس
کب سے کھڑا ہون اونکو مراد ہیان کچہہ نہین — کیسا رقیب بیٹھا ہے زانو دبا کے پاس

کرتی ہے ایک دل پہ ہماری ہمین سے بل
کیا ایسی کائینات ہے زلف دوتا کی پاس

دیکھا جو اپنے کوچے مین بوسے بگڑ کے وہ
اک جہوڑا ہی ڈال لو دلستار کے پاس

کچھ کم نہین رقیب سے ہمکو حجاب یار
آتے نہین ہین وہ کبھی ماری حیا کے پاس

اے قدر اپنی قدر نہ عسرت مین کہوئیے
جایا نہ کیجیے کسی یار آشنا کے پاس

ردیف شین معجمہ

١٥
خاک چھانی نیاریونکی ساتھہ در در کی تلاش
مجھکو فکر سیم تہی ورا نہین زر کی تلاش

دل تو میرا لیچکے سینے سے بھی لٹتے ہین حضور
آئینہ پایا تو کیون باقی رہی گھر کی تلاش

خاکساری ہمنے پائی ملگئی اکسیر ادسے
اف ہماری جستجو تف کیمیاگر کی تلاش

پہر بہار آئی ہے پہر جاگے نصیب باغبان
پہر وہان ہونے لگی پہولون کے زیور کی تلاش

کچھ نہ کچھ تو فیصلہ ہوگا خدا کے سامنے
حشر مین ہوگی مقرر اوس ستمگر کی تلاش

اسطرح غم ڈہونڈہتا پہرتا ہے مجھکو بعد مرگ
جسطرح سے ہو برادر کو برادر کی تلاش

شاعرون سے بڑہکے دنیا مین کوئی جز رس نہین
ہے کمر کی یاد دہان تنگ دلبر کی تلاش

لاغری سے تار بستر ہو کے فرقت مین بچا
موت نے کیا کیا مرے بالای بستر کی تلاش

انکی باتون پر کبھی دہو کا نکھائے آدمی
کسکی الفت ان گلونکو رہتی ہے زر کی تلاش

آپ سے بے آپ ہوجائینگے تجھکو ڈہونڈ کر
گھر سے بے گھر ہمکو کردے گی تری گھر کی تلاش

فکر روزی سے کبھی راحت نہین انسان کو
رات کو مردہ بنا دیتی ہے دن بھر کی تلاش

ڈہونڈہ کر آخر نکالا عرش اعلی پر تجھے
عاشقون نے کسقدر اللہ اکبر کی تلاش

ہے مثل لڑکا بغل مین ہے ڈھنڈورا شہر مین
خوب گڑتی ہے طبیعت جب کہین ہوتا ہے شعر

پاس دل ہے کھولکر زلف معنبر کی تلاش
کیا جھنکاتی ہے کنوئین ہر مصرع تر کی تلاش

اِک یہی باقی رہا ہے یا الٰہی خیر ہو
آج ہوتی ہے وہان **قدر** سخنور کی تلاش

١٥ ہوگا نہ کبھی نالہ و فریاد فراموش / اس بات پہ بلبل سے بدی یاد فراموش
سو سر جو کٹین پھر وہین ساز سر نو ہو / ہے شمع ترا عاشق بیداد فراموش
آتا ہے نظر خواب مین ہمکو ملک الموت / ہوتی ہے نہین صورت صیاد فراموش
مین اپنا گلا کاٹونگا آتی نہین ہچکی / کیون مجھکو کیا اے ستم ایجاد فراموش
تقدیر کا لکھا جو رہائی کے دن آئی / صیاد کے دل سے ہوئی میعاد فراموش
قائل ترے دیدار مین یہ محو ہوئے ہم / محشر مین ہوا شکوۂ بیداد فراموش
اک سل سی دھری رہتی ہے چھاتی پہ ہماری / دم بھر نہین ہوتا غم فرہاد فراموش
آرونکے بھی پیچھے ترا مذکور نہ جائے / ہو جیتے یون تلی بھی نہ تری یاد فراموش
ایسی کبھی تصویر خیالی نہ کھینچیگی / کرنا نہ کمر کو کہین بہزاد فراموش
صیاد کبھی اوسکو نشانے مین نہ چوکے / جب تجھکو کرے مرغ چمن زاد فراموش
یاد آتی ہین ہر لحظہ تری لام سی زلفین / ہوتی نہین آنکھون کی تری صاد فراموش
امید ہے جسوقت کہ ہو شاد ترا دل / اوسوقت نہو یہ دل ناشاد فراموش
دشمن کو بھی تو قسمت روزی مین نہ بھولا / فرعون نہ ہامان نہ شداد فراموش
ہر سمت زمانے مین مری دھوم مچی ہے / ہین قیس و نل و وامق و فرہاد فراموش

اے **قدر** مین اشکونکی جھڑی کیون نہ لگاؤن

ہوتا ہی نہین برق سا اُستاد فراموش

ردیف صاد مہملہ

بے اسکے بڑہیگا نہ کبھی یار سے اخلاص ١٥ ہو او سکے کسی محرم اسرار سے اخلاص

وحشت مین رہی خار بیابان سی محبت صحبت مین رہا اوس گل بیخار سی اخلاص

اوتنا ہی تجھے روز جزا داغ ملے گا جتنا ہے یہان درہم و دینار سی اخلاص

کنگھی پہ بہت سورۂ اخلاص نہ پڑہیئے کام آئیگا اتنا دل بیمار سے اخلاص

دیرون مین وہی شکل حرم مین وہی صورت کس کسکو نہین اوس بت عیار سی اخلاص

اوس سرو روان کیے جو گل روسی ہوا عشق قمری نے کیا بلبل گلزار سے اخلاص

خود مصحف رخ دہو کے پلانے لگی پانی اسدرجہ بڑہا عاشق بیمار سے اخلاص

بوسے دئے اونکو مجھی منھ بہی لگایا مجھسے نہ کہلا ورنہ اغیار سے اخلاص

نفرت ہمین گل سی ہے تو اکسیر سے وحشت رکھتے نہین ہرگز کسی زردار سی اخلاص

کسدرجہ مزاج اونکا برا ہے مرے اللہ دشمن ہیں سے وحشت ہے تو دوچار سی اخلاص

سچ تو کہو کیا آئینۂ دل کی طلب ہے اسدرجہ ہے کیون آج گنہگار سی اخلاص

ہم لنگ نہین ملک خدا تنگ نہین ہے غیرونکو مبارک رہے سرکار سے اخلاص

بے کھٹکے چلا جاؤنگا جنت مین پس مرگ ہے مجھکو تمہاری در و دیوار سے اخلاص

وہ شکوۂ الفت پہ یہ فرماتے ہین ہنسکر بجتا ہو تو لے آؤن مین بازار سی اخلاص

اے قدر عجب طرح کا مذہب ہے بتون کا
کافر سے محبت کبھی دیندار سے اخلاص

ردیف ضاد معجمہ

۱۵ خال سے رکھتے ہین قدرت یہ تمہارے عارض | کہ مجھے دنکو دکھا دیتے ہین تارے عارض
چاند سورج کو نہ فرماتے کہ ھٰذا ربّی | دیکھ پاتے جو خلیل آپکے پیارے عارض
بوسے کے خوف سے گھونگٹ مین چھپا جاتا ہے | کیا دبا جاتا ہے اس بوجھ کے مارے عارض
اسمین کیا شک ہے پیمبر کو تو قرآن اُترا | آپکو عرش سے خالق نے اوتارے عارض
لے لیا بوسہ کہین آگ ببولا تو نہون | اوڑ نہ جائین کہین بن بنکے شرارے عارض
چاند بھی اتنا چکورون کو نہ ترسائے گا | دور سے ہی مجھے دکھلاے پیارے عارض
منہہ رگڑتے ہین ترے پاؤن پہ سب زہرہ جبین | بنگئے ہین تری جوتی کے ستارے عارض
مجھسے پوچھین جو نکیرین ترا کعبہ ہے کون | کہین ایسا نہو دل میرا پکارے عارض
خال رخسار کیجا داغ ہین میرے دلکے | توڑ کر لیگئے اس عرش کے تارے عارض
جب مقابل ترے رخ کے ہو تو نقشا بگڑے | چاند کو چودہوین تک روز سنوارے عارض
حلقۂ زلف مین آتی ہین کہ بوسے لے لوٹ | آنکھین بن بنکے یہ کرتے ہین اشارے عارض
دیکھ لیتے جو ستارے تو نظر لگجاتی | کوٹھے پہ ڈھانک لئے آپنے بارے عارض
تھما جائینگے فق ہونگے ہر اک بوسے پر | کیسے کیسے نہ ابھی لینگے حرارے عارض
اس نزاکت پہ یہ زلفون کے تھپیڑے ہین غضب | نیلگون دونون طرف ہوگئے سارے عارض

کہدے کہدے کہین اک دن ترے ہونٹھونکے نثار
چوم لے چوم لے اے قدر ہمارے عارض

۱۳ لیا ہے بوسہ لبونکا دل حزین کے عوض | کھرے رہے کہ نگین ملگیا نگین کے عوض

لپٹ ہی جاؤنگا مین اس جہان حسین کے عوض
کبھی تو ہان بھی نکلجائیگا نہین کے عوض

بہت کہری ہے تری سیم حسن کیا کہنا
ہرن کہری ہی ملی ابرو وجبین کے عوض

یہی پہراتا ہے قسمت جو دسترس ہو مجھے
سر آسمان پہ پٹکا کرون زمین کے عوض

ہمارا دشت ہی رمنا ہے دیدبازون کا
چھٹے ہین کالے ہرن چشم سرمگین کے عوض

کہان کی بال نکالی ہی ہمنے بال کی کہال
کمر کا شعر لکہا زلف عنبرین کے عوض

ہمارا نام ہے عشاق مین فنا فی العشق
جڑا ہے سنگ لحد مہر مین نگین کے عوض

بجاے داغ مرے دل سے نکلے نالۂ وآہ
مرے چمن مین اوگے سرو یاسمین کے عوض

کبھی تو دام مین یارون کے آہی جاؤگے
خدا سنائیگا ہان ہان نہین نہین کے عوض

بجاے بوسۂ لب گالیان سناتے ہو
یہ نیش تھی مری قسمت مین انگبین کے عوض

یونہین پونہچتی ہے پونہچے کا ہاتھہ گالون تک
ابھی تو انگلی ہی پکڑی ہی آستین کے عوض

ضرور چاہیئے ایک آدہ داغ بوسے کا
ملا ہے چاند کا ٹکڑا تمہین جبین کے عوض

کمال تنگ ہین اس کور دہ مین ہم اے **قدر**
ذرا کہے کوئی نفرین ہے آفرین کے عوض

ردیف طاے مطبقہ

16 یہ دہن یہ گالیان یہ منہہ کا بنجانا غلط
وہ مشن ہے خود غلط انشا غلط املا غلط

حال وعدو نکا تری موزون کیا تہا اسقدر
اہل مطبع نے مرا دیوان سب چہاپا غلط

طفل دلکو ہای کیون پہانسی لگائی زلف نے
اوسکی باتون سے ہوا کرتا تہا غم میرا غلط

سچ کہون آتا ہو کس کافر کو تیرا اعتبار
تو غلط گو قسمین سب جہوٹی تری وعدا غلط

ذکر کسکا کیجئے ہر ایک ہے حرف نادرست
کیا پڑہون مین صفحۂ عالم ہی سر تا پا غلط

زلف کا حلقہ امینون نے اوتارا ہو ہو
جب دہن کی پاس پونہچے ہوگیا نقشا غلط

خود ہی مین دیتا تمہین دل خود ہی روتا واہ واہ
تہمتین ہین جہوٹ ہی طوفان ہی بیجا غلط

جہوٹے وعدی کیون نکالی اس دہان تنگ سے
خود ترے منہہ سی معما ہوگیا تیرا غلط

صاد کی سورے مین جسدم صادیہ ہو مد درست
کب ہے چشم یار پر پہر ابرو زیبا غلط

وصف رخ نے وہ مرا دیوان جہکا جہک کر دیا
جسکے آگے ہوگیا اکسیر کا نسخا غلط

وصل ہوجائی تو سمجہون سچ ہی آ وعدہ خلاف
ورنہ یہ ہون ہون غلط ہان ہان غلط اچہا غلط

فرط بیتابی سے انکو لکہہ گیا ہون کچہہ کا کچہہ
سو جگہہ سے ہوگیا ہے یار کا نامہ غلط

جو گزرتی ہی وہی کہتا ہون اپنے شعر مین
شعر سچ ہین ورنہ ہو تقدیر کا لکہا غلط

آنکہہ مین تل آپکی ہے بیمروت کیون نہو
قاعدہ دیکہو تو جب ہی عین پہ نقطا غلط

بر نہ آیا ایک مطلب بہی مرا افلاک سے
سات ورقون کا رسالہ کسقدر نکلا غلط

آگے کہتا تہا وہ نہین جان جہان اجان ہن
قدر سمجہا روزمرہ ہوگیا اگلا غلط

۱۵

ہون اگر بار خط بہیجون مین ہر بار خط
اتنے لکہون یار خط پڑہنے ہون دشوار خط

رخ ترا قرآن ہوا یا کہ گلستان ہوا
کیا خط ریحان ہوا یا خط گلزار خط

خط کی بہی کیا بات ہے دور کی سوغات ہے
نصف ملاقات ہے بہیجئے اے یار خط

دیر نہ دم بہر لگا ہاتہہ جہپٹ کر لگا
کب سے گلے پر لگا ہے بت خونخوار خط

رنج کہان تک سہین نامہ بر آکر کہین
آپ سلامت رہین لیجیے سرکار خط

آپکے سر کی قسم مرتے ہین ابرو پہ ہم
شرط لگاو صنم لائے جو تلوار خط

خط مین نہ تو دیر کریا رانہ اندہیر کرہ
مین تو اولٹ پہیر کر پڑہتا ہون سو بار خط

کیون نہ پہرے گلبدن جا بجا کی نکلی سخن
نقطہ ہے تیرا دہن ہے خط پرکار خط

طول تہا اتنا گلا قطع نہ تہا سلسلا
دفتر عالم ملا جب ہوا طیار خط ؂

قشقہ و چین جبین زلف و خط عنبرین
ہمکو تو اے نازنین بہاتے ہین یہ چار خط

آنکہون کی تنویر ہے یا خط تقدیر ہے
آپ کی تحریر ہے آنکہون پر اے یار خط

دو ش سے اسکو اتارا زم بدن پر ہے بار
دیکہہ پڑے گا نگار صورت زنار خط

دل مین جو ہون غم بہری لکہہ کی دل آگی دہرے
رقعۂ شادی کرے دیدۂ خونبار خط

رخ کے جو بوسے لئے زخم جگر بہر دئے
ہوگیا میرے لئے مرہم زنگار خط

آگئے قاصد یہ تنگ **قدر** دہان ہین یہ ڈہنگ
بنتے ہین جا کر پتنگ جاتے ہین بیکار خط

۱۵ پہر بہار آئی ہوئے جمع پہر اسباب نشاط
چمن و بادۂ و دف ساقی و ارباب نشاط

دور گردون مین کجا دور مئے ناب نشاط
وہ تو ہے غم کا بہنور اور یہ گرداب نشاط

وہ مرا حال کہے دیتے ہین مین اونکا راز
غم کی برداشت او نہین ہے نہ مجہی تاب نشاط

غم فرقت مین لہو ہو کے گرے آنکہون سے
شیشۂ دل مین بہری تہی جو مئے ناب نشاط

بوٹی بوٹی مری مقتل مین پہڑکتی ہی پڑی
پرزے ہو کر بہی نہ بہولا ادب آداب نشاط

وصل ہو خواب مین تو ہجر ہو بیداری مین
غم کی تعبیر ہو دیکہون جو کبہی خواب نشاط

ہنستے ہنستے شب وصلت مین ہوئی شادی مرگ
صبح کاذب تہی ہماری شب مہتاب نشاط

مست و مدہوش ہوا نشہ مین ڈوبا ایسا
دور ساغر ہے مجہے حلقۂ گرداب نشاط

آنکہین کہلجاتی ہین دیدار رخ جانان سے
نور کے تڑکے سے کہلتے ہین مرے باب نشاط

خواب میں کیجیے ماتم ہی تو آنکھیں نہ کھلیں
نیند اوچٹ جائے اگر دیکھیں ہم خواب نشاط

ہاتھا پائی جو کرے وصل میں وہ رشک قمر
بام پر فرش کتان ہو شب مہتاب نشاط

اشک ہوں گریۂ شادی جو انہیں یاد کروں
دانت ہیں تیرے ہنسی میں در خوش آب نشاط

روئے خندان ترا او ترا ہے لئے تازہ بہار
آج مرجھایا ہوا ہے گل شاداب نشاط

تنگدستی کی دوائیں ہیں سرور و مستی
سیکھ لے ہم سے کوئی نسخۂ نایاب نشاط

دن چڑھا خوابگہ وصل سے اوٹھیے ای قدر
صبح سے بیٹھے ہیں انعام کو ارباب نشاط

ردیف ظاے منقوطہ

١٦

گستاخ ہوا جنوں نہیں سمجھتا ہوں کب لحاظ
باقی نہیں رہا ہی کسیکا ادب لحاظ

چتون میں تھرچال میں محشر لبوں میں سحر
ہے نیچی نیچی نظروں میں تیرے غضب لحاظ

اب یہ سنا کہ آئینہ بنتا نہیں وہ ہاں
مشہور ہو گیا ہے ترا تا حلب لحاظ

ان روزوں بات بات میں رہتی ہی چھیڑ چھاڑ
میں اور چھیڑتا ہوں وہ کرتے ہیں جب لحاظ

خورشید اب چمک کے نکلتا ہے سامنے
باہر نکل کر آپنے کھویا ہے سب لحاظ

یہ ربط ہے عروس لحد اور میں ہوں ایک
اب وہ کہاں رہا کہ جو تھا پہلے شب لحاظ

تم ایک اگر کہوگے تو میں دس سناؤنگا
تمکو نہیں حجاب تو مجھکو ہے کب لحاظ

مجنوں کو ہمسے پوچھیے یا ہم کو قیس سے
آپسمیں خوب رہتے تھے تعظیم ادب لحاظ

کیوں یار وہ اشارے وہ باتیں کدھر گئیں
آنکھوں کے مثل سیکھ گئے لعل لب لحاظ

غنچے کے مثل جامے سے باہر ہوا تو کیا
وہ آدمی ہے رکھے جو وقت غضب لحاظ

پھنسنا تہا زلف مین ہوئین ہتہ پہیریان ادہر
دل جب تلک تہا پاس جبہی تک تہا سب لحاظ

کون اپنی آبرو کو وہان خاک مین ملائے
آتا ہے ہمکو جاتے ہوئے بے طلب لحاظ

تم رشک مہر ہو تو چرائو نہ دن کو آنکھہ
تم ماہ ہو تو پہر نہ کرو وقت شب لحاظ

رندون سے مفت حضرت واعظ اولجھتے ہو
بوڑہا سمجھکے آپکا کرتے ہین سب لحاظ

گیسو مین دل سے آنکھہ چرائے نہ کیون نگاہ
شوہر سے ہر عروس کو ہے ایک شب لحاظ

وہ تو سمجھہ چکا انہین الفت ہے قدر سے
پہر آپکو رقیب سے ہے نے سبب لحاظ

۱۵ رونے مین جان کا خدا حافظ
ڈر ہے طوفان کا خدا حافظ

حضرت دل جنون مبارک ہو
رخ ہے میدان کا خدا حافظ

تپ غم سے مزاج برہم ہے
دن ہے بحران کا خدا حافظ

میرا دل لیکے کہو دیا کیا خوب
آپکے دہیان کا خدا حافظ

نظم کرتا ہون حال دزد حنا
میرے دیوان کا خدا حافظ

آنکھہ پڑتی ہے دل پر اوس بت کے
اپنے قرآن کا خدا حافظ

دست وحشت نے پاؤن پہیلائے
اب گریبان کا خدا حافظ

اے صنم وصل ہو تو پوجون پاؤن
خیر ایمان کا خدا حافظ

کہینچتا ہون مین تیغ نالہ و آہ
تیرے دربان کا خدا حافظ

تیز ہے اونکا نشتر مژگان
اپنی شریان کا خدا حافظ

مزرع دہر ہے متاع غرور
اسمین انسان کا خدا حافظ

اب دہڑی جمتی ہے خدا کی پناہ
شوق ہے پان کا خدا حافظ

لاکھہ بکئے نہین سمجھتا دل ۔۔۔ ایسے نادان کا خدا حافظ
جھڑکی ہر وقت کی معاذ اللہ ۔۔۔ غصہ ہر آن کا خدا حافظ

قدر کو بتکدے مین دیکھا ہے
اس مسلمان کا خدا حافظ

ردیف عین مہملہ

۱۵ کس شعلہ رو کی یاد مین ہے بیقرار شمع ۔۔۔ کیا کیا تڑپ رہی ہے مثال شرار شمع
اوس قد کی دہو کے تکتا ہون مین بار بار شمع ۔۔۔ اندہیر کر رہی ہے شب انتظار شمع
پہر پہر کے گرد صدقے ہو پروانہ وار شمع ۔۔۔ گیسو تو دود شمع ہین رخسار یار شمع
دل بجھگیا مرا ترے گیسو کے روبرو ۔۔۔ کالے کے سامنے نہ جلے زینہار شمع
مجھسے جو خاک بچ رہی پروانہ بنگیا ۔۔۔ تم سے بچا جو نور بنے اوس سے یار شمع
پروانہ سوز عشق مین جب جان دیچکا ۔۔۔ جلکر ستی ہوئی وہین بے اختیار شمع
شعلے کیطرح کانپ اوٹھا جسم ناتوان ۔۔۔ ہمراہ غیر قبر پہ لایا جو یار شمع
پروانے سوز عشق سے جل جلکے خاک ہون ۔۔۔ جلدی نکال لے کہین جو لگا بخار شمع
آتا ہے یار بزم مین فانوس کو اوٹھاؤ ۔۔۔ پوشاک کو کرے نہ کہین تار تار شمع
لکھتا ہون بیٹھہ بیٹھکے جب اوسکے سامنے ۔۔۔ روتی ہے حال زار پہ کیا زار زار شمع
گلگیر زلف یار ہے پروانے خال ہین ۔۔۔ فانوس ہے نقاب تو رخسار یار شمع
سانچے مین اوسکا سارا بدن ہے ڈہلا ہوا ۔۔۔ رخسار سے ہی پاؤن تلک قد یار شمع
تاریکی لحد کی خبر کوئی لے ذرا ۔۔۔ کب چاہتا ہون مین سر سنگ مزار شمع

وہ ایک ہی ہے لاکہہ دلیلین کوئی کرے | اوجیب لاایک لاکہہ جلاؤ ہزار شمع

اے قدر روشنی مین کٹے گی شب لحد
ہوجائے گا جمال شہ ذوالفقار شمع

ردیف غین معجمہ

۱۶

کہلتے ہی مثل لالہ ہوئے مبتلائے داغ | اوٹہتے ہی باغ دہر مین ہمنے اوٹہائے داغ

اہل عروج رکہتے ہین دل مین کدورتین | یہ رمز ہے کہ چاند ہوا مبتلائے داغ

افسوس گہر رقیب کا روشن ہو یار سے | روشن ہماری قبر مین ہون شمعہائے داغ

ہون تمسے صاف قتل کرو تیغ پونچھ لو | اے یار کیا مجال کہ دامن پر آئے داغ

ہے عشق سلطنت مرا دل بادشاہ وقت | سایہ کئے ہے سر پہ ہمیشہ ہمائے داغ

باغ جہان مین دود جگر سے گھٹا اوٹھی | طاؤس کی روش دل وحشی نے کہائے داغ

کیون کوئی اونکے خال سیہ فام پر مرے | کیون مثل مہر نام کو اپنے لگائے داغ

ہمکو مٹایا نقش قدم کیطرح تو کیا | جب جانین وہ نگار جگر کا مٹائے داغ

جلکر توانبا ہون مین گرمی عشق سے | ہے داغ میرے واسطے مین ہون برائے داغ

اے تیر یار تکتے ہین ہر لحظہ تیری راہ | دلمین کہلے ہوئے ہین مرے دیدہائے داغ

عشق بتان مین ظاہر و باطن ہے ایک سا | زخمونکا کچہہ شمار نہ کچہہ انتہائے داغ

دربیش تہا معاملہ دربار عشق مین | محضر پہ مہر ہوگئی جب دل نے کہائی داغ

سینچا ہے ہمنے دیدۂ خونبار سے اسے | سینے مین اپنے لالہ شگفتہ ہے جائے داغ

سرکار مین خزان کے یہ نا منصفی ہوئی | گل نذر دیکے بلبل نالان نے پائے داغ

ٹکڑے دل وجگر ہوے آنکھو نکے سامنے ‫|‬ کس کسکے اس جہان مین خدانے دکہای داغ

مانند شمع جلگئے ہر شعر پر زبان
اے قدر کیون بیان کیا ماجرائے داغ

ردیف فائے فوقانی

۱۹
بلبل کا خون مفت بہایا ہزار حیف ‫|‬ صیاد تجھکو رحم نہ آیا ہزار حیف
اپنے کئے کا پاس نہ آیا ہزار حیف ‫|‬ مجھکو بنا کے تونے مٹایا ہزار حیف
دنیا سے تونے ربط بڑہایا ہزار حیف ‫|‬ اک بیوا کے دام مین آیا ہزار حیف
دلکی کدورتون سے یہی ہمکو داغ ہی ‫|‬ تو کیا نہ آلگے گا ترا سایا ہزار حیف
اے گل لحد پہ خاک اوڑاتی رہی صبا ‫|‬ اک پہول بہی نہ تمنے چڑہایا ہزار حیف
منعم نے کیون جہا نمین بنائین عمارتین ‫|‬ ویرانے مین مکان بنایا ہزار حیف
مختار ہے وہ شوخ مرا او سپہ ور کیا ‫|‬ آیا ہزار شکر نہ آیا ہزار حیف
مانند زلف کیون نہ پریشان ہا کرون ‫|‬ سر پر چڑہا کے تونے گرایا ہزار حیف
تارونکی طرح آنکھونمین کاٹی تمام رات ‫|‬ وہ ماہ ایکدم بھی نہ آیا ہزار حیف
کیون اپنا پردہ فاش کیا اپنی ہاتھہ سے ‫|‬ غیرون کو تمنے گھر مین بلایا ہزار حیف
پیدا کیا تہا تونے عبادت کیواسطے ‫|‬ اک بت نے اپنا بندہ بنایا ہزار حیف
سنتے تھے ہم حضور کا ہر شے مین داخلہ ‫|‬ پر آپکو کہین بھی نہ پایا ہزار حیف
ہم جانتے تھے بوسہ عنایت کروگے تم ‫|‬ بوسہ تو کیسا منہہ نہ لگایا ہزار حیف
ہمنے اوٹھائے ناز تمہارے تمام عمر ‫|‬ تمنے جنازہ بھی نہ اوٹھایا ہزار حیف

سائے کیطرح ساتھہ جو رکھتا تو خوب تھا
دیوانہ اوس پری نے بنایا ہزار حیف

سو بار کہہ چکا کہ ہے دل آپ ہی کا مال
پھر بھی گیا نہ اپنا پرایا ہزار حیف

مرنے سے میرے سبکو کم و بیش غم ہوا
صد حیف یا کسی نے کہا یا ہزار حیف

ہان کہدیا تھا سنکے اَلَستُ بِرَبِّکُم
کیون خاک مین پھر اسمین ملایا ہزار حیف

دیکھا جو تمکو **قدر** نے غش کھا کے گر پڑا
کیون تمنے دوڑ کر نہ اوٹھایا ہزار حیف

ردیف قاف فوقانی

۱۸ آج دن بھر راہ دیکھی وہ نہ آئے الفراق
اور شب بھر دیکھہ لون مین اب نہین تو کل فراق

شہر ہستی سے ہر دو منزل پہ بستی عشق کی
منزل ثانی لحد ہے منزل اول فراق

چلتے چلتے اونکی اک تلوار مجھپہ چلگئی
ہر صدائے پا مجھے تکبیر تھی مقتل فراق

کیا شب تاریک کے ڈر سے نہین جاتا ہے تو
آہ سوزان کی دکھا دون مین تجھے مشعل فراق

بدلے نیکی کے بدی ہو یہ بھی قسمت کا لکھا
تخم الفت ہمنے بویا اوسکا پایا پھل فراق

جاتے جاتے وہ پلٹ آئین تو اچھی سیر ہو
دھوم اودھر ڈالے وصال اور اوسطرف ہلچل فراق

یہ تو اب میرے اوٹھانے سے بھی اوٹھہ سکتا نہین
میرے بار غم سے ایسا ہو گیا بوجھل فراق

تو گیا اے مہر اودھر آئی نئی برسات ادھر
اشک بوندین سوز برق آہین دھنک بادل فراق

عید کی شب جیسی شادی مرگ کوئی رند ہو
مجھسے تمسے ہو گیا اے مہ شب اول فراق

گھر سے ہم تا بیستون پونھچے وہان سے تا بہ نجد
دیکھیئے دکھلائیگا اب کونسا جنگل فراق

رنج و غم تیرے جلو مین چلتے ہین اے شاہ عشق
دوڑتا ہے خود سواری مین تری پیدل فراق

آفتاب ہجر سے بہتر شب تاریک وصل
دور رکھے اپنے یہ جلتی ہوئی مشعل فراق

اور بھی چمکے محبت جب جدا ہو کر ملے
واقعی آئینۂ الفت کا ہی صیقل فراق

آئی بھی میرے نصیبون سے تو بیٹھے مجھسے دور
وصل کی صورت جو دکھلائی بھی ہی تو کالفراق

رنج و غم کی جنتری مین ہوگا ڈھیلا بند بند
میری رگ رگ سے نکالیگا مراکس بل فراق

عاشقی مین ایڑیان رگڑین مگر نکلی نہ جان
دیکھنا یہ عقدۂ مشکل کرے گا حل فراق

عیش وٹھا کر مجھسے اوٹھیگا نہ پھر رنج و ملال
یا الٰہی وصل جانان بعد ہو اول فراق

چلدیئے منہہ پھیر کر وہ قدر چلاتا رہا
العیاث الغیاث الفراق الفراق

۱۳

ہم وہ ہین اللہ کے آگے کیا اقرار عشق
آسمان خم ہوگیا ہمنے اوٹھایا بار عشق

جنسے الفت ہوگئی رہتے ہین وہ میرے پڑوس
اوس طرف وہ اس طرف ہین ہم بیچ دیوار عشق

حضرت دل ٹھنڈی سانسین اور خاموشی ہی کیا
مہربان معلوم ہوتے ہین یہ آثار عشق

ہم اونھین القاب لکھتے ہین شہ اقلیم حسن
وہ ہمین خط مین لکھا کرتے ہین منصبدار عشق

سخت دونون آفتین ہین حفظ مین رکھے خدا
ایک تو مرگ مفاجات اور ایک آزار عشق

سکہاے داغ کا دلمین خزانہ ہوگیا
آج کل چمکے ہوئے ہین طالع بیدار عشق

تمکو دیکھا ہے تو آنکھون مین سلائی پھیر دو
بند بھی کر دو کبھی یہ روزن دیوار عشق

چرخ چارم سے اوتر آئینگے گھبرا کر مسیح
حشر توڑیگا کراہی گا اگر بیمار عشق

قبر ٹھکرا کر مرے پاے حنائی سے کہا
ہوش مین آ اوٹھ تو بیٹھا گرمی بازار عشق

روتے روتے آپکے غم مین یہ نوبت ہوگئی
مثل مژگان سوکھکر کانٹا ہوا بیمار عشق

حسن کے بندے ہوئے ہین آزما لو اے بتو
بیچ لو چاہو ہمین چلکر سر بازار عشق

دونو نکو واعظ سر بازار دیجا لے گا وہ شوخ | تیرے دستار فضیلت بندکی دستار عشق

ایک وامق ایک مجنون ایک فرہاد ایک قدر
بس یہی چار آدمی ہین واقف اسرار عشق

ردیف کاف تازی

نہ چھٹا عشق رخ رشک گلستان ابتک | میرے مرقد پہ عنادل ہین غزلخوان ابتک ۱۶
نظر آتی نہین صبح شب ہجران ابتک | چوٹی ایڑی سے گزرتی تری جانان ابتک
حور دیکھین حور ہو پری دیکھین پری ہو اےجان | ہمنے دیکھا نہین اس ٹھاٹ کا انسان ابتک
بیگنہ قتل کیا ہے تو یہ ہنسا کیسا | او ستمگار ہوا تو نہ پشیمان ابتک
تیرگی دیکھ کر اے ماہ شب مرقد کی | شمع روتی ہے سر گور غریبان ابتک
آسمان سے یہ فرشتونکی صدا آتی ہے | ہمسا پیدا نہ ہوا اے مہ تابان ابتک
ابتلک دل نے نہ پہچانا رخ یار کا وصف | اوس غبی کو نہوا حفظ یہ قرآن ابتک
ملگئے آپ گلے سے یہ بڑی خیر ہوئی | کب کا پرزے ہوا ہوتا یہ گریبان ابتک
خم کے خم صاف ہو لئے اور تہ کا ساقی ہی | نہ چھٹا نام خدا مجمع رندان ابتک
جی مین آتا ہی کہ زلفون کے حوالے کردن | کچھ سمجھتا نہین اپنا دل نادان ابتک
چھپکے ہر روز فرشتونکی طرح جاتے ہین ہم | مر گئے پر نہ چھٹا کوچہ جانان ابتک
کل شب وصل ہین سونگھی تھی جو بوے گیسو | ہے اوسیدم سے دماغ اپنا پریشان ابتک
حق تو یہ ہے کہ اگر دو دبستان ہوجاتا | ایک بھی ہند مین بچتا نہ مسلمان ابتک
نغمہ قلقل و آواز دف و صحن چمن | آنکھ مین پھرتا ہے سب وصل کا سامان ابتک

روے نگین کی صفت کرتا کیا اے قاصد
تو نے دیکھا نہین شاید طرہ دیوان ابتک

منہہ لگاتا نہین اے قدر ہمین یار بہت
خوب کہلتے نہین ہمسے لب خندان ابتک

یون تو ہے اونکا جسم بہر نازک
ہے مگر بال بہر کمر نازک

بات مین ٹوٹے بات مین جڑ جاے
ہے بہت خاطر بشر نازک

بندہ بہی اوسقدر ہے زار نحیف
آپ ہین یار جسقدر نازک

ہے کمر سے دہن کہین نایاب
ہے دہن سے کہین کمر نازک

کچھہ نہ پوچھو کہ اونکے ہونٹھہ ہین کیا
برگ گل سے زیادہ تر نازک

ہر بہانے سے ٹالتے ہین ہمین
بنے رہتے ہین رات بہر نازک

اوبہرا سینہ بہر بہر کے رخسار
شانے طیار ہین کمر نازک

میرے سینہ پہ سر نہین دہرتے
مجھے کیا تم ہوئے اگر نازک

پہلوان بنکے توڑتے ہو دل
بنو گے کیسے وقت پر نازک

رکھنے دیتے نہین ہو ہاتھہ ہمین
اجی ایسی بہی کیا کمر نازک

کہین جایا نہ کیجے شبکو
وقت آیا ہے اے قمر نازک

جب پڑی آنکھہ لاکہہ بل کہائے
اُف مزاج اتنا فتنہ گر نازک

اپنے موقع کی ہے ہر اک شے خوب
چہاتیان سخت ہون کمر نازک

تیغ باندہو برابر ابرو کے
کہ کلائی ہے کسقدر نازک

سخت باتون کی قدر کو نہین تاب
کہین شیشے سے ہے جگر نازک

ردیف کاف فارسی

دم بھر کو چلیئے مجمع اغیار سے الگ
کچھ عرض کرنی ہی مجھے سرکار سی الگ

دیوانہ جانکر ہمین کہتا ہے وہ پری
بستر لگائے مری دیوار سے الگ

ہم اپنی ڈیڑہ اینٹ کی مسجد الگ بنائین
دل لیکے بیٹھین کا فرو دیندار سی الگ

اوٹھتا نہین ہے سانپ خزانے پہ بیٹھکر
کیونکر ہو زلف یار رخ یار سے الگ

بو ہون مگر وہ بو کہ جو ہو پہول سے جدا
گل ہون مگر وہ گل کہ ہو گلزار سے الگ

اتنی گریز کیا ہے تڑپتا نہ چھوڑئے
گردن تو ہو بھی خنجر خونخوار سے الگ

مین لاغری سے خط کف پای دست ہون
نقش قدم رہے قدم یار سے الگ

یارب مدام بوسۂ چشم صنم ملے
ساغر کبھی نہو لب میخوار سے الگ

ابرو کی لون بلائین تو کہتے ہین ناز سے
کاٹو گے ہاتھ الگ مری تلوار سی الگ

پھبتی کھو نہین قد پہ ابھی نخل طور کے
دم بھر نقاب ہو جو رخ یار سے الگ

اندھیر ہو رہا ہے ترا کوے یار مین
دستار سے سر ہے تن زار سی الگ

کہتے ہین ہنسکے دیکھو نہ کالا کہین ڈسے
رکھیے گا ہاتھ گیسوے خمدار سے الگ

پہر وصل مین یہ فتنۂ خوابیدہ جاگ اوٹھا
سوئے حضور عاشق غمخوار سے الگ

دیکھو نہ اے مسیح کہین جان پر بنے
زانو نہ کیجیے سر بیمار سے الگ

اے قدر اندنون ہے دماغ آسمان پر
ہے یہ زمین جہان کے اشعار سے الگ

ردیف لام

محو دیدار کو تم غش مین جو پایا شب وصل ۲۱
لخلخہ زلف معنبر کا سونگھانا شب وصل

چال سے ہے پاؤنمین مہندیکا لگانا شب وصل
ہاتھہ آیا ہے ترے خون بہانا شب وصل

شب غم کا جو سناتا ہون فسانا شب وصل
نیند کا کرتا ہے عیار بہانا شب وصل

رکھے اللہ تری شرم کو ہوگی نہ سحر
خیر بہتر ہے ترا منہہ نہ دکہانا شب وصل

مین بہی جانون کہ مرے دلکا پہپولا پہوٹا
کاش ٹوٹے کوئی پازیب کا دانا شب وصل

اک ہمین یار کی پٹی سی لگے روتی ہین
ورنہ یون چین اوڑتا ہے زمانا شب وصل

قاب قوسین کے رتبے سی نہین کم مجہکو
دونون ابرو کے اشارے سے بلانا شب وصل

دونون ہاتہون سے جگر تہام کے بیٹہو صاحب
چہیڑتا ہون شب فرقت کا فسانا شب وصل

سوز غم اسمین بہراہی کہین چہالے نہ پڑین
میرے سینے سے نہ تم سینہ ملانا شب وصل

ہمنے پہرون شب غم مین کف افسوس ملے
یاد آیا جو زبانون کا لڑانا شب وصل

مرکے ہوجاتا ہی معشوق حقیقی ہی وصال
شب مرقد کو سمجھہ لیتے ہین دانا شب وصل

دونون صورت مین ہوئی وعدہ خلافی تمسی
چلے آنا شب ہجر اور نہ آنا شب وصل

زندے مرجاتے ہین جی اوٹہتے ہین مردے سنکے
میرے نالے شب ہجر آپکا گانا شب وصل

تیری قسمت مین تہا اے غیر تڑپنا شب ہجر
میری تقدیر مین تہا چین اوڑانا شب وصل

مجھسے جب دورہی بیٹھے تو برابر ہی مجھے
اونکا آنا شب وصل ورنہ آنا شب وصل

چاندنی رات تو ہے دورۂ ساغر بہی ہو
کہ کٹورا سی یہ آنکھین نہ چرانا شب وصل

لاکھہ چالین چلو سو فقرے کرو سو چہنٹے دو
نہ چلے گا کوئی صاحب کا بہانا شب وصل

اپنے مطلب سے ہی مطلب جو تمہاری مرضی
ہمنے مانا نہ ہمین پاس سلانا شب وصل

خیر تشریف ادہر لاسے تو احسان کیا
مشفق من مرا کہنا تو نہ مانا شب وصل

لیٹے لیٹے وہ بگڑ اوٹھتے ہین گھر جانے پر
کروٹین لیتا ہی رہ رہ کے زمانا شب وصل

شب فرقت مین تمہین اُسنے ستایا جتنا
قدر تم اسکے عوض اُسکو ستانا شب وصل

۱۵

باغ کا تہا چراغ گل غم سے تھے داغ داغ گل
پا کے ترا سراغ گل ہو گئے باغ باغ گل

دل مین ہماری جان کا نام نہین نشان کا
عشق کی دودمان کا آج ہوا چراغ گل

اے بت مست گر زمست ہی کیا تجھے خبر
رہگئی کھول کھول کر باغ مین کیون ایاغ گل

دل کی جو تھی بندہی کلی پھوستے لالہ ہوگئی
زخم سے بصد خوشی کھائے بصد فراغ گل

اشک ہین جوشش سحاب داغ ہین تاب آفتاب
شرم سے شبنم آب آب رشک سے داغ داغ گل

شور اُٹھا جو آہ کا چہرہ بتون کا فق ہوا
چلنے لگی جہان ہوا ہونے لگے چراغ گل

قامت و رُخ سے راہ ہی تجھ بہ چمن تباہ ہی
سرو مثال آہ ہی اور برنگ داغ گل

تجھسے پتنگ داغ داغ تجھسے ہزار باغ باغ
تو ہی ہی بزم مین چراغ تو ہی میان باغ گل

دیکھکے گیسوے دوتا دل مرا سرد ہو گیا
کالے کے سامنے ہوا آج مرا چراغ گل

ہمکو کہان دماغ ہی سیر سے خود فراغ ہی
سینہ تو خانہ باغ ہی سینے کے سارے داغ گل

ابر غبار دہو گیا لعل و گہر پرو گیا
قطرون سے ملکے ہو گیا گوہر شب چراغ گل

ساقی ادہر بھی کوئی تو جام بڑہا دے یا سبو
نکہت گل ہوئی کی بو اور ترا ایاغ گل

ہو گئے تم جہان کھڑے شرم سے نخل گل گڑے
اور ذرا جو ہنس پڑے ہو گئے باغ باغ گل

مجھسے نہ اُڑ تو عندلیب میرا ترا ہی اک نصیب
مجھسے ہی سرگران حبیب تجھسے ہی بد دماغ گل

چین اوڑائین قدر ہم سا تون فلک سے ہین ہم
ساقی و بادہ و صنم چنگ گزک چراغ گل

خط بھیجتا نہین بت خود کام آج کل ۱۸ آجاے کاش موت کا پیغام آج کل
اندھیر ہی کہ زلف نے دل کو اوڑا لیا ہوتی ہین چوریان یہ سرشام آج کل
ساقی پھرا ہوا ہی کہ قسمت پھری ہوئی ہی دور جام گردش ایام آج کل
فصل بہار آتی ہی بلبل کی خیر ہو طیار ہوتے ہین قفس و دام آج کل
ہمکو بھی جان نثارون مین گنتا ہی وہ قمر ہم بھی ہوئے ہین شہر مین بدنام آجکل
ساقی سبو تو کیا ہی نہین خم یہ بند ہم لیکن ہمارے پاس نہین دام آج کل
سارے جہان نے کلمہ جو اس یار کا پڑھا کیا گھٹ گئی ہی رونق اسلام آج کل
صیاد ہمکو چھوڑ دے اک ہم نہون نہون لاکھون تڑپ رہے ہین تہ دام آجکل
ان روزون دہر کیا ہمیں دیتا ہی ٹھوکرین مٹتا ہی میرا ابلق ایام آج کل
ٹھوکر لگا کے قبر کو کہتا ہی وہ مسیح تمکو تو خوب سوجھا ہی آرام آج کل
مژگان کا رخ پھرا ہی مرے دل سے اندنون اس چھوٹی سی گڑھی پہ ہی بند ہالا کام آجکل
کمرے مین لیٹے رہتے ہین اس آفتاب کے یکسان گزرتی ہی سحر و شام آج کل
للہ آپ آؤ کہ مجھکو بلاؤ تم کبتک رہے گی ای بت خود کام آج کل
مسکن کیا ہی میرے دل داغدار مین سیر چمن مین ہی وہ گل اندام آج کل
فصل بہار آئی ہی ڈہلتے ہین شعر تر رہتا ہی دور بادہ گلفام آج کل
کیا پھر کسی جوان کو نظر پر چڑھا ہو گے کچھ بیٹھتے بہت ہو لب بام آج کل
ای ماہ چار دہ یہی دن ہین شباب کے مقصد کو پونہچے عاشق ناکام آج کل

شیشہ بغل مین دوش پہ خم ہاتھ مین سبو
ای قدر لب بلب ہی لب جام آج کل

۱۹ سیلتے گئے وہ راحت و صبر و قرار دل — اُجڑا پڑا ہوا ہی ہمارا دیار دل

کھویا بس ایک آہ نے صبر و قرار دل — جی بھر کے ہجر یار مین نکلا بخار دل

سینے مین جم رہا ہی برا غبار دل — کیا جیتے جی بنے گا الٰہی مزار دل

زخمون کا کچھ حساب نہ داغون کا کچھ شمار — کیسا کھلا ہوا ہی مرا لالہ زار دل

ترچھی نگہ کے تیر سے صیاد چھید لے — آکر پھنسا ہی زلف مین تیری شکار دل

ذرون مین ہی ٹھکانا نہ قطرون مین ہی پتا — اُف اوہ دیکھیے تو ذرا انتشار دل

ہر آہ بامراد ہی ہر نالہ پُر اثر — کیا چہچہی ہانکین بول رہا ہی ہزار دل

پیارا انہین سمجھے وہ زیادہ حضور سے — جب آپ ہی پھرے ہین تو کیا اعتبار دل

یہ ضعف ہی زبان تک آنا محال ہی — مین کس طرح سناؤن تمہین حال زار دل

کیسا ہوا ہی آپ سے باہر فراق مین — دل پر کسی طرح نہ رہا اختیار دل

درویش ہر کجا کہ شب آمد سرای اوست — کیونکر نہ زلف یار مین ہوتا قرار دل

اُنکا کبھی جگر مین کبھی دل مین ہی مقام — دل ہی فدا جگر کے جگر ہی نثار دل

بس ننگے پاون گھر سے نکلنا پڑا ابھی — سن پائیے جو نالۂ بے اختیار دل

جھپکی پلک نگاہ مرا کام کر گئی — ٹٹی کی آڑ آپ نے کھیلا شکار دل

الیسون کے آڑے آتا ہی کوی جہان مین — چھاتی یہ اپنی ہی کہ ہوے پردہ دار دل

بنتا ہی ابر جیسے بخارات ارض سے — بن بن کے اشک آپ پہ نکلا بخار دل

از بسکہ بیقرار ہی لے ہاتھ مین سلے — جاتا ہی تیرے ہاتھ سے غافل شکار دل

حیران ہون یہ رام کہانی سنیگا کون
وہ ہت کیجا گیا کہ بیشمار دل

ای قدر پرزے پرزے اُڑایہ شہید غم
لو کربلا مین چلکے بناؤ مزار دل

۸ کب تک سہیگا تیری جفا دل نالش کریگا روز جزا دل
پتھر ترا دل شیشہ مرا دل ہشیار رہنا خالق ہی عادل

دل سے الگ چل تو کچھ بتائین دیتا ہی ہمکو غمگین صدائین
سہنا ہی دن بھر تیری جفائین کرتا ہی شب بھر گلا دل

عیش و تمنا زخمی برابر امید و ارمان کشتہ سراسر
کیا رن پڑا ہی اللہ اکبر کعبہ نہ کہئے ہی کربلا دل

زخمون کی شدت داغونکی کثرت کس کسکو روؤن ہی ایک آفت
کرنی تھی یا رب یہ ہی جو خلقت دینا تھا مجھکو سب سے بڑا دل

لو اوسو کر فتنے جگاؤ سینے سے میرے مکھڑا ہٹاؤ
ہاتھون سے ملکر جلدی بجھاؤ یہی جلا دل اُف اُف پھنکا دل

تیر مژہ پر ہم کرتے صدقے ایسے جو صد ہا ہوتے کلیجے
زلفون پر انکی قربان کرتے ایسے جو لاکھون دیتا خدا دل

اللہ اکبر اتنی پڑی آنکھ ابکی پڑی آنکھ ابکے پڑی آنکھ
ابکے لڑی آنکھ ابکے لڑی آنکھ ابکے گیا دل ابکی گیا دل

دزد حنا کی یا ہاتھ آیا یا سوز دل نے پھونکا خدایا
آخر جگر کو کسنے اوڑایا پہلو مین میرے یا وہ بھی یا دل

ردیف میم

۱۸ سوئے جاکر مزار مین ہم
اب پہنچے ہین کوے یار مین ہم

جب خاک ہوے تو اوج پایا
مل ملکر اوڑے غبار مین ہم

پوچھیگا کون روز محشر
ای یار ہین کس شمار مین ہم

ہی یار کا گھر تو کوی دلمین
کیون رہتے ہین کوے یار مین ہم

دفنا کے چلے ہین آپ گھر کو
ٹھہرینگے کوئی مزار مین ہم

افسوس کہ کچھ نہ لطف دیکھا
دیوانے ہوے بہار مین ہم

دل چھوڑ کے کوچۂ بتان مین
پھرنے لگے کوہسار مین ہم

گیسو کا نہ حال ہمسے پوچھو
ان روزون ہین انتشار مین ہم

کیا جوشش جنون سے لاغری ہے
کانٹا ہوے ہین بہار مین ہم

تنہا ہون گے تو ہوگی وحشت
پھاڑینگے کفن مزار مین ہم

جسم لاغر سے دم نکلجاے
کیون اولجھے ہین ایک خار مین ہم

وصفِ خطِ عارض منوّر
لکھتے ہین خط غبار مین ہم

گل دیکھ کے ہاتھ پاون پھولے
بیخود ہوے یہ بہار مین ہم

ہین تار نگاہ انتظاری ہے
یہ زار ہین انتظار مین ہم

اسکے تو نگاہ روبرو ہو ہے
ٹھنڈے ہین بس اسکے وار مین ہم

جانی پیارے حضور معشوق
کیا کچھ نہین کہتے پیار مین ہم

جب عشق کیا تو شرم کسکی
چلّاو ٹھین ہزار مین ہم

ای قدر کہین وصال بھی ہو
مر جائین فراق یار مین ہم

۱۷

خدا کو مانو ہنسی نہ جانو نہ میرے دل پر جفا کرو تم
ہلیگا عرش خدا کا یا یہ ذرا تو خوف خدا کرو تم

زمانہ اولٹا ہی کیا کرو تم بدا جو ہی وہ ادا کرو تم
وفا کرین ہم جفا کرو تم دعا کرین ہم دغا کرو تم

سرور وصلت کہ رنج فرقت دوا ے الفت کہ درد کلفت
نشان بوسہ کہ داغ حسرت قبول ہی جو عطا کرو تم

رہینگی یونہین بلون پہ چوٹی نکالیے لاکھ مانگ سیدھی
نکل گیا سانپ جب خبر لی لکیر پیٹا کیا کرو تم

ہمین نے پہلے گلا کٹایا ہمین نے قاتل تمہین بنایا
ہمین نے یہ رنگ سب جمایا ہماری حق مین دعا کرو تم

ابھی کفن مردے پھاڑ ڈالین ابھی مزارون سے سر نکالین
ابھی جو محشر کی چال چلیے چالین ذرا قیامت بپا کرو تم

دل و جگر پلکوں پہ کھینچا اور تو جان قربان ہی لبوں تک
اب ایک سر ہی آسے بھی کیا قدم پہ اپنے فدا کرو تم

نباہ ہوگا اسی مین باہم ہے یہ دونوں طرف کا عالم
کرین تکلف نہ تمسے کچھ ہم نہ ہمسے شرم و حیا کرو تم

ہزار دل ہوں جو ای جفا جو دریغ تمسے نہین سر مو
اسیر گیسو قتیل ابرو شہید ناز و ادا کرو تم

چلو بہت ہو چکی رکاوٹ کہانکا پردہ اٹھاؤ گھونگٹ
لپٹ بھی جاؤ گلے سے جھٹ پٹ بہت نہ غمزی کیا کرو تم

لگا ہی دل ہمسے خیر بہتر رہین جو اغیار ہین مکدر
ذرا نہین اختیار جسپر پھر اُسکے بارے مین کیا کرو تم

ہماری شہرگ پھڑک رہی ہی کہ روح آمین اٹک رہی ہی
تمام گردن لٹک رہی ہی ابھی نہ خنجر جدا کرو تم

ہوئین جگت آشنا نگاہین ہین کفر و اسلام سب سے راہین
ملو تم اُس سے وہ جسکو چاہین نئے نئے آشنا کرو تم

ہماری نالونکو سن جو پاؤ یقین ہی غش کھا کے لوٹ جاؤ
نہ لوٹ جاؤ نہ غش مین آؤ تو دفعتہً واہ وا کرو تم

بہت نہ پھٹکے ہوسے رہو تم ہنسے ہو اب جو بڑی ہو تم
جو بوسے لون تو کیا کہو تم گلے لگا لون تو کیا کرو تم

بجا ہی بیجا مرا گلا تھا تمھارا اسمین گناہ کیا تھا
یہ میری تقدیر مین لکھا تھا کہ مجھ پہ جور و جفا کرو تم

بتاؤ ای **قدر** کیا کہا تھا یہی نتیجہ ہی عاشقی کا
غریب و بیکس ذلیل و رسوا خراب و خستہ پھرا کرو تم

ردیف نون

جو ہی عرش پر وہی فرش پر کوئی خاص اُسکا مکان نہین ٢٣
وہ یہان بھی ہی وہ وہان بھی ہی وہ کہین نہین وہ کہان نہین

مجھے بوسہ دینا ہو دی بھی دی نہین صاف کہدی تو ہان نہین
ترے لب نہین کہ دہن نہین کہ دہن مین تیرے زبان نہین

یہ نصیب تیری شہید کا کہ کمال شوق تھا دید کا
جو گلا بھی ہی تو وہ تر نہین جو چھری بھی ہی تو روان نہین

مین وہ سبزہ باغ وجود ہون مین وہ گل ہون شمع حیات کا
جسے فصل گل کی خوشی نہین جسے رنج باد خزان نہین

نہ جگر پہ تیر سے نظر پڑی نہ اشارے ابرو نکے ہوے
تو شکار کھیلیگا کسطرح ترے پاس تیر و کمان نہین

مجھے کیا جو شور نشور ہو نہین پوچھ لو جو ضرور ہو
مین لحد سے اُٹھکے چلون وہان مجھی اتنی تاب و توان نہین

مرا ایک دل تھا وہ سرد ہی کسے اب داغ ہی آہ کا
کہ ہوئی کب سے چراغ گل مین وہ جل بجھا کہ دہوان نہین

جو اُٹھے تو سینہ ادبھار کر جو چلے تو ٹھوکرین مار کر
نئے آپ ہی تو جوان ہین کوئی کیا جہان مین جوان نہین

جو سمجھ گیا وہ سمجھ گیا جو بہک گیا وہ بہک گیا
کہ عجیب حال ہی گومگو وہ نہان نہین وہ عیان نہین

مین وہ سرو باغ قدیم ہون کبھی پھولے پھلے جو نہ کبھی
مین وہ قمری نوا اسیر ہون جسے اپنا طوق گران نہین

کدہر اُڑ گیا مرا قافلہ کہ زمین مین پھٹ کے سما گیا
نہ غبار اُٹھا نہ جرس بجا کہین نقش پا کا نشان نہین

مرا دم اُلجھتا ہی واعظو نہ سنونگا لاکھ بکا کرو
تمہین جسقدر کہ جنون ہی مجھے اُسقدر خفقان نہین

ترا قہر نار جحیم ہی ترا رحم دار نعیم ہی
یہ فقط ہین قصے کہانیان کوئی دوزخ اور جنان نہین

چلے حال دل کو جو پوچھنے مری ہتکڑی تو اُتار لو
مین کلیجا ہاتھون سے تھام لون بجز اسکے تاب بیان نہین

کوئی خواب تھا کہ خیال تھا شب روز اُس سے وصال تھا
مجھے کچھ خبر نہین کیا ہوا وہ مکین نہین وہ مکان نہین

ترے ابرؤنکو مین چوم لون نہین خون گرفتہ مین اسقدر
ترے گیسوؤنکو مین سونگھ لون مجھے اسقدر خفقان نہین

جو ہزار عذر بھی پیش ہون وہ کسیطرح نہین مانتا
کہو الحذر تو حذر نہین کہو الامان تو امان نہین

یہ مے فرنگ کی کشتیان بھی سفینہاے نجات ہین
کبھی اُسکا بیڑا نہ پار ہو جو مرید پیر مغان نہین

ہوئین زرد زرد جو پتیان یہ بھی اک طرح کی بہار ہی
مین بسنت اسکو سمجھتا ہون یہ چمن ہین فصل خزان نہین

دم مرگ تیرے قریب ہون مجھی اپنے ذبح کی عید ہی
مین لپٹ کے تجھسے شہید ہون کہ چھری ہی تیر و سنان نہین

بہت اسپہ تو نہ گھمنڈ کر ترا مُنہ ہی چاند ہوا کرے
کہین پرزے پرزے اُڑا نہو مرا دل ہی کوئی کتان نہین

وہ زبان خنجر صبر ہون کہ زبان مین جسکی سخن نہین
وہ دہان زخم ملال ہون کہ دہن مین جسکے زبان نہین

اُٹھو قدر اُن پہ نہ جان دو ابھی جان ہی تو جہان ہی
کوئی کام ایسا بھی کرتا ہی ارے میان نہین ارے میان نہین

صاف کرتے ہین لب دندان وہ اکثر آب مین ۔ ۱۵ ۔ اسلیئے پیدا ہوے ہے مرجان و گوہر آب مین
جوش گریہ سے ہی شکل موج بستر آب مین ۔ بلکہ ترتا ہی حباب آسا مرا گھر آب مین
تجھ مین عالم ہی فنا عالم مین تو موجود ہی ۔ جسطرح گوہر مین ہو آب اور گوہر آب مین
بھاگ ای غم بھاگ بھی کشتی تری ہوگی تباہ ۔ چشم تر مین ہی مژہ دست سکندر آب مین
رُخ پہ خط آیا تو آئینے سے نفرت کیون ہوئی ۔ دیکھتے ہین سب کسوف مہر انور آب مین
مجھکو حیرت ہی کہ اُسمین مورچہ لگتا نہین ۔ نوک تک ڈوبا ہی گو قاتل کا خنجر آب مین
روتے روتے سب سر و سامان یہ پانی پھر گیا ۔ مردم دیدہ کی صورت ہی مرا گھر آب مین
ہر بھنور رخسار کی ضو سے نیا ہالہ بنے ۔ تو نہانے کو اُترا ای ماہ پیکر آب مین
وہ کمر پر تیغ رکھتا ہی مین اپنے حلق پر ۔ وہ کمر تک ہی مین گردن تک شناور آب مین
دیدۂ تر سے نہین ہٹتا ہی میرا لخت دل ۔ میری کشتی کا پڑا رہتا ہی لنگر آب مین
جب سے کھولی آنکھ ہنسنے آنکھ کو روتے کٹی ۔ اس کنول کی ہی نموداری برابر آب مین
نافہاے مشک بنجائینگے دریا کے بھنور ۔ دھوئیگا وہ گل اگر زلف معنبر آب مین
کھینچیے اک دن لب جو خندۂ دندان نما ۔ ہر صدف موتی کرے تم پر نچھاور آب مین
ہوگئے بحر جہان سی کیا فنا فی اللہ ہم ۔ ملگیا انجام کو خود آب ہوکر آب مین

عشق مین ای قدر گھبرائے تو مر جاؤگے تم
ڈوب جائے جب کہ ہو تیراک مضطر آب مین

شب فرقت مین سنبھالے رہین احباب ہمین ۔ ۱۲ ۔ دے دے پٹکیگا اُٹھا کر دل بیتاب ہمین
اُنھین غیرونکے لیے یہ تو نہین تاب ہمین ۔ ابھی آتا نہین ایسا ادب آداب ہمین
خال کا نام نہ لو کیا رُخ تابان کم ہے ۔ کیسی بارود اُڑا دیگا یہ مہتاب ہمین

زاہد وجسکا جو حصہ ہی یہ پہنچ جاتا ہی
لہو کے گھونٹ تمہین اور مئی ناب ہمین

جی مین آتا ہی کہ ہم بھی اسے اب ہو ڈالین
کر دیا نامۂ اعمال نے آب آب ہمین

خاکسارونکی تو گدڑی ہی مین ہی زینت تو بہ
لاکھ پہنادے کوئی قاقم و سنجاب ہمین

رات آنکھونمین کٹی نیند نہ آئی بے یار
کیا کھلائے تجھے کباب بط سرخاب ہمین

کل شب ہجر مین پیار اپنا جتایا نہ گیا
ای لحد آج بغل مین نہ بہت داب ہمین

بھاری موباف سے وہ اتنی کھچے ناف کھلی
موج لائی ہی بہا کر سوے گرداب ہمین

ای نکیرین نکالا ہی کہان کا جھگڑا
ابھی لاحول ولا کر دیا بدخواب ہمین

ہمنے ناحق ترے ابرو کا پسینا پونچھا
اور تڑپائے گا یہ خنجر بے آب ہمین

کان مشتاق ہین اک اور غزل پڑہیئے قدر
یاد رہجائیگی یہ صحبت احباب ہمین

ملگئے اشکونمین لخت دل بیتاب ہمین
اُڑ کے پانی مین ملے ریزۂ سیماب ہمین

لیے جاتا ہی کہ ہر اک دل بیتاب ہمین
سوجھتا ہی نہ کنوان اور نہ تالاب ہمین

دشت غربت مین بگولون سے لپٹ جاتے ہین
یاد آتی ہی جو بربادی احباب ہمین

کیا سمندر سے بھلا ہم دُرو مرجان مانگین
خود دکھاتا ہی تہی کاسۂ گرداب ہمین

کیون گھٹا چھائی ہی للہ اُٹھا یار نقاب
زلف و رخسار سے دکھلا شب مہتاب ہمین

ایک ہاتھ اور لگا جسمین نہ پھر یاد کرین
ہچکی آتی ہی ملا ایک دم آب ہمین

یہی نا حضرت موسی کی طرح غش آتا
پردہ پوشی سے کیا اور بھی بیتاب ہمین

یہ اندھیرا ہی کہ وحشت ہی لحد مین ہمکو
کس جگہ چھوڑ گئے ہاے سب احباب ہمین

چشم تر کا کرین شکوہ کہ گلا آنسو نکا
کبھی گرداب ڈبوئے کبھی سیلاب ہمین

وعدۂ وصل پہ انکو تو وہ شرماتے ہین
شکوہ فرماتے ہین کیون کرتے ہو بدخواب ہمین

وامق و کوہکن و قیس نے کیا ساتھ دیا
دشت وحشت مین بھی گھیرے رہے احباب ہمین

دانت کھلجائین اگر یار ہنسے جی خوش ہو
نظر آجائین الٰہی دُر نایاب ہمین

وصل سے اُنکے کسی شب نہوا گھر روشن
چاند دکھلائی دیا صورت سرخاب ہمین

سر پھرا دیتی ہی بھاتی نہین مھوے کی شراب
ساقی انگور کی دے جلد مے ناب ہمین

ایک سا ظاہر و باطن ہی ہمارا ای **قدر**
چشم بے خواب ملی یا دل بیتاب ہمین

16

خدا جانے مین اُسکا سایہ ہون کیا ہون
نہ اُس سے ملا ہون نہ اُس سے جدا ہون

یہ ابرو کو بل ہی کہ تیغ قضا ہون
یہ چیتون کو غمزہ کہ قہر خدا ہون

مری سرکشی عین افتادگی ہی
مین وہ قطرۂ اشک چشم فنا ہون

پہنتا تھا ہر سال منت کی بیڑی
لڑکپن سے پابند زلف رسا ہون

وہ رہتا ہی خود میری گردنکی رگ مین
وہی بولتا ہی جو مین بولتا ہون

نکلجائے گا دم سر شام میرا
مین دیو شب ہجر کا ناشتا ہون

کہین تالی اِک ہاتھ سے بھی بجی ہی
مجھے تم بھی چاہو جو مین تمکو چاہا ہون

مین وہ داغ ہون داغ ہو جس سے پیدا
اُف ای گرمی عشق جلتا توا ہون

بس ایک آہ مین ہی نہ گردون نہ گردش
یہ کتنا ہی اسکو ابھی دیکھتا ہون

مین ہون قدر دان اپنے ہر قدردانکا
مین دلدادۂ شاہد دلربا ہون

غضب یاد گیسو مین ہے آہ و زاری
مین ہندوستان بھر کی آب و ہوا ہون

مہ عید سے میری آنکھین ہوئین ہین
ابھی انگلی اُٹھے جو مین خود نما ہون

کمر جھک گئی گھل گرا اُن گیسوون پر ۔ مین خود حلقۂ موے زلف دوتا ہون
نہ خفت اُٹھای نہ کوی گرانی ۔ نہ مین کہربا ہون نہ آہن ربا ہون
ہوا میری تربت کا سبزہ لجالو ۔ مین وہ کشتۂ تیغ شرم وحیا ہون

کہو تمنے ای قدر بوسہ جو مانگا
نہین کہدیا اُسنے چپکے سے یا ہون ۔

٢٠ دہن سے نالے عوض آہ نکی نکلتے ہین ۔ محاورے جو پرانے تھی وہ بدلتے ہین
بہار مین جگرو دل لہو اُگلتے ہین ۔ یہ جوش ہی کہ بدن عاشقونکے پہلتے ہین
کہان وہ نوح کا طوفان کہان مری آنکھین ۔ خدا ہی خیر کرے دو تنور اُبلتے ہین
غضب ہی مونھ کا ہلنا جو سیکھتی ہین بھوین ۔ تمہارے ہنس کی چالین یہ کوی چلتی ہین
نثار ہے رگ شریان فدا ہی تار نفس ۔ کمر تو ایسی ہی پھر قتل پر سنبھلتے ہین
بڑی مشقت و محنت سے ملتی ہی روٹی ۔ بڑی اذیتون سے دانت سب نکلتے ہین
کبھی غشی ہی کبھی جو سنکتے ہین فرقت مین ۔ تمام رات یونہین ڈوبتے اُچھلتے ہین
کہان نقاب اُٹھا کر دکھاتے ہو ابرو ۔ کہان غلاف سے یہ نیمچے نکلتے ہین
گھٹائین جھوم کر آئین مبارک ای رندو ۔ وہ موسم آیا ہی انگور جسمین پھلتے ہین
تمہارے واسطے ہمنے بنایا خسخانہ ۔ بٹھا کر آنکھونمین پلکونکے پنکھے جھلتے ہین
کبھی نہ بوسۂ سیب ذقن نصیب ہوا ۔ ہمارے سامنے کسدن رقیب پھلتے ہین
وہ اُٹھتی اُٹھتی جوانی وہ اُبھری اُبھری گات ۔ ڈوپٹا ہٹتے ہی عشاق ہاتھ ملتے ہین
جو آنکھین پی گئین آنسو تو نکلے لخت جگر ۔ یہ ہنس موتی نگلتے ہین لعل اُگلتے ہین
قریب زلف ہی پھندا لگانے کو طیار ۔ ٹھگونکی طرح ترے دیدے ہمکو چھلتے ہین

حضور ڈہانک بھی لین چکنی چکنی رانونکو
سنا ہی عاشقونکے دل یہین پہسلتے ہین

نہ بیٹھتے ہو نہ جاتے ہو نزع مین ہو نمین
مین منہ پہ کہتا ہون اسوقت آپ کہلتے ہین

دل و جگر مین پڑے داغ داغونمین چھالے
تمہارے موتیونکے مالے مور اُگلتے ہین

دہن کو ہیچ سنا تھا کمر بھی ہیچ ہوئی
بڑے بڑے ابھی نقص آپ مین نکلتے ہین

رُلاؤ اُسمین بھی راضی ہنساؤ اُسمین بھی خوش
جو مرد ہین وہ کسی بات مین نکلتے ہین

ابھی تھا وصل کا اقرار اور ابھی انکار
چلو ہٹو انہین باتون سے **قدر** جلتے ہین

۱۱

ابر آگے ترے ای دیدۂ تر کچھ بھی نہین
مرحبا قطرۂ اشک اصل گہر کچھ بھی نہین

عشق زلف الفت رُخ مر گئے پر کچھ بھی نہین
آنکھ جب بند ہوئی شام و سحر کچھ بھی نہین

ایسا اقرار بھی کچھ مال ہی او عہد شکن
کہ ادہر منہ سے کہا اور اُدہر کچھ بھی نہین

کوئی شعلہ مری آہونکا بجھایا نہ گیا
اجی لاحول ولا دیدۂ تر کچھ بھی نہین

آپ مین آؤن تو مین آپکو ڈہونڈہون پیارے
آپ تو آپ مجھے اپنی خبر کچھ بھی نہین

سر مین آگ اپنے لگی جا کے بجھی تلونمین
جسم و جان شمع صفت تا بہ سحر کچھ بھی نہین

اس سے بوسہ تو ملا وہ نہ کبھی ہاتھ لگی
یون دہن کہنے کو کچھ ہی ہی کمر کچھ بھی نہین

حق نے تلوار اُتاری ہی سپاہی کے لیے
جو نہو بانکی ادا ترچھی نظر کچھ بھی نہین

خفتگان شب غم حشر مین پھر لیٹ رہے
کہ نمایان ابھی آثار سحر کچھ بھی نہین

بوے گیسو کے سوا اور نہین مجکو دماغ
دید ابرو کے سوا مد نظر کچھ بھی نہین

صفر کرتا ہی اکائی کو دہائی اے **قدر**
درحقیقت وہ بہت کچھ ہی اگر کچھ بھی نہین

11 اجی ایسا بھی مزاج ای گل تر کچھ بھی نہین
مین تو سمجھا تھا بہت کچھ ہو مگر کچھ بھی نہین

طرفۃ العین ہے نیرنگ نظر کچھ بھی نہین
کھول کر دیکھ چکا بند تو کر کچھ بھی نہین

تم اُسی سمت کو جاؤ تو خدا کو پاؤ
جسطرف لوگ بتاتے ہین کہ اِدہر کچھ بھی نہین

دم نہ گھٹ جاسے تمنا کا یہ دل ہی یا قبر
کوئی رخنہ کوئی روزن کوئی در کچھ بھی نہین

من مین ہین شیخ فریدا اور بغل مین اینٹین
جب تو ناصح کی نصیحت مین اثر کچھ بھی نہین

کسی پہلو مین کبھی یار نہ سویا آکر
درد دل مال نہین درد جگر کچھ بھی نہین

وصف رخسار مین ہین شعر پڑہون آپ سُنین
بے تکلے نغمۂ مرغان سحر کچھ بھی نہین

کچھ کیا ہو تو کہون لاکھ نکیرین الجھین
خوف قزاق ہی کیا زاد سفر کچھ بھی نہین

آج بھی چار پہر در پہ کٹا دن ہمکو
قاصد و نامہ و پیغام و خبر کچھ بھی نہین

دیکھ پاتے جو خلیل آپکے رخسار و جبین
پہلے کہہ اُٹھتے کہ بس شمس و قمر کچھ بھی نہین

کس طرح راہ کٹیگی عدم آباد کی قدر
ہمسفر کوئی نہین زاد سفر کچھ بھی نہین

15 خزان کی فصل مین کیفیت شراب نہین
وہ جاڑے پڑتے ہین گرمی آفتاب نہین

نہ تم خدا ہو نہ ہم لوگ حضرت موسیٰ
ہمارے آپکے پردہ نہین حجاب نہین

غضب ہی تیرے پسینے کی بو خدا کی قسم
کہ موتیا نہین کیوڑا نہین گلاب نہین

مین اُسکو کہتا ہون معشوق ہو جو گرما گرم
حرارتین نہین جسمین وہ آفتاب نہین

لٹے پٹے رمضان مین ہین میکدے والے
بغل مین شیشہ نہین شیشے مین شراب نہین

جو تم بلاتے ہو غیرونکو خیر بلواؤ
یہ ہم مین عیب ہی غصے کی ہمکو تاب نہین

گلونکے ساتھ گلستان مین خار ہوتے ہین
مین کیون حضور کی محفل مین باریاب نہین

وہ کون ہی جو نہین مست کیف دنیا مین
وہ کون ہی کہ خرابات مین خراب نہین

سوال بوسۂ ابرو پہ ڈٹ گئے ہین رقیب
زبان تیغ مین قاتل ترے جواب نہین

ہمارے نشّے بہلا مفلسی مین خاک جمین
اگر شراب میسر ہوی کباب نہین

شبِ فراق مین پہلو دبائے بیٹھے ہین
اب آج ہم نہین یا دل کا اضطراب نہین

دہن کا حال تو بے شبہہ تمسے پوچھینگے
جواب تم جو نہ دو اسکا کچھ جواب نہین

نہین کے خوب اُٹھے حسن و عشق کی پردے
او نہین حجاب نہین مجھکو اضطراب نہین

اسیطرح سے مرے بیحساب عصیان ہین
کہ جسطرح تری رحمت کا کچھ حساب نہین

تمہارے آنے سے کیا **قدر** کی جو اس آئے
جگر پہ رکھو تو ہاتھ اب تو اضطراب نہین

١٥

ترٗپتا ہی ترے پیش نظر دل اسکو کہتی ہین
چھری کہتے ہین اُسکو مرغ بسمل اسکو کہتی ہین

بڑہا کی زلف اُسنے جذبۂ دل اسکو کہتے ہین
ہم اُسکو پائے لیلی اور محمل اسکو کہتے ہین

غم و رنج و مصیبت مین ہے خوشدل اسکو کہتی ہین
اُسے کہتے ہین محفل میر محفل اسکو کہتے ہین

تمہاری ناف دیکھی اور خال ناف بھی دیکھا
اُسے کہتے ہین آنکھ اور آنکھ کا تل اسکو کہتی ہین

ترے رخسار و افشان دونون ہین اپنے سر انکھون پر
جو مصحف اُسکو کہتے ہین تو منزل اسکو کہتے ہین

دل وحشی سے آہونکا تسلسل کم نہین ہوتا
اُسے کہتے ہین دیوانہ سلاسل اسکو کہتے ہین

جگر کو پرزے پرزے کر دیا رخسار تابان نے
کتان کہتے ہین اُسکو ماہ کامل اسکو کہتے ہین

دہن کچھ وہم سا دیکھا کمر کچھ خبط سی پائی
اُسے موہوم نقطہ خط باطل اسکو کہتے ہین

نظر کرتی ہی کام اپنا دل اُسپر لوٹتا ہی
اُسے ہشیار کہتے ہین تو غافل اسکو کہتی ہین

کجا وہ نزع کا عالم کجا یہ ہجر کی سختی
اُسے کہتے ہین ہم آسان مشکل اسکو کہتے ہین

پڑے سے جب داغ دلمین دل نے کھینچا اُس پرتوین کو
اُنہین ہم نقش حب کہتے ہین عامل اسکو کہتے ہین

جلایا لب نے تیرے مار ڈالا سبزۂ خط نے
اُسے امرت تو ہم زہر ہلاہل اسکو کہتے ہین

کلیجے پر تڑپ کر جا پڑا دل اک فغان کر کے
جلاجل اُسکو ہم شور جلاجل اسکو کہتے ہین

چمککر داغ نے دلکو منور کر دیا کیسا
جو خورشید اُسکو تو خورشید منزل اسکو کہتے ہین

فدا ہوتا ہی **قدر** اونپر اُنہین جلسے مین ہٹھلا کر
جو پروانہ اُسے تو شمع محفل اسکو کہتے ہین

۱۸ کھنچا آتا ہی ظالم عشق کامل اسکو کہتے ہین
ملا جاتا ہی سینہ جذبۂ دل اسکو کہتے ہین

نہین چُھٹّی بھوین مد مقابل اسکو کہتے ہین
حدیث قاب قوسین ابرو کامل اسکو کہتے ہین

نہ مچھلی اسکو کہتے ہین نہ بسمل اسکو کہتے ہین
تڑپنے پر نہ اسکے جائیے دل اسکو کہتے ہین

اُنہین مین نے جو دیکھا سب سے پوچھا نام کیا اسکا
بتایا جان نثارون نے کہ قاتل اسکو کہتے ہین

لحد مین رکھکے مجھکو میری مایوسی یہ کہتی ہی
ابھی سے مر مٹے تم پہلی منزل اسکو کہتے ہین

مرض ہی عشق کا مین تختۂ مشق طبیبان ہون
کبھی دق اسکو کہتے ہین کبھی سل اسکو کہتے ہین

جو روکر جان دین ہم وہ اسی آسان سمجھتا ہے
وہ ہنسکر ٹالدی ہی ہم سخت مشکل اسکو کہتے ہین

اگر رخسار تیرا چاند ہی داغ اسمین دکھلا دے
انہین وجہون سے ہم بوسون کے قابل اسکو کہتے ہین

ہنسا وہ آہ اہ سنکر نالہ سنکر قہقہہ مارا
کلیجا سنگ کا فولاد کا دل اسکو کہتے ہین

نہ وہ مقتل مین آتا ہی نہ مین مقتل سے جاتا ہون
اُسے ہی شرم مجھکو شوق مشکل اسکو کہتے ہین

گلے آفت لگی پابند زنجیر تاہل ہین
یہ شرعی قید ہی طوق و سلاسل اسکو کہتے ہین

اُتارا سر تو کھویا درد سر احسان ہی اسکا
طبیب مہربان ہی مفت قاتل اسکو کہتے ہین

اگر تو لوٹ ہی اسپر تو لے مُنہ اسمین دیکھا کر
حقیقت مین ہی آئنہ مگر دل اسکو کہتے ہین

جو یکرنگی رہی معشوق خود بنجاتا ہی عاشق
کلی چٹکی ہی ہم شور عنادل اسکو کہتے ہین

غضب کا ضعف ہی بس تھکگئی راہ جنون ہمسے
چلے ہین دو قدم اور ایک منزل اسکو کہتے ہین

بجا ہی تخم جیسا ہو ثمر ویسا ہی آتا ہے
کڑی ہی گات کتنی سختی دل اسکو کہتے ہین

ہوئی ہی زندہ در گور آکے میرے جسم خاکی مین
پھنسی ہی روح تن مین پا بہ در گل اسکو کہتے ہین

جدا کیونکر کرین ای قدرہم سینے سے جانان کو
ہم اپنی جان اسے ایمان اسے دل اسکو کہتے ہین

لا کے دنیا مین ہمین زہر فنا دیتے ہین ۲۰
ہاے اس بھول بھلیان مین پھنسا دیتے ہین

بوسہ جب مانگتا ہون شور مچا دیتے ہین
بات تھوڑی سی بھی ہو تو وہ بڑہا دیتے ہین

رحم بھی ظلم و ستم سے نہین خالی اونکا
دامن تیغ سے زخمون کو ہوا دیتے ہین

دل مین درد آنکھو مین آشوب جگر مین سوزش
عشق کیا دیتے ہین اک روگ لگا دیتے ہین

فیصلہ آج اسی بات پہ ہو جائیگا
دیکھئے بوسہ نہین دیتے ہین یا دیتے ہین

کچھ نئی حضرت دل سنے یہ نکالی ہی تڑپ
بیٹھے بیٹھے مجھے محفل سے اُٹھا دیتے ہین

لن ترانی سے نہ کیون حضرت موسی بھڑکتے
بات وہ کہتے ہین اک آگ لگا دیتے ہین

عاشق ابرو و قامت مین ہوا ہون جبسے
اُلٹی سیدہی مجھے دس بیس سُنا دیتے ہین

چاند مین میل ہی سورج مین جلن گل مین خار
عیب بھی حسن کے ہمراہ لگا دیتے ہین

منعمون کا نہین دریوزہ گر دن پہ احسان
آپ کیا دینگے وہ خالق کا دیا دیتے ہین

جس سے وہ آنکھین لڑین خاک و پانی مانگے
مارے تلوارون کے یہ ترک بٹھا دیتے ہین

سیج ہی دل بام تھا وحشت تھی عیان فعلون سے
وہ مراد دست تھا سب جسکا پتا دیتے ہین

اُلجھے جاتی ہین گرہ پڑتے ہین گھبرائے ہین
زلف پر پیچ وہ کیون اتنے بڑہا دیتے ہین

ایک بوسے کا مرے واسطے ارشاد ہوا
نزع مین پاس سے افسوس اُٹھ جاتی ہین
دل لگانے سے مجھے فائدہ اتنا تو ہوا
روے رنگین سے نہین ہٹتین ہماری آنکھین
خوش جو کرتے ہین تو اک رنج بھی دیتے ہین ضرور
آنکھین لڑتی ہین تو کرتے ہین مرا کام تمام

آپ کو دیکھین مجھے دیکھین یہ کیا دیتے ہین
بیچ منجدھار کے وہ مجھکو دغا دیتے ہین
میرے پہلو مین ہے پھوڑا وہ دکھا دیتی ہین
پاے نظارہ مین کیا مہندی لگا دیتے ہین
بوسہ اک دیتے ہین اک داغ بڑھا دیتے ہین
وہ مجھے دو ہی پیالو مین جھکا دیتے ہین

دہن یار کی تعریف لکھی کیا کہنا
قدر تو جھوٹ کو سچ کرکے دکھا دیتی ہین

شک و شبہہ نہین مری دل مین ۱۶
کیا حرارت ہی خون بسمل مین
زلف مشکین کا دہیان ہی دل مین
قبر مین لیٹ کر اُٹھا نہ گیا
جسم شفاف سے نظر آئے
ہی شہید د نکی زندگی اس سے
الحذر تیری زلف سے اے یار
اے بتو یہ اثر ہے صحبت کا
ٹھنڈی سانسین بھرین یہ قتل کیوقت
خیر مجھکو نہ گھر مین آنی دے
ہر طرف لگ گئی چمن مین آگ

کیسی صحبت ہی اس حمائل مین
مہندی کالی ہی دست قاتل مین
یا کہ لیلی ہی اپنی محمل مین
تھک گئے ایسے پہلی منزل مین
آپ جو کچھ چھپائے دل مین
دم عیسی ہے تیغ قاتل مین
خوب جکڑا مجھے سلاسل مین
بت بنا ہون تمہاری محفل مین
لگ گیا زنگ تیغ قاتل مین
میرا گھر چاہیئے ترے دل مین
شور تھا نالۂ عنا دل مین

خود لپٹتے ہین آ کے سینہ سے
اسقدر جذب ہے مرے دل مین

نالے کرتی ہے قیس پر لیلی
رنگ بجتا ہے ایک محمل مین

خون مین ہم نہا گئے کیسے
ہولی کھیلی ہے کوی قاتل مین

کاملون کو بڑی سمائی ہے
عکس عالم ہے ماہ کامل مین

قدر پہلے تو دل دیا اون کو
اجی اب سوچتے ہو کیا دل مین

۱۶

سایۂ تاج گدایانہ ہما سے کم نہین
مرگ چھالا اپنا تخت پادشاہی کم نہین

رنگ اُڑے مُنہ سی کنہیا کے اگر چوٹی گندہے
جب نکھار اپنا کرو تم رادھکا سے کم نہین

جسطرف نالہ سنا لیلی کا ناقہ چلدیا
قیس کی آواز بھی بانگ درا سے کم نہین

داغ جب چمکے تو بجلی جب کیے نالے تو رعد
دود دل جبدم اُٹھا کالی گھٹا سی کم نہین

پھول ہی پیش نظر دست حنائی یار کا
سیت اُسکے ہاتھ کی عطر حنا سی کم نہین

سوکھے گھاٹون تشنۂ دیدار اُترتے جا ہین
کعبۂ کوے بتان بھی کربلا سے کم نہین

حشر برپا چال ہی صبح قیامت روے یار
فتنۂ محشر سمجھئے وہ ادا سی کم نہین

ابرو و مژگان و قامت خنجر و تیر و سنان
اب ہمارے خون کے دنیا مین بپا ہے کم نہین

وقت پر جو جا ہو کہلو دلسے کب کہتے ہو تم
ہاتھ اُٹھا کر کوسنا دست دعا سی کم نہین

ایڑیان رگڑا کرون کب دم نکلتا ہی مرا
دیدہ بھی تاثیر مین آب بقا سے کم نہین

دست رنگین ہے جو اُس سفاک نے گھائل کیا
چو رہیر سے زخم کا رزد حنا سے کم نہین

بات جو حق ہے وہ سن الحق مُر سے نہ ڈر
یہ ذرا تاثیر مین کڑوی دوا سے کم نہین

نقد گن لے دری می گلگون تو اے پیر مغان
لال کر دونگا تجھے تیری دعا سے کم نہین

لعل لب یاقوتیان ہین ائمہ مسیحائے زمان
گوہر دندان تری حب الشفا سی کم نہین

خون ہی دونونکا ایک اور ایک ہی گوشت پوست
مصطفےٰ حیدر سے حیدر مصطفےٰ سی کم نہین

کافر و دیندار سب اے قدر دم بھرنے لگے
شہرہ اوس بت کا خدائی مین خدا سی کم نہین

۲۰

ہم تو دم آپ ہی کا بھرتے ہین
اے مسیحا تمہین پہ مرتے ہین

خضر نظرون مین کب ٹھہرتے ہین
پانی چاہ ذقن کا بھرتے ہین

الحذر کیا غضب کی چتون ہے
بے چھری آپ ذبح کرتے ہین

اک نہ اک آج پھانسیئے گا ضرور
کل سے گیسو بہت سنورتے ہین

لہر دل کی ہمین ڈبوتی ہے
بحر غم سے نہین اُبھرتے ہین

سر اگر کاٹئے تو اُف نکرین
انہین قدمون پہ ہاتھ دھرتے ہین

بانکپن سے مٹا سیئے چلکر
سرو گلشن بہت بررتے ہین

نخل قامت مین گلّے پھوٹتے ہین
نئے جوبن ترے اُبھرتے ہین

عقد پروین فلک بناتا ہے
جھمکے کانون سے جب اُترتے ہین

ہونٹھ چلتے ہین صورت مقراض
آپ باتون مین گل کترتے ہین

کوئی گوہر گر اُٹھا نہین سکتا
گہر اشک جب بکھرتے ہین

ایک صدقے جو اُنپہ ہوتا ہے
لاکھون صدقے وہین اُترتے ہین

کس گھڑی ہم مراد کو پہنچین
آپ تو رات بھر نکھرتے ہین

وہ بھی سن لین تو اُنکو صدمہ ہو
دل پہ صدمے جو کچھ گزرتے ہین

ٹھوکرون سے جلاتے ہو مردے
انہین چالون پہ لوگ مرتے ہین

چٹکیان سے رہا ہے جوش شباب
سسکیان بقت پردہ بھرتے ہین

جو خدا سے ڈرین ولی ہو جائین
جتنا خاکم سے لوگ ڈرتے ہین

بات کہکر چبا گیا وہ شوخ
نزع ہے جیتے ہین نہ مرتے ہین

دلمین آتے ہین میری آنکھ کی راہ
گھر مین کوٹھے سے وہ اترتے ہین

قدر شعر اپنا خاکا ہے
اسمین استاد رنگ بھرتے ہین

۱۳
شب فراق مین ہم یہ خیال کرتے ہین
کہ دیکھین سوتے ہین یا انتقال کرتے ہین

مثال بدر جو کسب کمال کرتے ہین
جھکا کر آپ کو پہلے ہلال کرتے ہین

لحد مین خوب نکیرین جال کرتے ہین
زبان غیر مین مجھسے سوال کرتے ہین

سنا ہے قدر ہر اک سے سوال کرتے ہین
ہم آج آگ مین بیسونکو لال کرتے ہین

وہی تو مصرع قد ہین ہی معنی باریک
کمر کا جسپہ بشر احتمال کرتے ہین

شراب ایک ہی کوثر کی ہو کہ لندن کی
اک اپنے واسطے زاہد حلال کرتے ہین

امید بوسے ہے صورت سوال ہی اپنی
زبان حال سے ہم عرض حال کرتے ہین

ہماری لاش تک آتے جگر دہلتا ہی
صلاحین دور سے گرگ و شغال کرتے ہین

چبا کے پان دکھاتے ہین اپنا تنگ دہن
وہ آج آگ مین چھلکے کو لال کرتے ہین

کلیجا ہلتا ہے کیا ہولناک ہے شب ہجر
کہین لحد کے فرشتے سوال کرتے ہین

شب وصال ہین کیونکر انہین ستائین ہم
یونہین تو روز ہمین وہ نہال کرتے ہین

مین جانتا ہون کہ گھر انکا آپ مٹتا ہے
وہ جانتے ہین کہ دل پایمال کرتے ہین

غزل پر اپنی یہ کہتے ہین قدر آ غزل

کلام اُلٹتے ہین اپنا کمال کرتے ہین

11 جو چشم ہم تہ ابرو خیال کرتے ہین
چھری سے آپ ہرن کو حلال کرتے ہین

فدا ہم اُنپہ عبث جان و مال کرتے ہین
وہ خواب مین بھی کسیکا خیال کرتے ہین

جو دم فنا ہوا مردہ بدست زندہ ہے
عزیز دیکھیے کیا میرا حال کرتے ہین

ہماری دل کی امیدونکو توڑتے ہین آپ
کہا ہوا ن حرم کو حلال کرتے ہین

خموش بیٹھنے کا لطف ہم اُٹھاتے ہین
وہ چھیڑ چھیڑ کے خود بول چال کرتے ہین

تمھاری آنکھونکی گردش جنونمین آتی ہی یاد
کبھی جو دشت مین چھل بل غزال کرتی ہین

تمھارے ابرو دونمین ایک سے ہی اک بڑہکر
کہ بے چھری ہمین دونون حلال کرتی ہین

وصال مین یہ رگڑتے ہین اُنکی ہونٹھ سے ہونٹھ
ملا کے دونون کو ہم ایک ڈال کرتے ہین

عجیب پیار کی نظرون سے گھورتے ہین یہ آپ
حضور میٹھی چھری سے حلال کرتے ہین

وہ مٹی دینے کو آئے ہین غیر کے ہمراہ
ہماری خاک کو گرد ملال کرتے ہین

یہ کل کی بات ہے اے **قدر** بوٹا سا قد تھا
جو ہاتھ پاون ہوئے پائمال کرتے ہین

کوسون وحشت مین دوڑ جاتے ہین
کب ہمین عقل و ہوش پاتے ہین

دامن اس فقر سے چھڑاتے ہین
چھوڑ دو چھوڑ دو ابھی ہم آتے ہین

ہم کفن باندھے آج جاتے ہین
آزمالین جو آزماتے ہین ؏

دیکھیے حال شمع و پروانہ
خود بھی جلتے ہین جو جلاتے ہین

اندنون صاف ہے رہ الفت
وہ بھی آتے ہین ہم بھی جاتے ہین

زلف پُر پیچ آج اُٹھتی ہے
بڑی منت کی وہ بڑہاتے ہین

ظلم پر ظلم ہے ستم پہ ستم
ساتھ غیرون کے نکلے آپ جاتے ہین

تارے گن گن کے کاٹتے ہین رات
دانت اُنکے جو یاد آتے ہین

جان بچنے کی کون صورت ہے
زندگی جن سے تھی وہ جاتے ہین

سہ ہے تیا پنچہ ختم وجہ اللہ
رُخ جدھر ہو اُسی کو پاتے ہین

یوسف دل کی جستجو مین آج
قافلے آنسوؤن کے جاتے ہین

خلد کی تو نہ دے طمع واعظ
رند کب تیرے دم مین آتے ہین

حضرت دل تمھاری رانون پر
پھسلے پڑتے ہین پھیلے جاتے ہین

بند کی آنکھ ہوگئین آنکھین
آنکھ پردے مین ہم لڑاتے ہین

دم نکلتا ہے اپنا اے عیسیٰ
تم نہ آؤگے ہم تو جاتے ہین

دل نہ بھولے گا یاد رہے صنم
اس پہ قرآن ہم اُٹھاتے ہین

قدر مہمانسرا ہے یہ دنیا
لاکھون آتے ہین لاکھون جاتے ہین

۱۵

دھڑی جماؤ ملو عطر یار عید کے دن
پھر اسکے بعد ہو بوس و کنار عید کے دن

صیام مین ہمین کچھ گھٹ کی پڑ رہتی ہے
مگر اُترتا ہے اُسکا خمار عید کے دن

بتائیے تو کہ نکلا کدھر سے عید کا چاند
کہان سے آئیے کو پوچھون نگار عید کے دن

بنے ازل مین جو دونون وہ عارض شفاف
برس مین پائے وہ دونون قرار عید کے دن

یہ دن وہ ہے کہ سب اپنے پرائے آتے ہین
گھڑی گھڑی نکرو تم نکھار عید کے دن

خدا کرے کہ ترے زلف و رُخ کی دھوم رہے
شب برات کی راتین ہون یار عید کے دن

گئے تھے روزہ چھڑانے گلی پڑی ہی نماز
گھرے ہین مسجدون مین بادہ خوار عید کے دن

حضور بوسے عنایت ہون گوری گردن کے / گلے مین جائیے ہیو لونکا ہار عید کے دن

شب وصال مین چپ چپ حضور بیٹھے ہین / کہ جسطرح ہو کوئی روزہ دار عید کے دن

کدہر گیا وہ بتون سے مرا گلے ملنا / وہ کیا ہوے مرے پروردگار عید کے دن

دل و زبان و لب و سینہ وصل مین ملجائین / کہ ایک عید مین ہون ہمکو چار عید کے دن

ہوے جو خون مسلمان تو ہاتھ کیا آیا / لگا نہ ہاتھ مین مہندی نگار عید کے دن

شب وصال مین ہوتے ہین ہم جو شادیمرگ / بنے ضرور ہمارا مزار عید کے دن

دکھانی چاہیئے محراب دونون ابرونکی / کرین دوگانہ ادا جان نثار عید کے دن

لپٹ کے قدر سے بھڑکا کے دل چلے گئے گھر
تم آگ لینے کو آئے تھے یار عید کے دن

متلون

15 جائیے کیا کوچۂ دلدار مین / ایک بھی روزن نہین دیوار مین

کیا عجب آئینہ ہو سنگ مزار / مرگئے ہم حسرت دیدار مین

بزم مین تڑپا دل پر داغ کب / رقص ہے طاؤس کا گلزار مین

یار کے کوچے مین ہین سب عقل و ہوش / بک گیا سودا مرا بازار مین

قہر تھی اک جنبش ابرو سے یار / گر پڑے ہم ایک ہی تلوار مین

کاٹتے ہین ہونٹھونکو غصے مین کب / گھولتے ہین قند وہ گفتار مین

صبح کو کاٹونگا مین اپنا گلا / رات جو کٹجائیگی تکرار مین

سحر ہے آنکھونمین جو اے رشک حور / معجزہ ہی آپکی رفتار مین

تارے ہی گنتے رہے اے انتظار　　کاٹ دی شب دیدۂ بیدار مین
پا گئے انعام جو گلدستے لائے　　مین بھی تو دل لایا تھا سرکار مین
خیر ہو یارب مرے شاطرونکی آج　　بیٹھے ہین وہ مجمع اغیار مین
سینے مین ملتا نہین دلکا پتا　　ڈھونڈھیے تو طرۂ طرار مین
ضعف سے جنبش نہین کیا تم پر آئے　　تاب یہ کب ہے دل بیمار مین
طوق ہین یہ کافر و دیندار کے　　قید ہین وہ سبحہ و زنار مین

صاف ہین احباب کے دل قدر سے
رہتا ہے وہ آئینہ بازار مین

ستمہائے نہ آسمان کھینچتے ہین　　یہ تو تانک کے ہم کمان کھینچتے ہین
جو اک آہ ہم ناتوان کھینچتے ہین　　سپر منہ پہ ہفت آسمان کھینچتے ہین
سزا پائی جوتی کی تعریف کرکے　　وہ گدی سے میری زبان کھینچتے ہین
رگون سے سبنہالے ہوئی ہین بدن ہم　　کلون سے یہ بار گران کھینچتے ہین
ہوے بدحواس ایسے عاشق کشی مین　　کہ خنجر کے بدلے کمان کھینچتے ہین
وہ میکش ہین انگور دل کا بند ہے تو　　ابھی بادۂ ارغوان کھینچتے ہین
کہان دیکھین لیجاتا ہے آب و دانہ　　یہ دونون فرشتے کہان کھینچتے ہین
اونہین جذب دل کی کمندون سے عاشق　　جہان چاہتے ہین وہان کھینچتے ہین
دیکھا دونگا گردون کو ایک آہ کرکے　　کہ ناقے کو یون ساربان کھینچتے ہین
کلیجا ہمارا خود آہن ربا ہی　　وہ آئین ہم اونکی سنان کھینچتے ہین
سبک سیرونکو بھی تعلق ہی لازم　　حبابون پہ سب بادبان کھینچتے ہین

بھوون پر ہین دلہا سے بیتاب مائل | یہ کانٹے ہیں مخملیان کھینچتے ہین

غزل کہتے ہین قدر اپنی غزل پر
یہ کھینچی ہوے ہے کمان کھینچتے ہین

۱۴
گئین نرمیان سختیان کھینچتے ہین | کبا وہ کھنچا اب کمان کھینچتے ہین
وہ چوٹی کے پیچ اب جہان کھینچتے ہین | سمند ادا کی عنان کھینچتے ہین
کبھی پاے ساقی پہ ہم لوٹتے ہین | کبھی دست پیر مغان کھینچتے ہین
قیامت ہے قامت کا حسن سراپا | ہمین دار پر یہ جوان کھینچتے ہین
کرینگے رفو کیا وہ چاک لحد کو | فرشتے مرا تار جان کھینچتے ہین
اُٹھائے گا کیا عشق کا بوجھ گردون | ہمین تم یہ بار گران کھینچتے ہین
چھری ہی وہ سیندور کا لال قشقہ | وہ کیون خنجر خونفشان کھینچتے ہین
نہ کیون بال کی کھال ہم لوگ کھینچین | کہ تصویر موے میان کھینچتے ہین
مہینون ہی دم پھولا رہتا ہے اپنا | جو اک سانس ہم ناتوان کھینچتے ہین
غضب چل نکلتی ہے کشتی بادہ | سحاب آکے جب بادبان کھینچتے ہین
نکلتی ہے سر پر عجب مانگ سیدہی | کرے پر وہ اک کہکشان کھینچتے ہین
قطعہ
مصور بھی سب میرے دشمن ہوے ہین | کہ میری شبیہین جہان کھینچتے ہین
گلے پر بناتے ہین تصویر خنجر | کلیجے پہ نوک سنان کھینچتے ہین

کوئی موہنی اسکے ہاتھ آگئی ہے
بہت قدر کو قدردان کھینچتے ہین

۱۴
کیا فصل بہاری کا ہوا جوش چمن مین | پھولون ہی کا انبار ہے تا گوش چمن مین

کیا اسکے قابل نہین یہ سینۂ پُر داغ
گلگشت کو جاے تری پاپوش چمن مین

دیتے ہین جوانان چمن یار کا دہوکا
پہرتا ہون مین کہوے ہوئی آغوش چمن مین

صاحب گل شبو کے دہوئین آج اُڑاؤ
کہولو تو ذرا صبح بناگوش چمن مین

عشق گل رخسار کا کچھ حال نہ پوچھو
دن رات پڑا رہتا ہون بیہوش چمن مین

مین مثل صبا ہاتھ نہ صیاد کے آیا
گلگشت چمن مین بھی ہون روپوش چمن مین

کس پیار سے غنچون پہ نگرتا ہو نہین آنکھین
یاد آتے ہین اُسکے لب خاموش چمن مین

پہنے ہین عروسان چمن پہولون کا گہنا
ہر دانۂ شبنم ہے دُر گوش چمن مین

سنبل غم بلبل مین پریشان کیے ہے بال
نیلوفر و سوسن ہین سیہ پوش چمن مین

دکھلاؤن مین تجھکو گل و بلبل کا تماشا
چل تو سہی اے وعدہ فراموش چمن مین

بار آورون پہ چلتے ہین اس باغ مین تبر
کیونکر نہ ہے سرو سبکدوش چمن مین

ای یار تمہین دیکھکے سکتے مین کہڑا ہے
شمشاد کو کچھ خاک نہین ہوش چمن مین

ہے فصل بہاری مین گل و سرو پہ جوبن
بڑہ آئے ہین وہ تا کمر و دوش چمن مین

یا قمری و شمشاد ہین یا بلبل و گل ہین
یا قدر کے ہمراہ وہ مینوش چمن مین

۱۶

کیا غم ہے اے جنون جو ذرا ہم مین دم نہین
باد بہار بھی دم عیسی سے کم نہین

لو مر مٹے مگر کہین ملک عدم نہین
آگے پڑا نہ جاے گا اب ہم مین دم نہین

ہین صاحبان اوج تنزل سے بیخبر
پیرون کے مثل پشت جوانان مین خم نہین

آنکھین تو سلسبیل ہین بیوسے ہین زمزم دل
یارب ہمین تو خواہش باغ ارم نہین

تیر نگاہ یار کے قربان جایئے
آنکھین لڑا کے ہم مین جو دیکھا تو دم نہین

چتون غضب ہے آنکھ تمھاری چھلاوا ہے
شیرون مین یہ جھپٹ نہین آہو مین رم نہین

دنیا ہو دید سے مری نہین ساقی جواب دے
کاسہ فقیر کا ہے یہ کچھ جام جم نہین

رکھدون قدم پہ کاٹکے ارشاد ہو اگر
سرتا عزیز آپکے سر کی قسم نہین

مژگان نماز یونکی صفین بتایان امام
محراب کعبہ ہے ترے ابرو مین خم نہین

للہ اے صنم کبھی ہان بھی تو کیجیے
ہر روز آپ وصل مین کہتے ہین ہم نہین

زینہ مجاز کا ہی حقیقت کے بام تک
عشق خدا نہین ہے جو عشق صنم نہین

کیون ہمکو قتل کرتے ہو ظالم کہینگے سب
بدنامیون کا خوف ہے مرنیکا غم نہین

عشق دہان تنگ سے واعظ خفا نہو
وہ کون ہے جو راہی ملک عدم نہین

آنکھون سے اپنی یار نے ہمکو گرا دیا
اب دیکھتے ہین ہم کہ وہ چشم کرم نہین

اے چرخ صبح ہوتی ہی اُنسے جدا کیا
آنے دے رات تو نہین یا آج ہم نہین

اے قدر کوے یار کا ہمسر جہان مین
گرجا نہین کنشت نہین ہی حرم نہین

١٤٢

بے مشقت کام دنیا کا ہوا حاصل کہان
ملگیا غواص کو گوہر لب ساحل کہان

دل کو لیکر ٹالنا سیکھے ہو ای قاتل کہان
عاشق بیدل سے طالب لگی ہو اب دل کہان

ہے سوکھا حلق آب تیغ کے قابل کہان
پھوٹ تو منھ سے لبی چلتا ہی ای قاتل کہان

سب جہانمین فیض جاری عرش پر نور خدا
واہ میخانہ کہان ساقی دریا دل کہان

تو شہ اقلیم خوبی مین گداے عشق ہون
تو مرے قابل کہان ہی مین ترے قابل کہان

ہی مثل ملاح در چین است و کشتی در فرنگ
کشتی می اب کہان ساقی دریا دل کہان

آنکھون مین کاٹین ہین راتین ہمنے تارون کیطرح
کیون ابھی سے اُٹھ چلے تم ای مہ کامل کہان

کیا در جانان کا اے قاصد پتا بتلائیے
دیکھنا گھڑیال بنکر ہوتا ہے دل کہان

ہاتھ خالی رکھتے ہین ہم لوگ نقد صبر سے
آپ جس دولت کے خواہان ہین یہان حاصل کہان

غیر کا کیا دھیان ہے اچھی طرح باتین کرو
بندہ پرور آپ کی آنکھین کدھر ہین دل کہان

آنکھ مین آنسو بھرے ہین گرد ہین مژگان تر
اس سے بہتر کوئی سیر سبزۂ ساحل کہان

غیر آئین شوق سے دیوڑھی پر اپنی روکیو
سچ ہے صاحب ہم کہان اور آپکی محفل کہان

وقت شب رہزن کا ڈر ہمدم نہ کوئی ہمسفر
اس عدم کی راہ مین پہلے ہوئی منزل کہان

کیا کہوگے قدر یون تو جو پوچھے گا خدا
عمر غفلت مین گزاری تو نے ای غافل کہان

۱۴

عشق شیرین مین گھلین اُس خستہ تن کی ہڈیان
چیونٹیون نے کھائی ہونگی کوہکن کی ہڈیان

آتش گلزار بھڑکی ہے چمن مین الحذر
ہین خس و خاشاک مرغان چمن کی ہڈیان

کیا عجب تاثیر ہو شور سخن کی بعد مرگ
سب نفیر و نَے ہون صرف اہل سخن کی ہڈیان

وصل کی شب کیا بہانہ سوچکر کہتے ہین وہ
آج تو کیا درد کرتی ہین بدن کی ہڈیان

آتش کفر آب مین بھی سرد ہو ممکن نہین
جلکے گنگا لاکھ دیکھین برہمن کی ہڈیان

ہاے وہ فصل بہاری اور یہ کنج قفس
سوکھکر کانٹا ہوئین بلبل کے تن کی ہڈیان

چشم آہو کی سیاہی سے لکھینگے وصف چشم
ہم بنائین گے قلم لیکر ہرن کی ہڈیان

وہ بھی جانین صدمہ یونہجا زمین ہوتا ہے یہ لطف
چور کر ڈالے کوئی ہر سنگ تن کی ہڈیان

ای مسیحا اسطرح کی لاغری دیکھی نہین
دور سے گن لیجیے میرے بدن کی ہڈیان

بوٹیان اکسیر کی کیونکر نہ نکلین خاک سے
مل گئین ہین خاک مین ہر سیمتن کی ہڈیان

وہ صنم معجز نما باتین جو مردون سے کرے
صورت ناقوس بولین برہمن کی ہڈیان

خط جو لکھے گا رقیبونکو تو میری موت ہے ۔ واسطے قطرن کے لینا میرے تن کی ہڈیان
بس سزا پائیگی کہانتک ٹھوکرین کہایا کرین ۔ دفن کردو اپنی بے گور و کفن کی ہڈیان

بعد مرنے کے ہوا اسے **قدر** یہ بار گناہ
ہوگئین تابوت مین لاکھون ہی من کی ہڈیان

٧
چھپاتے ہو عبث تم روی روشن اپنا گھونگٹ مین ۔ ہمین تو صاف روشن ہی کہ اک شعلہ ہی لمپٹ مین
تمہاری زلف شبگون ہی کہ کالا جیلخانہ سہے ۔ یہ زنجیر ونمین قیدی یا دل عاشق ہی ہر لٹ مین
قیامت کی ہین چالین حشر برپا کرتے آتے ہو ۔ صدائے صور ہی ان پانچونکی کھڑکھڑاہٹ مین
صفائی مین تو روے صاف کے دن وصل کاٹا ۔ یہ شب بھی جائیگی کیا یونہین زلفونکی بناوٹ مین
ہنسی آجائے ہونٹھونپر تو بجلی سی چمک جائے ۔ کہ عالم کالے بادل کا ہی مسی کی ادداہٹ مین
کہا اس مہ نے روے صاف پر بکھرا کے گیسو کو ۔ چھپایا منہ عروس صبح نے اس شبکی گھونگٹ مین

کہانتک خواب غفلت **قدر** آنکھین اپنی مل ڈالو
پڑے ہین آج تکیے مین جو کل تک تھے چھپرکھٹ مین

١١
تصدق انکے جوڑے پر رہا ہی مرغ جان برسون ۔ کیا ہی دستۂ سنبل یہ ہمنے آشیان برسون
رہی فکر میان برسون رہی فکر دہان برسون ۔ نہ سلجھی ہین نہ سلجھینگی یہ دونون گتھیان برسون
امیری ہی فقیری ہو نہین آثار جاتے ہین ۔ جہان بھوڑا نکلتا ہی نہین مٹتا نشان برسون
ملایا خاک مین گردون نے کسکا گلشن ہستی ۔ کہ سر پر خاک اڑا کر روی ہی باد خزان برسون
ستاتا ہے کڑہتا ہی جھنکاتا ہے رولاتا ہے ۔ خبر ہوتا نہین عاشق سے وہ نامہربان برسون
لگاؤ قبر کو ٹھوکر جو ہونی ہے وہ ہو جائے ۔ قیامت کے رہین کیا منتظر ہم خستہ جان برسون
ہمین جھٹکے دیے ہین اسقدر درد جدائی نے ۔ نہ آئیگی ہمارے جسم مین تاب و توان برسون

آلہی آتش رخسار سے گھونگھٹ جلے اُنکا
یہی پردہ رہا ہے میرے اُنکے درمیان برسون

بدن سے روح جب نکلی یہی کہتی ہوئی نکلی
چلے ہم اُس جگہ ہم چین اُٹھائے تھے جہان برسون

اثر مرنے پہ بھی باقی رہیگا سخت جانی کا
سگ جانان چبائیگا ہماری ہڈیان برسون

اُسی کوچے مین قسمت لیچلے اے قدر ہمکو بھی
بھٹکتے ٹھوکرین کھاتے رہے لاکھون جہان برسون

۱۱

رہے ہین عالم ذرات مین ہم ناتوان برسون
بنایا ہے ہمین جب کر چکے ہین امتحان برسون

جو لاکھون گردشین بھی کھائین ساتون آسمان برسون
بنایا ہے بنائینگے کہین تیر انشان برسون

اثر زخم جگر کا ایک مدت تک نہ جائیگا
ہماری خاک سے اُگتا رہے گا ارغوان برسون

چمن کا پتا پتا ہمسے اے صیاد واقف ہے
رہا ہے باغ مین ہر اک شجر پر آشیان برسون

ہوا ہی مر گئی پر جاے عبرت قالب خاکی
رہی تھی زندہ در گور اس جگہ روح روان برسون

بلا کے کہکر بلا کا نشا ہمکو چڑھ گیا یارب
نہ آئے ہوش مین ہم مست جام کن فکان برسون

نہ تھا ذرہ پرور ہے نہ تھا مہر پرور ہے
بہت چھانے ہین ہمنے بھی زمین و آسمان برسون

بھرے ہین کان اپنے کیا صدای صور سے اُٹھین
سُنی ہے اُنکے کوچے مین صدای پاسبان برسون

جوانان چمن کو اسقدر لوٹا ہے گلچین نے
رہیگی مثل پیری باغ مین فصل خزان برسون

رہونگا جام کوثر سے نہ خالی ہاتھ اے واعظ
کہ ان ہاتھون سے کی ہے خدمت پیر مغان برسون

محبت مین اُٹھاتے قدر کیون احسان اعضا کا
مثال دل کیے ہین نالے ہمنے بیزبان برسون

۲۱

لب پر ہنسی جو آئی دندان کھلے دہن مین
چمکی یمن مین بجلی جا کر گری عدن مین

بہروپ خوب لایا مین عاشقی کے فن مین
پروانہ ہون چمن مین بلبل ہون انجمن مین

کیا گلفشان زبان ہی اُس تنگ تر دہن مین
بلبل چہک رہا ہی اک غنچہ رچمن مین

دل رُخ سے اُڑکے پوہنچا گیسوے پُرشکن مین
کعبہ عرب سے اُٹھکر داخل ہوا ختن مین

کس رند بادہ کش کو یاد آرہی ہے اُسکی
ہچکی لگی ہوئی ہے شیشے کو انجمن مین

جوش جنون سے ایسا کانٹون مین بدہ گیا ہون
مچھلی کی طرح مطلق خون اب نہین بدن مین

فرقت مین مُنہ لپیٹے مین اسطرح پڑا ہون
جسطرح کوئی مردہ لپٹا ہوا کفن مین

ٹھوری پہ خال نکلا یا خضر خط لب نے
یہ دلو حسن ڈالا تیری چہ ذقن مین

گیسو کی ایک لٹ مین دل پھانستے ہو صدہا
کستے ہو سبکی مشکین تم ایک ہی رسن مین

جولن ترانیان ہین پوری کہانیان ہین
خالق پکارتا ہے خلقت کے پیرہن مین

یہ دل کا آئینہ بھی جام جہان نما ہی
غربت کی سیر دیکھون بیٹھا ہوا وطن مین

ہین یاسمین رُخ پر مرتا ہون ایسا گھُل کر
میرا کفن بنالو اک برگ یاسمن مین

کیا جوش موسم گل جو بن پڑا گیا ہے
پھولی نہین سماتی ہر اک کلی چمن مین

وہ پھٹ گیا ہی بادل وہ کھل گیا ہے سورج
وہ رُخ چمک رہا ہے گیسوے پرشکن مین

خنجر قدم بنے ہین اور اُنگلیان ہین بچھوے
تمنے لگا دیے ہین کشتون کے پشتے رن مین

اللہ رے جلایا دیکھا جو وہ سراپا
اک آگ لگ گئی ہے شمعون کی تن بدن مین

مُنھ سے لگا جو ساغر بیٹھے جوان بنکر
شامل تھی چوب چینی شاید مے کہن مین

زلف دراز پوہنچی بل کھا کے ایڑیون تک
لپٹا یہ عشق پیچان یا نخل نار دن مین

مجنون کے سوز غم نے ریشہ دوانیان کین
دو لکڑیان رگڑ کر لگتی ہے آگ بن مین

پیکان و زخم دل پر آتا ہے رشک مجھکو
اپنی زبان دیدو تم بھی مرے دہن مین

داغون نے دلکو گھیرا سینے مین ہے اندھیرا

اے قدر چاند میرا آیا گئے گہن مین

ردیف واو

١٧

تیرے دونون کے ہین دونون مجھی درکار ابرو
اک ہلال رمضان ایک ہے تلوار ابرو

تیغ افگن ہین وہ آنکھین تو نگہ برق انداز
قدر انداز ہین پلکین تو کمان دار ابرو

دل نہو صاف تو ظاہر کی نفیسی کیا مال
ناحق آئنہ صفت صاف کرے چار ابرو

اختر و صبح و شب و روز و ہلال اک جا ہین
آپ کے خال و جبین گیسو و رخسار ابرو

کبھی محراب دعا ہین کبھی شمشیر وغا
مکر کے پتلے ہین اللہ رے عیار ابرو

موے سر ہین شب معراج تو سر قبۂ عرش
قاب قوسین کی رمز ہین ترے خمدار ابرو

لب نازک کی صفائی سے جوانی چمکی
عکس سے ابرو نکے یار ہوا چار ابرو

جو دہان ہوگی تجلی تو یہان حج ہوگا
طور دیدار جبین کعبۂ دیدار ابرو

انہین تلوارون کے سایے مین پڑا ہین یہ ترک
دست شفقت ہین سپئے مردم بیمار ابرو

پھانسیان دے کوئی ناحق کوئی گردن مارے
ہوگئے گیسو ہیجان کے طرفدار ابرو

ہی دہن نقطۂ مرکز خط پرکار ہے خط
چہرہ ہی دائرہ حسن تو پرکار ابرو

کیون نگہ روک سکے منہ پہ سپر تیلی کی
سر پہ ہر وقت ہین کھینچے ہوئے تلوار ابرو

لاکھ ٹیڑھا ہو تو بل اسکا نکالین گیسو
لاکھ بانکا ہو تو چھینین ابھی ہتیار ابرو

آج تلوار کے منہ موت مری لکھی ہے
یاد آئے ہین مجھے جب تو کئی بار ابرو

ایک نیزے پہ چڑہین کسنے یہ دو تلوارین
قد بالا یہ تماشا ہوئے خمدار ابرو

قلعۂ حسن ہے رخ رخ کے سلح خانے ہین
برچھی مژگان سے ہے چھری آنکھ ہی تلوار ابرو

ہم جھکاتے ہی ہے شوق سے گردن ای قدر

بل پکی لیتے ہی سب ہے ناز سے خمدار ابرو

۱۱
ٹھکانا اب نہین صیاد نے گھیرا ہی گلشن کو
الٰہی شاخ طوبیٰ دے تو اب میرے نشیمن کو

پھڑک جاتا ہی کیسا دیکھکر عاشق کی مدفن کو
لگا رکھا ہی اپنی چال پر کیا اپنے توسن کو

دم تکبیر تڑپے کون جھجکے کون مقتل مین
وہ دیکھین میری چتونکو مین دیکھون انکی چتونکو

چلے میخانے سے میکش گھر ونسی نکلے دیوانے
بہار آئی چلے میلے کے میلے سیر گلشن کو

سلائی پھیر دو غیر ونکی آنکھونمین تو بہتر ہی
عبث تمنے کیا ہی بند دیوارونکی روزن کو

سنا جسوقت دم بھرتا تھا یہ چاہ زنخدان کا
کیا تالاب فوراً کھود کر عاشق کے مدفن کو

کدورت انکی طینت مین ہی جو دنیا مین ظالم ہین
ملی ہی روز خلقت سے سیاہی روے آہن کو

چلا جب حسن خط بڑھنے سے یہ پھبتی کہی ہنسنے
یہ دیکھو چیونٹیان کھینچے لیے جاتی ہین خرمن کو

غنیمت ہے کہ مجھکو لوٹکر ہشیار کرتا ہے
جو سچ پوچھو تو رہبر جانتا ہون اپنے رہزن کو

وہ سیدہی سیف بنجاتے ہین جب سر کو اٹھاتے ہین
خم شمشیر ہین جسدم جھکایا اپنی گردن کو

مرے زخم جگر اے **قدر** اشکون سے ہرے ہونگے
اگر ابر بہاری نے کیا سبز گلشن کو

۱۱
بڑھایا خال نے اور اعتبار روے روشن کو
کسوٹی پر لگائے جسطرح سی کوئی کندن کو

نہ پوچھو کھیل قدرت کے عجب دنیا بنائی ہے
مرقع کر دیا ہے باغبان نے صحن گلشن کو

تمہاری سادگی پر آنکھ پڑتی ہی زمانے کی
دیا کاجل عبث دہبا لگایا روی روشن کو

اسیران چمن کی خیر ہو صیاد ظالم سے
چڑھا مین آستینین کھینچکر باندھا ہی دامن کو

یہی کہکر لیا ہی مجھسے دل اُس آئنہ رو نے
کہ اس آئینے مین دیکھا کرونگا اپنی جوبن کو

حنا ر ونکو حنائی پنجے بخشے یا خدا تو نے
مسی مالیدہ لب تو نے دیے گلہای سوسن کو

اُلٹ دی منہ سی گھونگھٹ اے قمر یہ وصل کی شب ہے
شب گیسو مین روشن کر چراغ روی روشن کو

سہار آئی صدا طوطی کی ہی نقارخانے مین
ذرا با دل گرجنے مین سنو موروں کی شیون کو

نشانی کچھ تو رکھیے اپنی سودائی کی پاس اپنے
چھری بنوا لیجے کٹوا کے میری طوق آہن کو

خزاں مین توڑ کر پھینکی تھی اُسنے گردن مینا
بہار آئی ہی تو ڑے محتسب کے کوئی گردن کو

کوئی سہے نور کوئی نار کوئی گل کوئی کانٹا
ذرا سا اے قمر رہیے نہ رہو تم دوست دشمن کو

15

چشم حق بین ہی تو اللہ کا جلوا بھی ہو
صدف صادق اگر ہے دُر یکتا بھی ہو

یہ بھی ہو وہ بھی ہو دولت بھی ہو دنیا بھی ہو
اس پہ تو چاہتا ہے دولت عقبی بھی ہو

کہیے نالون سے اُٹھا لون مین زمانہ سر پہ
فائدہ کیا ارے صاحب کوئی سنتا بھی ہو

لامکان نام ترے گھر کا ہے مطلب سمجھے
کس جگہ ڈھونڈہین تجھے تیری کوئی جا بھی ہو

جھوٹا کھاتے ہین مرے جان تو میٹھے کیلیے
ساتھ ان گالیون کے چاہیے بوسا بھی ہو

دیکھیں کسطرح جمے پھر گل و بلبل کا رنگ
تو بھی ہو اور ترا عاشق شیدا بھی ہو

ٹھنڈی سانسین تو بھرون روز کا رونا کب تک
اتنی بارش تو ہوئی موسم سرما بھی ہو

آنکھیں تو قتل کرین مونھ جلائین کیا خوب
تم تو قاتل بھی ہو اے یار مسیحا بھی ہو

ہے خودی اتنی تو کوٹھا بھی کوئی بنوا لو
تم خدا ہو تو کوئی عالم بالا بھی ہو

دیکھ تو دوڑ کرا سے قیس بگولو نہ سنجا
کیا عجب ناقہ بھی ہو ناقے پہ لیلی بھی ہو

دھر ا رہجاے یہ پٹی سے چمٹنا ای مہر
ہم بھی ہون آپ بھی ہون چلنے کا جارا بھی ہو

نالے سنکر مرے چلا اُٹھو انشاء اللہ
تو بھی میری طرح حال تمھارا بھی ہو

ذکر مذہب پر اُلجھتی ہے طبیعت اپنی
اسکا جب لطف ہے انسان کو سودا بھی ہو

ہمنے چھاتی سے لگایا ہے کوئی بوسہ دو
تم جو دل ہو تو کوئی دلمین سویدا بھی ہو

کر بے دھر تے نہ بنے حضرت موسی سے بھی کچھ
قدر کیا جانین کبھی آنکھ سے دیکھا بھی ہو

۱۵ دل کو تم آنے دو وہان آنے دو
خوب رندو پر مری جان آنے دو

ٹپکی پڑتی ہے مری رال اسپر
آنے دو منھ مین زبان آنے دو

کچھ مین سایہ ہون کہ چڑھ جاونگا
زیر دیوار مکان آنے دو

زاہد و بادہ کشی دیکھیے گا
روز عید رمضان آنے دو

دیکھنا یار کا حسن ابدی
بلبلو فصل خزان آنے دو

نکل آنے دو عدم کا ڈھرا
زلف تا موے میان آنے دو

پھر مجھے روک لین دربان تو سلام
اتنا کہہ دیجیے ہان آنے دو

واہ کیا زلف سے کیا چھاتی ہے
دل وہان ہاتھ یہان آنے دو

کھینچنے دو ہمین آغوش مین تنگ
آنے دو جسم مین جان آنے دو

سخت جانی سے ہون لوہے کا توا
اور ابھی کھچکے کمان آنے دو

ابھی انگیا سے عبث کستے ہو
کچھ تو اے سرو روان آنے دو

ٹھہرو رندو ابھی واعظ ہے دور
اب وہ جاتا ہے کہان آنے دو

دیو ہجران سے لڑونگا کشتی
اسکے تم تاب و توان آنے دو

لو مرے دل پہ نگہ ڈالو تم
لو کلیجے مین سنان آنے دو

تیغ کھینچے ہوے فرماتے ہین
قدر کو آج یہان آنے دو

۱۴۱ وہ بات کیجیے کہ کوئی خردہ بین نہو
وہ یار ڈھونڈھیے کہ جہان مین کہین نہو

وحشت مین کچھ سوا سے گریبان نہین نہو
دامن نہو ہلال صفت آستین نہو

تمنے بلالیا ہمین معراج ہوگئی
کوٹھا حضور کا کہین عرش برین نہو

اب مین پھڑک پھڑک کے نہ اُلجھونگا دام مین
صیاد سے کہے کوئی چین بر جبین نہو

اُس شعلہ رو سے حشر مین پوچھینگے دلجلے
جسنے جلایا ہمکو کہین وہ تمھین نہو

کیا کھنا اب تو خوب ہی طیار ہاتھ ہے
کیونکر دہان زخم سے صد آفرین نہو

جس آبجو مین دھوئیے روے صبیح کو
سبزہ اُس چمن مین کبھی یاسمین نہو

ہرگز نظر نہ آئیگا اُنکا دہان تنگ
جبتک نگاہ شوق مری خردبین نہو

نے یار دل اُجاڑ نہ کیونکر رہا کرے
سونا ہو وہ مکان کہ جسمین مکین نہو

جبتک نہ درد سر ہو مغنی تو گائے جا
ساقی پلائے جا مجھے جبتک نہین نہو

آتا ہے زلزلہ تو یہ کہتا ہون دل سے مین
تیری طرح تپان کوئی زیر زمین نہو

مغرور اپنے حسن پہ ہو دیکھو آئنہ
کچھ بات ہے کہ آپکا ثانی کہین نہو

اندھیر پھر زمانے مین کاہیکو ہو کبھی
اے یار تیری آنکھ اگر سرمگین نہو

نالان ہوا جو مین پس دیوار بول اُٹھے
دیکھے تو کوئی قدر ہمارا کہین نہو

١٢
کم نہ تھا یہ ترا کوٹھے کا اشارا ہمکو
دل بیتاب نے پر اور اُبھارا ہمکو

پشت مسجد کی ہی کعبے کیطرف اے واعظ
کھل گیا حال رہ راست کا سارا ہمکو

ایک عالم کی سمائی ہے دل مضطر مین
سب سے وزنی نظر آتا ہے یہ پارا ہمکو

سر چڑھے تھے تری زلفونکی بلون پر کیسے
صف مژگان نے ترے پار اُتارا ہمکو

خلوت قبر مین ٹھہری ہے ملاقات اُنکی
بیوصال اب نہین کچھ ہجر کا چارا ہمکو

کر گئی آپ کی تلوار بڑھی اور ایذا
نہ کیجئے گا اب اس آرے سی دو پارا ہمکو

رزق دیتا ہے جسے چاہتا ہی غیر حساب
بس تری ذات کا رہتا ہے سہارا ہمکو

سر مین جب آگ لگی جا کے بجھی تلووں مین
چڑھ گیا شمع کی مانند حرارا ہمکو

گالیاں کوسنے دھمکی بھی جھڑکنا بھی سہی
تم لپٹ جاؤ تو سب کچھ ہے گوارا ہمکو

دل روشن بھی کہتا ہی کہ قدموں سے لگین
اپنی جوتی کا بنائے وہ ستارا ہمکو

دل مین شعر نمکین منھ مین زبان شیرین
من وسلوی بھی خالق نے اُتارا ہمکو

پہلی بازی مین تو دل ہار گئے ہم اے **قدر**
اب کے ہتھے مین وہ دل عشق مین ہارا ہمسکو

۱۳

نہین بھاتا نہ کنایہ نہ اشارا ہمسکو
وہ ادھر آنکھ اُٹھی تیری وہ مارا ہمکو

زندگی مین کہین ہوتی جو صفای باطن
جا سنتے چشم لحد آنکھ کا تارا ہمکو

کاجل آنکھوں سے جو پونچھا تو تماشا دیکھا
ناف آہو مین ملا عنبر سارا ہمکو

ایک ہی ہاتھ سے تالی بھی کہین بجتی ہے
جو ہمین پیار کرے ہے وہی پیارا ہمکو

دل پھڑک جاتا ہے جب آنکھ پھڑک جاتی ہے
جو لڑی خوب دکھاتا ہی چکارا ہمکو

مرتے جیتے تری الفت مین کٹی ساری عمر
لب نے زندہ کیا اور آنکھوں نے مارا ہمکو

اپنا گھر بیچکر اُسکو بھی لے لیتے ہم
اپنے کوچے کا جو دیتا وہ اجارا ہمکو

راہ تکتے ہین ترے حکم کی سر حاضر ہے
ابرو تیغ سے کافی ہے اشارا ہمکو

ہوگیا کوچۂ جانان کی طرف رُخ اپنا
جسگھڑی قبر مین یارون نے اُتارا ہمکو

تیرے رخسار پر اپنا دل روشن ہی نثار
چاند کے پاس نظر آتا ہے تارا ہمکو

تیرا دل جانتا ہے جتنا تجھے چاہتے ہین
دل سے آنکھوں سے کلیجے سی ہے پیارا ہمکو

پیچ در پیچ ہین اسمین ترے زلفونکی خیال
سر ملا یا کوئی سانپونکا پٹارا ہمکو

ہر چہ در کانِ نمک رفت نمک شد ای **قدر**
جا کے پاس اُنکے ملا دل نہ ہمارا ہمکو

١٥ محض ناواقف تھے ہم بر ہم نہ ای صیاد ہو
ذبح تو کر ڈالنا اب کے اگر فریاد ہو

ایک بوسہ ہو عنایت پھر طلب جلاد ہو
قتل پر مین یون ہون راضی اگی جو ارشاد ہو

دونون عارض سے تمھاری خاک ہو برباد ہو
آتش نمرود ہو یا گلشن شداد ہو

چاہین عشاق آپ سے معشوق کی ایجاد ہو
قمریان چاہین تو جو نالہ ہو وہ شمشاد ہو

طفل اشک آنکھون سے جا کر پھر نہین پھرتا کبھی
گھر اُسے کیا یاد ہو طفلی مین جو برباد ہو

مجھسے تھا اقرار بچپن مین وہی وقت آگیا
مدتون کی بات ہے تمکو بھی شاید یاد ہو

رنج مین بھی خندہ پیشانی ہی رہنا چاہیے
مُنہ سے جب فریاد ہو شور مبارکباد ہو

بیڑیان پہناؤ یا قیدی بناؤ زلف کا
مجھ پہ جو ہونا ہو وہ جلد اے ستم ایجاد ہو

مجھسے نفرت ہی تو بیشک ہو پریزاد ای صنم
آدمی سے اُنس ہو اُسکو جو آدم زاد ہو

دل نے پابوسی جو کی تلوون سے مل ڈالا اُسے
تم بڑے بیدرد ہو بیرحم ہو جلاد ہو

پھر بہار آئی ہے پھر میرا جنون زورون پہ ہے
فصد اگر کھولے تو سودائی ابھی فصاد ہو

کان اپنا سب پکڑتے ہین ہماری نام سے
اسمین یا وامق ہو یا مجنون ہو یا فرہاد ہو

ہاتھ مین تار گریبان پاؤن مین ہون آبلے
دلمین درد آنکھون مین آنسو لب پر اُسکی یاد ہو

جسجگہہ دیکھے کوئی سب سے تمھاری تاک جھانک
میکدے مین محتسب ہو باغ مین صیاد ہو

اپنے گھر تک ایک انجمن مین لگا لائے اُنہین
قدر کیا کہنا تمھارا تم بڑے استاد ہو

١٦

کیون مری دلشکنی مہر لقا کرتے ہو
کسکا گھر ڈہاتے ہو سوچو تو یہ کیا کرتے ہو

پاے نازک کو جو پابند حنا کرتے ہو
کسطرح آؤگے تم فتنہ بپا کرتے ہو

تم وہ ہو اہل جہان تمسے کنارہ اچھا
لاٹھیان مار کے پانی کو جدا کرتے ہو

کوئی اتنا نہین معشوقون سے پوچھے اتنا
کبھی عاشق سے بھی تم لوگ وفا کرتے ہو

دیکھو اے حضرت دل پھر اُسی جانب کو چلے
وہ ستاتے ہین تو پھر مجھسے گلا کرتے ہو

دیکھتا ہو نہین جیسے بس نظر آتے ہو تمہین
اسقدر تم مری آنکھون مین پھرا کرتے ہو

کیا تعجب ہے کہ تم لوگ خدا بن بیٹھو
نہین معلوم کہ کیا خوف خدا کرتے ہو

لب جان بخش سے بلبل نہ بطامی بن جاے
ای مسیحا مئی گلرنگ بپا کرتے ہو

ہمکو کیا آپکے عاشق ہین اتالیق نہین
تم جو کچھ کرتے ہو اے یار بجا کرتے ہو

یہ دو عملہ تو نہ بھائیگا کسیکو صاحب
کبھی ہمسے کبھی غیرونسے ملا کرتے ہو

کیا مثل سچ ہوی ہر مرد ہے ہر کارے کے
ہم وفا کرتے ہین تم ہم پہ جفا کرتے ہو

کیا قیامت کی ہے رفتار عیاذاً باللہ
دو قدم چلتے ہو اک حشر بپا کرتے ہو

تنکے چنواؤگے تم عشق مژہ مین شاید
زرد مجھکو صفت کاہربا کرتے ہو

ایک جا ہو تو کوئی ڈہونڈہ نکالے تمکو
دل مین آنکھو نہین کلیجے مین رہا کرتے ہو

آنکھ لڑاتی ہے نہ مجھے زلف مین تم پھانستی ہو
سحر سا سحر بلا سے یہ بلا کرتے ہو

زہر کھاکر کہین مرجاؤ بلا سے اے **قدر**
تلخ باتین لب شیرین کی سُنا کرتے ہو

١٨

دم لبون پر ہے ذرا بیٹھیے تو آئیے تو
ہم بھی چلتے ہین کوئی دم مین ٹھہر جائیے تو

کیا دہن کوئی معما ہے یہ تبلائیے تو
مصرع لب مین جو معنی ہین وہ سمجھائیے تو

ہنسکے وہ کہتے ہین تلوار اسلائیے تو
قدر اب پوچھنا کیا ہاتھ ادہر لائیے تو

وہی گھبراکے چلے آئینگے ای حضرت دل
اور کچھ آپ سے ہوتا نہین گھبرائیے تو

نہ مین سایہ ہون نہ جن ہون نہ چھلاوا نہ پری
ایسا کیا ہم ہین تشریف ادھر لائیے تو

واعظو کون سنے گا یہ نماز اور اذان
سر ٹپک کر ابھی چندے یونہین چلائیے تو

نزع مین دیکھکے وہ طعن سے فرماتے ہین
ہم بھی تو جانین کوئی سوانگ نیا لائیے تو

اچھا مانا نہ سہی غیر سے الفت نہ سہی
چاہتے ہین جسے آپ اُسکی قسم کھائیے تو

چاند کا داغ کہان نیل کہان بوسون کا
دیکھون یہ چاند ہے یا منھ ہی ادہر لائیے تو

لاکھ بوسے جو عنایت ہون تو دل دیتا ہون
میرا تو مال ہی کچھ آپ بھی فرمائیے تو

ہاتھا پائی مین بُرا ماننا کیسا صاحب
داؤ پر ہمنے چڑہایا ہے نکل جائیے تو

غیرون مین بیٹھے ہین دیدے کی صفائی دیکھو
مین گڑا جاتا ہون کچھ آپ بھی شرمائیے تو

آج کچھ بانسون اوچھلتا ہے کلیجا میرا
ہان ذرا دوڑ کے سینے سے لپٹجائیے تو

تنکے چنتا ہون یہ سودا ہی فترہ کا مجھکو
اجی کچھ خیر ہے فصد مری کھلوائیے تو

سر مرا نزع مین زانو پہ وہ رکھکر بولے
دیکھون کسطرح سے موت آتی ہی مر جائیے تو

خلق کیطرح ابھی عمر ہماری کٹجاسے
کہین خنجر کیطرح آپ بھی رک جائیے تو

گالیان ہی سہی یہ شرم تو جائے صاحب
کہیے تو کہیے تو کچھ کہیے تو فرمائیے تو

بوسے بوسے پہ وہ دیتے ہین جھنکائی اے قدر
لیجئے لیجئے ہان آئیے تو آئیے تو ؏

ردیف ہای ہوز

سیکھے نگاہ الفت بیداد رفتہ رفتہ ۲۰ لو ہو گئی یہ گھیسڑی فولاد رفتہ رفتہ

بھولینگے بوستان کی ہم یاد رفتہ رفتہ
تجھسے بھڑک سے مٹے گی صیاد رفتہ رفتہ

ہوگا مراقبے سے نقش مراد قائم
تصویر کھینچ لیگا بہزاد رفتہ رفتہ

نالے اگر یہی ہین میرا گلا پڑیگا
آخر کو سانس ہوگی فریاد رفتہ رفتہ

منت کے طوق اُتار و قمری رہوگے کب تک
بوٹا سا قد بنے گا شمشاد رفتہ رفتہ

جاتاہے تیرے غم مین صبر و قرار ہر شب
ہوتی ہے سب کمائی برباد رفتہ رفتہ

قارون نے کیا طمع کا مضبوط گھر بنایا
تحت الثریٰ کو پہنچی بنیاد رفتہ رفتہ

ہو ہو کے قتل عاشق عادت بگاڑ دینگے
ہوگا مرا مسیحا جلاد رفتہ رفتہ

ہونے دے حشر برپا دفتر کھلیگا میرا
سب سے کرونگا تیری فریاد رفتہ رفتہ

شیرین گرانہ اسیر اکبار کوہ غم تو
کھودیگا بیستون کو فرہاد رفتہ رفتہ

گلشن سے موسم گل کچھ بچ نکل چلا ہے
دیوانے ہوتے جائین آزاد رفتہ رفتہ

تصویر کھنچتے کھنچتے آئی دہن کی نوبت
تصویر خود بنے گا بہزاد رفتہ رفتہ

دل تیرا کیا ہے اے بت گالا سا کوہ اڑیگی
بڑھنے تو دے ہماری فریاد رفتہ رفتہ

ابتو یہ ربع مسکون سب ہے تمھارا مفتون
کیا اور ہوگا عالم ایجاد رفتہ رفتہ

ورد کی تیرے رخ کا بندھا ہے دھیان مجھکو
ہوجاے گا یہ قرآن سب یاد رفتہ رفتہ

آخر کو مرتے مرتے کوئی نہین بچے گا
ہونگے تمام قیدی آزاد رفتہ رفتہ

پوچھا کہ ہوگا کب تک بوس و کنار و مطلب
ہنسکر کیا یہ اُسنے ارشاد رفتہ رفتہ

ہوتے چلے ہین دل مین درد اور داغ ساکن
ہوجائیگا یہ جنگل آباد رفتہ رفتہ

یونہین جو روز گلچین کلیان چنا کریگا
ہوگا تمام گلشن برباد رفتہ رفتہ

جو بحر کی عنایت یون قدر پر رہیگی

ہو جائیگا یہ شاگرد استاد رفتہ رفتہ

صاف کوسالہ بنی آہو جو ڈالے تو نگاہ | ١٣ | آنکھ تیری سامری ہی اے بت جادو نگاہ
کیا سیہ کردے گا سرمہ ہی جلا کر تو نگاہ | اسقدر مجھپر نکریون گرم اے بدخو نگاہ
دل کو یہ ٹھنڈا کریگی یا جگر کو چاک چاک | ڈھونڈھتی ہی کچھ نکچھ اے جانجان پہلو نگاہ
اُس گل عارض پہ ہر لحظہ پڑی رہتی ہی یہ | کیا عجب ہو نکہت گل کیطرح خوشبو نگاہ
اُف ری تیزی پار ہوتی ہے تمھاری آنکھ سے | تیر بنکر ہو گئے صید افگن آہو نگاہ
رات غیرون مین کٹی ہی اب اُلجھتے ہو عبث | اوہ جی پہچانتے ہین عاشق گیسو نگاہ
عاشقون سے آجکل چتون پھری ہی الحذر | ذبح کر ڈالے گی جسدم پائیگی قابو نگاہ
برچھیون مین گھر گیا ہون مین بھی مثل مردمک | اک طرف پلکین بلای جان ہین اور اکسو نگاہ
آٹھ آٹھ آنسو رُلاتے ہین یہ ہر مشتاق کو | زلف وچہرہ خال وخط مژگان ولب ابرو نگاہ
کیا بھروسا مہربان چشم عنایت کا مجھے | چار دن بھی آپکی رہتی نہین یکسو نگاہ
تیر کو خنجر بنانا کس نے سکھلایا تمھین | کب تلک ٹیڑھی رہیگی صورت ابرو نگاہ
آنکھ کھلتے ہی کُھلا مضمون وجہ اللہ کا | تیرا جلوہ دیکھتے ہی ہر طرف ہر سو نگاہ

کیا غضب ہے ایک ہی انجھر مین مارا قدر کو
سیکھ آئے کانو روسے اے پری جادو نگاہ

ہای اس بیخانی مین توام ہی شادی غم کے ساتھ | ١٤ | قہقہہ شیشے کا دیکھا دیدۂ پرنم کے ساتھ
زندگی ہمنے نباہی ابروے پرخم کے ساتھ | نیمچا تیرا رہا قاتل ہمارے دم کے ساتھ
ڈالتے ہین باپ بیٹے مین نفاق اہل غرض | دیکھئے سہراب کو لڑوا دیا رستم کے ساتھ
عشق لیکر زلف کا نکلا مین کوے یار سے | سانپ نکلا تھا جنان سے جسطرح آدم کے ساتھ

ناچ مین توڑ لیا تمنے تو دم ٹوٹا مرا / موت کا گھنگرو لگا پازیب کی چھم چھم کے ساتھ

تو سمجھتا ہے کہ میری عمر بڑھتی جاتی ہے / وہ تو کم ہوتی چلی جاتی ہے ہر اک دم کے ساتھ

دیکھکر تمکو خجالت سے گل تر گر گیا / پانی پانی ہو کے بہجائیگا اب شبنم کے ساتھ

مر گئے پر بھی سنجائینگے یہ آثار جنون / سنگ زن بھی چاہئین دو اک مرے ماتم کے ساتھ

غیر کی خاطر کنوان کھودے تو خود بھی ڈوبجائے / خلد سے شیطان بھی نکلا حضرت آدم کے ساتھ

دھجیان دامن ہوا ٹکڑے گریبان ہوگیا / اک پھریرا بھی اڑا کرتا ہے اس پرچم کے ساتھ

تو غم مجنون مین اے لیلی بہت رویا نکر / رنگ تیرا بہ نجائے گریۂ ماتم کے ساتھ

اٹھگیا رخسار سے گھونگھٹ خطاب کھل گیا / شبپرک پردے سے نکلے عیسی مریم کے ساتھ

انفخت فیہ من روحی جدا ہے مجھسے کیون / ہان مری جان رہی اپنی عاشق بیدم کے ساتھ

آنکھین کیا پھرتی ہین انکی اک چھری پھرتی ہے قدر / ہوش اڑتے ہین مرے ان آہوونکی رم کے ساتھ

۱۵

میرے آتے ہوے کیون آپنے چھوڑا پردہ / سامنے آئیے عاشق سے بھلا کیا پردہ

کسطرح دیکھے تو آپ ہی اپنا پردہ / چشم موسی مین ہوئی برق تجلی پردہ

خوب تو پردونمین افلاک کے رہنا سیکھا / سامنے آئیے اللہ رے گاڑھا پردہ

کفر و دین دل سے ہی تو جامۂ ظاہر یہ سجا / اس سے کیا ہوتا ہے سیدھا ہو کہ الٹا پردہ

آج کل مشق تصور تو یہان تک پہنچی / آنکھ جب بند ہوئی کھل گیا سارا پردہ

کوئی کیا جانے کہان جا کے ہوا اپنا وصال / قبر تھی گوشۂ خلوت تو کفن تھا پردہ

ہاتھ ہر وقت گریبان مین پڑا رہتا ہے / واہ اے دست جنون چاک ہے سارا پردہ

کیا لکھون وصف کمر کس سے کہون رمز دہن / کوئی کیا جانے یہ کیا راز ہے کیسا پردہ

تھام کر اپنا جگر قیس وہین بیٹھ گیا
نجد مین محمل لیلی کا جو اُٹھا پردہ

کان پردے سے رقیبونکا لگا رہتا ہے
کان کا پردہ ہے اُس پردہ نشین کا پردہ

مثل نور آنکھ کے پردے مین تمھین رکھتا ہون
ہے بہت مد نظر یار تمھارا پردہ

پھوٹ نکلا ترے رخسار کا رنگ ای تیرہ حسن
لال پردہ نظر آیا ترے در کا پردہ

دل سے آنکھونکا اشارہ ہی ملک اُٹھنے مین
دوڑ اے طالب دیدار وہ اُٹھا پردہ

عشق بدنام ہوا کچھ نہوا حسن کو غم
کیون نہ دامن کی جگہ پھاڑا زلیخا پردہ

پس دیوار مین رویا تو یہ کہتا ہے وہ شوخ
قادر نے فاش کیا آج ہمارا پردہ

ردیف یائے تحتانی

17

حالت تو دیکھ مردم چشم سیاہ کی
پھانسی گلے مین پڑ گئی تار نگاہ کی

پامال تو نے عاشق غمخوار کو کیا
گرد ملال ہو گئی سب گرد راہ کی

ہین جراُتو نکے سینہ سپر خاکساریان
گرد سپاہ ہوتی ہے مٹی سیاہ کی

موے کمر مین ناف کو دیکھا تو کھل گیا
گھتی ہے ایک یہ مرے تار نگاہ کی

مین خود شہید ناز ہون اپنے نصیب کا
قسمت مین ہی کجی تری ترچھی نگاہ کی

اس چشم سرمگین کے اثر سی عجب نہین
رنگت ہو سرمئی تری تار نگاہ کی

سچ ہے کجون کے ساتھ مین ہون راست باز کج
ٹیڑھی بھوین تھین آپنے ٹیڑہی نگاہ کی

پھرتے ادہر بھی راہ کرم سے تو لطف تھا
میندہی نہ چھوٹتی ترے پای نگاہ کی

دل اُسطرف زبان ادہر کھینچنے لگے
کس کشمکش مین جان پڑی میری آہ کی

نالون سے میری سرمد و منصور مست ہین
یہ دونون قمریان ہین مری سرو آہ کی

ہی درد خیز شیشۂ دل کی شکستگی
جھنکار کی جگہ ہے صدا آہ آہ کی

قطعہ

خردون سے کیا سلوک کرے گا کوئی بزرگ
دشمن ہے بنے جو مہر کی اپنی نگاہ کی

آیا قمر مین نور یہ گرمی سے مہر کی
سورج گہن ہوا یہ شرارت ہے ماہ کی

یہ سب ہے چال پاے حنائی کی اے نگار
گیرو بنے قدم سے ترے گرد راہ کی

یہ چار عنصرون کا خلاف اور ایک روح
جھگڑے ہین باہمی نہین صورت نباہ کی

امید روز وصل تھی کس بدنصیب کو
قسمت الٹ گئی مری روز سیاہ کی

اے قدر تم بھی کتنے خوشامد پسند ہو
دل اون کو دیدیا جو ذرا واہ واہ کی

١٢

پلکین تری جھپک گئین جب ہنسنے آہ کی
بولے یہ ہو رہی ہے قواعد سپاہ کی

واعظ خبر اڑاتا ہے عرش اله کی
چھت گر پڑی نہ سر پہ کہین خانقاہ کی

کیا میرے دل کی عشق نے حالت تباہ کی
اک گانون پر چڑھائی ہوئی بادشاہ کی

میری جبین پہ چاہیے ٹیکا کلنک کا
تصویر کھینچ دے کوئی بخت سیاہ کی

شکوہ جواب درد کا کیا کیا غضب ہوا
چاپین چڑھ ہین زبان پہ کیون داد خواہ کی

دو مصرعون مین آپ کی تضمین ہو گئی
جٹی بھوون پہ شاعرون نے کج نگاہ کی

پھول ہوئی شفق ہے شہیدون کے خون سے
ہے آسمان زمین مری قتلگاہ کی

کروٹ بدل بدل کے کٹی رات ہجر مین
اس سمت آہ کی کبھی اس سمت آہ کی

جبتک دھڑی جما کے تمھین باغ کو چلو
طاؤس راہ تکتے ہین ابر سیاہ کی

گا ہے وہ گرمیان کبھی یہ سرد مہریان
پھبتی کہونگا آپ پہ مین مہر و ماہ کی

نام شب فراق سے دل کا پنتا ہی روز
صورت خدا دکھائے نہ اُس روسیاہ کی

اے **قدر** حسن مطلع جانان دولخت ہے
دونون لبون پہ بات ہین ہمنے نگاہ کی

11

ہم پر بھوین چڑہی ہین کسی کجکلاہ کی
میزان تلی ہوئی ہے ہمارے گناہ کی

انداز وناز و قہر سے تمنے نگاہ کی
تلوار دل مین تیر گئی ہے تراہ کی

ہمنے کسیکی آڑ سے جیتا نہ معرکہ
تلوار باندہتے رہے ہم بے پناہ کی

طوفان بنکے میکدے مین آیا محتسب
تختہ اُلٹ دیا مری کشتی تباہ کی

راہ وفا مین آپ ہین ثابت قدم کہین
اچھا حضور خود ہی کہین راہ راہ کی

زندہ رہے نہ بھائے نہ یوسف نہ شاہ مصر
باقی کہانیان رہین زندان و چاہ کی

فرقت مین اشک پیتے ہی آہین بھی تھم رہین
چھڑکا جو پانی بیٹھ گئے گرد راہ کی

گُل ہوگئے جو قبر پر احباب لائے شمع
ایسی ہوا بندہی مرے بخت سیاہ کی

دل ٹوٹا ایسے صدمے دیئے آسمان نے
ٹکرا کر اس جہاز نے کشتی تباہ کی

ہے اس جگہ جو وصل کا وعدہ حضور سے
مجھکو اندہیر اقبر کا ہے رات بیاہ کی

آہون کا کچھ اثر ہے نہ کچھ **قدر** کا کمال
دل را بدل رہی است تری دلمین راہ کی

15

جہان گلشن وہان گل ہی جہان گل ہی وہان بو ہے
جہان الفت وہان مین ہون جہان مین ہون وہان تو ہے

بہت اُڑتے رہے اب وصل مین تمکو نہ چھوڑونگا
یہ اپنا اپنا موقع ہے یہ اپنا اپنا قابو ہے

ارے صیاد پھر گلزار مجھکو یاد دلوایا
کہ ہر اک لو گرفتار قفس مین باغ کی بو ہے

مجھے ای بیکسی جھونکا ہی تونے کس سمندر مین
نہ کشتی ہے نہ ساحل ہے نہ گھاٹ اسمین نہ ٹاپو ہے

تمھارے خال و گیسو اور ابرو سب کے سب ہو دی
کوئی زنبور کوئی سانپ کوئی انین بچھو ہے

لحد کے منھ مین کیا پونہچا گیا مین شیر کے منھ مین
نہ رانین ہین نہ سینہ ہے نہ پہلو ہی نہ بازو ہے

یہ پیاری صورتین ہین یا کہ قدرت کے کھلونے ہین
مچلجاتا ہے ان پر طفل دل کی کیا بری خو ہے

تمھارے منھ پر ای مہ کوئی ہرگز چڑھ نہین سکتا
جو بدر آئے تو داغی ہے ہلال آئے تو کم رو ہے

شہیدون کو ترے حاجت نہین کچھ غسل میت کی
ترے تلوار کا پھٹا نہین قاتل لب جو ہے

کبھی ہین میٹھی نظرین یار کی گاہے بھری چتون
کبھی امرت کبھی زہر ہلاہل چشم جادو ہے

مرا صحرا ے وحشت ناک دہشت ناک ہے ایسا
کہ داغ پشت شیران ہی جو نقش پای آہو ہے

فراق یار مین منھ سے کہون کچھ کچھ نکلتا ہے
طبیعت ہی ٹھکانے ہے نہ دل ہی اپنا یکسو ہے

گھٹا اندھیر کی چھائی ہی کیسی باغ ہستی مین
جو بلبل ہے تو وہ شب پر ہے جو گل ہی وہ شب بو ہے

سرہانے بیٹھکر وہ فاتحہ پڑہ جاتے ہین اکثر
شہیدانا مرے مرقد کا انکا طاق ابرو ہے

خدا معلوم کیسا گومگو ہے **قدر** کا مذہب
کہ شیعہ ہے نہ سُنی ہی مسلمان ہی نہ ہندو ہے

۱۳

ہم مناتے نہین جب یار خفا ہوتا ہے
یہ تو سب سچ ہے مگر رنج بڑا ہوتا ہے

جب کبھی آہ کا مضمون بھرا ہوتا ہے
نامہ بر خط کے اُٹھاتے ہی ہوا ہوتا ہے

رنج دینا ہے تو دو پاس سے کیون جاتے ہو
اور تو اور مری جان یہ کیا ہوتا ہے

کبھی سرسبز نہین جو کوئی ہرجائی ہے
چاندنی کا بھی کہین کھیت ہرا ہوتا ہے

خط جو آتا ہے تو آنکھون پر اُسے رکھتا ہون
تیرا نامہ مری قسمت کا لکھا ہوتا ہے

نفس گرم سے سب کہتے ہین نفسی نفسی
چیخ اُٹھتا ہون تو اک حشر بپا ہوتا ہے

رُخ جدھر تیرا ہو پھرتی ہے اُدہر میری آنکھ
مردم دیدہ مرا قبلہ نما ہوتا ہے

دل کی جانے سے کلیجے مین پڑا ہے کہرام
آج اک دوست سے اک دوست جدا ہوتا ہے

زخمی دست حنائی کا نہ پوچھو احوال
چور زخمون کا مرے دزد حنا ہوتا ہے

بوند پانی کی نہین چاہ ذقن مین موجود
سبزہ کیہ نکر ترے عارض پہ ہرا ہوتا ہے

بوسے قدسی جو ہوا حضرت آدم کا ظہور
بحر زخار سے اک قطرہ جدا ہوتا ہے

تو مرے دل کی سمجھتا ہی سمجھتا ہون مین
ہر گھڑی اس ترے کیا کہنی سے کیا ہوتا ہے

دل جو ہوتا ہے شہید غم الفت اے قدر
داغ دل شمع مزار شہدا ہوتا ہے

۱۵

گجر سنکر یہ قاتل بولتا ہے
کسی بیتاب کا دل بولتا ہے

مدد اے سخت جانی بات رہجاے
بہت بڑھ بڑھ کے قاتل بولتا ہے

دہن سے ہو گئی چہرے کی شہرت
تمھارا ماہ کامل بولتا ہے

سیا جراح نے پر کیا بھروسا
برابر زخم بسمل بولتا ہے

سمجھ صورت سوال ای منعم اسکی
اگر چپ ہے تو سائل بولتا ہے

ذرا صدمہ ہوا آہ آتی ہے لب پر
یہ میرا شیشۂ دل بولتا ہے

کوئی فریاد رس پیدا نہین ہے
جرس منزل بمنزل بولتا ہے

لب جانان سے ہے برگ گل ہی نازک
مگر مثل عنادل بولتا ہے

حضور قلب ہے اسدرجہ حاصل
مجھے آواز دو دل بولتا ہے

تماشا ہو گئے لیلی کے نالے
جرس ہا بین محمل بولتا ہے

وہ دریا نوش ہون مانگون اگر مے
ابھی ساقی محفل بولتا ہے

برابر ہچکیان لیتے ہین بسمل
یہ رن ہر وقت قاتل بولتا ہے

ٹپک پڑتا ہے لب سے سحر بابل ۔ جو وہ زہرہ شمائل بولتا ہے

جہان دو دل ملے اک شور اُٹھا ۔ ہر اک مثل جلاجل بولتا ہے

نہ مُنہ مانگے اجل ملتی ہے اے **قدر**

نہ سیدھا مُنہ سے قاتل بولتا ہے

۱۴

پھول بنتا ہی جو رنگین کف پا ہوتا ہے ۔ تیرے تلوونکا عرق عطر حنا ہوتا ہے

اُس شہ حسن پہ دم جسکا فنا ہوتا ہے ۔ طائر روح نکلتی ہے ہما ہوتا ہے

اشک موقوف نہون لاکھ پلک مارین ہم ۔ لاٹھیون سی کہین پانی بھی جدا ہوتا ہے

ایک گن کیا ہی کسی بات مین تو بند نہین ۔ جو تو کہتا ہے ترے مُنہ کا کہا ہوتا ہے

لب جان بخش پہ شکر یہ ہوا باندھی ہے ۔ کہ غبار اُڑکے مرا خاک شفا ہوتا ہے

ساتھ دیتا ہے شب تار جدائی مین کون ۔ یہ وہ ہی وقت کہ سایہ بھی جدا ہوتا ہے

وصل مین کوئی کرے دست درازی کیونکر ۔ چھیڑتا ہون تو وہ کہتے ہین یہ کیا ہوتا ہے

داغ دلسے کہین پیری مین تو چھا ماسر کے ۔ صبح کو شمع سے پروانہ جدا ہوتا ہے

وصل مین وہ بہت انکار نہین کر سکتے ۔ واہ کیا تنگ دہانی مین مزا ہوتا ہے

یہ وہ نشا ہے فرشتونکے قدم کا پتے ہین ۔ بادۂ حسن بھی کیا ہوش ربا ہوتا ہے

جب کوئی مصر محبت کا سفر کرتا ہی ۔ کاروان اشک تو ہر نالہ درا ہوتا ہی

سخت جان وہ ہون کبھی قتل نہین ہو سکتا ۔ آب شمشیر مجھے آب بقا ہوتا ہے

شور آیسمین کیا کرتے ہین گلچین صیاد ۔ یہی کھٹکا ہے مجھے دیکھیے کیا ہوتا ہے

آپ جاتے ہین اُدھر جان اِدھر جاتی ہے

سے لیجیے **قدر** ہمیشہ کو جدا ہوتا ہے

۱۵

تم اُٹھ گئے اک نگاہ کر کے
ہم گر پڑے آہ آہ کر کے

مٹی مین ملی مری جوانی
کیا تمکو ملا تباہ کر کے

الفت مین ہوئی بتو نسی جھوٹے
اللہ کو ہم گواہ کر کے

پاکر تمھین آپ مین نہ آئے
کھوئے گئے تم سے راہ کر کے

دل توڑ کر اسقدر ڈھٹائی
پچھتانا نہین گناہ کر کے

منعم یہ روپے کی زر پرستی
رکھلے اسے سجدہ گاہ کر کے

ہم کھل گئے عشق مین عجب کیا
یہ کوہ کو رکھدے کاہ کر کے

دل مین مرے پھانسی سی لگی ہے
دیکھو تو ذرا نگاہ کر کے

جھانکے نہ کنوئین ہمین نے تنہا
لٹکے ہین فرشتے جاہ کر کے

مدہوش کیا ملا کر آنکھین
کھویا ہمین ہم سے راہ کر کے

آنکھون سے بسر کرنی اے دل
ابرو سے ذرا تباہ کر کے

ہم چڑھ گئے اُنکے دم پہ کیسے
دل لیگئے واہ واہ کر کے

کچھ شرم نہین تجھے شب ہجر
پھر آئی ہے منہ سیاہ کر کے

کشتون کو تو قبلہ رو کیے جا
مُنھ جانب قتلگاہ کر کے

اے **قدر** جو بت وہی خدا ہے
کیون پھر گئے اشتباہ کر کے

۱۴

قدر گل بوٹے غضب ہین گلشن ایجاد کے
ہاے کیا کیا صورتین ہین صید آدم زاد کے

ڈھنگ اُڑائی گل نے اُس ترک ستم ایجاد کے
کچھ چرائے رنگ بلبل نے مری فریاد کے

کاٹ کر غیرونکے سر لائے جو میری نذر کو
ڈال دون سونے کا آنڈو پاؤنین جلاد کے

عیش و عشرت مین بھرے ہین سب در و دیوار کے | سکے ٹکرانے سے غل ہونگے مبارکباد کے
آشیانہ پھینکتا ہے یہ بھی اُجڑے تو سہی | چند بیٹھین روز تو مین خانۂ صیاد کے
راہ مین اُسکی لٹا دو میکدون کو ساقیو | تم بھی قارون ہو کہ لیجاؤ گے سر پر لاد کے
آئے جوبن پر عروسان چمن آئی بہار | کنگھی بالیدہ ہوئی طرے چھٹے شمشاد کے
ظلم سر آنکھون پہ لیکن رحم بھی کچھ چاہیے | ڈر یہ ہے خوگر نہ ہوجاؤ کہین بیداد کے
یہ حرارت ہے کہ پڑ جائین پھاسی سیکڑون | قطرۂ خون جا پڑے مُنھ پر اگر فصاد کے
ٹوٹی پڑتی ہے خلایق یار کی تصویر پر | ہاتھ آنکھون سے لگایا چاہیے بہزاد کے
منتین مانین ہزارون جب ہوا جوش جنون | طوق گھڑوا ڈُن سنارون سے عوض حداد کے
شاخ گل کا بلبل محبوس کو دھوکا ہوا | پر جو کھولے اُڑ کے بیٹھا ہاتھ پر صیاد کے
زخم سینہ بولتا ہے یا چٹکتی ہے کلی | تیر مین کیا پر لگے تھے بلبل ناشاد کے

قدر صحرا سے عدم کو دشت وحشت سے چلا
حوصلے دیکھو ذرا اس خانمان برباد کے

۲۱
پس لیکے پھنسا خود مرا دل اپنی خطا سے | رفتار کی پاپوش سے زلفونکی بلا سے
حسرت سے گلے ملنے لگا شوق جفا سے | مین تشنۂ دیدار تھا وہ خون کے پیاسے
ہم پہلے ہی کہتے تھے اُسے ڈر کے خدا سے | بدنام ہوا یار مرے ہم جو قضا سے
ڈھونڈھے نہین ملتا ہے پتا مجھکو کمر کا | کس درجہ بدن آپ چراتے ہین حیا سے
ہر اُنگلی تری ہو گئی انگشت شہادت | رنگین ہوئے ہاتھ جو خون شہدا سے
جوڑا وہ کھنچا ہے کہ ملاتے نہین آنکھین | لو اُٹھ چلی اب ترچھی نظر بانکی ادا سے
اُس بادشۂ حسن کو خط سے لیکے ہوا کم | کیا جفت ہوا میرا کبوتر بھی ہما سے

گردون پہ مہ و مہر ہین قدرت کے کرشمے
چھلکے ہین مے نو سے اوندھے ہوئے کاسے

خوشرنگ کہین پھول سے ہے دست حنائی
خوشبو ہے کہین سیت ترے عطر حنا سے

وہ پانچے ہاتھونمین اُٹھائے ہوئے نکلے
اللہ رے نفرت اُنہین خاک شہدا سے

گو لاکھ ترقی ہو مگر ساتھ ہے شامت
سایہ کہین ہوتا ہے جدا مرغ ہوا سے

شاہی سے بھی ہے شوخ مرا رنگ فقیری
کمبل مرا کالا ہے کہین ظل ہما سے

مقتول تری تیغ کا ہو زندۂ جاوید
بسمل ترا اٹھے نہ کہا ہو مگر آب بقا سے

نقش قدم یار جو اعجاز دکھائے
طاؤس ہون پیدا وہین خاک کف پا سے

ایسی نہین دیکھی دُر دندان مین صفائی
گُل پہ تری ہنس گرین اوج ہوا سے

وہ رند ہون مے مانگون جو ساقی ازل سے
خود شکل ہو کشتی کی عیان دست دعا سے

آنکھین تو ہین تیری ہمہ تن چشم مروت
کیا آنکھین لڑائی ہین کہین اہل وفا سے

چھٹکے ہوے تارے ترے دیکھے فلک پیر
کیا منھ پہ تماشا ہین بڑھاپے مین مہاسے

دبجائے قیامت تو بنے فتنۂ محشر
اُٹھو تو کشیدہ ہو جو بیٹھو تو ذرا سے

ہم دشت نوردی مین اگر خار نپائین
خود گو کھر و پھوٹ آئین ہمارے کف پا سے

اے قدرؔ ذرا دیکھکے ہشیار خبردار
کچھ ابروون پر بل ہے وہ بیٹھے ہین خفا سے

۱۴

شمار مین نہین موجین جہان فانی کی
جنون ہے اُسے لہرین گنے جو پانی کی

اُن ابروون سے عبث دل نے ہیلوانی کی
نہ کرکری کہین ہو جائے سخت جانی کی

لپٹ گئے مرے سینے سے مہربانی کی
یہ سب اُمنگ تھی اُٹھتی ہوئی جوانی کی

نہ منھ کی کھائی نہ لی ہمنے لن ترانی کی
کسی سے ہم کبھی بچھڑے نہ پہلوانی کی

نکالی راہ جو کی تاک یار جانی کی
لگائی سیندھ جہان ہمنے پاسبانی کی

بنا بڑی سندون سے ہمارا محضر عشق / اجل نے مہر کی افلاک نے نشانی کی

ہمارے یار کا تیزاب مین بجھا خنجر / رُکا نہ حلق پہ کیا بات اسکے پانی کی

پسے ہین خاک نشین اہل اوج کی ہاتھون / زمین نشانہ ہے آفات آسمانی کی

بغیر اشارے پڑ گئی جگر پر آپکے آنکھ / تمھاری چاپ کو حاجت نہین کمانی کی

ہمارے یار کی تصویر بھی بنا نہ سکا / چلی نہ صانع قدرت سے خاک بانی کی

مین کیا کہون کہ دہن کو ضرر دیکھونگا / صدا بھی غیب سے آئی تو لن ترانی کی

ہوئے ہین کیا ہی جوانان باغ سرخ سفید / بہار جوش پہ ہے موسم جوانی کی

ملا جہان سے جہان آفرین کا ہمکو پتا / بنا سے ساری حقیقت کھلی ہے بانی کی

نہال گل پہ عنادل کے چہچہے تھے قدر / کہ روضہ خوان نے منبر پہ روضہ خوانی کی

۱۴ زلف کا دہیان رہا کرتا ہے / جی پریشان رہا کرتا ہے

آئینہ دل ہے کسی عاشق کا / جب تو حیران رہا کرتا ہے

جگھٹے رہتے ہین معشوقون کے / گھر پرستان رہا کرتا ہے

اُس پری سے نہین بن پڑتی کچھ / کب وہ انسان رہا کرتا ہے

خون اپنا تجھے بخشا مین نے / کیون پشیمان رہا کرتا ہے

یون پڑے رہتے ہین تیرے در پر / جیسے دربان رہا کرتا ہے

یاد ہر وقت تری رہتی ہے / ذکر ہر آن رہا کرتا ہے

ایک ارمان بھی دل مین نہ رہے / یہی ارمان رہا کرتا ہے

کس قدر عقل و جنون مین ہے لاگ / روز میدان رہا کرتا ہے

میرے دل مین ہی اُداسی ہروقت — گھر یہ ویران رہا کرتا ہے
نوح اسطرح ہے دنیا مین — سب جیسے مہمان رہا کرتا ہے
یاد ہے ہمکو تمھاری صورت — حفظ قرآن رہا کرتا ہے
وہ مجھے پوچھین تو کہنا قاصد — تم پہ قربان رہا کرتا ہے

جب تلک تم نہین ملتے اے جان
قدر ہیجان رہا کرتا ہے

۱۷

ترے آگے پئے تسلیم شیشے ہو کے خم ساقی — برابر قلقلون سے بھر رہے ہین تیرا دم ساقی
ارے ساقی تو اک اک جام مین آنکھین چراتا ہے — لٹاتے سارا میخانہ کہین ہوتے جو ہم ساقی
صدائے قلقل مے سے یہ تیرا کلمہ پڑھتی ہے — خود انگشت شہادت ہے براندی کی قلم ساقی
فقیر مست ہون بھر دے مرا کشکول صہبا سے — الٰہی جام ہو تیرا فروغ جام جم ساقی
رخ جانان کی کیون مجھکو دلائی یاد مے دے کر — لگائی آگ مین آگ اُف کیا تو نے ستم ساقی
لگی ہے روح ہو نغمہ چھما چھم ابر کے مطرب — لبون پر دم ہے ہو دورہ دمادم اب بہم ساقی
کلیجا منھ کو آئیگا گزک کا میرے ماتم مین — لہو رو دینگے شیشے ہوگا اتنا میرا غم ساقی
ہزار آنکھین ملا تو جام پر کب آنکھ پڑتی ہے — سبو بھر کے مے لونگا ترے سر کی قسم ساقی
ہوئی ہے تیری مے مین آبداری تیغ کی پیدا — کھچی کھچکر چلی چلکر گیا غم دو قلم ساقی
فلک سے جام بڑھکر رند تارون سے زیادہ ہین — الٰہی ہو مبارک تجھکو یہ جاہ و حشم ساقی
ابھی ہو شور قلقل سے صدا ناقوس کی پیدا — جو میخانے سے اُٹھے مست ہو کر وہ صنم ساقی
نہ چھوڑون اُس بت ترسا کی آنکھون کا کبھی لپکا — براندی دے کہ شیری دی بیر دے یا کہ رم ساقی
پڑا رہنے دے مجھکو پاسِ خم پرزہ و مستی مین — قدم تیرے نہ چھوڑونگا نہ مین اسکے قدم ساقی

دکھائیں ہیں اگر آنکھیں بہادے مے کی ندی بھی
مرے برق غضب ساقی مرے ابر کرم ساقی

دکان ہے تخت تو ہی بادشہ رندونکے لشکر کا
ہی ساغر تاج مے حکم روان مینا علم ساقی

ترش ہوتی ہیں یون آنکھیں تری تڑپکر مری دل پر
کہ جیسے مے ہو سرکہ جا کے مابین حرم ساقی

لیا ہے قدر کا دل ایک پیمانے پہ یا قسمت
لگی ہے آج تیرے ہاتھ یہ بھاری رقم ساقی

تیر ہے خنجر ہے یا تلوار ہے
تیز کس درجہ نگاہ یار ہے

ساقی مہوش بڑا عیار ہے
ہر بلا مے مرغ آتشخوار ہے

ہوگئے ہو چاند گویا عید کے
ہمسے دل ای ماہ کیون بیزار ہے

نالہ و شیون سے تنگ آیا ہون مین
ہر گھڑی میری گلی کا ہار ہے

اُس لب جان بخش سے پائی شفا
جو مریض نرگس بیمار ہے

دل بتون پر آگیا ہے خود بخود
کچھ خدا جانے یہ کیا اسرار ہے

آپ ہین ہرگز نہین ہے چشم یار
مست ہے مدہوش ہی سرشار ہے

ہوشمندی حرص دنیا مین نہ کر
ہے وہ عاقل جو یہان ہشیار ہے

رات بھر کے وعدے پر خاموش ہو
اس سی ثابت ہے کہ نصف اقرار ہے

آپ چلکر آنکھ سے دیکھ آئیے
قدر ان روزن بہت بیمار ہے

اٹھا مین جھومتا کہتا ہوا نشے مین یا ساقی
ازل مین نامہ میکش روح مے کن تھی خدا ساقی

حباب جام لا ساقی مے گلگون پلا ساقی
مرے سحر عطا ساقی مرے باغ سخا ساقی

اُسے بھی لگ گئی شاید ہیا نکی کچھ ہوا ساقی
حب آئی میکدے پر جھومتی آئی گھٹا ساقی

جھکا دے جام کی جانب ادا سے اُسکی گردنکو
سکھا دے اپنی بوتل کو بھی تو بانکی ادا ساقی

کہان کثرت کہان وحدت کہان خلقت کہان خالق
کجا مے کش کجا بادہ کجا محفل کجا ساقی

دیا جب پھول تو نے ہجر مین پھول اُٹھ گئی میرے
مراقل ہو گیا سنتے ہی قلقل کی صدا ساقی

ترے میخانے پر اللہ کی رحمت برستی ہے
کہ مے بجلی ہے موج مے دہنک ہے خم گھٹا ساقی

صدا قلقل کی میخانے مین حق اللہ بنجائے
ہری بوتل جو کھلتی تیرا طوطی بولتا ساقی

گزک سے ہاتھ دہوؤن دل ہو جل بھنکر کباب اپنا
کہ گرما گرم مے دے ٹھنڈی ہے ہوا ساقی

عبث رندون سے وہ شکل دہن اب منھ چراتا ہے
ہے مثل بادۂ کہنہ پرانا منھ لگا ساقی

رخ تابان سے کر آئینۂ اسکندری حیران
نشیلی انکھڑیون سے جام جم چکر مین لا ساقی

نہ یہ اُسمین اشارے ہین نہ یہ اُسمین نظارے ہین
کجا ساغر کٹورا سی تری آنکھین کجا ساقی

تری گردن پہ مینا میرا اڑ ہلکا ہے عجب کیا ہے
کہ نکلے موت کی ہچکی مین قلقل کی صدا ساقی

ید بیضا دکھا دے واعظونکی آنکھین کھلجائین
صفائی سے ہتیلی پر براندی تو اڑا ساقی

نہ تو رندون سے کھلتا ہے نہ وہ خم سے نکلتی ہے
سکھا دی تو نے دخت رز کو بھی اپنی حیا ساقی

بطِ مے کو کیا ہے مرغ آتشخوار مے بھر کر
لگا دی آگ پانی مین دکھائی لاگ کیا ساقی

اُبل کر مے نکل آتی تو رنجک سی چمکجاتی
جو اُڑتا کاگ بوتل کا تپنچا چھوٹتا ساقی

کہون جب راز اپنا لوگ کہتے ہین شرابی ہے
مے گلگون ہے کیا ہی راز پوش مدعا ساقی

سنا ہے چاند مین سورج سے ہو جاتی ہے ضو پیدا
چڑھا کر مے چمکجاتا ہے میرا مہ لقا ساقی

اگر پیسا نہو اے قدر کب آنکھین ملاتی ہین
کھری کہتا ہون مین پیر مغان ہون آپ مین یا ساقی

۲۳

جو گرمی دل مضطر پدید ہو جائے
گلے مین شب کی تختی حدید ہو جائے

یقین ہی قصد جنون مین مفید ہو جائے
ہمارے قفل کو نشتر کلید ہو جائے

شب مزار مین جب تیری دید ہو جائے
مرا سفید کفن صبح عید ہو جائے

تمہارے رخ پہ اگر خط پدید ہو جائے
وصول حسن کی کامل رسید ہو جائے

صفائے تن سے قد آدم آئنہ ہین وہ
سماؤن انمین اگر انکی دید ہو جائے

طلسم حسن ہے پستان یار ہوسے کر
کوئی نمود کوئی ناپدید ہو جائے

دل گرفتہ سے نکلے جو آہ حیرت ہو
کہ قفل بستہ سے پیدا کلید ہو جائے

ہمارے دشت جفاخیز کا ہر اک ذرہ
اٹھے تو جوہر تیغ یزید ہو جائے

سیاہ کار ہون ایسا کرین جو دفن احباب
تو لوح قبر نگین حدید ہو جائے

سمجھ گیا ہون معما تری خموشی کا
وہ بات ہو کہ دہن ناپدید ہو جائے

حنا کو آب کرے گرم دستی قاتل
پگھل کے ہاتھ مین خون شہید ہو جائے

یہ گھل رہا ہے تن زار کیا تعجب ہے
تری کمر کی طرح ناپدید ہو جائے

انہین جو شوق مین کھینچون ابھی گلے ملجائین
کمند جاذبہ حبل الورید ہو جائے

پلادی مے مرے ساقی دے کچھ آگ سی آگ
عجب نہین تپ غم مین مفید ہو جائے

تمہین ہون دیکھکے ہم فاقہ مست ایسے شاد
جو آؤ تم رمضان مین تو عید ہو جائے

تمہاری شرم سے شاعر پھرین بھٹکتے ہوئے
بدن چراؤ کمر ناپدید ہو جائے

حضور بلبل و گل تم اگر منہ سو بولو
ابھی تو دونون مین گفت و شنید ہو جائے

وہ عضو عضو سے نزدیک تر ہوے رگ روح
ہر ایک رگ مری حبل الورید ہو جائے

مرا رقیب ہے یہ میرے خون کا پیاسا
جو مین حسین بنون وہ یزید ہو جائے

عذاب جان تمنا تمہاری فرقت ہین
کرو جو وصل کا وعدہ وعید ہو جائے

چڑھاؤن عینک اگر اینما تو توا کی
بھرے جو صورت دوزخ بھی پیٹ زاہد کا

مین جسکو دیکھون مجھے تیری دید ہوجائے
ڈکار نعرۂ ہل من مزید ہوجائے

اثر یہ جدت مضمونکا چاہیئے اے قدر
کہ کوئی سحر ہو سحر جدید ہوجائے

۲۸

مین دیکھون یہ چوٹی ہے کیا کالی کالی
کہ پیچھے پڑی ہے بلا کالی کالی

شب غم مین چھائی گھٹا کالی کالی
جھکی ہے بلا پر بلا کالی کالی

ہے شاہونکی سر تاج کملی ہماری
کہ ہے مثل ظل ہما کالی کالی

بہت ایسے کالے ہرن ہمنے دیکھے
دکھاتے ہین آنکھین وہ کیا کالی کالی

جو سایہ پڑے میرے روز سیہ کا
تو ہو دہو پ شب سے سوا کالی کالی

ڈٹے ملکے رند سیہ مست جسدم
جھکی میکدے پر گھٹا کالی کالی

جو سودا سے گیسو مین زنجیر تھینے
ہوئی شکل زلف دوتا کالی کالی

نصیبون سے کیا گور ہمکو ملی ہے
ہی بخت سیہ سے سوا کالی کالی

شب ماہ مین وہ بکھیر بال کھولے
ہوئی چاندنی جابجا کالی کالی

کیا جوش سودا نے ہمکو کھنیا
کہ رنگت ہے سر تا بپا کالی کالی

نہ اس لعل کو کر جدید ای ستمگر
نہ لب پر دہڑی تو جما کالی کالی

یہ سجدے کو خود جھک پڑی کی چمن پر
کہ قبلے سے اٹھی گھٹا کالی کالی

کھلی سب پر آخر تری گرم دستی
ہوئی کھولتی ہے حنا کالی کالی

سیہ مست ہین چشمۂ فیض بارے
کہ ہے ابر رحمت گھٹا کالی کالی

ہوئی عکس صد برگ سوسن سے بدلی
ذرا پیلی پیلی ذرا کالی کالی

اثر ہے ہمارے ہی دود فغان کا
جو ہے سقف تحت السما کالی کالی

لنڈھا دے مئے سرخ سرخ ابتو ساقی
گھٹا اُٹھی ہے دیکھ کیا کالی کالی

سیہ تاب ہے یا کہ ابرو پہ وسمہ
ہوئی اور تیغ ادا کالی کالی

مرے کعبۂ دل کے ٹٹنے کا غم ہے
جو اُوڑھی ہے کعبہ عبا کالی کالی

ہوئے ہین سیہ بخت برباد لاکھون
اُٹھین آندھیان بارہا کالی کالی

گھٹا چھائی دیوانے مجنون ہوئی ہین
کہ لیلی سے بھی ہے سوا کالی کالی

جو شامت زدے تیرے مدفون ہوئے ہین
تو ہے خاک تحت الثرا کالی کالی

بخارات دل آہ پر چھا گئے ہین
گھٹا ہے بروے ہوا کالی کالی

شب غم کو دون روز وصلت کا پرسا
کہ آئی ہے اوڑھے ردا کالی کالی

مین دیکھونگا مُنھ اُنکا دیکر یہ فقرہ
تری شکل ہے مہ لقا کالی کالی

ق

محبت مین یکسان ہے ہر ایک صورت
اگر گوری گوری ہو یا کالی کالی

ذرا چشم مجنون سے لیلی کو دیکھو
کہ پتلی سی ہے خوشنما کالی کالی

سیہ نامۂ **قدر** محشر مین نکلا
اُٹھی دھوپ مین اک گھٹا کالی کالی

۱۸

نہ پیٹو لاش پر مجھ بینوا کی
کہین رنگت نہ اُڑ جائے حنا کی

کہین ایسا نہ ہو اُوچھا پڑے ہاتھ
حیا ہے تجھکو قاتل انتہا کی

شراب سرخ کی بوتل اُٹھا لا
تجھے ساقی قسم ادی گھٹا کی

دمکتا ہے ترا کندن سا چہرہ
ہے خط سبز بوٹی کیمیا کی

قیامت کا ہے قد اعجاز کے لب
نگاہین قہر کی زلفین بلا کی

جور دنیا کی بھی کثرت رہیگی — تو سمجھا ئیگا گھل کر جسم خاکی
اُلجھ پڑتا ہے واعظ راہ چلتے — عجب عادت ہے اس مرد خدا کی
ہمیشہ سر کو ٹکرایا کیے ہم — ترے دروازے پر نوبت بجا کی
فراق یار کا احسان کیون لین — قضا نے یا الٰہی کیا قضا کی
ہوا گالون پہ دود خط نمایان — کہو کس دلجلے نے بد دعا کی
ترے کوچے مین ہین کشتون کے پشتے — یہی کچھ ہو گی صورت کربلا کی
اُسی سے بنگئے کبک خرامان — ملی جو چال آپ نے نقش پا کی
ہوئے ہین یار کے گیسو سیہ پوش — کسی کشتہ نے شاید قضا کی
سفید ایسا ہوا ہے خون عالم — عجب کیا رنگت اُڑجائی حنا کی
لحد مین رکھکے بولی موت مجھسے — یہی ہے راہ اُس دولت سرا کی
دل الفقر فخری کی جو ہے چاہ — یہین سیلی تو موج بوریا کی
مزا دونا ہوا ہے بیکشی کا — تمھین سے اے یاد اور رحمت خدا کی

کبھی تو قدر کی تربت پہ جاؤ
کہ اُسنے جان تک تم پر فدا کی

۱۴
ہوا سے عشق گزشتہ نہ پھر ادھر آئے — پرانی چوٹ نہ یارب کہین اُبھر آئے
نہ نامہ آئے اُدھر سے نہ نامہ بر آئے — وہ آپ آتے ہین یارب یہی خبر آئے
حضور بیٹھکے کشتی مین اپنے گھر آئے — پڑی جو آنکھ تو دل مین مرے اُتر آئے
چمن ہے ابر ہے ساقی لگا دے کشتی مے — اسی اکھاڑے مین پریونکا تخت اُتر آئے
جگر کے زخم جو خندان ہوئے تو مین بھی ہنسا — جو وہ بھر آئے تو آنکھون مین اشک بھر آئے

گلی مین دیکھکر اپنی وہ ہنسکے پوچھتے ہین
کسی سے کام ہی تم کون ہو کدہر آئے

بچا ہو حشر کرا ہے اگر ترا بیمار
مسیح جو تھے فلک سے ابھی اتر آئے

یہ عشق و حسن کے کوچے کی راہ صاف ہوئی
ہم انکے گھر مین گئے وہ ہمارے گھر آئے

کمر کے عشق مین کھویا گیا ہون مثل کمر
وہ کسکے قتل پر اب باندھ کر کمر آئے

یہ بندھ گئی ہے ہوا اب سیاہ بختی کی
چراغ گل ہو جو میرے مزار پر آئے

تعلقات جہان سے چھٹے ہین مرقد مین
سفر تمام ہوا آج اپنے گھر آئے

فقط خیال ہی آیا تھا ہمکو بوسون کا
کہ انکے عارض نازک پہ نیل ابھر آئے

جو آنکھ ہو تو جہان آفرین جہان مین ہے
اس آئینے مین سکندر کا منھ نظر آئے

خدا ہے قدر پہ بپھرا ہوا ہی وہ قاتل
یہ حکم ہے کہ سر آئے اگر ادھر آئے

١٢

غنچے چٹک گئے چمن روزگار کے
پھوٹے حباب موج نسیم بہار کے

اے باغبان باغ مین کہدے پکار کے
رخصت ہو اے خزان کہ دن آئے بہار کے

رضوان جو ٹوکے گا در فردوس پر ہمین
کہدینگے رہنے والے ہین ہم کوی یار کے

برسات مین بہا کرے ندی شراب کی
یہ دن ہین ساقیو لب جوئی کے شکار کے

آنکھین ترس رہی ہین مری تری زلف کو
تارے چمک رہے ہین شب انتظار کے

اٹھ اٹھ کے بیٹھ بیٹھ گئے آپ بزم مین
یہ سب اثر تھے آہ دل بیقرار کے

گھبرا رہے ہین اب تو وطن مین ہم اے جنون
پر منتظر ہین آمد فصل بہار کے

پھولونکا میرے سینے پر انبار ہو گیا
ہنسکر جو تمنے پھول اٹھائے مزار کے

باغ جنون کی سیر نے وارفتہ کردیا
صحرا کو لیچلی ہی چمن سے ابھار کے

تم آئے فاتحے کو تو بھونچال ہو گیا
تختے الٹ گئے ہیں ہمارے مزار کے

آغاز میں بھی ہمکو ہے انجام کا خیال
دھڑکے شباب میں بھی ہیں روز شمار کے

مضمون ہیں ہرن مری بندش کمند ہے
اے **قدر** شاعری میں مزے ہیں شکار کے

۱۴

خوش نہوں دولت دنیا سے زمانے والے
روئینگے صورت فوارہ خزانے والے

داغ دیدیکے رلاتے ہیں رلانے والے
پانی سے سینچتے ہیں باغ لگانے والے

کالی آنکھیں ہیں غضب زلفیں بلا خال آفت
ایک سے ایک ہیں کلجگ کے زمانے والے

قبر ٹھکرا کے یہ اُس رشک مسیحائی کہا
اُٹھ تو بیٹھ اے مرے نازونکے اُٹھانے والے

جان جائے کہ رہی وضع میں آئی نہ خلل
وہ نہ آئینگے تو ہم بھی نہیں جانے والے

پھر مری قبر پر انبار لگے پھولوں کا
ہنس تو دے اے مرے پھولونکے اُٹھانے والے

لو ابھی شام ہوئی واہ چلے آپ کدہر
نیند میں اُٹھے ہیں گھڑیال بجانے والے

قبر میں رکھتے ہی یہ آہ شرربار اُٹھی
بن گئے شمع لحد میرے سرہانے والے

غسل میت کے شہیدونکو تری کیا حاجت
آب خنجر میں نہائے ہیں نہانے والے

پھول جھڑتے ہیں وہ تقریر ہے سبحان اللہ
چٹکیوں میں ہو عنادل کو اڑانے والے

جسم خاکی میں مری روح یہی کہتی ہے
زندہ درگور ہوئے خلق میں آنے والے

خواب میں آتے ہیں جو پاس مری سوتے تھے
آنکھوں میں پھرتے ہیں آنکھوں کی سمانے والے

مجھے جیتا ہوا چھوڑے مرا مردہ دیکھیں
پھر کر اک ہاتھ تو ادھر مرے جانے والے

بعد مرنے کے ہوا **قدر** گناہوں کا یہ بوجھ
ہائے مر مر گئے لاشے کے اُٹھانے والے

۱۵ سنکسر ہوتے ہین ہنر والے
نخل جھک جاتے ہین ثمر والے

نالے کرتا ہون مین اثر والے
سنبھل اے آہنین جگر والے

ہمنے گھورا تو ہنسکے فرمایا
اچھے آئے بُری نظر والے

کبھی رویا کبھی اُڑائی خاک
تنگ ہین مجھسے بحر و بر والے

بے اجازت کبھی چھوڑونگا نہ پاؤن
انہین قدمون پہ ہاتھ دہر والے

آہین کر دینگی آسمان مین چھید
ادھر آجائینگے اُدھر والے

مہندی ملکر وہ شوخ کہتا ہے
سینک لین آنکھین چشم تر والے

صبر تو یار ہمسے مشکل ہے
اور جو چاہے کام کر والے

ہے سلامت جو سنگ در او نکا
سیکڑون مجھسے درد سر والے

ہم نہ اُترینگے تیرے کوٹھے سے
تو اگر چاہے سر اُتر والے

ٹھنڈی سانسین یہ ہمنے اُسمین بھرین
کانپ کانپ اُٹھے ہین یقر والے

دیکھ تیرا شکار ہوتا ہون
او مرے پیچتے سی کمر والے

کب سے تودہ بنا ہے میرا جگر
دوڑا سے تیر سی نظر والے

دل کی خاطر تو سینے سے لپٹا
اب مجھے کیا ہی اُسکے پروالے

قدر کیا اپنے پاس دل کے سوا
اُڑین پروالے پھولین زر والے

۱۱ چشم جانان ہرن سے بہتر ہے
زلف مشکین ختن سے بہتر ہے

بڑھ کے شیرین سے ہو جو بندہ نواز
بندہ بھی کوہکن سے بہتر ہے

سنگ کو اُنکے لب سے کیا نسبت
یہ عقیق یمن سے بہتر ہے

طعن اعدا وہان نہ شکوۂ دوست — دشت غربت وطن سے بہتر ہے
قد بالا ہے سرو سے اعلیٰ — گورا مکھڑا سمن سے بہتر ہے
حق کہو تلخ جھوٹ بولو گناہ — بس خموشی سخن سے بہتر ہے
رنج ہجران سہا کرون کب تک — دم نکلجائے تن سے بہتر ہے
خانۂ دل ہے بڑھ کے حجلے سے — فکر رنگین دُلہن سے بہتر ہے
صورت گُل کھلے ہین زخم بدن — میرا مشہد چمن سے بہتر ہے
ایسی رفتار ہے نہ ایسا تاؤ — تیرا قد نارون سے بہتر ہے

قدر کی قدر آپ کیا جانین
قیس سے کوہکن سے بہتر ہے

۲۷

ہوئے کاروان سے جدا جو ہم رہ عاشقی مین فنا ہوئے — جو گرے تو نقش قدم بنے جو اُٹھے تو بانگ درا ہوئے
اُٹھی یاد قد مین جو سینے سے تو وہ نالے قمری کی صدا ہوئے — گرے ذکر لب مین جو آنکھ سے تو وہ اشک آب بقا ہوئے
جو عدم سے چھوٹتے ہم اُٹھے عجب انتشار فنا ہوئے — کہ بدن مین روح سما گئی تو غبار دوش ہوا ہوئے
مرے سوز دل کی خبر نہ تھی کوئی استخوان جو گل گیا — تو پر سمندر آتشین پر و بال جسم ہما ہوئے
کبھی داغ کھاتے ہی آہ کی کبھی آہ کرتے ہی رو دیے — کبھی ہم چمن کی ہوا ہوئے کبھی ہم ہوا کی گھٹا ہوئے
ہوا غل عدم مین وہ ناگہان کہ بلائی یار و نہین ہان — اُٹھے ہم تو مست الست اُٹھی جو بڑھی تو کُن کی صدا ہوئے
جو لہو تھا ان مین بھرا ہوا تو ہر ایک زخم ہرا ہوا — یہ دل و جگر مرے کیا ہوئے کوئی تازہ برگ حنا ہوئے
جو ہوا سے زلف بکھر گئی نظر آنکی صاف بدل گئی — جو اسیر حلقۂ ناز تھے وہ قتیل تیغ ادا ہوئے
انہین تنگیون نہین فشار ہے کہ بدن مین جسم نزار ہے — یہ قفس مین طائر باغ کیا کوئی مرغ قبلہ نما ہوئے
نہین وحشتون کی یہ دوڑ ہے کہ مین حسن و عشق نکل چلے — مری بیڑیون مین تھی سلسلہ وہ تمھاری زلف دوتا ہوئے

جو اُبھار سینے کا دمبدم ترے انچلون سی نمود ہے
تر و تازہ دونون حباب گل تہ موج باد صبا ہوئے

ہمہ تن کبھی ہوئے درد غم ہمہ تن کبھی ہوئے صبر ہم
کبھی آپ اپنا مرض ہوئے کبھی آپ اپنی دوا ہوئے

بڑھی عمر تو ہوئے حشر وہ بڑہا قد تو ڈھائین قیامتین
بڑہین پلکین تو وہ ستم ہوئی بڑہین زلفین تو وہ بلا ہوئے

کبھی ہنستے ہین خدا تو امان کبھی جسم سایہ صفت عیان
وہ کہین رہے وہ یہین رہے نہ ملے رہی نہ جدا ہوئے

نہین کچھ سکت تن زار مین ہوئے زرد زرد بہار مین
پر کاہ کیا بنے غم سے ہم کہ تمام کاہ رُبا ہوئے

کبھی ایک بوسہ ہمین دیا کبھی مرتے مرتے بچا لیا
جو مسیح لب ہین ہوا کرین کہو کس مرض کی دوا ہوئے

ترے ہاتھ جب سے لگا ہی دل تو حنا نے پیس دیا ہی دل
مرے زخم دل مین جو چور تھے وہ تمام دزد حنا ہوئے

ہوا بعد وصل عجیب مزا کہ خموش بیٹھے جدا جدا
ہمہ تن مین صبر و سکون ہوا ہمہ تن وہ شرم و حیا ہوئے

نئی عاشقونکی ہین طینتین کہ ہین شاہ تو نمین بھی نیتین
جو گھٹے تو خال سیہ ہوئے جو بڑھے تو زلف رسا ہوئے

اُٹھے ہم جو خواب و خیال سے لگے تکنے دیدۂ حال سے
کہ وہ کب اُٹھے وہ کدھر گئے ابھی پاس تھے ابھی کیا ہوئے

ہے ذکر بد صیام مین ارے مردہ خوار یہ غیبتین
ترے روزے واعظ بیخبر نہ قضا ہوئے نہ ادا ہوئے

تری آنکھ سے یہ گرے ہوئے وہ مرے جگر مین کبھی ہوئے
مرے نالے تیری نظر ہوئے ترے غمزے آہ رسا ہوئے

یہ قدم قدم پہ چبھینگے پاؤن کہ بڑھ سکوگے نہ آگے تم
جو تمہارے کوچے کی خاک مین کہین دفن اہل وفا ہوئے

جو نگہ ہی چشم سیاہ مین وہی برق طور ہی راہ مین
تری آنکھ پر جو فدا ہوئے وہ شہید راہ خدا ہوئے

نہ زمین مین تخم اگر گلے تو کبھی نہ کوئی ثمر پھلے
وہ فنا مین اپنی بقا ہوئے جو بقا مین تیری فنا ہوئے

جو عدم مین تھے ہوئے خلق وہ جو وجود مین تھے وہ چل بسے
جو رہا تھے ہو گئے قید وہ جو اسیر تھے وہ رہا ہوئے

بنے **قدر** ایسے غبار ہم ہوئے گردشون مین وہ خوار ہم
کہ مثال دائرۂ فلک جو اُٹھے تو بی سر و پا ہوئے

سخنگو کے لیے سختی بیان سے ہے ١١ جبھی بتیس دانتون مین زبان ہے

عجب کچھ حال جسم ناتوان ہے
ہماری روح بھی ہمپر گران ہے

جگر مین آنکھون مین دل مین نہان ہے
کہان ہر تو کہان ہے تو کہان ہے

مہ سیماب داغ قلب مضطر
لحد عاشق کی نخشب کا کنوان ہے

جواب خط وہان سے توہی لانا
کہ تیرا پاؤن قاصد درمیان ہے

شرارے نالۂ دل کے ہین انجم
دھوان آہونکا دسوان آسمان ہے

جہان مین اُسکو مین نے چن لیا ہے
ہزارون مین وہ اک چیدہ جوان ہے

نہین فرقت سے گھبرائینگے عاشق
فقط منظور اُنکو امتحان ہے

خدا ڈالے نہ اب پھندے مین اُسکے
وہ گیسو بھی بلاے ناگہان ہے

وہان ہو تم یہان ہے یاد مجھکو
یہان رہتا ہون لیکن دل وہان ہے

مرے اُن پر اُنہین ہم سے ہزارون
کہان اے قدر کوئی قدردان ہے

۱۹

آ گئی فصلِ نوبہار دشت مین وہ ہوا چلی
سر پہ ہوا جنون سوار عقل پیادہ پا چلی

ایک طرف ادا چلی ایک طرف قضا چلی
جب دل و جان نے باڑھ دی ہونے لگی چلا چلی

باغ سے جب ہوا چلی میکدے سے گھٹا چلی
دل کی کلی کھلا چلی دل کی لگی بجھا چلی

تو نے نہ آکے دید کی بیٹھکے گھر مین عید کی
لاش ترے شہید کی جانب کربلا چلی

جب نہ ملی یہان امان قلعۂ تن سے بیتکان
بھاگی حیات لیکے جان موت برہنہ پا چلی

واہ رے دورۂ شراب خانقہین ہوئین خراب
جھوم رہے ہین شیخ و شاب ایکی عجب ہوا چلی

طالب دید ہین تباہ قہر ہے شرمگین نگاہ
واہ حیاے یار واہ نظرون مین تو بھی آ چلی

غیر کو تم اُبھارتے تیغ سے سر اُتارتے
کیا ہو مرے کو مارتے مجھپہ چلی تو کیا چلی

ابر بہار کا ہے جوش رعد جنون کا ہی خروش — اُڑ گئے برگ عقل و ہوش باغ مین وہ ہوا چلی
موت کی لگ گئی نظر جب تو مریض چشم پر — نقش ہوے نہ کارگر اور نہ اک دعا چلی
شور اُٹھا جو آہ کا صبر و قرار اُڑ چلا — قافلے مین بجاے درا ہونے لگی چلا چلی
ٹوٹا جہان کوئی شہاب سمجھا مین خانمان خراب — مجھپہ پڑا کوئی عذاب مجھپہ کوئی بلا چلی
مرتے تھے جنکے جانے سے آئے وہ سو بہانے سے — لیکن اب اُنکے آنے سے روح بدن مین آ چلی
روک کے دلبر اُسکے وار جان کرونگا مین نثار — تیغ نگاہ ناز یار مجھپہ اگر ذرا چلی
ملک عدم کو جائینگے گھر بھی وہین بنائینگے — اب نہ پلٹ کر آئینگے ٹھوکرین عمر کھا چلی
جاتی ہی جان ہاے ہاے اُسکو لکھون تو یہ سناے — گھر پہ مین جاؤن اچھے آے میری وہان بلا چلی
نظر وہ نہین جب مین آؤنگا دل مین ترے سماؤنگا — گھر مین مین گھر بناؤنگا میری اگر ذرا چلی
ساقی و رند بادہ کش اور پکارین العطش — آتے ہین سب کو غش پہ غش آج شراب کیا چلی

قدر یہ فوج جب چڑھی ٹوٹیگی قلب کی گڑھی
ناز بڑھا ادا بڑھی غمزہ چلا حیا چلی

۹ وفاداروں نے سینچا تھا لہو سے — چھٹی مہندی نہ پاے خوبرو سے
گُھر کسطرح سے بجھا نہین — بسر کی آتلک کس آبرو سے
دہن ہے چشمۂ حیوان خوبی — مسیحائی عیان ہی گفتگو سے
پیالہ پی لیا پیر مغان کا — مجھے بیعت ہوئی دست سبو سے
ہزار افسوس قیدی ہین قفس مین — چمن مین آئے تھے کس آرزو سے
رگ گردن سے گو نزدیک تر تھی — مگر پایا ہے کتنی جستجو سے
اُتاری عکس کی تصویر ہمنے — لگایا دل جو اُس آئینہ رو سے

دہن یا غنچۂ باغ عدم سے ہے
خجل ہوتا ہے بلبل گفتگو سے

کسیکے ہو رہو اے **قدر** دیکھو
لگا لو دل کہیں اِک خوبرو سے

۱۳

بسوغات مجھسے لیکے رہ کوی یار لے
مٹھی بھر اے صبا مری خاک مزار لے

ساقی کہے تو دم نہ کوئی بادہ خوار لے
واعظ کی پگڑی کیا کہ کفن تک اُتار لے

جب میکدے مین محتسب آکر قرار لے
مسجد کی کلسیان کوی یار اُتار لے

بکتا ہوا یہ **قدر** رہ کوے یار لے
مین بیچتا ہون کوی دل بیقرار لے

لو اُنکے اُٹھتے اُٹھتے ہی کیا ہو گیا مجھی
ہونگے یہین کہین کوی اُنکو پکار لے

کروٹ جو بدلے یار تو دیکھو مین زلف و رُخ
کروٹ کسی طرح سے یہ لیل و نہار لے

زلفون نے ہمسے بل کی جو لی بل نکل گئے
تو بھی تعلیونکی نہ اے قد یار لے

شیشہ بھی ٹوٹ جاتا ہی آسیب چشم سے
تیر نگاہ دل سے ہوا وار پار لے

دم ٹوٹتا ہے میرا تماشا تو دیکھ لے
تلوار ٹیک کر کہین قاتل قرار لے

ساقی جو چھانتا ہوی سُرخ سُرخ کو
واعظ کا سبز عمامہ اُتار لے

کیا وصل سے حضور نے مجھکو جلا دیا
کچھ اور شک نہو تو قدم جان نثار لے

قسمت کھلی کہ زلف کے پھندے مین پھنس گیا
اے دل تڑپ کے بوسۂ رخسار یار لے

آنکھون کی راہ آج وہ دل مین سماتے ہین
دل کھولکر تو **قدر** اُنہین گھور گھار لے

۱۰

بلبل نہ باسی منہ کہین اُنکو پکار لے
گلی کرے گلاب سے جو نام یار لے

انسان فصل گل مین مے خوشگوار لے
چوری کرے کہ مانگ کے لے یا اُدھار لے

تو میرے بوسہ لینے پہ اتنا خفا ہوا / بوسہ بھی کوئی چیز ہے تو لاکھ بار لے
مشہد نہین ہے کوچہ ترا کربلا نہین / رکھون اگر مین یاد مرا سر اُتار لے
دم گھٹ رہا ہے کیا قفس تنگ مین مرا / جھونکا کوئی ادہر بھی نسیم بہار لے
یارب کسیکے دلمین نہ کھب جاے چشم یار / شیشے مین اس پری کو نکوئی اُتار لے
پھانسی جسے لگائی وہ ٹھوکر سے جی اٹھا / یہ بات ہے تو کیون نہ قدم زلف یار لے
للہ اونچی کرتی نہ پہنا کرین حضور / ایسا نہو کہ کوئی کہین ہیٹ مار لے
ہے شیر کی جھپٹ مرے دلمین تو خوف کیا / پلکونکی برچھیون سے اسے گھیر گھار لے

اے **قدر** نالے کرکے گرا آسمان کو
للکار لے پکار لے میدان مار لے

١١
یہ کچھ روز دن یار ہم تم دو قالب ایک جان تھے / جسوقت تم جہان تھے اُسوقت ہم وہان تھے
کن مشکلون سے ٹوٹے ساتون جو آسمان تھے / اے تیر آہ یہ بھی رستم کے ہفتخوان تھے
بچپن سے ہو گیا تھا کچھ حسن و عشق باہم / وہ شاخ ارغوان تھی ہم شاخ زعفران تھے
اچھے جو تھے اُٹھے وہ ہم سے جو تھے رہے وہ / پہلے ہوے روانہ جو میر کاروان تھے
آواز تھی چھڑونکی یا صور کی صدا تھی / مرقد سے اُٹھ کے بیٹھے جو جو جہان جہان تھے
انجام کار آکر دیکھا جہان مین یکسر / ظل ہما تھا جن پر وہ مشت استخوان تھے
کیا آب تیغ و خنجر تھی موج باد صرصر / گرتے تھے سر برابر گویا گل خزان تھے
بیشک وہ ہوتے راضی ناحق تھی زار نالی / کیون بولے حضرت دل کیا تم مری زبان تھے
قاصد مرا مسیحا پوچھے مجھے تو کہنا / جب مین ادھر کو آیا روتے تھے نیم جان تھے
زلف سیہ مین آنکی کیسے مرے تڑپ کر / افسوس حضرت دل اک شب کے میہمان تھے

غیرون کا کیا اجارا کیون جو اُنھون نے مارا
مین قدر تھا تمہارا تم میرے قدردان تھے

۱۱ بولے وہ ہمسے ہنسکر روز ازل کہان تھے
کی عرض ہمنے اُنسے اے یار تم جہان تھے

میرے اگر عدو تھے میرے عذاب جان تھے
جب بٹ رہی تھی الفت اُسوقت تم کہان تھے

بولے فشار دیکر رستم کو قبر رستم
روکا نہ زور میرا مشہور پہلوان تھے

یہ بار عشق ہمنے انجام کار اُٹھایا
کہسار کانپتے تھے جکڑے مین آسمان تھے

دل کی تڑپ غضب ہے ہمسے تو کوئی پوچھے
یا زیر آسمان تھے یا زیر لامکان تھے

کچھ بات ہے کہ مرتا بوسہ طلب نہ کرتا
کیا بندہ بے زبان تھا یا آپ بے دہان تھے

فرقت کی سختیون سے پوچھو نہ حال اپنا
لوگون پہ ہم گران تھے اسدرجہ ناتوان تھے

یہ موت زندگی بھی ہے انقلاب عالم
نیچے زمین کے ہین جو زیر آسمان تھے

کیا وصل مین کھلا تھا راز دل ایک ہوکر
ہم اور یار دونون اک خط توامان تھے

یہ عشق یہ جوانی کیا روگ لگ گیا ہے
ہم بھی کبھی کہینگے ہم بھی کبھی جوان تھے

ہمسن عدم کو پہونچے کیون آپ تھک کے بیٹھے
اے قدر نقش پا تھے یا گرد کاروان تھے

۱۰ کہان ڈھونڈون مین دل دلبر وہی ہے
ہنسی ہے اُسکے ہونٹھون پر وہی ہے

نہین کچھ آئنہ سازی پہ موقوف
جو صاحبدل ہوا اسکندر وہی ہے

رہے داغ جگر یارب سلامت
شب غم کا مہ انور وہی ہے

اُسی کا ذرہ فدہ خوشہ چین ہے
فروغ خسرو خاور وہی ہے

مثال آئنہ ہم سب سے ہین صاف
جو دل مین بات ہے مُنہ پر وہی ہے

نہ کیونکر وصف دندان ہو زبان پر — کہ اس تلوار کا جوہر وہی ہے
تلاش رزق مین اتنا تردد — ارے جو گھر مین ہے باہر وہی ہے
ق
خدا کے فضل سے ملک جنون مین — حکومت ایک عالم پر وہی ہے
وہی نالہ وہی آہین وہی اشک — وہی طبل وعلم لشکر وہی ہے

نکالا کل اُنھون نے پھپھولے آج
تمھین اے قدر کیا اک گھر وہی ہے

۱۵
خود ہین آداب شہادت پاؤن بسمل کیلیے — جب ذرا ترڑپا قدم اُٹھ اُٹھکے قاتل کیلیے
عیش وغم توام اگر ہین عالم اسباب مین — تو کف افسوس زیبا ہین جلاجل کیلیے
دل ہمارا داغ کھاتا ہے رخ پر نور پر — آگ کھاتا ہے چکور اک ماہ کامل کیلیے
عاشقونکا حال معشوقونپہ ہوتا ہی عیان — گل سراپا گوش ہین شور عنادل کیلیے
نیل گالونپر پڑے ہین صورت داغ قمر — شب کو بوسے اسقدر اس ماہ کامل کیلیے
ہوگیا اندھیر تیرے اُٹھتے ہی اے شمع رو — رونقین تہین تیرے دم سے ساری محفل کیلیے
بعد مرنیکے بھی اتنی خاکساری رہ گئی — گر گرا اپنے سرکے بوسے پای قاتل کیلیے
سبزۂ خط پر تو مرتے ہین مگر اندھیر ہے — جان شیرین ہمنے دی زہر ہلاہل کیلیے
جاگ ایدل خواب غفلت سے کہ شیطان ساتھ ہے — چور کا کھٹکا ہی اس عالم مین غافل کیلیے
ان بتونکے پھر دہان تنگ پر آیا ہی دل — پھر جناب حق سے منھ پھیرا ہی باطل کیلیے
بیقرار آئینۂ رخ پر ہون مین سیماب وار — صورت اسپند بیتابی ہی تل کیلیے
وعدۂ فردا جو ہی ہم مان سکتے ہین اسے — یہ تو فرماؤ کہ کیا سوچے ہو اس دل کیلیے
شاخ گل کوڑا بنے گل کی رگین ہون بیڑیان — یہ سزا کیا کم ہے صیاد عنادل کیلیے

مین ہوا آنکھونپہ شیدا غیر پلکون پر فدا		مین نے بادام اُسنے اسن یاد اکی چھیلکے لیے

مرتبہ استاد دہلی کا کہون اے **قدر** کیا
یہ بھلا رتبہ کہان سحبان وایل کیلیے

گہر کی مثل نہ ثابت کبھی حباب رہے	۱۱	جہانمین سر جو اٹھائے وہی خراب رہے
وہ بات ہو کہ جو کچھ حرمت شباب رہے		مدام ہاتھ مین اک ساغر شراب رہے
مرے لہو کی حرارت نہ پوچھ اے قاتل		مجال کیا جو ترے تیغ مین آب رہے
بنی ہے آج جو غیر ونکی کل ہے دور اپنا		خدا کرے کہ زمانے کو انقلاب رہے
لکھا ہے ہمنے بہت وصف خال ابرو کا		رہے جو بیت غزل مین وہ انتخاب رہے
نگاہ بد سے نہ دیکھا اگر یہ حیرت رہے		کہ اب تلک وہی پردے وہی حجاب رہے
عبث وہ زلف کی مانند بل کی لیتے ہین		سنا نہین کہ کہین عمر بھر شباب رہے
تمام بلبل و پروانہ اُڑکر آئین گے		جو آپ کو ٹھے پہ دن رات بے نقاب رہے
حبب اختلاط بڑہا گھٹتی ہے تو اضع پھر		بہت بجا ہے کہ چند سے اُنہین حجاب رہے
تری خوشی سے خوشی ہے ہمین وہ عاشق ہین		نہین ہے رنج اگر مورد عتاب رہے

جو ایک ہاتھ مین ساقی کا ہاتھ ہو اے **قدر**
تو ایک ہاتھ مین اک ساغر شراب رہے

کردن جو آہ شرربار کسکو تاب رہے	۱۲	زمین پہ مین رہون گردون پہ آفتاب رہے
مثال شمع جو جل جلکر آب آب رہے		تو شب کو وہ تری محفل مین باریاب رہے
بہار آئی ہے ساقی بہار آئی ہے		وہ دے شراب کہ زاہد کا دل کباب رہے
مری نگاہ مین یکسان ہین ظاہر و باطن		کھلا رہے کہ رخ یار پر نقاب رہے

دہان یار کے مضمون عدم سے لاتے ہین
ہمیشہ ہم تو اسی فکر مین خراب رہے

دیے لبون سے کبھی بوسے گالیان کبھی دین
عنایتین رہین ہم پہ کبھی عتاب رہے

جو حکم کیجیے صاحب تو ایک رات کی رات
تمھارے کوچے مین یہ خانمان خراب رہے

بجا ہی رندونکی صحبت بُری ہی اے واعظ
یہی بہت ہے جو عزت یہان جناب رہے

کسوف و زلزلہ آیات عشق ہو جائین
جگر مین داغ رہے دلمین اضطراب رہے

خدا کرے کہین رندونکے دم مین زاہد آئے
گرو عمامہ و جبہ پئے شراب رہے

تم ایک گالی ہمین دو ہم ایک بوسہ لین
ہمارے آپکے صاحب یہی حساب رہے

اگر یہ خاک ہوا کیمیا سے بہتر ہے
جو **قدر** زیر نظر لطف بوتراب رہے

۹

پیکر خُم شراب کو میخوار تن گئے
میخانہ وہ مکان ہی جو آئے بن گئے

معشوق کے مزاج کا کیا اعتبار ہے
کل آپ ہی وہ روٹھ گئے آپ من گئے

ظالم خدا کے واسطے منھ پر نقاب ڈال
تیر نگاہ سے دل عشاق چھن گئے

تارونکے ٹوٹنے کا گمان یار کو ہوا
نالے ہمارے جب سوے چرخ کہن گئے

دنیا کی کلفتون سے دم اپنا نکل گیا
ایذا ہوئی سفر مین تو سوے وطن گئے

یہ کیا ابھی تلک یونہین بھولے بنے رہے
جسنے بنالیا تمھین معشوق بن گئے

آنکھون کا فرش نرگس شہلا نے کر دیا
جب موسم خزان مین وہ سوے چمن گئے

افلاس کا بُرا ہو زمین مین گڑ گیا
شرمندہ میری قبر سے دزد کفن گئے

اے **قدر** ہمسے دوڑ کے حورین لپٹ گئین
جنت مین لیکے داغ حسین و حسن گئے

١٣

بڑی نازون سے دلہن جلوۂ جانانہ آتا ہے
یہ گھر جسنے بنایا ہی وہ صاحب خانہ آتا ہی

خداکیواسطے منہ سی لگادے خم کا خم ساقی
بڑا گھنگھور بادل جانب میخانہ آتا ہے

اندھیری رات مین داغ جگر ایسے چمکتے ہین
کہ میری بزم مین پروانے پر پروانہ آتا ہے

وہ بھولی بھولی باتین نیچی نیچی نظرین خلقی ہین
سکھائے سے کہین انداز معشوقانہ آتا ہے

جوکچھ گزری وہ گزری جو گزرے وہ گزرے
ترے کہنے مین واعظ کب دل دیوانہ آتا ہے

بگولا دیکھکر صحرا مین بولا قیس وارفتہ
یہ کیا لیلی کا ناقہ جانب ویرانہ آتا ہے

نکلجاتا ہے منہ سی نام انکا باتون باتون مین
زبان پر جو نہ آتا تھا وہ بیتابانہ آتا ہے

خدا کے فضل سے وہ حسن ہی خادم بھی بخود ہین
جب آئینہ منگاتا ہے وہ دلبر شانہ آتا ہے

دل وحشی کو تیری یاد مین کیا کیا نہین آتا
غضب ڈھاتا ہی جسدم بزم مین یہ دیوانہ آتا ہے

نکلتی ہی کسی پر جھوم کر وہ مجھپہ گرتی ہے
تمھاری تیغ کو کیا شیوۂ مستانہ آتا ہے

بناوٹ سے بگڑ کر وہ بت عیار کہتا ہے
کسیکے گھر مین صاحب یون کوئی بیگانہ آتا ہے

لب میگون کے بوسے مجھکو اب تک یاد آتے ہین
مین رودیتا ہون جب ہونٹھون تلک پیمانہ آتا ہے

وہ ہمکو بھولے بیٹھے ہین ہم انکو بھولے بیٹھے ہین
کہان سے خط کتابت ہو کوئی جاتا نہ آتا ہے

بہار آخر ہوئی ہے قدر کی تربت پہ میلا ہے
یہان بیڑی بڑہانے کو ہر اک دیوانہ آتا ہے

١٢

جب آنکھ بند ہوگی دیدار دیکھ لینگے
کب تک چھپوگے ہمسے ای یار دیکھ لینگے

میخانہ بند تو ہو کاٹینگے حلق اپنا
آئے تو ماہ روزہ تلوار دیکھ لینگے

گھر کی قفس کی چاہے صیاد بند کردے
ہم روزن قفس سے گلزار دیکھ لینگے

مختار ہم نہین ہین مجبور تم نہین ہو
جو کچھ دکھائیگا ناچار دیکھ لینگے

کوٹھے پر آکے صاحب جلوہ دکھایئے تو
غش ہو نگے یا نہو نگے دیدار دیکھ لینگے

اچھا کیا جو تمنے وعدے پہ کل کے ٹالا
موقوف آج پر کیا پھر یار دیکھ لینگے

بھولینگے رقص اپنا اے سرو باغ خوبی
طاؤس باغ جسدم رفتار دیکھ لینگے

وعدہ جو وصل کا ہی گور و کفن مین اچھا
نکلو نہ پردے سے تم اغیار دیکھ لینگے

آخر براہ دیدہ دل مین سمایئے گا
جب چھنکے آیئے گا دیدار دیکھ لینگے

واعظ نہ میکدے مین شیخی بگھار آکر
ساقی الگ رہیگا میخوار دیکھ لینگے

مرنے کے بعد کوئی ساتھی نہین کسی کا
سب لوگ اپنی اپنی کردار دیکھ لینگے

غیرون سے دل لگایا عاشق سے منہ چھپایا
اب ہم بھی اور کوئی اے یار دیکھ لینگے

کوچے مین ان بتونکے اے قدر پھر اکر
ہم قدرت خدا کے اسرار دیکھ لینگے

۱۳ جب سانس مین لیتا ہون اک آہ نکلتی ہے
یہ جان بھی آہونکے ہمراہ نکلتی ہے

غم دوست سے دل اتنا جب آہ نکلتی ہے
ہونٹھون تلک آتی ہے اک واہ نکلتی ہے

اے چرخ ستم پرور پھر چاند ہوا چھپکر
تلوار تیری کس پہ ہر ماہ نکلتی ہے

رولواتا ہی اے بدخو پھر ہاتھ ملیگا تو
بن بن کے مرے آنسو سب چاہ نکلتی ہے

کچھ بوسونکے باقی سے کچھ گالیان کھانے سے
سب میرے خزانے سے تنخواہ نکلتی ہے

مین صبر کا ہون دشمن اس نام سے ہے الجھن
قد سے یہ میری جیکن کوتاہ نکلتی ہے

اس بحث سے کیا مطلب گو آتے ہو تم ہر شب
پر دل کی تمنا کب اے ماہ نکلتی ہے

تیر انکا جو چلتا ہے دل اس سے بہلتا ہے
جب تیر نکلتا ہے اک آہ نکلتی ہے

رخسارون پر اے دلبر ہی سبزہ خط دو بھر
کیا قہر ہے پھولون پر یہ کاہ نکلتی ہے

ہے آگ لگی دیکھو سینے کی خبر تو لو
بن بن کے شہاب اب تو ہر آہ نکلتی ہے

دل آنکھوں سے لڑتا تھا آخر مین ہوا کشتا
اب کھود ولی جس جا جنگاہ نکلتی ہے

غمزے سے تو کوئی دم دیکھے جب مانگتا ہون بوسے
کس ناز مین ہونٹھون سے اے واہ نکلتی ہے

اب غیر ٹھٹکتے ہین اب **قدر** لپکتے ہین تر
اب کانٹے سر کتے ہین اب راہ نکلتی ہے

متلون

١٣

ایسی گردش مین پڑے داغ جگر آئے ہوئے
داغ سی شعلہ ہوئے شعلون سے جوالے ہوئے

بیگنہ جیسے گلا کاٹا ہے ابرو نے مرا
بیٹھے رہتے ہین گریبانمین وہ منہ ڈالے ہوئے

تابش رخ کی دلیلین ہین وہ چشمان سیاہ
گرمی اس درجہ ہوئی دونون ہرن کالے ہوئے

موے مژگانمین درازی سی درازی ہے تری
تیر وہ پہلے ہوئے تیر دن سے پھر بھالے ہوئے

بڑہتی دولت ہے مرے سینے مین غمہاے فراق
آگے آہین جو نکلتی تھین وہ اب نالے ہوئے

موہنی آنکھومین تم رکھتے ہو اللہ رے اثر
جسگھڑی آنکھین لڑین آنکھون سے متوالے ہوئے

ٹھنڈی سانسین جو کبھی یارون نے فرقت مین بھرین
آبلے سینے مین جتنے تھے وہ سب تارے ہوئے

چھاتیان ایسی کہان ایسی کمر کو ہے کہان
سارے اعضا صنم سانچے مین ہین ڈھالے ہوئے

میر ایکہی ہے مگر خاک گلستان سے بنا
جب بہار آئی مرے زخم جگر آلے ہوئے

قتل کرتے ہین وہ گال انکے وہ گیسوی سیاہ
آفتین ہین یہ گورے ہوئے کالے ہوئے

کیا نزاکت ہے ذرا باتون مین گرمائے جو وہ
شبنم گل کی طرح ہونٹھو پہ تبخالے ہوئے

شیر ابلق ہین تری آنکھین کب آہو ہین صنم
تیرے مژگان کی کٹھر یکے ہین یہ پالے ہوئے

ترک ہو جائین نہ مدت کی ملاقاتین کہین
قدر رہتے ہین بہت غصہ ترا ٹالے ہوئے

۱۱
شراب سرخ ہی معشوق ہین بوتل پہ بوتل ہے
وہ بجلی کوندتی ہی باغ ہے گھنگھور بادل ہے

نکھر کر آج آئے ہو کروگے قتل کس کس کو
دھڑی ہونٹھون پہ مہندی ہاتھون مین آنکھون مین کاجل ہے

قیامت آئی یا تم آ گئے ہو یا زلزلہ آیا
کہ ابتو خفتگان خاک مین بطرح ہلچل ہے

بہار آئی ہے اے زاہد چڑھی تھی مغز کو ایسی
پیالہ ہاتھ مین ہر دم بغل مین مے کی بوتل ہے

نکالا ہے جنون نے گھر سے ہم روتے ہین صحرا مین
وطن مین خاک اڑتی ہی مگر سرسبز جنگل ہے

کبھی آہین نکلتی ہین کبھی آنسو امنڈتے ہین
کبھی بجلی چمکتی ہے کبھی فرقت مین بادل ہے

پھٹے کپڑون مین بھی رونق وہی ہے ہم فقیرون کی
فروغ اپنا بھی اس ظلمتکدہ مین مثل مشعل ہے

خمار اتنا ہے ای ساقی کہ سر مین درد ہوتا ہے
مین سر ٹکرا کے توڑونگا جو میخانہ مقفل ہے

مثال زلف اے بت تیرے سارے بل نکل جائین
خدا کے فضل سے اپنی وہ تقریر مسلسل ہے

عجب رفتار ہے قاتل کہ لاکھون کشتہ ہوتے ہین
قدم ہے یا کہ خنجر ہی گلی ہے یا کہ مقتل ہے

بنین کیونکر نہ ابر رحمت آہین خاکسارون کی
بخارات زمین سے سنتے ہین ای قدر بادل ہے

۱۴
قدر کیا ڈر جو موت آئی ہے
یہ بھی کیا یار کی جدائی ہے

جان تک تم پہ صدقے کرتا ہون
عمر بھر کی یہی کمائی ہے

نالے کیسے دوہائیان دی ہین
کوئی سنتا نہین دوہائی ہے

کیا شب ہجر عاشقان کم ہے
زلف کیون اسقدر بڑھائی ہے

غیر کے سامنے بگڑ جانا
یہ بھی اک طرز آشنائی ہے

دیو ہجران ستا رہا ہے مجھے
ملک الموت کی دوہائی ہے

بوسہ مانگا تو گالیان پائین
کیا رقیبون نے منہ کی کھائی ہے

آپ سے ہو چلا ہون مین باہر
یہ جنون مین مجھے سمائی ہے

ناز تمکو دیا نیاز ہمین
یہ بھی اک شان کبریائی ہے

دور کی سوجھتی ہے پیکے شراب
عینک آتشی چڑہائی ہے

اپنے دم تک ہین عشق کے جھگڑے
مر مٹے ہم تو پھر صفائی ہے

مجھکو آنکھین دکھاتا ہے ناصح
غمزۂ یار کی دوہائی ہے

ہجر مین ٹوٹتے ہین سب اعضا
پر شب وصل مومیائی ہے

جان دیتا ہون **قدر** رو رو کر
نیند آتی ہے وہ ترائی ہے

۲۰ تربت مین بیقراری دلمین بھری ہوئی ہے
سینے پہ سل ہمارے جب تو دھری ہوئی ہے

اُس بت کے زلف و لب سے کب جان بری ہوئی ہے
لیلی لبی ہوئی ہی شیرین مری ہوئی ہے

منڈتے ہی خط ہوا ہے آہوی چشم نازان
سبزہ چرا ہے اسکو بٹیا ہے چری ہوئی ہے

کھلتے ہی ہجر مین آنکھ آنسو نکل پڑینگے
ڈبیا یہ موتیون سے مُنہ تک بھری ہوئی ہے

دیکھو فنا کی سیرین مٹی مین رل رہی ہے
جمشید کا پیالہ ہر کھوپری ہوئی ہے

گیسو نے دی ہی پھانسی اُنکا ہی دم ہمارا
پائے اجل مین شاید بیڑی بھری ہوئی ہے

ہے میری آنکھ کاتل نظارے مین کسوٹی
سیم جمال تیری اس سے کھری ہوئی ہے

اتنا ہی تنگ و تاریک اپنا سیاہ خانہ
کاجل کی کوٹھری سے ہر کوٹھری ہوئی ہے

چاہ ذقن پر اُنکے آیا رقیب کا دل
گویا کنوئین کے مُنہ پر اک سل دھری ہوئی ہے

کرتا ہے ذبح تیرا پاجامہ گلبدن کا
خنجر ہمارے حق مین ہر خنجری ہوئی ہے

دور فلک نے کھوئے میرے حواس خمسہ
پتے سے گنجفے مین کیا ابتری ہوئی ہے

ہے چشم سرگین سے پیدا رم غزالان
اس کال کوٹھری مین وحشت بھری ہوئی ہے

بوسہ دہن کا لیکر کاٹا ہے ہونٹھ اُن کا
یاقوت کی یہ طیار انگشتری ہوئی ہے

وہ سبز رنگ ایسا آنکھون مین گھب گیا ہے
میری سفید عینک بالکل ہری ہوئی ہے

قد پر مرا ہوا ہون آتی نہین قیامت
قامت سے تیری شاید وہ بھی ڈری ہوئی ہے

فصل بہار آئی سرسبز میکدہ ہے
تھی جو سفید بوتل وہ بھی ہری ہوئی ہے

ساقی کا فیض جاری منت کے بیڑے چھوٹے
کشتی مین مے جو آئی دریا بری ہوئی ہے

تردامنی ہماری مرنے پہ کام آئے
شاخ جریدہ اپنی بالکل ہری ہوئی ہے

آنکھون سے تیرے کافر پیدا ہوا ہے غمزہ
غمزے سے تیرے پیدا جادوگری ہوئی ہے

دریا سے نکلے گوہر معدن سے نکلے جوہر
اے **قدر** مجھسے پیدا یہ جوہری ہوئی ہے

۱۷ وہ نگہ جری ہوئی ہے مری جانبری ہوئی ہے
یہ اُسے جری ہوئی ہے کہ اجل مری ہوئی ہے

کھلے کیسے اشک تا بدامان مژگان بھی
مری چشم گوہر افشان کوئی جوہری ہوئی ہے

ہے بہار کی بدولت جو بدل چلی ہے صورت
مری زرد زرد رنگت گل جعفری ہوئی ہے

جو ہی تیر ناز دلبر تو ہے صید جان مضطر
جو مژہ ہوئی ہے شہپر تو نگہ سری ہوئی ہے

تو کھنچا کھنچا ہے کب سے کہین مجھ پہ چل بھی جائے
تری تیغ ناز آگے جو کھنچی دھری ہوئی ہے

مرا دل ہے کیا مصفا کبھی تو نے منہ نہ دیکھا
ارے میرے دل سے پیدا تری دلبری ہوئی ہے

جگر اُن سے پھٹ گیا ہے مرا دل اُچٹ گیا ہے
یہ ورق اُلٹ گیا ہے عجب ابتری ہوئی ہے

جو ہین پلکین فوج دلشکر تو ہی سرمہ تیغ وخنجر
تری آنکھ سے ستمگر کسے جانبری ہوئی ہے

مرا روز ہجر بیڈ ہب ہے سفید دیو یارب
وہ اڑی ہی وصل کی شب کہ سیہ پری ہوئی ہے

ترے لب پہ دل لبا ہی تری آنکھ پر فدا ہی
کوئی معجزہ ہوا ہی کہ فسونگری ہوئی ہے

ترا خط صبا جو لائی اُسے کیون ہوا سمائی
نہ ہوئی ہی کچھ خدائی نہ پیمبری ہوئی ہے

ہر اک انکھ سے تمھاری کوئی آہو تتاری
مری کشت عمر ساری انہین کی چری ہوئی ہے

کہین ناز کی حرارت کہین غمزے کی شرارت
یہی شوخی و شرارت ہمہ تن بھری ہوئی ہے

تری چشم سرمگین کا مرے دل مین دھیان آیا
مرے آئنے سے پیدا یہ سیہ پری ہوئی ہے

ابھی کوٹھے پر ملانے مین کہکشان کو تب سے
تری مانگ موتیون سے وہ غضب بھری ہوئی ہے

ابھی رُخ ترا ستم ہی ابھی خط سبز کم ہے
وہ گلاب کی قلم ہی کہ ابھی ہری ہوئی ہے

جو ہی سبز رنگ ساقی کرین مدح اُسکے خط کی
چھنے قدر آج سبزی یہ ہمین چری ہوئی ہے

١١

زلفون مین پھنس کے کیا کوئی اُن سے گلا کرے
کہتے ہین انس آپ سے میری بلا کرے

پانی کو دوڑتا ہون کہ گھر مین لگی ہی آگ
جب دلجلے کسی کا نہ روئے تو کیا کرے

کشتونکو زندگی کی تمنا دوبارہ ہے
وہ چال چلیے آپ کہ محشر بپا کرے

فرقت مین اُنکی ہمکو پڑا ہے خدا سی کام
وہ بھی خدا خدا کرین یونہین خدا کرے

اغیار اُنکے ہاتھ مین مہندی لگاتے ہین
ہے ہمکو حکم دست تاسف ملا کرے

آئنہ دیکھ دیکھکے ششدر ہوئی ہین آپ
ایسا کسیکو بھی نہ خدا خودنما کرے

وہ قہر کی نگاہ کہان ہی کہ ہم پسین
وہ موہنی کہان کہ ہمین مبتلا کرے

تعریف اس سے بڑھ کی خوشامد ہی آپ کی
تم ایسے ہو کہ جان کو تمپر فدا کرے

ابرو کمان تیر مژہ برچھی سنہے نگاہ عاشق وہ اُسکو کہتے ہین جو ظلم جھیل لے		وہ ترک ہے اشارے مین لشکر کٹا کرے معشوق اُسے سمجھتا ہون مین جو وفا کرے

کیون **قدر** ذکر قامت بالا کا پھر گیا
کچھ دن مین دل سے شور قیامت بپا کرے

آنکھ پھیرو تو پرآشوب زمانہ ہوجاے صفحۂ دل سے مٹا دے جو کوئی نقش دوئی جان جان آپکے آنے مین اگر ہو کچھ دیر ایک بوسے کا روادار نہوگا وہ شوخ انکو زلفونکی بناوٹ کا جو آجاے خیال ہر مژہ یار کی خسخانے مین فوارہ ہو	۷	سینۂ عشاق کا تیرونکا نشانہ ہوجاے دونون عالم مین وہ یکتا ہی زمانہ ہوجاے پہلے قاصد سے مری جان روانہ ہوجاے میری جانب کو اگر سارا زمانہ ہوجاے دل صدچاک جسے کہتے ہین شانہ ہوجاے دل جسے کہتے ہین پانی کا خزانہ ہوجاے

قدر دن رات جو لو نام امام مظلوم
گہر اشک بھی تسبیح کا دانہ ہوجاے

گھیرا ہی روے یار کو زلف دراز نے دل مل دیا تری مژۂ جانگداز نے سجدے سے سر اُٹھا نہین سکتا مین یار کہا اُسپر فدا مجھے کیا مین مطیع اُسے وہ اشک گرم پونچھکے بیچین ہوگئے جب عشق ہو خیال کہان آبرو کا پھر تارے جو ٹوٹتے ہین تو کہتا ہے وہ قمر	۱۲	قرآن اُٹھا لیا ہے بڑے جعلساز نے صعوی کو آکے چھاپ لیا شاہباز نے ایسا خجل کیا ہے ریائی نماز نے اُس حور وش کی ناز نے میرے نیاز نے پگھلا دیا انھین مری سوز و گداز نے محمود کو غلام بنایا ایاز نے شاید کہ آہ کی ہے کسی عشقباز نے

جب کوچہ ستم مین دھر ایار نے قدم | جھک کر قدم لیے دہن زلف دراز نے
بل کھا گئی کمر جو وہ تعظیم کو اٹھے | مارا ہے مجھکو بس اسی ناز و نیاز نے
برسون مین اس قسم سے ہوا وصل ایک شب | سو شعبدے کیے فلک حقہ باز نے
گلزار روزگار مین پھوسے تھے بھلے نہ ہم | پامال کر دیا ہمین اس سرو ناز نے

جنت مین ساتھ لیکے چلے اس فقیر کو
کیا قدر کی ہے **قدر** کی شاہ حجاز نے

۱۶

دیدکا اگر ہمسکو انتظار ہوجائے | آنکھ مین جو پتلی ہے روے یار ہوجائے
جیتے جی جو وہ ظالم ہمکنار ہوجائے | کیون نہ مجھکو مرنے پر بھی فشار ہوجائے
پھولونکی وہان کثرت اسکی پھول ہی رنگت | گم کہین نہ گلشن مین وہ نگار ہوجائے
کرتی ہے جبین تیری کسقدر عرق ریزی | تا کہ خنجر ابرو آبدار ہوجائے
اٹھکے پلہ میزان ہو خفیف محشر مین | کاش ہر گنہ میرا جسم زار ہوجائے
جب ذرا چڑھی عینک اپنا تو لوا کی | دیکھ لون مین جس رخ کو روی یار ہوجائے
دفن کر نہ اے قاتل مین ابھی تو باقی ہون | کشتونکا نئے سر سے پھر شمار ہوجائے
ایسا دشت وحشت مین خشک ہے مرا لاشہ | رند کے پائے مجنون کا ایک خار ہوجائے
اپنی دل ہی اے ظالم تیرا دل بدل لون مین | کچھ اگر خدائی مین اختیار ہوجائے
جب سفید کپڑون سے چھوٹ نکلے تن کا رنگ | خود بخود گلابی پوش وہ نگار ہوجائے
ذکر زلف پیچان سے حلق مین پڑا پھندا | پانی تک جو اترا ہو زہر مار ہوجائے
سیر دشت وحشت مین خار اگر نہ پاؤن مین | خود ہی پاؤن کی بیڑی خار زار ہوجائے
دل مین وہ اگر آئے آرزو بنے دل کی | باغ مین اگر جائے نوبہار ہوجائے

لوگ ذرہ ذرہ مین دیکھین ترا جلوہ — جب ذرا مرے دل کو انتشار ہو جائے
آپ کی ہو جو جھڑکی وہ مجھے گوارا ہو — میری جو خوشامد ہو ناگوار ہو جائے

مشق دیدہ بازی مین **قدر** ہے قدر انداز
آئے جو شکار افگن خود شکار ہو جائے

١٥

چہرے پر ابھی خط سیہ فام نہین ہے — وہ صبح ہے یہ جسکی کہین شام نہین ہے
کہتے ہین وہ آئینے سے آنکھ اپنی لڑا کر — اسطرح کا تو ام کہین بادام نہین ہے
تعظیم کو اُٹھتے ہین بیابان ہین بگولے — گو شہر مین کچھ عزت و اکرام نہین ہے
دل تمنے جلایا تھا کلیجا بھی پکایا — اب تو کسی پہلو مجھے آرام نہین ہے
جانباز بہت کوچۂ جانان مین ہوئے ذبح — کعبے مین کوئی قابل احرام نہین ہے
اک مصرع برجستہ ہے ہر موج مئے ناب — دیوان ہے جامی کا مرا جام نہین ہے
پھر داغ جگر کھلتے ہین پھولونکی طرح سے — پھر آج بغل مین وہ گل اندام نہین ہے
ہٹجائینگے ہم آپ جو جھک جائینگے ساقی — خم منھ سے لگا دے جو یہان جام نہین ہے
کیا کام تمھین غیر جو ناکام رہے ہم — سو کام تمھین ہون ہمین کچھ کام نہین ہے
تو اپنا رخ و زلف سنوارا ہی کیا کر — بیمار ترا صبح نہین شام نہین ہے
افسوس کہ مین مٹ ہی گیا عشق کمر مین — گمنام ہوا پھر بھی مرا نام نہین ہے
جو شمع شبستان ہی چراغ سحری ہے — ہے کون جو خورشید لب بام نہین ہے
پوچھا جو مرا نام مین رو رو کے یہ بولا — گمنام ہون بدنام ہون کچھ نام نہین ہے
اس خاک نے کیا نامیونکی خاک اُڑائی — ڈھونڈھو تو کہین گور مین بہرام نہین ہے

ساقی نہوا **قدر** کی جانب کوئی دورہ

پھر کیا ہے جو یہ گردش ایام نہین ہے

9 وصل مین کہنے لگے کوئی کہانی یاد ہے
مین یہ بولا قصۂ فرقت تو جانی یاد ہے

قید مین جی چھوٹتا ہے دیکھکر صیاد کو
کسکو دانہ یاد ہے اب کسکو پانی یاد ہے

الفت گیسو مین مرمر کے بچے ہین ای قمر
رات کی الجھن وہ شبکی ناتوانی یاد ہے

شوق سے بیتاب ہین پھر دیکھ لینگے خط یار
کہدے ای قاصد جو پیغام زبانی یاد ہے

نزع مین بھی دہیان ہی زلف قمر رخسار کا
مرتے دم تک یہ بلائے آسمانی یاد ہے

جوش وحشت جنونون تھا کیا سبک عالم مین تھے
ہتکڑی بیڑی کی اب تک وہ گرانی یاد ہے

کردیا برباد مثل ذرہ ای خورشید رو
چال چلتے ہو کہ دور آسمانی یاد ہے

جب جوانی تھی لڑکپن کو کیا کرتے تھے یاد
پیری آئی ہے تو اب عہد جوانی یاد ہے

پھنس چکے ہو قدر پھر بھی عشق کو سمجھے نہی
زرد چہرہ اور رنگ زعفرانی یاد ہے

12 چاند رخ سے ترے بڑا کیا ہی
مہر کے سامنے سہا کیا ہے

ہمنے مانا کہ تو نہین کوئی شے
پھر یہ مشہور جا بجا کیا ہے

چاک کرتے ہین سینہ یہ کہکر
دیکھین تو تیرے پاس کیا کیا ہے

ہمنے جھیلی ہین ہجر کی راتین
حشر ای واعظو بلا کیا ہے

زر ہے کیا مال انکسار ہے مول
ہے یہ اکسیر کیمیا کیا ہے

کہتے ہو سو جفا کو ایک وفا
ہے وفا یہ تو پھر جفا کیا ہے

مر رہے ہین رقیب مرنے دو
اسمین نقصان آپکا کیا ہے

ہین دہان ولمر اگر معدوم
پھر یہ نقطہ سا وہم سا کیا ہے

آنکھ ملتی ہے غش سا آتا ہے — تمھین دیکھو یہ ماجرا کیا ہے
کبھی تھوکین نہ مرد دنیا پر — تف یہ مکار بیسوا کیا ہے
میرے پہلو مین دل ہوا انہوا — آپ کا اسمین مدعا کیا ہے
روز عشاق قتل ہوتے ہین — کوئی کہتا نہین خطا کیا ہے

قدر مرتا ہے غم مین یا اُستاد
آخر اس درد کی دوا کیا ہے

١١

پاس آؤ صفایقا کیا ہے — یون تو بھر وہم کی دوا کیا ہے
آدمی آدمی پہ مرتا ہے ؛ ؛ — نہین معلوم یہ بلا کیا ہے
آرزو ہے کہ پوچھ بیٹھے یار — آرزو تیرے دلمین کیا کیا ہے
وہ بلا آہ نارسا ہے مری — کہ ترا گیسو رسا کیا ہے
دل وہی ہم وہی حضور وہی — دل تو دل ہمسے پھر حیا کیا ہے
جان جاتی ہے غم مین بسم اللہ — ابتدا یہ تو انتہا کیا ہے
ایک بوسے پہ سیکڑون باتین — ارے صاحب تمھین ہوا کیا ہے
کسے دیکھون کسے نہ دیکھون مین — مونڈ ہے کیا گات کیا گلا کیا ہے
یار آتا ہے یا کہ جاتی ہے جان — دیکھئے مرضی خدا کیا ہے
ہاتھ مین میرا خون ملکے کہا — اسکے آگے بہلا حنا کیا ہے

لیجئے دل نگاہ دزدیدہ ؛
دوڑ اے قدر دیکھتا کیا ہے

١٢

کیا زندگی و موت کا ہنگامہ تیز ہے — لب ہے مسیح آنکھ تری انگریز ہے

جو نقش پا ہی مہر قیامت سے تیز ہے
وہ چال چل رہے ہین کہ اک رستخیز ہے

بے دست و پا ہون عشق کی آگے جھکا ہی سر
دست ستیز ہے نہ تو پاے گریز ہے

رندونکا دل بھرا ہے مے لعل فام سے
سب میکدونمین آج صدای بریز ہے

پل ہے صراط کا کمر و ابروے بتان
باریک بال سے ہی تو خنجر سے تیز ہے

اللہ رے انتظار گل و رخ کی دید کا
آنسو نہین ہین دست قطرہ عطر بیز ہے

اے ہمدمو لحد مین ذرا چین ہو نصیب
اُسکو نہ لائیے وہ بڑا فتنہ خیز ہے

آنکھین چھری ہین پلکین سنان ہین نگاہ تیر
چتون کا کیا بیان ہو وہ سب سے تیز ہے

سیماب وار آگ کا عالم ہے وصل مین
جتنا ملا مین یار کو اوتنی گریز ہے

اللہ رے دماغ ہمارے مسیح کا
غنچون کی کرسیان ہین تو پھولونکی میز ہے

ابرو کے غمزون نے غضب قہر ڈھا دیا
افشان نہین ہے جوہر شمشیر تیز ہے

کیا جاؤن حال قال مین میخانہ چھوڑ کر
مکار صحبتون سے تو مجھکو گریز ہے

کیونکر نہ واہ واہ رہے بکر فکر کی
اے **قدر** یہ عروس سخن کا جہیز ہے

١٣

ذرا مین آنکھ تیری اے بت بے پیر پھرتی ہے
چھری میرے گلے پر مفت بے تقصیر پھرتی ہے

یہ نقشا دل مین کافی تھا مرقع کس نے کھچوایا
غضب ہے ہاتھون ہاتھ اُس حور کی تصویر پھرتی ہے

کوئی حکمت نہین چلتی خدا کے کارخانے مین
دھری رہتی ہے سب تدبیر جب تقدیر پھرتی ہے

نہین ہٹتا گلا اپنا تو اُسکا ہاتھ پھرتا ہے
جو ہلتا ہے چھری قاتل کی بے تاخیر پھرتی ہے

لب معجز بیان ہی جان پڑ جاتی ہے باتونمین
چمن مین بن کے بلبل آپکی تقریر پھرتی ہے

لحد پر یار کاوا دیتا ہے آ کے توسن کو
ہماری خاک اُڑ کر ساتھ دامنگیر پھرتی ہے

فقط ہی میرے دلکے واسطے یہ جنبش ابرو ۔ مرے دل پر نجف سے آپکی شمشیر پھرتی ہے
ڈہلا ہی نیل آنکھونکا پھری ہین پتلیان میری ۔ مگر آنکھونکے نیچے آپ کی تصویر پھرتی ہے
شب وصل صنم مین اے موذن ذبح ہوتا ہون ۔ چھری بنکر زبان تیری دم تکبیر پھرتی ہے
لب شیرین کے بوسونکا مزہ جاتا نہین مُنہ سے ۔ زبان ہونٹھون پر آبکاری بسکے پیر پھرتی ہے
مہ و خورشید بنکر جا بجا صورت ملانے کو ۔ کبھی شبکو کبھی دن کو تری تصویر پھرتی ہے
یہ نیچی نظرین مارے ڈالتی ہین اسطرف دیکھو ۔ قیامت سے حیا باندہے ہوئے شمشیر پھرتی ہے

کبھی وہ **قدر** سے راضی کبھی ناراض رہتی ہین
کبھی قسمت چمکتی ہے کبھی تقدیر پھرتی ہے

۱۳

کیون لحد مین رہے نہ تاریکی ۔ عمر بھر مین نے سیہ کاری کی
وہ مجھے دیکھکے ہنس دیتے ہین ۔ آنکھ چھپتی ہی نہین یاری کی
آپ کے سامنے یوسف کیا ہین ۔ قدر کیا مردم بازاری کی
کی بھی طاعت تو خدا کی طاعت ۔ نوکری کی بھی تو سرکاری کی
زلف و رخسار سے ہم مست ہوئے ۔ شب مہتاب مین میخواری کی
کردے یارب مرے دلکو پُر داغ ۔ تو نے طاؤس پہ گلکاری کی
آنکھ ملتے ہی مرا دل پھانسا ۔ سینہ دیتے ہی گرفتاری کی
کوے جانان مین لڑائین آنکھین ۔ کعبۃ اللہ مین میخواری کی
بنگئین اپنی فلک سیر آہین ۔ ڈوریان خیمۂ زنگاری کی
کچھ بھی غفلت کا نہ ثمرا پایا ۔ ملی تنخواہ نہ بیکاری کی
بوسے پر بوسے لیے آنکھونکے ۔ رات بھر وصل مین میخواری کی

نیم باز آنکھون سے کھلجاتی ہین | حالتین مستی و ہشیاری کی

قدر پیری مین ہوا پا بر کاب
صبحدم کوچ کی تیاری کی ہے

۱۵

اشک دریا کیطرح اُمڈے ہین بیتابی سے | پتلیان آنکھو نہین کچھ کم نہین مرغابی سے
اسقدر جوش بہاری سے ہوئی سیرابی | باغ مین پھول کنول بنگئے شادابی سے
خون عاشق سے کرو خنجر بُران سیراب | کہ زبان اسکی نکل آئی ہے بے آبی سے
تیرے جلوے سی لب بام ہے یہ جلوہ گری | ماہ گردون کو چکا چوند ہی مہتابی سے
جان بیعانہ ہے ملتا نہین لعل لب یار | مول بڑھ جاتا ہی ہر چیز کا نایابی سے
کیا کوئی کالی بلا تھی شب فرقت یارب | رات بھر نیند نہ آئی مجھے بدخوابی سے
دل سوزان نہین اک شعلۂ جوالا ہی | چین جسکو کسی پہلو نہین بیتابی سے
سو اُٹھے ہو تو ادہر میٹھی نظر سے دیکھو | لوز بادام سے آنکھین ہین شکر خوابی سے
حضرت عشق کے قانون پہ چلتے ہین ہم | انگریزی سے نہ مطلب ہے نہ نوابی سے
لب نازک سے جو مسّی کی اُداہٹ چھوٹی | فالسائی وہ ہوئے بات مین عنابی سے
کی دعا لاکھ مگر میرے مقدر نہ کھلے | یہ وہ تالا ہے کہ کُھلتا ہی نہین چابی سے
مردم چشم کو آئینے مین کیا دیکھتے ہو | جھانکتی ہین تمھین پریان در محرابی سے
آپ ہی مجھکو بنایا ہے تو ماتم کیسا | اے فلک فایدہ کیا پیرہن آبی سے
فرقت یار مین جل تھل ہوئین دونون آنکھین | مردم چشم ترا کرتے ہین مرغابی سے

خاک در در کی بس اب چھانتے پھرتے ہر وقت
قدر کیون آنکھ لڑاؤ کسی ہرجابی سے

۱۰

ہوئی ہے ہم مین اور اُس گل مین کیا کیا مار پھولونکی
گلے تک اُٹھ گئی گلزار مین دیوار پھولون کی

بہار آئی ہی گلشن نے قبائے سبز بدلی ہے
جوانان چمن کے سر پہ ہی دستار پھولون کی

مین وہ رنگین بیان ہون جب کبھی گلشن مین جا نکلو
مجھے دے نذر ڈالی بلبل نادار پھولون کی

خزانکے ہاتھ سے توڑا زر گل کا ہے عالم مین
لٹی ہے باغ مین افسوس کیا سرکار پھولونکی

چمن مین آجکل اس زور سے پانی برستا ہے
ہوئی ہے بلبلون پر ہر طرف بوچھار پھولونکی

سراپا داغ چیچک مین نمایان جسم نازک پر
بنی ہے شاخ گویا قامت دلدار پھولونکی

سمن رخسار نرگس آنکھ زنبق ناک لب لالہ
بہار اب دیکھتا ہون ایک گل مین چار پھولونکی

بکے ہین کوڑیون کے مول دعوی کرکے اُس گل سے
گئی ہے آبرو کیا کیا سر بازار پھولونکی

گزرا حباب کا ہوتا نہین گور غریبان پر
ہماری قبر تک محتاج ہے دو چار پھولونکی

رسائی قدر کی کیونکر ہو اُس بزم رنگین مین
چمن مین رکھتے ہین صحبت ہمیشہ خار پھولونکی

۱۲

ہجر مین دے دے پٹکتی ہی ہوا ساونکی
ہو گئی کالی بلا اودی گھٹا ساونکی

اشک بھر آئے مرے ابتو پلا مے مجھکو
دیکھ ساقی چلی آتی ہے گھٹا ساونکی

آج کل کوئی پیے مے تو نہ تر دامن ہو
دھوئے دیتی ہے گناہونکو گھٹا ساونکی

ابر بنکے اُٹھا گنج شہیدان سے بخار
جب رچی ہاتھ مین قاتل کے حنا ساونکی

مسی مالیدہ لب یار رُلاتے ہین مجھے
پانی برساتی ہے جسطرح گھٹا ساونکی

آہ کرتا ہون جو رو رو کے تو فرماتے ہین
واہ کیا سرد ہے انروزون ہوا ساونکی

برگ گل ہین کہ جوانان چمن نے شاید
ہاتھ پھیلا کے طلب کی ہی دعا ساونکی

برق چمکیگی جو فرقت مین تو اُچھلے گا جگر
دل بھر آئیگا جو آئیگی گھٹا ساونکی

ہوتی ہے سن سے طبیعت جو حسین جھوٹتے ہین — خیر سے کاٹ دے یہ فصل خدا ساونکی

رند مدہوش ہین طاوس پپیہے بیہوش — ساقی و رُت ہے عجب ہوش رُبا ساونکی

مہر داغ دل سوزان ہین ہے بجلی کی چمک — لو بنی مجھسے جو چھو جاے ہوا ساونکی

وقت رخصت یہ کہا قدر نے آنسو بھر کر — یہین رہجایئے چھائی ہے گھٹا ساونکی

٩ پڑ گئی آپ پر نظر ہی تو ہے — اک خطا ہو گئی بشر ہی تو ہے

گالیان دین رقیب کو تو کیا — لاکھ باتین ہین اپنا گھر ہی تو ہے

اے طبیبو وہ زلف کافی ہے — اک فقط مجھکو دردِ سر ہی تو ہے

شب فرقت مین آب آب ہوا — کیا بساط اسکی ہے جگر ہی تو ہے

اتنا بھاری نہ ڈالیے مُوباف — بل نہ کھائے کہین کمر ہی تو ہے

میری آہونسے اُنکے دلمین اثر — کبھی یون بھی اُڑے خبر ہی تو ہے

وصل مین کیون نہ حشر توڑو ہمین — تھا جدھر منہ ترا اُدھر ہی تو ہے

پاؤن پھیلائے ہمنے مرقد مین — چلتے چلتے تھکے سفر ہی تو ہے

قدر نے کیا زبان پائی ہے — لوگ کہتے ہین یہ سحر ہی تو ہے

١٧ دو گھڑی مین کیا رسائی ہو گئی — خیر صورت آشنائی ہو گئی

مثل مینا پیٹ کا ہلکا نہو — منہ سے جب نکلی پرائی ہو گئی

آج کل یہ سرد مہری چھائی ہے — شمع انگشت حنائی ہو گئی

ہاتھ آنکھون سے لگاتے ہین حسین — شاخ نرگس وہ کلائی ہو گئی

یار تیری لن ترانی دیکھ لی — شرم بڑھ کر خود نمائی ہوگئی
چھیڑنا دنرات کا اچھا نہین — لیجیے آخر لڑائی ہوگئی
کیا ہی درد آمیز ہے میرا کلام — بات جو نکلی دوہائی ہوگئی
لاغری مین طوق نکلا پاؤن سے — خود بخود میری رہائی ہوگئی
ہجر مین بیدم پڑے رہتے ہین ہم — قبر گویا چارپائی ہوگئی
ایسے بگڑے آدمی سے بت بنے — کسقدر تم مین رکھائی ہوگئی
جب مزہ الفقر فخری کا ملا — ہم یہ سمجھے پادشائی ہوگئی
عشق مین تیار ہم ایسے ہوئے — دیو ہجران سے کلائی ہوگئی
ہوگئے لاکھون خداوند آج کل — نام کو گھر گھر خدائی ہوگئی
آئنہ بھی ہوگیا اُن پر فقیر — چار ابرو کی صفائی ہوگئی
ہوگئی اکسیر کار روغن شراب — یار کی رنگت طلائی ہوگئی
فکر میری عرش تک جانے لگی — اُنکی چوکھٹ تک رسائی ہوگئی

زلف پر اے **قدر** رہتا پھر گیا
ہند پر اپنی چڑھائی ہوگئی

۱۰
دل پاک صاف ہو تو حسد کیا ضرور ہے — جس مے کو پیجیے وہ شراب طہور ہے
نیلم ہے خال پنجہ ہی مرجان عقیق لب — الماس دانت ساق تمھاری بلور ہے
ہر وقت ساتھ رکھیے مجھے جائیے جہان — کیونکر کہ ہو پری تمھین سایہ ضرور ہے
ہجر بتا نمین اب تو لہو تھوکنے لگے — شاید کہ اپنا شیشۂ دل چور چور ہے
دیتا ہے روز حشر یہ رندونکو دہمکیان — واعظ زبان روک ابھی دلی دور ہے

ہوتی ہے سن سے طبیعت جو حسین جھوتے ہین
خیر سے کاٹ دے یہ فصل خدا ساونکی

رند مدہوش ہین طاوس پپیہے بیہوش
ساقی وہ رت ہے عجب ہوش ربا ساونکی

مہر داغ دل سوزان مین ہے بجلی کی چمک
لو ہنی مجھے جو چھو جاے ہوا ساونکی

وقت رخصت یہ کہا **قدر** نے آنسو بھر کر
یہین رہجایئے چھائی ہے گھٹا ساونکی

۹

پڑ گئی آپ پر نظر ہی تو ہے
اک خطا ہو گئی بشر ہی تو ہے

گالیان دین رقیب کو تو کیا
لاکھ باتین ہین اپنا گھر ہی تو ہے

اے طبیبو وہ زلف کافی ہے
اک فقط مجھکو درد سر ہی تو ہے

شب فرقت مین آب آب ہوا
کیا بساط اسکی ہے جگر ہی تو ہے

اتنا بھاری نہ ڈالیے موباف
بل نہ کھائے کہین کمر ہی تو ہے

میری آہون سے انکے دلین اثر
کبھی یون بھی اڑے خبر ہی تو ہے

وصل مین کیون نہ حشر توڑو ہمین
تھا جدھر منھ ترا ادھر ہی تو ہے

پاؤن پھیلائے ہمنے مرقد مین
چلتے چلتے تھکے سفر ہی تو ہے

قدر نے کیا زبان پائی ہے
لوگ کہتے ہین یہ سحر ہی تو ہے

۱۷

دو گھڑی مین کیا رسائی ہو گئی
خیر صورت آشنائی ہو گئی

مثل مینا پیٹ کا ہلکا نہو
منھ سے جب نکلی پرائی ہو گئی

آج کل یہ سر دھری چھائی ہے
شمع انگشت حنائی ہو گئی

ہاتھ آنکھون سے لگاتے ہین حسین
شاخ نرگس وہ کلائی ہو گئی

یار تیری لن ترانی دیکھ لی
شرم پڑھ کر خود نمائی ہوگئی

چھیڑنا ذرات کا اچھا نہین
سیلیجیے آخر لڑائی ہوگئی

کیا ہی درد آمیز ہے میرا کلام
بات جو نکلی دوھائی ہوگئی

لاغری مین طوق نکلا پاؤن سے
خود بخود میری رہائی ہوگئی

ہجر مین بدم پڑے رہتے ہین ہم
قبر گویا چارپائی ہوگئی

ایسے بگڑے آدمی سے بت بنے
کسقدر تم مین رکھائی ہوگئی

جب مزہ الفقر فخری کا ملا
ہم یہ سمجھے پادشائی ہوگئی

عشق مین تیار ہم ایسے ہوئے
دیو ہجران سے کلائی ہوگئی

ہوگئے لاکھون خداوند آج کل
نام کو گھر گھر خدائی ہوگئی

آئنہ بھی ہوگیا اُن پر فقیر
چار ابرو کی صفائی ہوگئی

ہوگئی اکسیر کا روغن شراب
یار کی رنگت طلائی ہوگئی

فکر میری عرش تک جانے لگی
اُنکی چوکھٹ تک رسائی ہوگئی

زلف پرسے قدر ہتا پھر گیا
ہند پر اپنی چڑھائی ہوگئی

۱۰ دل پاک صاف ہو تو حسد کیا ضرور ہے
جس مے کو تیجیے وہ شراب طہور ہے

نیلم ہے خال پنجہ ہی مرجان عقیق لب
الماس دانت ساق تمھاری بلور ہے

ہر وقت ساتھ رکھیے مجھے جائیے جہان
کیونکہ کہ ہو پری تمھین سایہ ضرور ہے

ہجر بتا نمین ابتو لہو تھوکنے لگے
شاید کہ اپنا شیشۂ دل چور چور ہے

دیتا ہے روز حشر یہ رندونکو دھمکیان
واعظ زبان روک ابھی دلی دور ہے

یک لخت بڑہتا جاتا ہے نالہ فراق مین
ثابت ہوا کہ نالۂ نہین نفخ صور ہے

اے یار ہمنے آپکو پایا جہان تہان
کعبے مین بتکدے مین تمھارا ظہور ہے

چہرے کا نور برق تجلی سے کم نہین
کوٹھا بھی چاندنی مین بہ از کوہ طور ہے

پوشیدہ و عیان ہے اسیطرح ذات پاک
جیسے فلک سے مہر کا عالم مین نور ہے

مے شوق سے پیا کرو فصل بہار مین
اے **قدر** اُسکا نام رحیم و غفور ہے

١٨١

بیٹھے بٹھلائے ہوئی الفت قامت کیسی
سر پہ ٹوٹی مرے اللہ قیامت کیسی

منعمو دین مین اللہ کے خست کیسی
خاک مین مل گئی قارونکی دولت کیسی

مے جو مہنگی ہے تو ہو جانچ تو لین ای ساقی
ذائقہ کیسا ہے بو کیسی ہے رنگت کیسی

سر پٹکتا ہون مین چوکھٹ پہ تو فرماتی ہین
آج دروازے پہ بجتی ہے یہ نوبت کیسی

خاک مین گر گیا مین تم جو مرے واسطے روے
کیا کہون تمسے ہوئی مجھکو ندامت کیسی

نہ وہ ساقی ہے نہ مطرب نہ وہ احباب اپنے
دیکھتے دیکھتے برہم ہوئی صحبت کیسی

کیا کمر کو سے ہین کیا گات ہے کیا مکھڑا ہے
انہین دو چار سے ہے آپکی شہرت کیسی

نقش پا ہو گئے ہم تیرے قدم آتی ہوئے
گھنگھرو چوٹ پڑی ای شب فرقت کیسی

نالے سن سنکے مرے یار کا دل بھر آیا
سوز سن سنکر اُسے آگئی رقت کیسی

ملنے دے لنے دو ہمین حسن اگر چاہتے ہو
دیکھو بٹنے سے نکھر جاتی ہے رنگت کیسی

چار آنسو نہ کبھی تمنے بہائے آکر
میری تربت پہ برستی رہی حسرت کیسی

کچھ نہین سوجھتا ظلمت کدۂ عالم مین
پردے پڑ جاتے ہین ہو جاتی ہے غفلت کیسی

زلفین اولجھی رہین ابرو رہے سرگوشی مین
دلکو لیکر تری چتون ہوئی چمبت کیسی

چار فقرہ نہین نکیرین کو سمجھایا ہے / ہمنے پائی ہے سر شام فراغت کیسی
اپنے دیوانے سے کیون بھاگتی ہین کوسون آپ / مجھکو وحشت ہے تو ہو آپکو وحشت کیسی
ہای افسوس کسینے بھی نہ پوچھا اتنا / کہ بنی ہے ترے کوچے مین یہ تربت کیسی
واہ واہ جد و جوان حسن علی ارشد و صبح / انہین لوگون سے ہوئی ہے مری شہرت کیسی

پیار سے سینہ پہ منھ رکھکے وہ فرماتے ہین
قدر سچ سچ کہو اسدم ہے طبیعت کیسی

۱۱
کب ہڈیون سی ہے مری تربت بھری ہوئی / حسرت بھری ہوئی ہے ندامت بھری ہوئی
ای چرخ تیرے گھر مین ستم کی کمی نہین / ہی سات کرسیونکی کرامت بھری ہوئی
کیا خال کالے کالی ہین کیا چہرہ لال لال / اصلی ہے کیون حضور کہ رنگت بھری ہوئی
مجھکو جو آرزو ہے تو تیری ہے آرزو / باقی تو سب طرف سے ہے نیت بھری ہوئی
کیا قہر ہے کہ میرا ٹھکانا کہین نہین / دوزخ بھرا ہوا ہے کہ جنت بھری ہوئی
امید مغفرت کی سیہ کاریون مین ہے / کالی گھٹا مین دیکھی ہے رحمت بھری ہوئی
آتے ہی فصل گل کے غزالی ہوئی ہے نبض / رگ رگ مین خون کیطرح ہے وحشت بھری ہوئی
مسی کے بدلے منھ مین ہزارون ہین بے نقط / آنکھون مین جاے سرمہ شرارت بھری ہوئی
ہوتا شباب مین گل افسردہ رخ ترا / مین ڈالتا نگاہ جو حسرت بھری ہوئی
یہ کہکے پرزے پرزے کیا نامہ یار نے / جب دیکھیے تو خط مین شکایت بھری ہوئی

یارب غم فراق تو کھایا نجائے گا
اس کھانے سے ہے **قدر** کی نیت بھری ہوئی

۱۱
دل مین ہے زلف و خال کی الفت بھری ہوئی / ہے سانپ بچھوون سے یہ تربت بھری ہوئی

سچ ہی تمھین رقیب کا کیونکر ہوا اعتبار
سب رنگ کی جہا مین ہی خلقت بھری ہوئی

مخمل سا پیٹ جلد بدن جیسے گلبدن
نرمی بھری ہوئی ہے نزاکت بھری ہوئی

مین آبلے کی شکل ہون چھیڑو نہ تم مجھے
آنسو تلے ہوئے ہین طبیعت بھری ہوئی

آتا ہے لاکھ بار مگر آپ ہی کا دھیان
وحدت ہے میرے دلمین بکثرت بھری ہوئی

رونے سے میرے خوش تو ہو کبھی برہمن
ہے موتیون سے چشم مروت بھری ہوئی

دل مین برابر آرزوؤن کا پڑا ہے کھیت
مُردون سے ہی تمام یہ تربت بھری ہوئی

ہر رونگٹے سے آتی ہی بانگ انا الحبیب
مانند روح تن مین ہے الفت بھری ہوئی

آئے بھی میرے گھر تو وہ غیرونکے ساتھ ساتھ
الفت بھی کی تو مجھسے عداوت بھری ہوئی

کیسا جما ہے ساقی رنگین مزاج واہ
شیشونمین مے دکا مین نفاست بھری ہوئی

اے قدر انکو ظلم دیا حق نے ہمکو صبر
ہر بات ہے حکیم کی حکمت بھری ہوئی

١٤

ٹھہرو مین خود بچھیر لونگا لیکے خنجر آپ سے
آپ تو صاحب ہوئے جاتے ہین باہر آپ سے

آپ سی آنکھین نہ گیسوے معنبر آپ سے
اپنی صورت تو ملائے ماہ انور آپ سے

خاک صحرا تھی بچھونا سنگ تکیے کی عوض
حال وحشت کیا کہون مین خاک پتھر آپ سے

ہجر کی شب چونک چونک اٹھتا ہون ڈرتا ہون مین
نیند مین باتین کیا کرتا ہون شب بھر آپ سے

خیر جاؤ اے صنم اللہ حافظ آپ کا
دیکھیے اب کب ملاتا ہے مقدر آپ سے

یا الٰہی لامکان تک آپکا شہرا ہے
حسن مانگے پنجۂ خورشید انور آپ سے

یہ وہی تو حضرت دل ہین بڑے شب زندہ دار
ذکر انکا آچکا ہے بار اکثر آپ سے

غیر تو محفل مین آئین بندہ ڈیوڑھی تک نہ آئے
ہان یہی امید تھی اے بندہ پرور آپ سے

کونسا نقصان ہے کیون پھیر دیتے ہین حضور — کسکے ہاتھون جا کے بیچون دلکو لیکر آپ سے
کنگھی کرنے مین اُلجھ پڑتی ہے یہ سرزوریان — بل کی پھر لینے لگی زلف معنبر آپ سے
قامت بالا دکھا کر جتنا جی چاہے مٹاؤ — اے صنم سمجھینگے عاشق روز محشر آپ سے
تم نہین آتے نہ آؤ ہم تو آئینگے ضرور — سنے مروت ہم نہین سے اے ماہ انور آپ سے
خیر اب مانین نہ مانین آپکو ہے اختیار — کھ اُٹھا ہون اپنی دلکی ہو کے مضطر آپ سے

شاعری پر یہ گھمنڈ اے **قادر** توبہ کیجیے
اب بھی دنیا مین پڑے ہین لاکھون بہتر آپ سے

۱۶

جب نمود گالون پر خط یار ہو جائے — خطۂ حلب سارا سبزوار ہو جائے
غم مین کھیل وہ سمجھے تن جو زار ہو جائے — طفل روح فرقت مین نیسوار ہو جائے
ہم اگر قیامت مین جھمکے ٹکٹکی باندہین — آفتاب محشر بھی روئے یار ہو جائے
منکسر ہون مین ایسا آہ کرکے جب اُٹھون — آتے آتے اُس در تک تن غبار ہو جائے
پھوٹے جو مرا چھالا ہو صدا انا الحق کی — معرفت کا ہر کانٹا بڑھکے دار ہو جائے
کروٹین جو دل بدلے پیچ و تاب سے اُسمین — کیا عجب ترا گیسو تابدار ہو جائے
سو شرابی اک شیشہ یک انار و صد بیمار — کسکے کسکے آنکھون پر دل نثار ہو جائے
میری آہ سوزان نے باغ کو سکھا ڈالا — کیون نہ سرو قمری کو خار خار ہو جائے
دیدۂ مروت مین موہنی نگاہین ہین — غیر کو اگر دیکھون میرا یار ہو جائے
زار ہون یہ طفلی سے پیار ہی مین موت آئی — خود کنار مادر مین اک فشار ہو جائے
اشک سے اگر سینچین باغ طالب دیدار — شاخ مین جو گل نکلے روئے یار ہو جائے
زلف سے جو دل کھینچے جذب اسکی کھینچ آئے — وہ شکار اگر کھیلے خود شکار ہو جائے

داغ ہی یہ حسرت سے حسرتونکی کثرت سے اپنا سینۂ پرخون لالہ زار ہو جائے
دل سے تنگ آیا ہون جب دیکھی ہو یہ چین اور اگر انہین دیکھے بیقرار ہو جائے
یہ نیاز سے یار چھپی ہی نظر تو دیکھون مین سینے پر نہ آنچ آئے دل کے پار ہو جائے

حسن و عشق کی کثرت ہو جو حلقۂ وحدت
یار قدر ہو جائے قدر یار ہو جائے

غزل مسلسل

۲۱

جو عضو باطن خدا بناتا تو ہم دل بیقرار ہوتے جو عضو ظاہر خدا بناتا تو دیدۂ اشکبار ہوتے
جو ہاتھ ہمکو خدا بناتا تو دست افسوس ہوتے اپنا جو پاؤن ہمکو خدا بناتا تو اپنا پاے فگار ہوتے
جو ہمکو پہلو خدا بناتا تو بنتے ہم چاک چاک پہلو جو ہمکو سینہ خدا بناتا تو سینۂ رخنہ دار ہوتے
خدا جو سر ہی ہمین بناتا تو بنتے فرہاد کا سر شق خدا جو قد ہی ہمین بناتا تو قیس کا جسم زار ہوتے
جو گرد کرکے خدا اڑاتا تو اڑتے گرد ملال ہو کر جو سنگ کرکے خدا جماتا تو جمکے لوح مزار ہوتے
جو خاک ہمکو خدا بناتا تو گھلکے ہم آب ہوتے جو آب ہمکو خدا بناتا تو بنکے ہم خاکسار ہوتے
خدا ہمین آسمان بناتا تو سبزۂ پائمال بنتے خدا ہمین کہکشان بناتا تو جادۂ رہگزار ہوتے
جو نقش ہمکو خدا بناتا تو بنتے ہم نقش نامرادی غبار ہمکو خدا بناتا تو اپنے دل کا غبار ہوتے
جو پھول ہمکو خدا بناتا تو جلکے بنتی چراغ کا گل جو نخل ہمکو خدا بناتا تو جلکے نخل چنار ہوتے
جو خار ہمکو خدا بناتا تو ہوتے ہم خار خار حسرت جو بار ہمکو خدا بناتا تو اپنی خاطر کا بار ہوتے
خدا کسی کے گلے لگاتا تو پڑتے اپنے گلے الجھکر خدا کسی کا جو ہار کرتا گلے کا اپنے ہی ہار ہوتے
خدا جو شانہ ہمین بناتا تو ہم خلش ہوتے اپنے دل کے خدا جو آئنہ ہمکو کرتا تو اپنے حیران کار ہوتے

جو عقدہ ہمکو خدا بناتا تو عقدۂ کار بنتے اپنا
جو تار ہمکو خدا بناتا تو اپنے اشکون کا تار ہوتے

جو روز ہمکو خدا بناتا تو بنتے روز فراقِ جانان
جو رات ہمکو خدا بناتا تو ہم شبِ انتظار ہوتے

جو بزمِ عشرت خدا بناتا تو بنتے ہم انقلاب دوران
جو دورِ ساغر خدا بناتا تو گردشِ روزگار ہوتے

کباب ہمکو خدا بناتا تو پھنک کے سوزِ کباب بنتے
شراب ہمکو خدا بناتا تو کھنچکے مے کا خمار ہوتے

خدا ہماری جو پر لگاتا تو شبکو پروانہ بنکے جلتے
خدا جو نغمے ہمین سکھاتا تو دلکو نالان ہزار ہوتے

جگر ہمارا خدا جلاتا تو جان کرتے سنی ہم اسیر
جو دلکو مردہ خدا بناتا تو اسکے ہم سوگوار ہوتے

خدا جو الفت کو آگ کرتا تو آگ کے بنتے ہم سمندر
خدا جو الفت کو سنگ کرتا تو سنگ کے ہم شرار ہوتے

خدا کسی کا جلیس کرتا تو ہوتے غمخوار ہم غضب کے
خدا کسی کا انیس کرتا تو قہر کے غمگسار ہوتے

غرض کہ ایسا مصیبتونکا ہمارے دلکو مزا پڑا ہے
کہ قدر ہمکو خدا بناتا تو ہم ذلیل اور خوار ہوتے

رباعیات

رباعی

عالم کو ہے جسکی جستجو تو ہی ہے
لاثانی ہے تو ہو بہو تو ہی ہے
انسان کے جامے مین عیاذاً باللہ
باللہ کہ ہم نہین ہین تو تو ہی ہے

رباعی

ممکن نہین بے صلاح یار اسے نظر
یا دل کی ہوا ہمین راسے یار اسے نظر
دل کی پوچھو تو یہ جگر کب اسکا
دیکھو جو نظر کو نہین یار اسے نظر

رباعی

جس روز دم شمار اُٹھونگا مین
کیا قبر سے بیقرار اُٹھونگا مین
جب امتی امتی سنونگا اے **قدر**
احمد احمد پکار اُٹھونگا مین

رباعی

غفلت جو جہانمین تجھسے ناشی ہوگی
مرنے پہ کمال جان خراشی ہوگی
دنیا سے تو چل لحد مین دیتے ہین جواب
اس شہر کے ناکے پہ تلاشی ہوگی

رباعی

مجنون کا تمام شور کسنے دیکھا
فرہاد کا سارا زور کسنے دیکھا
اے دل جو تڑپ تو اُنکے در پر چلکر
ناچا جنگل مین مور کسنے دیکھا

رباعی

ساقی کو پڑا ہے تمسے اچھا پالا
میخانے جب گئے تو جیتا پالا
جب دیکھیے ہاتھ مین ہے مے کی بوتل
اے **قدر** یہ تم نے خوب جیتا پالا

رباعی

گھل گھل کے ہوا ہے جسم سارا مٹی
مٹی مین ملا نہ اے خود آرا مٹی
کھدوا کے لحد تباہ و برباد نہ کر
تو اینٹ کا گھر نہ کر ہمارا مٹی

رباعی

پھر شہر مین **قدر** سا سخندان آیا
پھر باغ مین بلبل خوش الحان آیا
کیونکر نہ جوان ہو پھر زلیخاے سخن
پھر مصر سے یوسف سوے کنعان آیا

رباعی

دانا جو کبھی گرم سفر ہوتا ہے
ہر آنکھ مین مثل اشک گہر ہوتا ہے
نکلے جو وطن سے آبرو پاتا ہے
قطرہ بھی ٹپکنے مین گہر ہوتا ہے

رباعی

آئی ہے بلا سے ناگہانی ہم پر
انا للہ بن گئی ہے دم پر
جو مرگ پدر مین قدر ہم پہ گزری
ہرگز وہ مصیبت نہ پڑے آدم پر

رباعی

سینے مین یہ غم نہین تو سینا بیکار
مینا مین یہ مے نہین تو مینا بیکار
بالفرض اگر عمر مسیحا ملجائے
واللہ کہ بے پدر رہے جینا بیکار

رباعی

حضرت کا رفیق زود میری مین تھا
بازو سے قوی دستگیری مین تھا
یہ دور عدم کی راہ اور آپ ضعیف
مجھکو نہ لیا عصائے پیری مین تھا

رباعی

ہر دشت جفا خیز ہے اولا تجھسے
ظالم سمجھے گا میرا مولا تجھسے
یون میرا پدر رہو بینۂ زخم لحد
امید نہ تھی یہ سے اے ہولا تجھسے

رباعی

ہو مہر علی تو درد گھٹ جائی ابھی
واللہ کسوف غم بھی ہٹ جائی ابھی
ہے رجعت خورشید آسی سے ای قدر
وہ چاہے تو قسمت بھی پلٹ جائی ابھی

رباعی

اے شاہ ملک مآب جلدی پونہچو
اے ماہ فلک جناب جلدی پونہچو
سونا چھوتا ہون مٹی ہاتھ آتی ہے
یا حضرت بوتراب جلدی پونہچو

رباعی

اللہ پہ شاکر ہون خدا اسکا گواہ
دیتا ہے وہی رزق وہی عزت و جاہ
بندہ بندون سے کیا توقع رکھے
لاحول ولاقوۃ الا باللہ

رباعی

سو جان سے ہین فدای نام حسنین
ہے چشم و دل و جگر مقام حسنین
ہم روز ولادت سے ہوے نام آور
تاریخی نام ہے غلام حسنین ۱۲۴۹

رباعی

سیکھے سحر و برق سی بندش کے بند
پھر غالب و وجہ نے بتائے پیوند
سمجھا بھی زمانے مین نہوگا ای قدر
بدنام کنندہ نکونامے چند

رباعی

درجے مین بڑہا ہوا ہی جس تس سے قدر
دوگنا ہوا رتبہ یہ کہے کس سے قدر
اول تو مدرس بھی ہے ہر دو کا
پھر اسپہ ہے ہمعدد مدرس سے قدر ۳۰۴

رباعی

اے قدر عبث موت تجھے کھلتی ہی
ساعت بھی حساب سے کہین ٹلتی ہی
ہر تار نفس سوئی ہی گھنٹے گن لے
یہ دل کی دھڑک نہین گھڑی چلتی ہی

رباعی

بعضے کہتے ہین شعر کہنا ہے نحس
اے قدر سخن نہو تو مردہ ہے بشر
بعضے کہتے ہین اسکا لہنا ہے نحس
جو یہ ہے تو پھر خموش رہنا ہے نحس

رباعی

اس بزم مین اپنی مہربان ہین سب لوگ
اک یہ بھی ادا ہے شعر کہتے ہی نہین
معشوق مزاج و نوجوان ہین سب لوگ
گویا محبوب بے دہان ہین سب لوگ

رباعی

ہر فرع مین بار شاخ ہوجائے گا
اے قدر بہت ذکر بتان کرتا ہی
ہر بیت مین اوج کاخ ہوجائے گا
دیوان ترا سنگ لاخ ہوجائیگا

رباعی

کچھ آپ بتائین اسکا چارا صاحب
ریزش لائی ہے وہ حرارا صاحب
اف اوہ زکام نے تو مارا صاحب
دم ناک مین ہوگیا ہمارا صاحب

رباعی

پہلے کھانے سے پیٹ خالق بھر دے
جب پیٹ بھی بھر دیا شرابین بھی دین
بھر جاے جو پیٹ پھر می احمر دے
پھر تو کوئی معشوق پری پیکر دے

رباعی

کب تک قاضی سے مین ڈرونگا توبہ
دیوانے ہو زاہد و بہار آئی ہے
کب تک مفتی کا دم بھرون گا توبہ
اس فصل مین مین توبہ کرون گا توبہ

رباعی

بندے نے خزان بھر تو نباہی توبہ
آتے ہی بہار ٹوٹی کیا ہی توبہ
سو بار کہا کہ بر گزشتہ صلوات
پھر توبہ شکن ہوا الٰہی توبہ

رباعی

اپنا مشرب نیا نکالا ہم نے
خرقہ جبہ اُتار ڈالا ہم نے
ای پیر مغان تجھی سی بیعت ہے ہمین
لے اب تو پیا ترا پیالا ہم نے

رباعی

جس وقت کا منتظر تھا قدر آیا ہے
کیا اُن پہ شباب مثل بدر آیا ہے
سختی آئی ہے چھاتیان اُبھری ہین
ہر ایک انار اب تو گدر آیا ہے

رباعی

داغونکا بندھا جو زور ہمنے دیکھا
زخمونمین رہا جو چور ہمنے دیکھا
ناسور پڑا جگر مین ناسور مین داغ
یہ چور کے گھر مین مور ہمنے دیکھا

رباعی

آورد چو نامہ قاصد فرخ چہر
از جوشش نشاط و طرب الفت و مہر
بالید چنان دلم کہ گردید سپہر
پس مہر علی بر آن سپہر آمد مہر

رباعی

ہین موج کی شکل خط کی سطرین بیتاب
جلکر مین ہے ہر دائرہ شکل گرداب
ڈوبا ہے سفینۂ حواسِ خمسہ
القاب نہ یاد ہے نہ مجھکو آداب

رباعی

گو میرے پدر نے ربط عالم توڑا — پر سلسلۂ وفا نہ اک دم توڑا
اسد رجب ہے نظام کا دم بھرتے — توڑا تو نظام پور مین دم توڑا

رباعی

تھی شعر سے قدر خوش بیان گو گردش — جسطرح سخن سے ہو زبان گو گردش
چکر مین تھا بلگرام گردش سے مری — تھی چاند کے ساتھ آسمان کو گردش

رباعی

دس سال کے بعد مین وطن مین آیا — ٹوٹا ہوا پھول پھر چمن مین آیا
ڈھلکا ہوا دُر یہ پھر عدن مین آیا — نکلا ہوا دانت پھر دہن مین آیا

رباعی

ہشیار ہو قدر بلگرام آیا ہے — سوچو تو زمانہ کسکے کام آیا ہے
اتنا نہ ہنسو یہین ہوئے تھے پیدا — روئے تھے جہان وہی مقام آیا ہے

رباعی

یا کوے بتان سے روتے ہم نکلے تھے — اُسطرح تو اشک آنکھ سے کم نکلے تھے
یا عشق بتان دل سے نکالا ہمنے — جسطرح کہ کعبے سے صنم نکلے تھے

رباعی

لازم کہ بشر بجز نکوئی نکرے — وہ بات کرے کہ شکوہ کوئی نکرے
ہوتا نہین استخوان زبان مین اے قدر — نکتہ یہ ہے کہ سخن گوئی نکرے

رباعی

ہمکو وہ رُخ سُرخ دکھانے آؤ — اس پردے مین غیرونکو جلانے آؤ
مُنھ کھولے چلے آؤ برنگ خورشید — اے سیم بدن کُھلے خزانے آؤ

رباعی

کیا ڈر ہے اگر گلا کرے گا قاضی — ہو وصل یونہین بگاگریگا قاضی
ہے شرط نکاح مین بھی ایجاب و قبول — دو دل راضی تو کیا کرے گا قاضی

رباعی

یارب تری رحمت پہ فدا میری حیات — ہر بات مین رحم واہ تیری کیا بات
رحمت ہے کثیر اور زحمت ہے قصیر — جنت ہین آٹھ اور دوزخ ہین سات

تواریخ

مرگئے کیا محمد و ذاکر — ایک دن ہائے دو چراغ بجھے
سوز غم سے کہا یہ ہاتف نے — آج ہے وائے دو چراغ بجھے ۱۲۷۰ھ

تاریخ وفات میر وزیر علی صبائی لکھنوی

یکہ تاز سخن وزیر صبا — اسپ خود راند و بر زمین آمد
آسمنان گرم تاخت زین میدان — کہ غبارے نہ جست تا مرقد
اشہب کلک قدر سالش یافت — اوفتادہ صبا از اسپ خود ۱۲۷۱ھ

تاریخ وفات بشارت علی دکنی

سفر کرد سوے جنان یار من — خدا باد در ہر قدم یار وے
چو برگ خزان ہوش ہا ریختہ است — الٰہی غمش بود یا فصل دے
نہ بخشد مرا لطف آب حیات — کہ بیکار افتاد بے یار مے
صبوری ضرور است اے قدر باش — حدیث فغان و جنون تا بکے
چو بشنید ہاتف چنین حادثہ — بگفتا بشارت علی مرد بے ۱۲۷۲ھ

تاریخ میلاد فرزند سید محمد رضا بلگرامی

بسید محمد رضا خان من — خدا داد پوری باقبال جفت
نشاندم زہے نخل تاریخ او — گل نور سید از نہال شگفت ۱۲۷۴ھ

تاریخ مسجد

چون فتح محمد زرہ صدق و صفا — مسجد تعمیر کرد در راہ خدا
از بہر کتابہ قدر تاریخ نوشت — تعمیر نمود مسجد طرفہ بنا ۱۲۷۴

تاریخ تصنیف کتاب منشی فرزند علی رفیع بلگرامی

این نسخہ مقوی دل غمناکان — بنوشت رفیع از پئے دل چاکان
تاریخ بمصرعی نوشتیم اے قدر — گلدستۂ راز سرو جہر پاکان ۱۲۷۵ھ

تاریخ میلاد فیاض بیگ ابن مرزا عباس بیگ دہلوی

خان ذی رتبہ و ذی حوصلہ مرزا عباس
پسر سے نام خدا یافتہ عالی نسبی

نازکی ناز فروشی صنمے عشوہ گری
گلرخی گلبدنی سرو قدی غنچہ لبی

لب لعلین یمنی خال سیاہش حبشی
موے مشکین ختنی چہرۂ صافش حلبی

بشگفان غنچہ تاریخ ولادت اے قدر
بردمید این گل عباس ز نخل عجبی
۱۲۷۶ھ

تاریخ فراغ علم مولانا سید عبد اللہ بلگرامی

فضیلت دی خدا نے میر عبد اللہ صاحب کو
خط تقدیر تھا گویا فراغ انکے مقدر مین

خدا حافظ ہی انکا یہ کلام اللہ کے حافظ
ہے جسطرح گوہر آب مین اور آب گوہر مین

زبان معجز بیانی کرتی ہی لبہاے نازک پر
مسیحا بولتے تھی جسطرح آغوش مادر مین

نہین بیوجہ ہرگز آمد و رفت نفس انکے
اشارہ ہی کہ سیکھا ہمنے علم سینہ دم بھر مین

توی ہین سب دلیلین صاف ہے ہر اک بیان انکا
جڑی ہین آئنے اللہ نے سد سکندر مین

فراغ انکو ہوا ہی علم سے یہ ماہ کامل ہین
انھین کی روشنی پھیلی ہی ابتو ہفت کشور مین

نہان و آشکار اقدر لکھ مصراع تاریخی
ہوئی کامل یہ علم آگاہ بارہ سو چہتر مین
۱۲۷۶ھ

تاریخ کمرہ میر احمد حسن بلگرامی

عجب کمرہ ہے میر احمد حسن کا
کہ جسکا تذکرہ ہوتا ہے گھر گھر

لکھو اے قدر یہ مصراع تاریخ
عجب کمرہ بنایا آراستہ تر
۱۲۷۷ھ

ایضاً

چو میر احمد حسن کمرا بنا کرد	چہ کمرہ رشک بخش قصر قیصر
بگو اے قدر تاریخ بنایش	زہے کمرہ بنا فرمود بہتر سنہ ۱۲۷۷ھ

تاریخ زناشوئی سید مقبول عالم مارہروی در دائرہ متفقہ

زحل - باد عقد ہمایون مبارک	شدہ - مشتری و مہ امروز باہم
بگو - قدر مصرع تاریخ ہجری	شدہ - کدخدائی مقبول عالم سنہ ۱۲۷۷ھ

تاریخ میلاد سید مصطفی ابن ابن علی برادر مصنف

دیدہ پسر ابن علی را مردم	باللہ بخویشش ز انجمن تا انجم
تاریخ ولادتش بگویم اے قدر	از شہر صیام لیلۃ البست و دہم سنہ ۱۲۷۷ھ

ایضاً در ہر مصرع

گر دیدہ ولادت سعادت آمیز سنہ ۱۲۷۷ھ	از عیش پسر شدہ جہانی لبریز سنہ ۱۲۷۷ھ
از قدر شود مادۂ ہر مصرع سنہ ۱۲۷۷ھ	این نجم جمال ست صباحت انگیز سنہ ۱۲۷۷ھ

تاریخ مسجد و امام باڑہ

سید احمد حسین صاحب نے	ایک مسجد نئی بنائی ہے
متصل ایک امام باڑہ بھی ۵	جس سے تا حشر نام جاری ہے
لکھ یہ تاریخ دونوں کی اے قدر	مسجد و روضۂ حسینی ہے سنہ ۱۲۷۷ھ

تاریخ وفات سید محمد ابراہیم در ہر مصرع

وفات کرده ز دنیائے دون ہزار افسوس
سنہ ۱۲۷۸ھ
ز قدر سال چہارم بمرگ او بشنو
سنہ ۱۲۷۸ھ

رئیس نامورے عمدہ نامدار و کریم
سنہ ۱۲۷۸ھ
سفر نمودہ ز ہستی محمد ابراہیم
سنہ ۱۲۷۸ھ

تاریخ درگاہِ بلگرام

خان والا نژاد سید جان
کرد تعمیر روضۂ عباس
قدر تاریخ گفت و گوہر سفت

دست بکشود و ہم میان بربست
کہ مقابل بہ اصل شد یکدست
نقل مرقد مقابل اصل است
سنہ ۱۲۷۸ھ

تاریخ کتاب توتا رام شایان لکھنوی

مہا بھارت کہی شایان نے جسدم
ٹپکتی ہے فصاحت وہ روانی
شنیدہ کی بود مانند دیدہ
جو پوچھی قدر سے تاریخ اُسکی

ہوئی بس دہوم اُسکی جابجا خوب
معانی خوب بندش خوب ادا خوب
وہ قصہ میں دکھا ہی کہا خوب
جھکا کر سر کہا — کیا خوب کیا خوب
سنہ ۱۲۷۸ھ

تاریخ اخبار کانپور

زہے لطافت اخبار نامۂ شعلۂ طور
سواد او ہمہ در راستی شب معراج

کہ بوئے گل بسر راہ او برید بود
بیاض او ہمہ در عیش صبح عید بود

هزار و هشتصد و شصت و یک مسیحی رفت
نوشت قدر عیان و نهان مسیحی سال

کنون بشصت و دوم طرح او جدید بود
هزار و هشتصد و شصت و دو پدید بود
سنہ ۱۸۶۲ء

ایضاً

عیش مین بشر بیان پہ ہے ارنی زبان پر
قدر شروع سال ہے مصرع عیسوی لکھو

شعلۂ طور کا ہے نور نور فشان ہے دور دور
سرمۂ چشم فکر ہے شعلۂ طور کا ہے نور
سنہ ۱۸۶۳ء

تاریخ مہمانسرائے سانڈی

جو کالن لنڈزی ڈپٹی کمشنر دام اقبالہ
مرمت کی یہ تاریخ مسیحی قدر نے لکھی

گہی پایا مسافرخانہ کچھ اچھا نہ سانڈی مین
بہت اعلی بنا ہے یہ مسافرخانہ سانڈی مین
سنہ ۱۸۶۳ء

تاریخ طبع دیوان مولوی سلامت اللہ کشفی

کلام کشفی جہاد و کلام را نازم
چو طبع گشت کلامش قبول طبع افتاد
یکی بیاض سطور و دگر سواد خطش
نہ ہے ترانہ و فرد و قصیدہ و غزلش
نوشت قدر پئے طبع مصرع تاریخ

بگوش طبع خواص و عوام شد مطبوع
تمام گشت چو دیوان تمام شد مطبوع
چو عارض سحر و زلف شام شد مطبوع
ہمہ کلام بلاغت نظام شد مطبوع
کلام کشفی نادر کلام شد مطبوع
سنہ ۱۲۷۸ھ

تاریخ بنائے چاہ

چو ساخت چاہ سرِ رہ محمد اسمٰعیل
مثال زمزم از آب کرد طغیانی
پئے کتابہ نوشتیم قدر تاریخش
بنا نمودہ سرِ راہ زمزم ثانی
۱۲۷۹ھ

تاریخ دروازۂ احمد حسن بلگرامی

در سے ساختہ سید احمد حسن
کزین در برآید رہِ مدعا
زدستِ دعا قدر بنوشت سال
درِ فیض احمد حسن باد وا
۱۲۷۹ھ

تاریخ وفاتِ صدر عالم پہانوی

صدر عالم کہ بود بدر عالم
در دہر ہے فزود قدر عالم
تاریخ وصال او نوشتیم اے قدر
رحلت بجنان نمود صدر عالم
۱۲۷۹ھ

تاریخِ حوض

ڈپٹی صاحب کا فیض دیکھے
رضوان کس نیند سو رہا ہے
کیا حوض بنا دیا چمن مین
جو کوثر و خلد سے بہا ہے
کیونکر کہیے نہ چشمۂ خضر
سبزہ جو گرد لہلہا ہے
اسکا کوئی بلبلا جو چھوٹا
اسمین بلبل کا چہچہا ہے
بہکا ہوا کیون پھرا سکندر
موجون کی زبان پہ قہقہا ہے
وہ آبِ بقا ہے نام جسکا
باقی اسکا رہا سہا ہے
اے قدر لکھو یہ سال ہجری
حوض آبِ حیات کا بہا ہے
۱۲۸۶ھ

تاریخ کتاب غلام محمد خان واصل بلگرامی

اے قدر نوشت واصل این طرفہ کتاب — نام پاکش نہاد مفتاح الہند
مفتاح قلم کشود قفل ابجد — صد قفل دل کشاد مفتاح الہند

سنہ ۱۲۸۲ھ

تاریخ وفات عمّ مصنف

عمّ من قبلہ و ملاذ من بود — جان بجان آفرین سپرد افسوس
سال شنقار او بجوان اے قدر — ہاے قدرت علی بمرد افسوس

سنہ ۱۲۸۳ھ

تاریخ وفات ہزاری لال جوان بنارسی شاگرد مصنف

بیٹا ہو کہ شاگرد ہو موت اسکی غضب ہے — پھر اسپہ جوان مرگ ہو وہ راحت جان ہے
اے میرے جوانمرگ جوان تو جو سدھارا — مٹی میں ملا آج مرا نام و نشان ہے
این ماتم سخت است کہ گویند جوان مرد — کھینچے مری کھنچتی نہیں یہ سخت کمان ہے
دل ٹوٹ گیا بلکہ کمر ٹوٹ گئی ہے — سب ساتھ گئی تیرے مرے تاب و توان ہے
اٹھتا ہوں میں کہہ کہکے ادھر آہ ادھر آہ — گرتا ہوں کہیں کہہ کہکے یہان ہاے وہان ہے
سچ کہتے ہیں سب ہوتی ہے آنکھوں کی مروت — بند آنکھیں ہوئیں اب مری پروا ہی کہان ہے
کس منہ سے پڑھے قدر تری مرگ کی تاریخ — کیسا ہوا چٹ پٹ مرا محبوب جوان ہے

سنہ ۱۲۸۳ھ

تاریخ مثنوی لوح محفوظ

چھوٹے ماموں مرے فیروز علی — فکر سے کر گئے امداد قلم

شعر لکھنے کو لگایا جو شگاف | کھل گئی خاطر ناشاد قلم

لوح محفوظ لکھی صل علی | اس قلمدان مین ملی داد قلم

کیا حدیثون کو بنایا تصویر | حبذا صنعت بہزاد قلم

مثنوی سے ہے کہ خدا کی قدرت | دیکھیے زور خداداد قلم

نغمۂ بلبل معنی معنی | لفظ ہین قمری شمشاد قلم

نہوئی خلق کبھی ایسی کتاب | جب سے قائم ہوئی بنیاد قلم

یاد کرکے اُنہین سر دھنتا ہے | یہ صریرین ہین کہ فریاد قلم

جمگیا سال کا نقشا اے قادر | لوح محفوظ سے ہے ایجاد قلم

سنہ ۱۲۸۲ھ

تاریخ نتائج الطبیات

مولوی صاحب سعید الدین احمد واہ واہ | کیا رسالہ آپ نے لکھا ہی مطبوع انام

گوہر تاریخ لایا قادر کا غوص فکر | بھر دیا گویا کہ کوزے مین سمندر اک تمام

سنہ ۱۲۸۳ھ

تاریخ مشتہر الفیض مولفہ گوبند لال صبا ڈرنگ ماسٹر

رنگ اپنا جمایا ہی ہزارون مین صبا نے | اللہ رے استاد دبستان ریاضی

کس شکل سی لکھا ہی مساحت مین رسالہ | طوبی کا شجر بڑہ کے ہوئی شان ریاضی

باندہی ہی نمودون نے عجب اسمین عمارت | کیا قاعدے سی لکھے ہین ارکان ریاضی

گل بوٹے تراشے ہین کہ تشکلین ہین وہ تو | پُر ہے گل امید سے دامان ریاضی

کیونکر نہو تاریخ مسیحی کی مجھے فکر | یہ نسخۂ نایاب ہے یا جان ریاضی

اے قدر کھلا شاخ قلم سے گُل تاریخ — ہے دیدہ بہار چمنستان ریاضی
۱۲۶۶ء

تاریخ مسجد لکھیم پور کہ از زر چندہ طیار شد

طراز خانۂ دین سیدی وزیر حسین — چو جد خویش علی بیخ کفر را قامع
کشیدہ دائرۂ از عوامل دفتر — بسعی خویش بنا کرد مسجد لامع
بنا سے سال ز معمار فکر قدر آمد — شد از جماعت اسلام قائم این جامع
۱۲۸۴ھ

تاریخ وفات مجتہد العصر سید محمد صاحب لکھنوی

چو گزشت چار شنبہ بسواد پنجشنبہ — ز مہ ربیع اول شب بست و دو در آمد
سم ہیضۂ وبائی بنمود آ بگردش — کہ جناب مجتہد ہم شدہ قطرہ زن بمرقد
پے سال رحلت او شدہ قدر را اشارت — کہ بگو مقام احمد شدہ خالی از محمد
۱۲۸۴ھ

تاریخ وفات محمد سعید مہونوی

شیخ محمد سعید عرصۂ ہستی برید — تن بہ لحد آرمید روح بہ جنت رسید
حلقہ زنان مرد و زن مویہ کنان موی کن — پس دم قطع کفن خلق گریبان درید
قدر ربزیگاہ سال وفاتش بخواہ — سوے جنان رحلت آہ کرد محمد سعید
۱۲۵۳ھ

تاریخ وفات مولوی عبد الغفور مہونوی

آن جناب بحر غفران مولوی عبد الغفور — سر برآورد از وجود و دم کشید اندر عدم

آوخ آوخ از تپر دہشہای آن فرزانہ مرد — آوخ آوخ از نکوہشہای این چرخ دژم

وے دریغا بود چندی صحبتش گیر ایمن — وے دریغا باشد اندی فرقتش بر من ستم

مصرع اول مسیحی و دوم ہجری بود — قدر زد اند دو مصرع ہر دو تاریخش رقم

جان سپردہ مولوی عبدالغفور بی بدیل — زین سواد اندر لحد شد از لحد اندر ارم

سنہ ۱۸۶۸ء — سنہ ۱۲۸۵ھ

تاریخ وفات ولی بخش خان رئیس الہ آباد

مرد ولی بخش خان مویہ کنان مومنان — نالہ و اشک روان رفت خفی و جلی

جوہر تزئین حق چہرہ آئین حق — آئنہ دین حق گشت از و منجلی

از غم شیر الٰہ رخت کبود و سیاہ — وز اثر سجدہ گاہ ناصیہ اش صندلی

گشت نثار حسین عاشق زار حسین — تعزیہ دار حسین مست ولاے علی

قدر بہ سال رئیس داد ندا جبرئیل — رفتہ ولی بے دلیل پیش علی ولی

سنہ ۱۲۸۵ھ

تاریخ وفات حضرت استاذنا نجم الدولہ دبیر الملک جناب نواب مرزا محمد اسد اللہ خان بہادر نظام جنگ غالب تخلص مرزا نوشہ عرف دہلوی

کہ مصاریع اوائل عیسویت و اواخر ہجری

مراد حشر کیا دہلی کا خط تھا — سنہ ۱۸۶۹ء — فلک ٹوٹا یہ مجھ پر آہ ناگاہ — سنہ ۱۲۸۵ھ

مرے استاد عالی جاہ غالب — سنہ ۱۸۶۹ء — دوم ذی القعدہ کو اب مر گئے آہ — سنہ ۱۲۸۵ھ

خدا جوے و خدا یاب و خدا باز — سنہ ۱۸۶۹ء — فلک تمکین فلک عصر و فلک جاہ — سنہ ۱۲۸۵ھ

خدا مین ملگیا شبلی خالص سنہ ۱۸۶۹ء — خدا سے جا ملا شمس حق آگاہ سنہ ۱۲۸۵ھ
جہانگیر سخن ملک سخن سے سنہ ۱۸۶۹ء — ہوے رضوان مآب الحکم للّٰہ سنہ ۱۲۸۵ھ
بنا تخت روان بس کیا جنازہ سنہ ۱۸۶۹ء — چلا دربار کو کس شان سی وہ شاہ سنہ ۱۲۸۵ھ
کیا امر سفر بے میرے ہی ظلم سنہ ۱۸۶۹ء — لیا افسوس خادم کیون نہ ہمراہ سنہ ۱۲۸۵ھ
لحد سے ہے حسن آغوش عروسان سنہ ۱۸۶۹ء — روان بھی میرزا نوشہ کے نوشاہ سنہ ۱۲۸۵ھ
ہے اول چرخ وصف وسعت قبر سنہ ۱۸۶۹ء — کفن تو چاندنی وہ مستند ماہ سنہ ۱۲۸۵ھ
کمر کیسی جھکی اس فکر غم سے سنہ ۱۸۶۹ء — گرا ہے پشت دل کوہ پر جانگاہ سنہ ۱۲۸۵ھ
ہے نازل آفت جان وی دریغا سنہ ۱۸۶۹ء — غم دل ہے بلا صد واے ویلاہ سنہ ۱۲۸۵ھ
اگر ہو آب اشک غم روان ہاے سنہ ۱۸۶۹ء — نبے وہ نخل ماتم جو کہ ہو آہ سنہ ۱۲۸۵ھ
یہ اشک چشم و داغ دل ملے ہین سنہ ۱۸۶۹ء — کرون کیا مین شمار ای میرے اللہ سنہ ۱۲۸۵ھ
کہین یہ تیس تاریخین جو بے حد سنہ ۱۸۶۹ء — گئے غالب بھی انکی ہی کسے چاہ سنہ ۱۲۸۵ھ
اسی ہستی سے انس آخر کو ای قدر سنہ ۱۸۶۹ء — ہے ساز مرگ پیش اب قصہ کوتاہ سنہ ۱۲۸۵ھ

تاریخ مقدم نواب مختار الملک نائب حیدرآباد دکن بہ لکھنو کہ ہر مصرع تاریخ ہجری است

کیا مقدم نواب کی بس شہرت ہے سنہ ۱۲۸۶ھ — حقا نازل یہ آیت رحمت ہے سنہ ۱۲۸۶ھ
ذیجہ مین ہے نزول اول ای قدر سنہ ۱۲۸۶ھ — جب توجہ اکبر مین نہین حجت ہے سنہ ۱۲۸۶ھ

تاریخ ختان سید مصطفیٰ برادر زادۂ مصنف

چون ختنہ مصطفیٰ شد از حیالا کی — گلچین شدہ حجام بفرخ ناکی

ماسال ختان اونوشتیم ای قدر
شد سنت مصطفی اوادا در یاسکے ۱۲۸۶ھ

تاریخ ترتیب رسالۂ مجموعۂ سخن مجاریہ ڈائرکٹر صاحب بہادر

جناب آراسے کالن برونگ
مرے آقا اوده کے ڈائرکٹر

ہوے اک باریون ارشاد فرما
کہ مجموعہ سبنے بہتر سے بہتر

وہ مجموعہ کہ مجموعے کا ہو عطر
دماغ علم ہو جس سے معطر

ہوے آمادہ پنڈت شیو نراین
ولی نعمی وڈپٹے انسپکٹر

ہوے منشی حکیم الدین معاون
شریف وکامل ومرد ہنرور

لہو مل کر ہوا کشتون مین شامل
ذرا بندہ بھی ہاتھ اونکا بٹا کر

غرض نکلا عجب نایاب نسخہ
پھڑک جاے جو دیکھے کیمیا گر

پراب تاریخ صوری معنوی ہو
کہ سن نکلین عبارت کی برابر

ہوا جب یہ تردد قدر بولا
پڑہ اٹھارہ سواسپر سال اکہتر سنہ ۱۸۷۱ء

تاریخ آغاز وانجام رسالۂ سراج الشریعۃ مصنفہ سید وزیر علی بلگرامی خال مصنف

جناب سیدنا خالنا وزیر علی
مہ سماے وطن قطب آسمان دکن

وطن کند بغمش گریۂ ہزاران ابر
دکن زند ز دمش خندۂ ہزار چمن

وطن ز فرقت اوسکہاے غم و حبیب
دکن ز قربت اوہون عیش در دامن

فقیہہ ومتقی وزائر امام حسین
خلیل کعبۂ ایمان سترگ وقبلۂ من

بسا مسائل شرعیہ گرد آوردہ است
…یط ہالۂ پر وینش صد ہزار پرن

سوال از خود و از مجتهد جواب آورد | مگر جواب ندارد درین جهان کهن
نهاده است سراج الشریعت اورا نام | ز دل فتد همه مشکوة چون ز کعبه وثن
جریدهٔ که بود صفحه اش رخ یوسف | جریدهٔ که بود سطر تار پیراهن
جریدهٔ که سوادش سیاهی شب قدر | جریدهٔ که بیاضش شهاب اهرمن
جریدهٔ که بود چشم حور دائره اش | جریدهٔ که بود زلف حور پیچ و شکن
جریدهٔ که ضیایش همه خراج حلب | جریدهٔ که صفایش تمام سا و عدن
لغات او زبان غیرت سهیل و ادیم | صفات او بلبان رشک هور و لعل یمن
سجان علم همان پایه ده که جسم بجان | بجسم شرع همان دایه ده که جان به بدن
تمام شد چو مر این نسخه شد تمام پسند | فتاد غلغلهٔ او بکوچه و برزن
هر آنچه قدر به آوند ماست بتراود | هر آن سخن که نگفتیم میتوان گفتن
بر آوریم دو بوی ترانه از گل فکر | بر آوریم دو گلهای تازه از گلشن
بر آوریم دو تا سال هجری از بیتی | بر آوریم دو الماس ریزه از معدن
یکی ز مصرع اولاش سال بدو کتاب | دگر ز مصرع آخراش سال ختم سخن
سراج شرح بطاق صلاح علم بنهاد سنه ۱۲۷۵ھ | چنانکه محفل دیوان دین شده روشن سنه ۱۲۸۴ھ

تاریخ ترتیب رسالهٔ آهنگ غریب مصنفهٔ رشک سحبان غیرت معنوی جناب منشی قنبر علی صاحب ٹوری

منشی انشای نثر و شاعری قنبر علی | نثر او نثره مثال و شعر او شعری مثل
خط به بینی برکشد کلک دبیران پیش او | نیزهٔ خطی خامه چون برآرد در جدل
آیت شعرش بلبل گلزار زانو ته کـ[illegible] | آنت نثرش پیش او سعدی گلستان در بغل

صد حلاوت مے چکد از نفحۂ خلق خوشش
ہے نہ بینی مرغکے از گل ہمیساز د عسل

مے رسد بر صفحہ حرفش یا صد اختر بر فلک
میچکد حرف از مدادش یا عطارد از زحل

در حجاز افتاد و آہنگ غریبی بر کشید
دہ چہ نام آورد اندر رسال ہجری بے خلل

این نگارین نامہ را گفتم دو تا تاریخ قدر
سیللے نازم بشاگردی استاد ازل

مصرع اول بود ہجری و ثانی عیسوی
بر شتم انگشت اگر دستے بداری در حمل

ہمچو زہرہ در سماع آید عطارد بارقم
پر صدا گردید آہنگ غریبے بدل

سنہ ۱۲۸۸ھ
سنہ ۱۸۷۱ع

تاریخ تالیف رسالۂ نجاۃ العاشقین مولفۂ شاہ سراج الیقین گرسوی

چون سراج الیقین فرزانہ
کہ زخش تاج شاہ خاور شد

عالم و حافظ کلام خداست
فقر از دشاہ ہفت کشور شد

داد تالیف مولد احمد
خادم خدمت پیمبر شد

سطر ہا گشت سلک مروارید
ہم روانیش آب گوہر شد

شمع تاریخ قدر روشن کرد
شمع حق یقین منور شد ۱۲۸۸

ولہ

خوب حافظ جی نے یہ میلاد مین لکھی کتاب
کشف ظاہر ہے سر موسے محفل نشین باطنی

نام رکھا اس رسالے کا نجاۃ العاشقین
حسن معنی پر فدا ہین عاشقین باطنی

قدر نے پھر لکھ دیا یون مصرع تاریخ سال
ہے نجاۃ العاشقین شمع یقین باطنی ۱۲۸۸ھ

ولہ

صل علی کہ شاہ سراج الیقین نے
م[illegible]لکھا رسول علیہ الصلوۃ کا

وہ جبرئیل پایہ ہیں یہ وحی عرش دین — وہ رشک روح ہیں تو یہ کاغذ برات کا
وہ خضر راہ فضل یہ سجادۂ کمال — وہ غیرت مسیح یہ مخضر حیات کا
وہ بلبل چمن ہیں یہ اوراق برگ گل — وہ طوطی سخن ہیں یہ کوزہ نبات کا
وہ نقطۂ ازل یہ محیط ابد قیام — وہ مرکز جہان یہ ورق کائنات کا
وہ ابر فیض ہیں تو یہ کشت مرلو ہے — وہ کوہ حلم ہیں تو یہ دامن ثبات کا
ہان قدر رول دے در تاریخ آبدار — وہ نوح پیش رو یہ سفینہ نجات کا
سنہ ۱۲۸۸ ھ

تاریخ تصنیف قصائد ہفتخوان نعت تصنیف مولوی عبد الاحد صاحب بٹولوی

گفت عبد الاحد وحید العصر — نعت پیغمبر اسمہ احمد
ہر کہ بشنید و دید از خود رفت — وز پے سال قدر رفت بخود
فتح شد ہفتخوان تاریخش — بے بہا ہفتخوان ز عبد الاحد
سنہ ۱۲۸۹ ھ

ایضاً

ہفتخوانے نوشت عبد الاحد — بمدیح محمد عربی
مدنی و حجازی و مکے — قرشی ہاشمی و مطلبی
قدر بکشود قلعۂ تاریخ — ہفتخوان مدیح پاک نبی
سنہ ۱۲۸۹ ھ

تواریخ کتابۂ قبر مولوی شیخ مظہر کریم صاحب مرحوم دریابادی

افسوس زیرکی ہمہ دانی وفات کرد — سنہ ۱۲۸۶ فصلی — در جنت آن محدث معنی شدہ مقیم — سمت ۱۹۲۹

قدر این کتابہ کافی سنگ مزار باد	سنہ ۱۲۸۹ ہجری		جائے طواف مقبرۂ مظہر کریم	سنہ ۱۸۷۲ عیسوی

تاریخ قواعد اُردو

بحکم پاک صاحب ڈائرکٹر دام اقبالہٗ
ملائک بھی قدم جنکے لب تعظیم سے چومین

وہ اُردو کے قواعد مین رسالہ جنبخ کی نکلا ہے
کہ جس سے شش جہت مین واہ واکی مچ گئین دہومین

یہ تاریخ مسیحی فی البدیہہ قدر نے لکھی
ہوئے عمدہ قواعد خوب اب تصنیف اُردو مین

سنہ ۱۸۷۳ ع

تاریخ رہائی میر مہدی علی

سید عالی نسب والا حسب مہدی علی
فرش راہ آل احمد خاکپائے بوتراب

پھر گئے طالع ہوے وہ قیدی قید فرنگ
تین سال آخر یونہین نازل رہا اُنپر عذاب

قیدخانہ برج عقرب تھا تو وہ اُسمین قمر
اُف ری گردش ہی کہین ایسی نحوست کا جواب

قیدخانہ اک گہن تھا اُسمین وہ خورشید تھے
اُف رے اندھیر اہل عالم سب تھے باچشم پرآب

آنکھ مین آنسو دعالب پر دلونمین داغ و درد
دفعۃً یون ہو گئین سبکی دعائین مستجاب

قید سے اُس یوسف ثانی کو چھٹکارا ہوا
آیا پھر آیا زلیخاے مسرت پر شباب

پھر وہی جلسے وہی چہلین وہی ہین جمگھٹے
پھر وہی ساقی وہی مینا وہی چنگ و رباب

بر سر فرزند آدم ہرچہ آید بگذرد
چپ ہوا ی قدر ہی یہ داستان گو نگی کا خواب

کوکب تاریخ چمکا دوسماے فکر پر
ماہ اس عقرب سے نکلا یا گہن سے آفتاب

سنہ ۱۲۹۰ ع

تاریخ وفات چودہری مصاحب علی کرسوی کہ ہر مصرع تاریخ است

مژدہ چو مصاحب علی آن یافت قلق	سنہ ۱۲۸۱ فصلے	چون سینہ شدہ سبزین چاک دشق	سنہ ۱۲۹۰ ہجرے
ہان قدر چنین بخوان تو سال چارم	سنہ ۱۸۷۳ عیسوی	در خلد مصاحب علی گشتہ و حق	سنہ ۱۹۳۰ بکرمے

تاریخ جانشینی چودہری طالب علی ابن مصاحب علی

طالب علی اے قدر ولی بود بحق	برجاے پدر جلوس فرمود بحق
بر کرسی سال نقش تاریخ نشست	حق بر مرکز قرار بنمود بحق سنہ ۱۲۹۰ھ

تواریخ گلشن فیض مولفہ حکیم سید ضامن علی جلال لکھنوی

میر ضامن علی جلال حکیم	وہ جو ہین شعر و طب کے مامن فیض	
اصطلاحات ہند اُنھون نے لکھی	سال ہجری بتایا گلشن فیض	سنہ ۱۲۹۰ھ
قدر نے سال فارسی یہ کہا	گھر یا کباز دامن فیض ہے	سنہ ۱۲۴۳ فارسے
روے فصلی یہ پھر در تاریخ	ہے عجائب یہ نکلے معدن فیض	سنہ ۱۲۸۰ فصلے
دیدہ افروز پھر ہے شمسی سال	ہی یہ نادیدہ مہر روشن فیض	سنہ ۱۲۹۵ شمسے
عیسوی سال کا جما پھر رنگ	ہوا گلبیز واہ خرمن فیض	سنہ ۱۸۷۳ عیسوے
پھر رزرسال پر کھے سمت مین	ہے سراپا کلید مخزن فیض	سنہ ۱۹۳۰ سمت

تاریخ مکان سید وزیر حسین خان

ڈپٹی دار اخدم خان سکندر حشم	شاہ سیر کرم میر وزیر حسین
ساختہ قصری بدیع ہمچو سپہر خود رفیع	ہمچو دل خود وسیع ہمچو رخ خود بزین

طرهٔ او زد کمند بر سر چرخ بلند
صحن کشادش فگند غلغله در خافقین

قدر ہے کن بپا خانهٔ تاریخ را
کرده چه قصری بنا میر وزیر حسین ۱۲۹۱ھ

تاریخ مولد شریف مصنفهٔ سید وزیر حسین خان

خان من سید وزیر حسین
خط کش منشیان ماسبق ست

زد رقم مولد رسول الله
که ز سر تا بپا بیک نسق ست

در سواد کتاب رنگینش
بر لب شام خندهٔ شفق ست

غنچهٔ سوسنی ست هر نقطه
تختهٔ گلشنی ورق ورق ست

بر بلندی پدید اوراقش
زان یکی آسمان نه طبق ست

با وجود شهاب ثاقب خود
از خجالت فلک عرق عرق ست

زاد از طبع قدر تاریخش
مولد اشرف نبی حق ست ۱۲۹۱ھ

ایضاً

شکر شکن وزیر حسین ست در سخن
این مولد رسول گواه شکرلبی ست

طوطی فکر قدر نواز د بشاخ سال
صد صد درود آر که این مولد نبی ست ۱۲۹۱ھ

تاریخ وفات شیخ محمد علی شاه آبادی

ہے ز دل عرشیان تا بلب آمد فغان
رفت ازین خاکدان شیخ محمد علی

قدر بسال روان سال وصالش بخوان
آه بحق داد جان شیخ محمد علی ۱۲۹۱ھ

تاریخ کتاب نجم الاسرار مصنفہ خواجہ بدر الدین عرف خواجہ امان دہلوی

فروغ نثرہ و پروین جناب خواجہ بدر الدین
بفکر خود رصد بندے بکلک خویش سیارے

حکیمے رمزدانی نکتہ فہمی دور اندیشی
بتینے موشگافے بخیہ مغزے نغز گفتارے

دمے بر شوق او بسمل گہے بر ذوق او مائل
تف برق شرر بارے نم ابر گہر بارے

زہے آزاد پابندی سخے پابند آزادی
بکار خویش سرمستی بکار غیر ہشیارے

دلش وابستۂ صورت دل معنی اسیر او
بشوق حسن دلگیری بحسن شوق دلدارے

بنور انگیز سیئے لفظ آئینہ بند حلب شہری
بمشک افشانی معنی دماغ آرائے تاتاری

بباطن تخم افشانی بظاہر سنبلستانی
بفکر کہنہ استادے بہ نثر تازہ نثاری

چہ نثر دلفریبے نجم الاسرار آمدہ نامش
چو تصویر فرنگی سادہ رنگ و طرفہ پرکارے

چو چشم غمزہ بازان خامش آوای و سخنگوئی
چو روئے امردان رنگین عذار سادہ رخسارے

ہلال طاق ابرو از قبائے او گریبانے
نگاہ چشم جادو از سر دامان او تارے

بمعنی کہنہ تصنیفے بصورت تازہ تالیفے
بباطن خرمن اندازے بظاہر خوشہ بردارے

چو مار و مہرۂ مارے بزیر خامہ ہر نقطہ
قلم برہر بیاض صفحہ ما را یاسمین زارے

ورق از حرف شبگونش قلم از صرف مضمونش
یکے دامان شبگردے یکے زنبیل عیارے

قلم بنوشت و آسود و بپایان آمد این دفتر
نہالے بارور گردید و بارش بخیہ شد بارے

برآراے قدر نجم سال او از اوج فکر خود
دمیدہ مرحبا بر اوج معنی نجم الاسرارے
۱۲۹۲ھ

ایضاً رباعی تاریخ

نجم الاسرار صد طلسم جادو
بند د بہ نگاہ

تصنیف جناب خواجہ بدر الدین ست
سالش این ست

اے قدر بود در خور حرز بازو
قصہ کوتاہ

از بدر بر آمدہ ست نجم نیکو
سبحان اللہ
سنہ ۱۲۹۲ھ

تاریخ کدخدائی مرزا فیاض بیگ ابن ڈپٹی مرزا عباس بیگ خانصاحب بہادر

بطریق سہرا کہ ہر مصرع تاریخی است

رشک سے شاہانہ دکھاتا ہے چمک کر سہرا — سنہ ۱۸۷۷ء
آئینہ منہ سے بند بخت سکندر سہرا — سنہ ۱۸۷۷ء

حلقۂ شوق ہی یہ ہاتھ مین کنگنا دلخواہ — سنہ ۱۸۷۷ء
دامن حسن ہے فیاض کے سر پر سہرا — سنہ ۱۸۷۷ء

جسنے دیکھا نہو خورشید زمین کر نومین — سنہ ۱۸۷۷ء
دیکھے اسکا رخ نایاب ہٹا کر سہرا — سنہ ۱۸۷۷ء

مثل تار نگہ شوق ہوا جو صدقے — سنہ ۱۸۷۷ء
کیا ہی حیران ہے گرد رخ انور سہرا — سنہ ۱۸۷۷ء

سرخ جوڑا ہے شفق دہ قد طناز فلک — سنہ ۱۸۷۷ء
سب جبین صبح ہی منہ چاند ہی اختر سہرا — سنہ ۱۸۷۷ء

تازہ الفت کا بہت دام تو پھیلایا ہی — سنہ ۱۸۷۷ء
صید اخلاص کرے سر کے پنچھا ور سہرا — سنہ ۱۸۷۷ء

سب کے تار نگہ شوق ہین لپٹے معکوس — سنہ ۱۸۷۷ء
ہی سجا رخ پہ یہ سہرے کے برابر سہرا — سنہ ۱۸۷۷ء

تاج ہے روشنی الفت مرزا عباس — سنہ ۱۸۷۷ء
دامن ظل علمدار دلاور سہرا — سنہ ۱۸۷۷ء

ایک اک مصرع تاریخ مسیحی ہے ملا — سنہ ۱۸۷۷ء
کہین اس زور کا ای قدر سخنور سہرا — سنہ ۱۸۷۷ء

تاریخ مسجد شیخ صفدر علی صاحب رئیس قصبہ ستر کہ

شیخ صاحب بانی بنیان دین صفدر علی
مسجدے ترمیم کرد و شہرۂ امصار شد

گفت تاریخ او معمار فکر قدر ساخت
مسجدے فی الحال از صفدر علی تیار شد

سنہ ۱۲۹۳ھ

تاریخ مسجد آغا علی خانصاحب لکھنوی نبیرۂ سبحان علیخان مرحوم

جناب آغا علی خان اور الطاف حسن خان نے
عبادت کو خدا کی راہ مین تعمیر کی مسجد

کہی یون **قدر** نے تاریخ ہجری ایک مصرع مین | حرم کی رشک ہے اللہ اکبر یہ نئی مسجد ۱۲۹۴ھ

تواریخ ختم تعمیر کیننگ کالج واقع لکھنو کہ بسبت ہفت و ماہ دارد

قطعۂ لاجواب ہدیۂ سید غلام حسنین قدر ۱۸۷۸ء

گورنر جنرل عالی روش لارنس صاحب نے	۱۸۷۸ء	بجد و جہد کل اٹھارہ سو سرسٹھ نومبر مین	۱۸۷۶ء
قوی ڈالی بناے خیر خود کیننگ کالج کی	۱۸۷۸ء	مگر سد سکندر جسطرح وقت سکندر مین	۱۸۷۸ء
عمارت بن چلی وہ بنتے بنتے بنگیا کالج	۱۸۷۸ء	زمان عدل ورز بیرونٹ سر جارج کوپر مین	۱۸۷۸ء
جو باتمکین ہین کرنل ریڈ صاحب مہتمم لایق	۱۸۷۸ء	ملک پہلو نشین ہین اس رواق عرش پیکر مین	۱۸۷۸ء
سخی دل سر مہاراجہ بہادر منصف لائق	۱۸۷۸ء	ہے زیباے شجاعت دگبجے سنگھ اسم دفتر مین	۱۸۷۸ء
پریسیڈنٹ مہر برج طاقت کی سبی لس آئی	۱۸۷۸ء	کفیل حال کالج ہین یہ دانا بخشش زر مین	۱۸۷۸ء
سعید الملک امیر الدولہ والا نجم ذی ہمت	۱۸۷۸ء	یہ عالی رکن امیر حسن ہین فتح مکر مین	۱۸۷۸ء
یہ عمان سخا والس پریسیڈنٹ سابق ہین	۱۸۷۸ء	کوئی ہمسر نہین جاہ و عروج و شوکت زر مین	۱۸۷۸ء
ہی زیبا پایہ از بس اوج شنکر بخش رانا کا	۱۸۷۸ء	ہین یہ وایس پریسیڈنٹ داخل اہل جوہر مین	۱۸۷۸ء
ہمایون بہر ڈپٹی میرزا عباس خانصاحب	۱۸۷۸ء	ہین سرکاری یہ ممبر بحر دانش جملہ ممبر مین	۱۸۷۸ء
ہوئی میر عمارت نیکدل کرنل ہو پش آئین	۱۸۷۸ء	دل افزا ہی صفائی خوب ہر دیوار و ہر در مین	۱۸۷۸ء
ہین نعمان خرد ولمور صاحب نامی انجنیر	۱۸۷۸ء	لکھی تھی قطع صنعت انکی کالج کی مقدر مین	۱۸۷۸ء
نکو خوام جی ہوائٹ صاحب نامی ہین افسر مین	۱۸۷۸ء	سراپا فرد ہی کیننگ کالج ہفت کشور مین	۱۸۷۸ء
سلامت یا خدا حکام منصور اور یہ کالج	۱۸۷۸ء	ہین جبتک نجم و مہ افلاک پر موتی سمندر مین	۱۸۷۸ء
مکمل نظم وہ لکھی ہی **قدر** بلگرامی نے	۱۸۷۸ء	ہین سال عیسوی مقصود ہر اک مصرع تر مین	۱۸۷۸ء

تاریخ کتاب شمس الضحیٰ مولفہ پنڈت رتن ناتھ صاحب لکھنوی

کان علم را جواہر مشفقی رتن ناتھ است — کلک گوہرین سلکش ابر درفشانیہاست
گرمی سواد او نور لیلۃ القدر است — فلک آسمان بیانش وحی آسمانیہاست
اینت خامہ گرد آورد کارنامۂ حکمت — شرح رازگوئیہاست متن رمزدانیہاست
خامہ فسر بود آورد فتنہ در وجود آورد — ہین بعالم پیریش دعوے جوانیہاست
شمس ضحیٰ آمد گرمی بیانش بین — نام نامہ را آمد طرفہ مہرخوانیہاست
از حروف دو مصراع قدر شد دو تاریخ — ہجری از نخستین ہاست عیسوی ز ثانیہاست
روز علم لامع شد در جہان ز لطف حق — مہر نیمروز عصر وقف مہربانیہاست

سنہ ۱۲۹۵ھ — سنہ ۱۸۷۸ع

تاریخ وفات محمد احمد ابن مشرف حسین ساکن قصبہ مہونا

بر مشرف حسین واویلا — ستم اے چرخ سفلہ بے عذر رفت
بصفی پور از مہونا خواند ؂ ؂ — پور ہمپاے مالکِ خود رفت
تار جانش گسیخت دست اجل — در یکیا بجیب مرقد رفت
قدر بنوشت سال تسنقارش — در ارمگہ محمد احمد رفت

سنہ ۱۲۹۵ھ

تاریخ وفات سید خلف علی صاحب پدر مصنف

زدکن فغان بر آمد چو بگوشم اندر آمد — ہمہ تیغ و خنجر آمد ہمہ تیر و نشتر آمد
ہمہ سینہ ام دریدہ ہمہ در رگم خلیدہ — ہمہ خون فشاند دیدہ ہمہ دامنم تر آمد

همه خانهٔ آب برده همه دل بسا زتاب برده
همه چشم خواب برده همه شور محشر آمد

همه روز شب نما شد همه شب شب بلا شد
همه ساز سوز ها شد همه پنبه اخگر آمد

پدرم وفات کرده به ابد حیات کرده
بغمم برات کرده چو زمان او سر آمد

شده دفن جسم خاکی چو بخاک در تو گوئی
بن امهات سفلی بکنار مادر آمد

بفراغ عیش خندان چو گذشت از سر جان
بولاے شاه مردان لب حوض کوثر آمد

تن او چو خاک گشته همه خاک پاک گشته
دل خاک چاک گشته چو بخاک پیکر آمد

پے سیر باغ رضوان چو رسید تازه مهمان
رو هاے حور و غلمان به پذیره تا در آمد

پدرا خدا یگانا من و ایزد توانا
بغمت تنم نهانا همه تار بستر آمد

من و صبر و صد شکایت دل و صد فغان برایت
همه صبر دل فدایت که بسینه مجمر آمد

منم و خیال رویت منم و هوای مویت
همه روز و شب بسویت نظر یکه منظر آمد

من و بام آوخ آوخ من و شام آوخ آوخ
ز مدام آوخ آوخ بلب من آور آمد

بخموش قدر نالان دل و دیده شد پریشان
چه قیامت است نادان که بهفت کشور آمد

سنهٔ وفات والد تو بخوان ز لطف ایزد
بجنان گزیده سید خلف علی در آمد
سنه ۱۲۹۵ھ

تاریخ وفات سید فضل الله لکھنوی عرف میر میتا

رفت زین خاکدان بگلشن قدس
میر قدسی نظیر فضل الله

سال رحلت نوشت خامهٔ قدر
آه جان داد میر فضل الله
سنه ۱۲۹۵ھ

تاریخ وفات خواجه بدر الدین عرف خواجه امان دهلوی مترجم بوستان خیال

خواجہ بدرالدین ہوئے تربت مین دفن
قدر نے تاریخ کا مصرع کہا

نور آیا یا کہ چشم گور مین
آہ بدر آیا خسوف گور مین
سنہ ۱۲۹۶ھ

تاریخ جشن مہاراجا دگبجے سنگھ صاحب بہادر والی بلرامپور

سر مہاراجا بہادر دگبجے سنگھ آج کل
پھر ہوئے مسند نشین مسند ایوان جشن

پھر اٹھا ہی لامکان تک غلغل بلرامپور
پھر سنا کروبیون نے نغمۂ و الحان جشن

پھر ہوا ہی عرش اعلی پر دسہرے کا دماغ
پھر ہوے کرسی نشین افتخار ارکان جشن

بخت چمکے ملگئی جمشید کو ساقیگری
لڑگئی قسمت کہ دارا ہوگیا دربان جشن

حال لکھا جشن کا منشی کشوری لال نے
ہان نگاہین روبرو یہ نذر ہی شایان جشن

جسکا ہر اک صفحۂ رنگین چمن کا تختہ ہے
جسکی ہر اک سطر ہے نہر سر بستان جشن

نظم ایسی چھپائی باغ مین مرغان فکر
نثر ایسی لہلہائی سبزۂ وریحان جشن

شہرتون سے ہر قلم دانگی تحت القلم
مہر خامہ سے مسجل ہوگیا فرمان جشن

تخت فصلی پر بٹھا ای قدر یون جمشید سا
ہو مبارک یہ دسہرا اور یہ سامان جشن
سنہ ۱۲۸۶ فصلی

تاریخ وفات ڈپٹی مرزا عباس بیگ خان بہادر دہلوی

ماہ جمادی الاولی یکشنبہ دہم
یعنے بمرد ڈپٹی عباس بیگ خان
برخواند قدر مویہ تاریخ ہجریش

شب آفتاب کے برزمین ہے فسردہ وائے
ہے ہے گلے بباغ امارت فسردہ وائے
عباس بیگ خان بہادر بمرد وائے
سنہ ۱۲۹۶ھ

ولہ رباعی کتابۂ تاریخی قبر

گورِ عباس جان خراشد اے دل — از ہم جگر قدر بپا شد ای دل
خاموش کتابہ در مسیحی سال است — شاید کہ پلنگ خفتہ باشد اے دل
سنہ ۱۸۷۹ع

قطعۂ تاریخ امام باڑہ معمرہ حکیم شیخ علی محمد صاحب لکھنوی کہ ہر مصرع تاریخ ہجری است واقع فرنگی محل

دانش اساس رشکِ فلاطون و بوعلی سنہ ۱۲۹۷ھ — یعنی علی محمد حق بینِ خلق دان سنہ ۱۲۹۷ھ
برکس سیاہ کردہ نہ چون مہر چشم آز سنہ ۱۲۹۷ھ — از وجہ آمدِ زرِ خود اندرین زمان سنہ ۱۲۹۷ھ
شد بانیِ نیازِ عزاخانۂ حسین سنہ ۱۲۹۷ھ — ابن علی خدیو ولا شاہ انس و جان سنہ ۱۲۹۷ھ
گشتہ بدین رواقِ طبیب مسیح منہج سنہ ۱۲۹۷ھ — سقف آسمانِ عرش زمین اوسط آسمان سنہ ۱۲۹۷ھ
بیت الشفاے عامِ صداع گناہ ناس سنہ ۱۲۹۷ھ — دار الشفاے دردِ گناہان مردمان سنہ ۱۲۹۷ھ
شمعِ ولا لگن دلِ سرگرم مومنین سنہ ۱۲۹۷ھ — آہ شنگرفِ ماتمیان دود عود دان سنہ ۱۲۹۷ھ
ہر مصرعِ چکیدہ کند از حساب قدر سنہ ۱۲۹۷ھ — ہفت و نود ہزار دو و صد سنجد اندران سنہ ۱۲۹۷ھ

ولہ اُردو

شیخ صاحب علی محمد نام — ہین طبیب و حکیم و فرزانہ
اس عزاخانے کے ہوے بانی — عرش پایہ بنا یہ کاشانہ
سالِ تعمیر قدر نے لکھا — ہے یہ شبیر کا عزاخانہ
سنہ ۱۲۹۷ھ

تاریخ کتخدائی نواب اصغر جان صاحب عرف نبن صاحب لکھنوی

سنو نواب اصغر جان صاحب — تمہارا گھر بسا شادی مبارک

کہا یہ قدر نے مصرعِ تاریخ
نشاطِ خانہ آبادی مبارک
۱۲۹۷ء

ولہ رباعی

نبن صاحب بعقد مہد آرا شد
وین عقدہ بشہرِ فتحپور شد واشد
اے قدر نوشتیم مسیحی تاریخ
باز ہرہ قران مشتری آنجا شد
۱۸۸۰ء

تاریخ وفات نواب مرزا قربان علی بیگ دہلوی سالک تخلص شاگرد جناب غالب علیہ الرحمہ

اے قدر خواجہ تاش ما نواب قربان علی
سالک تخلص دہلوی معجز نگار افسوس مرد
مصرعِ تاریخِ وصال اندر رجز آمد ولے
نواب قربان علی سالک ہزار افسوس مرد
سنہ ۱۲۹۷ھ

تاریخ نسخہ توشۂ دار السلام مولفہ میر عنایت حسین متین تخلص

سیدِ والانسب میر عنایت حسین
آنکہ متین داغ اوست داغ دہ صد کلام
لب بصفائے سخن ہمچو نبات است و شیر
ہم سخنش پر نمک چون نمک اندر طعام
نوحۂ ماتم فزائے جملہ چو آورد گرد
اینت دو تا گفت سال قدر شعری تمام
مصرعِ اولائے او در سنہ عیسوی است
مصرعِ اُخرائے او ہجری خیر الانام
اوج دہ حور عین طوبی نظم متین
سنہ ۱۸۸۰ء
زادِ معادِ انام توشۂ دار السلام
سنہ ۱۲۹۷ھ

تاریخ ترتیب ترانۂ خیال دیوان مشتری از طوائف نامی بلدۂ لکھنو

جا مہائے خویش را ایدون چو گرد آوردہ است
نغمہ زا شد در سخن ساز بیان مشتری
شد درو دِمر حبا بر آسمان آفتاب
ہم سرودِ حبذا بر آسمان مشتری

ماهِ سالش تافت بر اوجِ آن فلکِ قدر   نے بہار از ہر چکیدہ از زبانِ مشتری ۱۲۹۷ء

وله

لوحش اللہ مشتری دیوانِ خود ترتیب داد   زد مہستی سکۂ شہرت بنامِ مشتری
لالہ خاتون داغ بر دل لولے اندر سوزِ رشک   مہری و ماہی فدائے صبح و شامِ مشتری
در سخن دریوزہ گر سلطانِ داغستانیش   زائرے احرام بندِ بارِ عامِ مشتری
قدر بر نقدِ مسیحی سکۂ تاریخ زد   گرمی بازار شد محوِ کلامِ مشتری
سنہ ۱۸۸۰ء

تاریخ غسل صحت مہاراجا دگبجے سنگھ صاحب بہادر والی بلرام پور

دگبجے سنگھ آنریبل کے سی اس آئی خطاب   آنکہ اندر رزم بر شیران زند صد دور باش
چشمہا برداشت اندر صیدِ شیران در کنام   شد زبون چون مردمانِ چشم تن تیرتابش
ہر یکے نخلِ دعا بنشاندش از بہرِ اثر   ہر یکے دستِ زبان برداشت از بہرِ دعاش
غسلِ صحت کرد و آبِ رفتہ در جو آمدش   عمرِ عیسی مژدہ گوی آمد ز بہائے شفاش
قدر از دستِ دعا بنوشت سالِ عیسوی   بہرِ پاسِ جسم باد آبِ غسل آبِ بقاش
سنہ ۱۸۸۰ء

قطعۂ تاریخ رحلت میر صادق حسین لکھنوی

مردہ چون صادق حسینؑ دیدہ ور   گریہ شد بر چشمِ مردم فرضِ عین
بود زوارِ حسین ابن علیؑ   مہردارِ فاتحِ بدر و حنین
نوجوانِ صالح و پرہیزگار   تابعِ شرع و مطیعِ والدین
مصرعِ سالِ رحیلش قدر گفت   راہیِ جنت بشد صادق حسین
۱۲۹۸ھ

تاریخ انتقال شیخ بو سوداگر ساکن دہلی

مرد بیدار شیخ بو نام ۔۔۔ آوخ آوخ بنجفت در تہ خاک
گفت سالش زبان خامۂ قدر ۔۔۔ شیخ بو سپرد جان بہلاک
سنہ ۱۲۹۸ھ

تاریخ تعمیر شوالہ واقع بلگرام معمرہ دیبی پرشاد بلگرامی

بانی اس عمدہ شوالے کی ہین دیبی پرشاد
سال تعمیر کے گلشن مین کھلا فصلی گل
پھر کیا غور تو لکھے یہ سنین ہجری
پھر جو کی فکر تو کہدی یہ مسیحی تاریخ
آخر الامر کہا قدر نے یون سنبت مین

خلف الصدق جواہر لل والاتدبیر

یہ شوالہ ہمین قدر کا ہی سرو کبیر	سنہ ۱۲۸۸ فصلی
ہوگیا عمدہ و نادید شوالہ تعمیر	سنہ ۱۲۹۸ھ
اسکی چوٹی پہ رکھے قبۂ چرخ بی پیر	سنہ ۱۸۸۱ع
مورتون سی ہوا کیسا یہ شوالہ تصویر	سنہ ۱۹۳۸ بکرمی

تاریخ وفات عموی میر غلام یحیی صاحب بلگرامی موطن آروی مدفن

چون نخل قد غلام یحیی سے جواد ۔۔۔ در آرہ بآرۂ اجل در افتاد
سالش ز کریاسے خرد جست قدر ۔۔۔ گفتم عموی غلام یحیی جان داد
۱۲۹۸ھ

تاریخ ارتحال جناب حجۃ الاسلام مولانا سید علی صاحب طباطبائی مجتہد نجف اشرف المخاطب بہ بحر العلوم ثانی

آوخ آوخ حجۃ الاسلام و برہان شگرف ۔۔۔ رادِ دین سید علی بر دستِ گردون شد ہلاک

حیف آن ماہِ بکمال آوخ این گور نژند
وے دریغا از زمین لرزہِ غمش گیتی پُر است
موسی و داد المقدس عیسیٰ و چارم فلک
شد ہمینو نغمہ طوبیٰ لک از طوبیٰ بلند
درد و مصرع زد و تاریخ وفات او رقم
مُرد قاموسِ ورع سید علی بحر العلوم
سنہ ۱۲۹۸ھ

حیف آن مہرِ ہدایت آوخ این تیرہ مغاک
دیدہ اندر مویہ اش ارضِ نجف شد سینہ چاک
خاکِ پاک آمد تکلف بر طرف در خاکِ پاک
موجزن بہر زیارت کوثرش با صد تپاک
قدر با چشمِ پُر آب و با دلِ اندوہناک
موج دریائے حیا در نجف آمد بخاک
سنہ ۱۲۹۸ھ

تاریخ ولادتِ اطفال توامان بخانہ ڈپٹی مرزا خداداد بیگ خان

ساتھ دو طفل خداداد کے دونون پیدا ہوئے
اک صدف سے نکلے دو گوہر دہ دونون آبدار
عیسوی سال ولادت قدر نے یون لکھدیے

ایک لڑکی ایک لڑکا حور وش رضوان شمیم
اک کلی سے نکلے دو غنچے وہ دونون تازہ دم
مشتری و ماہ نکلے برج سے توام ہم
سنہ ۱۸۸۱ع

تاریخ کدخدائی مرزا ساجد بیگ دہلوی

جا کے دہلی مین جو تم واہ میان ساجد بیگ
لو سنو قدر سے یون مصرعِ تاریخ نکاح

بیاہ لائے ہو دلہن گھر کی ہوئی آبادی
للہ الحمد مبارک تمھین ساجد شادی
سنہ ۱۲۹۹ھ

تاریخ انتقال تدبیر الدولہ مدبر الملک سید مظفر علیخان بہادر جنگ بہادر اسیر تخلص

چون بہادر جنگ اسیر از رزمگاہِ دہر رفت
بر سرِ الفاظ خود جہل مرکب تیغ راند

جانِ فنِ شاعری افتاد اندر دار و گیر
بر گلوے معنی آمد دشنہ زنج گشت سیر

پا بزنجیر جہالت بندش اشعار شد	خانۂ زنجیر شد ہر بیت نظم دلپذیر
گردن علم عروض آمد بہ طوق دائرہ	قافیہ از حرف قید آمد بقید ناگزیر
قدر تاریخ وفات آورد اندر قید نظم	شد زسجن المومنین آزاد قدسی نفس اسیر
	سنہ ۱۲۹۹ھ

ولہ فی المثنوی

تدبیر الدولہ مرد آوخ	رخت زہستی برد آوخ
رزم نگار بہادر جنگ	بزم آرائے نام و ننگ
قیدی طبع و داغ اسیر	رشک ظہوری فخر ظہیر
صائب رائے و فکری فکر	عرفی رسم و سعدی ذکر
طبع سلیمش ناز سلیم	برق کلامش داغ کلیم
قدر دو تا تاریخ بگفت	تازہ بہ تازی گوہر سفت
مات سلیم طاب ثراہ	فات کلیم طاب ثراہ
سنہ ۱۲۹۹ھ	سنہ ۱۲۹۹ھ

در تعمیر کاروان سرائے ہردوئی معمرہ راجا تلک سنگھ کہ ہر مصرع تاریخ است

ایجادی مادّہا از سید غلام حسنین ع قدر حسینی واسطی سنہ ۱۹۳۹ س

سخی و داد رو عاقل جناب جان کرن	سنہ ۱۲۹۰ف	حکیم و حاکم و حق جو کشن جرار	سنہ ۱۲۹۰ف
ہوئے جو مستعد سعی وہ عدالت کے	سنہ ۱۲۹۰ف	بڑی ادب سے تلک سنگھ ہیں سپاس گزار	سنہ ۱۲۹۰ف
جو ہیں یہ محسن نیکان رئیس کڈیاری	سنہ ۱۲۹۹ھ	ملا خطاب انہیں راجا کا ای دل آئی بہار	سنہ ۱۲۹۹ھ
پھر اسکے شکر میں بے باک طبع راجا نے	سنہ ۱۲۹۹ھ	کی یادگار ہیں ارفع کلان سرا طیار	سنہ ۱۲۹۹ھ

جو مہتمم تھی رعایت حسین عدل پژوہ سنہ ۱۸۸۲ع ہوی رعایت فی اندسی خرچ بیس ہزار سنہ ۱۸۸۲ع
یہ اذن میر وزیر الحسن تھا ہمکو بھی سنہ ۱۸۸۲ع کہو وہ تاریخ ابجد مین جسمین سال ہون چار سنہ ۱۸۸۲ع
اگر ہین فصلی و ہجری بیان علی الترتیب سنہ ۱۹۳۹س تو پھر مسیحی و سنبت مین ہے ہو بہو شمار سنہ ۱۹۳۹س
پھلایہ باغ ہنر قدر بلگرامی کا سنہ ۱۹۳۹س ہر ایک سال مین پڑھ بخلاف دو اشعار سنہ ۱۹۳۹س

تاریخ وفات حکیم ابراہیم صاحب لکھنوی

عزیز مصر سعادت کلیم طور صفا خلیل کعبۂ حکمت محمد ابراہیم
بصد فشار اجل زابر ہستی موہوم چکید ودر صدف گور شد چو در یتیم
نوشت سال وصالش صریف خامۂ قدر بدرج کعبۂ باقی خزید ابراہیم
سنہ ۱۲۹۹ھ

ولہ

چون چراغ دودمان علم ابراہیم مرد ریخت اشک و شمع ہر غمخوار ابراہیم شد
برد داغ مہر یزدان در شبستان ارم چشم روشن خلد از دیدار ابراہیم شد
از دلش چون ملتہب گردید سوز معرفت ہر گل گلزار جنت نار ابراہیم شد
قدر از شمع قلم افروخت بزم سال او از برای وی ارم گلزار ابراہیم شد
۱۲۹۹ھ

ولہ

ز سیر بتکدۂ عالم فنا تمثال بسوی دار بقا رخت بست ابراہیم
بہ دست ہمت مردانۂ رضای قضا شکست لات جسد حق پرست ابراہیم
دماغ قدر بکرسی نشاند تاریخش چہ پایۂ صنم جان شکست ابراہیم
۱۲۹۹ھ

تاریخ کدخدائی سید مصطفی برادرزادۂ مصنف

ابنِ برادرم ابن علےٰ | آب و رنگ رخ بہجت
بادِ بہارِ مصطفوے | نفحۂ عطرِ گلِ عترت
دستِ مرادِ او آراست | رختِ عروسی برقامت
مصرعِ سال بتاریخش | قدر سخن گو در ساعت
معنوی و ہم صوری گفت | سال الف و ثلاثہ مائتہ ۃ
١٣٠٠ھ

تاریخ فسانۂ آزاد مولفہ پنڈت رتن ناتھ صاحب

پنڈت رتن ناتھ از سخن افسانہ را کردہ چنین | زنار بستش برہمن ہم زاں پرستش شد رفیع
ہان قدر تاریخش مہل برسال زن مہر جلی | شد نجم حسن آرائے ل حالات آزاد بدیع
١٣٠٠ھ

ولہ

اینت رتن ناتھ در دز ہمہ دانی سمر | آنت فسانہ نگرکان ہمہ ایجادِ اوست
شعر وسے اندر دہن صد چمن اندر چمن | نطقِ زبانِ سخن مرغ چمن زاد اوست
مصرعِ پیچیدہ اش عرعر بالیدہ اش | معنیِ پیچیدہ اش طرۂ شمشاد اوست
خامہ بجا مہ نہاد زہرہ عطارد بزاد | فکر تصور نژاد خلخ و نوشادِ اوست
بست بفکر رسا معنیِ نایاب را | بستنِ بال ہما عشوۂ صیاد اوست
مریم او طبعِ بکر عیسےِ او تازہ فکر | روح قدس را بہ ذکر ہمت پا ساد اوست
مصرعِ تاریخ باز قدر چنین داد ساز | سرو چمن زار ناز قصۂ آزاد اوست
سنہ ١٣٠٠ھ

تاریخ زراعت دکن مولفہ حسن بن عبداللہ محاسب سرکار نظام

سخن فہم و گنجور گنج ہنر
حسن ابن عبد اللہ نامدار
حساب بُش برون از حساب کتاب
بعلم فلاحت کتابے نوشت
چو زد تیشۂ خامہ بر کوہ فکر
صلاح و فساد زمین بر کشاد
خوشا تخم تاریخ افشاند قدر

بہین جوہر معدن علم و فن
خداوند اقلیم خلق حسن
کہ فرد وحید است اندر زمن
زمین سبز شد مثل چرخ کہن
بر آوردہ این طرفہ لعل یمن
شدہ خار زار جنوبی چمن
شدہ سبز کشت صلاح دکہن
۱۳۰۱ھ

تاریخ طبع

قطعات تاریخہائے طبع کلیات جناب سید غلام حسنین قدر بلگرامی مرحوم از نتائج افکار گہربار مورخ نغز گفتار حکیم محمد قیام الدین صاحب متخلص بہ نیّر سلمہ اللہ القادر

صورت شمع بزم عالم مین
بہر سن تین بار نیّر نے

خوب روشن ہوا ہے نام قدر
کہدیا - چھپ گیا کلام قدر
۱۳۰۸ھ

ایضاً منہ در فصلی

شد طبع کلام قدر ذی قدر
نیّر گفتم چہ مصرع سال

این مژدہ مرا چو گشت مسموع
ہان گشت کلام قدر مطبوع
۱۲۹۸ ف

ایضاً منہ در فصلی و سمت

مژدہ باد اہلِ سخن را کز ہزاران زین و زیب — طبع شد انوگارِ طبعِ پاکِ قدر خوش بیان

سال فصلی را دو بار و سال سمت اسہ بار — گفت وہ طوطی جہانِ نیّر کج مج زبان

۱۲۹۸ فصلی سمت ۱۹۴۷

ایضاً منہ در صنعت صوری و معنوی

صد منتِ خدا کہ بصد قدر طبع شد — دیوانِ قدرِ شاعرِ یکتائے روزگار

نیّر سنش نوشت بصوری و معنوی — آمد چہ سال سنہ صد ہم ہشت و یکہزار

۱۳۰۰ ھ

ایضاً منہ در صنعت از حروف منقوطہ

چون گلِ طبعِ کلام قدر شگفت و بمن — این نوید تازہ آوردہ چو بوئے گل نسیم

پس سنش نیّر بگفتم از حروفِ معجمہ — نظم قدر بلگرامی بہتر از درِّ یتیم

۱۸۹۱ ء

ایضاً منہ در سمت

دھوم ہے شاعرِ یکتا کا ہوا طبع کلام — کیون زمانے مین نہون اہلِ سخن شاد ہی آج

خوب نیّر نے کہا مصرعِ سال سمت — حضرتِ قدر کا مطبوع ہوا دیوان آج

سمت ۱۹۴۷

قطعہ تاریخ طبع دیوان ۔ از تصنیف سید واجد علی صاحب رضوی بلگرامی

بعد شاعر طبع ہوتا ہے کلام — آج پوری ہو گئی سب عزمِ قدر

نام روشن اس سخن سے ہے سدا — ہے یہ دیوان یا ہی شمعِ بزمِ قدر

کی ہے ہجری کی واحد نے جو فکر
عقل نے بڑھ کر کہا – وہی نظم قدر
۱۳۰۸

قطعہ تاریخ از حکیم سید بندہ رضا صاحب رئیس بلگرام

واہ وا کیسا ہی چھپا دیوان قدر
سب کو ہی ہے آرزو عشرت دو چند
ایک اوس مرحوم کی ہے یادگار
دوسرے دیوان ہے عالم پسند
لفظ لفظ اوسکی ہے مصری کی ڈلی
وہ بیان شیرین کہ پھیکا جس سے قند
وہ اچھوتی فکر ایسی ہے علے
دل فدا الفظون پہ ہے مثل سپند
ہے لب زاہد پہ سال عیسوے
پیاری پیاری بندشین مضمون بلند
۱۸۹۱ء

تاریخ طبع دیوان – از نتیجہ ناز کخیال شیرین مقال جناب غلام حیدر صاحب ارشد تلمذ قدر

حق ہی لعل بے بہا ہے کلیات میر قدر
اسمین ہین رنگین مضامین کیا کیا ای پاکیزہ
طبع کی تاریخ یون لکھتا ہی ارشد صاف صاف
قدر دانو شوق دل ہی طبع زاد قدر لو
۱۳۰۸ھ

ولہ فصلی

کلام حضرت استاد اسقدر ہے لطیف
کہ جس سے لطف اُٹھائینگے طبع اہل زبان
لکھا یہ خامۂ ارشد نے سال فصلی بھی
کلام قدر چھپا قدر دانو تم ہو کہان

ولہ وفات حسرت شاعر نامی حضرت استاذی قدر مرحوم

حضرت قدر غلام حسنین اسم شریف
بلگرامش وطن و سید ذی رتبہ و جاہ

روز یکشنبه و بست و سوم ذیقعده — فوت کرد آن شهٔ اقلیم سخن وا ویلاه
سنهٔ رحلت او ارشد مغموم نوشت — شد روان قدر بسوے ارم انا لله ۱۳۰۱ھ

ولہ

سرور اہل زبان سرور ارباب سخن — رفت سوے ملک عقبی اترک دنیا کرد حیف
مصرع تاریخ فوتش خامهٔ ارشد نوشت — قدر از جور فلک زیر زمین جا کرد حیف ۱۳۰۱ھ

ولہ

صد حیف ز دهر شاعر یکتا رفت — از جسم سخن روح روان گویا رفت
ارشد سنهٔ وفات او میگویم — قدر جادو مقال زین دنیا رفت ۱۳۰۱ھ

ولہ

نالان نشود چون دل ناشاد من — بر چرخ چسان رسد نفیر یاد من
تاریخ این الم چه گویم ارشد — رحلت ز جهان گزید استاد من ۱۳۰۱ھ

ولہ

حضرت قدر سر اہل سخن سحر بیان — ذات او عمدهٔ اولاد رسول الثقلین
نام نامیش بجا گشت غلام حسنین — زانکه او روح حسنؑ بود و دل و جان حسینؑ
حیف صد حیف که از بزم جهان بگذاشت — محفل نکته سرائی شده بی زیب و زین

آه او خاطر ما از دل و جان داشت عزیز | از چه رو در غم او دل نکند شیون و شین
سال رحلت بدعا نیز بگو ای ارشد | بگلستان ارم قدر بود با حسنین

۱۳۰۱ھ

ولہ فصلی

کرد مرگ او محزون دل شده سراسر خون | آنکه در سخن همچون جامی و نظامی شد
بشنو ارشد پر غم سال فصلیش گویم | های راهی از عالم قدر بلگرامی شد

۱۲۹۲ ف

ولہ فصلی

چه حاجت ست که شرحش دهد زبان من | که روشن ست بر اهل زبان مراتب قدر
وفات یافت بگو سال فصلیش ارشد | زیاده باد بدار جنان مراتب قدر

۱۲۹۲ ف

ولہ مسیحی

برد گر زیر زمین قدر زبان آور را | جور بر اهل سخن کرده چرخ بے پیر
آمده سال مسیحی بزبانم ارشد | رهگرا شد ز جهان قدر بحکم تقدیر

۱۸۸۴ع

در صوری هجری معنوی مسیحی

اندرین دنیا نماند از دست بیداد اجل | نکته پرداز سخندان و سخن آگاه قدر
عیسوی مصرع عیان هجری زمن ارشد بخوان | در هزار و سه صد و یک رفت زین دهر آه قدر

۱۳۰۱ھ | ۱۸۸۴ع

ولہ سنت

حیف بگذشت چو پنجاه و دو سال از عمرش
نیز سبنت بقلم آمده بنگر ارشد

حضرت فر...ر روانه شده زین دار خراب
از جهان رحلت قدر آه چه زود داد شتاب
۱۹۴۱

وله در زبر بنیات ہجری

خسرو ملک معانی قدر
ارشد ز بر ببین گوشہ

کرد جہان فنا پدر دد
ہے ہے قدر وفات نمود
سنہ ۱۳۰۱ ھ

وله در زبر بنیات فصلی

قدر استاد من ازین عالم
فصلی اندر زبر ببین ہست

راہی ملک جاودان گردید
واے جاے مزار قدر گزید
۱۲۹۲ ف

وله در زبر بنیات سبنت

جان استادم روان شد چون ز تن
سبنت ارشد ہم زبر با بین ہست

ور دل من جا نمود از بس ملال
قدر از دنیا گزیدہ انتقال
۱۹۴۱

وله

استاد بعدیل زمانہ جناب قدر
جادو طراز سحر بیان خوش مقام دہر
در مدح پادشاہ دکن او قصیدہ گفت

زیبد اگر باہل سخن گویمش امام
معجز رقم محاورہ دان افصح انام
اشعار اندران دو صد و سی بود تمام

کرده سفر بسیزدہم از مه مصفر
یعنی زلکهنو به بنارس نهاده گام

اسوار ریل شد بزمین بوسے حضور
در عرصهٔ قلیل رسیده بآن مقام

خواند آن قصیده را بادب در حضور او
گردید مورد صله از حضرت نظام

هم سرفراز گشت به تنخواه چارصد
لیکن دران زمانه که شد فایز المرام

از اختلاف آب و هواے مقامها
طبعش ازین سبب شده مائل سوز گام

چون بود حکم حضرت ممدوح ظل حق
همراه رفت جانب کلکته شادکام

زانجا ببردشه بدکن همره رکاب
بالطف خسروانه و اعزاز و احترام

یکماه و چند روز درانجا صحیح ماند
بیمار گشت بعدازان آن رسیده کام

شد دنبلے نمود به پشت مبارکش
آن دنبلے خراب که سرطان بود بنام

اسهال هم که باکیدی گویدش طبیب
در هردو مبتلا شده آن کامل انام

امراض او بطول کشیدند یک بیک
تاآنکه فرق آمده در طاقت خرام

چون دید جسم لاغر او رنگ چهره زرد
آگه شد از علالت او خسرو نظام

بین قدر دانیش ز ره بنده پروری
صادر نمود حکم بصد حسن انتظام

مداح هرکجا که بخواهد دلش رود
یابد بصرف خویش دو صد روپیه مدام

القصه آمده ز دکن سوے لکهنو
کرده معالجه ز اطباے آن مقام

ایواے چون نبود بتقدیر او شفا
سودے نداد هیچ علاجے و اهتمام

از سیل آن عوارض مهلک بچند روز
آورد قصر طاقت او رو بانهدام

ذیقعده ماه و بست و سوم بعد هفته روز
آخر سفر گزید ازین دار بی قیام

معلوم گشت روز دگر حال فوت او
زان رو که این ستم زده بوده بیلگرام

از تیغ تیز کم خبر مرگ او بنود
افسوس اہلخانہ دو ہمشیرہ را گذاشت
از ہفت سال مادر او نیز بیوہ است
چون ذکر بیوگان بزبان داشت این حزین
ممدوح او بدہر بماند ہزار سال
نادم شدم بگفتۂ خود زین جواب دل
ارشد رقم نمود دو سالش بمصرعی
مصرع سال فصلی او نیز گفتہ شد
ارشد زبہر سال مسیحش ہم بگو
دریافت سنتش چو کنی بشنوی زمن

زخمی بدل رسید کہ شد کار دل تمام
زان ہر دو واز دو سال یکی بیوہ مستہام
یعنی نماند والد آن مادح نظام
فی الفور گفت دل کہ فضولست این کلام
خواہد نمود پرورش بیوگان مدام
انگاہ فکر سال مرا شد باختتام
گشتہ روان بسوی ارم قدر خوش کلام
۱۳۰۱ھ ۱۳۰۱ھ
رحلت نمودہ قدر زدنیا سوی بقیام
۱۲۹۲ف
ایوا نمودہ قدر بسمت عدم خرام
۱۸۸۴ء
آہ از قضای قدر شدہ کیف بلگرام
سنت ۱۹۴۱

تتمہ

الحمد للہ والمنة کہ کلیات سید غلام حسنین مرحوم بلگرامی المتخلص بہ قدر
بماہ نہم ذیحجہ ۱۳۰۸ھ ہجری مطابق ہفتدہم جولائی ۱۸۹۱ء
در شہر اگرہ بمطبع مفید عام اگرہ باہتمام
بندۂ گمنام احمد خان صوفی پیرایہ اختتام
در برکشید و سرمہ کش چشم
نظارگیان
گردید

مثنوی قضا و قدر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

طرۂ دستار کلام کلیم | بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہے وہ رحیم اور سمیع و بصیر | مالک و جبار و حکیم و قدیر

خاک سے آدم کو کیا اُسنے پاک | نور سے بہتر ہوئی حوا کی خاک

خاک کیا خاک سے پھر گل کیا | گل سے ہر اک عضو کو کامل کیا

عضو ہوئے جمع بنا آدمی | خاک سمجھتا ہی بھلا آدمی

خاک ہی کو نور پیمبر دیا | خاک سے صاف آئینے کو کر دیا

آئینۂ قدرت رب قدیر | احمدؐ مختار بشیر و نذیر

رہتے نتھے حق سے کوئی دم جدا | سایہ نہ مرئی تھا مثال خدا

وصل یہ تھا سایہ کو چارہ نہ تھا | خالق و احمدؐ میں گزارہ نہ تھا

سایہ صفت ساتھ علیؑ کا رہا | لحمک لحمی احمدؐ نے کہا

جسم نبیؐ جسم علیؑ ایک تھا | خون علیؑ خون نبیؐ ایک تھا

تھے وہ پیمبر یہ امام ہدا | اُن پہ درود اِن پہ سلام خدا

ط
مفعول مفعول فاعلات
سریع مطوی مکسوف
موزون ۱۲
لمصنفہ
ط
مفتعلن مفتعلن
فاعلن مطوی مکسوف
... مفعولن
بقول مصنف علیہ الرحمۃ
... اوسط و بقول
دیگران مقطع و بقول
عوام سکتہ والاول
ہوالاصح ۱۲
لمصنفہ

باعث نظم

جمع ہوے ایک دن احباب و یار
صاحب عز و شرف و ذی وقار

بزم مین ہر ایک تھا رنگین بیان
نطق مین گلریز تھی شاخ زبان

سب جلسے مین ہر ایک فلک آستان
چھیڑ رہا تھا نئی اک داستان

ایک تو کہتا تھا کہ تقدیر خوب
دوسرے کا قول تھا تدبیر خوب

اون مین سے اک شاعر شیرین کلام
جنکے سخن کی ہے بڑی دہوم دھام

کہنے لگے مجھسے وہ ذی فہم و عقل
یاد ہے اے **قدر** تجھے ایک نقل

ہے وہ صدف گوہر تقدیر کی
موج ہے سرچشمۂ تدبیر کی

نظم اُسے کرکے سنا دیجیے
آئینہ طوطی کو دکھا دیجیے

ہین وہ بہت صاحب عقل و تمیز
ہوگئی اُنکی مجھے خاطر عزیز

پھر نہ مین خاطر شکنی کر سکا
پھر نہ مین کچھ کم سخنی کر سکا

نثر سے نظم مین قصہ لکھا
رہ گیا تھا جو مرا حصہ لکھا

ہے جو بنا قصے کی تقدیر پر
نام ہے اے **قدر قضا و قدر**

آغاز داستان امیر و فقیر

آج تو کچھ رنگ جما ساقیا
بادۂ گلرنگ پلا ساقیا

ابر ہے اور فصل بہاری کا زور
ہو یہ خرابات مین مستی و شور

قاضی و زاہد کی پگڑی گرے
ہاتھ مین مستون کے ہون دونون سرے

دور مین جام سے انگور ہو — قلقل سے نغمۂ طنبور ہو
قاضی و مفتی کو ذرا چھیڑ کر — سوئے میخانے کے پٹ بھیڑ کر
نیند نہ آئے تو کہانی کہون — جو جو سنا ہے وہ زبانی کہون
اک طرف اک شہر تھا آراستہ — جلوہ گہ حسن ہر اک راستہ
خوب سجی شہر کی ایک اک دکان — طرفہ عمارات عجائب مکان
شہر کے باشندے سخی و کریم — عاقل و دانا و ظریف و حکیم
رہتا تھا اُس شہر مین اک مالدار — خوب بسر کرتا تھا لیل و نہار
جمع تھا اسباب معیشت تمام — سیکڑون نوکر تھے ہزارون غلام
خرچ کا مطلق اُسے دھڑکا نہ تھا — رنج یہی تھا کوئی لڑکا نہ تھا
زر ہو نہ ہو زر کا جو والی تو کیا — ہاتھ بھرا گود ہو خالی تو کیا
اُسکی کوئی گود کا پالا نہ تھا — گھر مین کوئی گھر کا اوجالا نہ تھا
دل جگر اس سوز سے تھے داغ داغ — گھر مین نرکھتا تھا وہ گھر کا چراغ
شب کو دعا مانگتے ہوتی سحر — روز کو خیرات مین کرتا بسر
اشک گرے فضل خدا ہو گیا — سینچ دیا نخل ہرا ہو گیا
کی جو بھلائی تو بھلا ہو گیا — صدقہ دیا رد بلا ہو گیا
آئے کو محتاج نہ جانے دیا — اُسنے دیا اُسکو خدا نے دیا
نخل سخاوت سے اُسے پھل ملا — زر جو دیا غنچۂ مطلب کھلا
سنتے ہین درویش کوئی آگیا — جسپہ کہ اُس شخص کا جی آگیا
مست مے کشف و کرامات تھا — رند قدح نوش مناجات تھا

ناصیے پر نور صباح امید | چاند سا منہ چاندنی ریش سپید
ماتھے پہ سجدے کا نشان جلوہ گر | مہر تھی گویا خط تقدیر پر
لب جو کھلے عقدۂ دل وا ہوا | جو جو زبان سے کہا ویسا ہوا
ہاتھ مین تسبیح زبان پر عمل | قطع مگر رشتۂ طول امل
کیا ہی ریاضت مین وہ تھا لے رہا | جسم ہوا گھل کے سنیے بوریا
گھل گیا تھا زہد مین ایسا بدن | رشتۂ تسبیح تھا سارا بدن
دن جو ہوا دن کو وہ صائم رہا | شب جو ہوئی شب کو وہ قائم رہا
تھا الف اللہ کا قد بلند | نون بنی جھکنے مین تھا بند بند
ایک مشبک کفنی دوش پر | جس سے منون خاک چھنی دوش پر
مدحت معبود مین تھا تر زبان | ذکر خداوند جہان بر زبان
کعبۂ مقصود رسیدہ فقیر | بیٹھ گیا آ کے قریب امیر
آنکھون مین گھر پایا جو ڈالی نظر | دل مین ہوا گھر تو رہا اسکے گھر
اس نے کہا آپ کا تکیہ کدھر | بولے کہ تکیہ مرا اللہ پر
نام جو پوچھا تو فدائے خدا | کام جو پوچھا تو رضائے خدا
پھر یہ کہا آج ادھر کس طرف | بولے ہوا حکم خدا جسطرف
جب یہ کہا دست دعا چاہیے | ہنس کے کہا فضل خدا چاہیے
جب یہ کہا یاس ہے اب چار سو | کہنے لگے ہول نہ لا تقنطوا
کہنے لگے بھر کے وہ پھر آہ سرد | ہے عوض لخت جگر دل مین درد
طفل نہین پاتے ہین آغوش مین | طفل سرشک آتے ہین آغوش مین

کہکے یہ درویش نے رو رو دیا
سنتے ہی درویش نے رو رو دیا

سوے خدا دستِ دعا اُٹھ گئے
بیٹھ گیا دست دعا اُٹھ گئے

قبلے کو پھر پھر کے مناجات کی
سجدے مین گر گر کے مناجات کی

دعاے درویش

ہوش دیے تو نے خدایا ہمین
اپنی عبادت کو بنایا ہمین

چاہے تو بے باپ کے پیدا کرے
چاہے تو بے ماں کے ہویدا کرے

عیسے و حوا ہین یہ دونون گواہ
قادر ہر فعل ہے تو اے آلہ

لوح رحم کا ہے توہی نقشبند
کھینچتا ہے نقش جو کچھ ہو پسند

خلقت اول مین سلالہ کیا
آب سے اور گل سے امالہ کیا

حکم سے تیرے ہوا اسمین قرار
نطفے کو اے خالق ہر نور و نار

تو نے رحم مین علقہ کر دیا
پھر علقے کو وہین مضغہ کیا

مضغے مین روئیدہ کیے پھر عظام
لحم دیا عظم کو بھر قیام

پھر عصب و پے کو جو پیدا کیا
خلقت آخر کو ہویدا کیا

اسمین کوئی تیرے برابر نہین
ہر کوئی مخلوق ہے تیرا حسین

جانتا ہے غائب و حاضر کو تو
خوشخبری دیتا ہے عاقر کو تو

مردے سے بدتر زکریا ہوے
پایا جو فرزند تو زندا ہوے

یونہین طلبگار ہے تجھسے اسیر
ہے ترے در پر ترے در کا فقیر

شاد تو اے میرے خدا کر اسے
دولت فرزند عطا کر اسے

۵۱ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون
۵۲ و یصورکم فی الارحام کیف یشاء
۵۳ ولقد خلقنا الانسان من سلالۃ من طین ۱۲
۵۴ ثم جعلناہ نطفۃ فی قرار مکین ۱۲ ثم خلقنا النطفۃ علقۃ فخلقنا العلقۃ مضغۃ
۵۵ فخلقنا المضغۃ عظاما فکسونا العظام لحما ۱۲
۵۶ ثم انشأناہ خلقا آخر ۱۲
۵۷ عالم الغیب والشہادۃ ۱۲
۵۸ ... نبشرک ... قال رب انی یکون لی غلام ... وقد بلغنی الکبر وامرأتی عاقر قال کذلک اللہ یفعل ما یشاء ۱۲

حسرت اولاد سے ہی دلمین درد — اے مرے رب چھوڑ اسے تو نہ فرد
کیا ہی موثر تھی دعاے خفی — ذکر خفی اور نداے خفی
دود دعا ابر سا چھانے لگا — بحر اثر موج پر آنے لگا
میکدے مین آج بڑی سیر ہے — قدر کدہر جاتے ہو کچھ خیر ہے

پیدا ہونا فرزند امید کا اور آنا کاتب تقدیر کا

جوش پہ ہے فصل بہار اندنون — کیا ہی چہکتے ہین ہزار اندنون
کالی گھٹا چھائی ہے گلزار پر — کوکتے ہین مور بھی دیوار پر
رعد کا غل ہے کہ خبردار ہو — برق کی چشمک ہے کہ ہشیار ہو
دلمین کھبا جاتا ہے سامان باغ — تنتے اکڑتے ہین جوانان باغ
موج مین ہے باغ کے جو نہر ہے — حوض کے دل مین بھی عجب لہر ہے
باغ سے جاتی نہین اک دم گھٹا — حوض پہ میخوارون کا ہے جمگھٹا
اینڈتے ہین تاک عجب رنگ ہے — عقل فلاطون بھی یہان دنگ ہے
تاکتے ہین رند کھڑے دور سے — آنکھین لڑی رہتی ہین انگور سے
پیچ ہے ہر بیل مین گیسو کی شکل — شاخین جھکی جاتی ہین ابرو کی شکل
ساغر لبریز میسر ہوے — میکدے رندون کے لیے گھر ہوے
ہم وہ ہین ساقی جو ترا نام لین — حور سے کوثر کا ابھی جام لین
ہوش مین آ ساقی رنگین لباس — دیکھ ذرا مستی کے ہوش و حواس
دہیان اگر جانب میخانہ آئے — صاف ہو خم اور کہین دہیانہ آئے

آج تو رندون مین یہ گاڑھی چھنی
نازِ پری کرتی ہے تر دامنی

رحمتِ رب ہو گیا ابرِ سیاہ
پانی پڑا دھوئے گئے سب گناہ

فصلِ بہاری مین ہے ہر مست پاک
ابر کی چادر سے بنا دست پاک

دل مین نہان رکھتے ہین بوتل تمام
آنکھ کے پردے مین چھپاتے ہین جام

قاضی اگر دیکھنے آئے تو کیا
میکدے مین کچھ بھی نہ پائے تو کیا

یونہین اگر ذلت اُٹھایا کرے
پھر نہ یہ میخانے مین جایا کرے

لاکھ کہے کوئی نہ اسکی سنے
سر نہ ہلے لاکھ یہ سر بھی دھنے

لاکھ یہ چاہا کرے افشائے راز
کوئی نہ میخانے مین بتلائے راز

یہ کہے اور او رکھین اور اور
پیٹ کے ہلکے نہ ہون شیشے کی طور

ہم وہ ہین دو جام پیے سگھڑی
عقل فلاطون سے بھی بڑھ گئی

جام سے عالم کی خبر گھر مین ہے
ساغرِ جمشید بھی چکر مین ہے

آج تو نشے مین یہ سوجھی ترنگ
جام سے کُھلجائے زمانے کا رنگ

خوب چڑھے ہے نشۂ مافی الضمیر
بکنے لگین حال امیر و فقیر

قدر یہی دل مین ارادہ کیا
خوان تکلف کو زیادہ کیا

تم تو یہ کہتے ہو کہ افسانہ ہو
میری یہی دھن ہے کہ افسانہ ہو

ہے جو فسانہ اُسی درویش کا
ذکر کرو دعوت درویش کا

دعوت درویش کی تاثیر واہ
جھوٹ جو کہتا ہون تو آئین گواہ

خوب دعاؤن کا بندھا سلسلہ
وہ جو عقیمہ تھی ہوئی حاملہ

قفل مین خازن نے لگائی کلید
دم مین ہوا ایک خزانہ پدید

حامل نطفہ سے شکم زن ہوا ‏ ‏ ‏ گوہر نایاب کا مخزن ہوا
گھر مین عجب قہقہے ہونے لگے ‏ ‏ ‏ چہلین ہوئین چہچہے ہونے لگے
حمل ترقی پہ جو مائل ہوا ‏ ‏ ‏ ماہ نہم مین مہ کامل ہوا
سنتے ہین جب نور کا تڑکا ہوا ‏ ‏ ‏ چودہوین کے چاند سا لڑکا ہوا
نام خدا تیری کریمی کی شان ‏ ‏ ‏ دیر نہین تو جو ہوا مہربان
چھاؤن عنایت کی جو دکھلا گیا ‏ ‏ ‏ شاخ شکستہ مین ثمر آگیا
صدقے ترے اے مرے رب عُلا ‏ ‏ ‏ جسنے جو مانگا وہ اُسے دیدیا
کہتے ہین جب باپ کو پہونچی خبر ‏ ‏ ‏ خوب لٹایا گھر و مال و زر
خمس دیا صدقہ دیا خوش کیا ‏ ‏ ‏ سجدہ کیا شکر کیا ہنس دیا
سنکے جمال پسر نامدار ‏ ‏ ‏ دیکھنے آیا پدر نامدار
گود مین پردے سے نکالا اُسے ‏ ‏ ‏ پاؤن پہ درویش کے ڈالا اُسے
ڈال چکا قدمون پہ جبسدم امیر ‏ ‏ ‏ بیٹھ گیا گود مین لیکر فقیر
مُنہ مین زبان ڈالکے معصوم کے ‏ ‏ ‏ ہنسنے لگا پیار سے مُنہ چوم کے
حفظ کی دو چار دعائین پڑہین ‏ ‏ ‏ خوب اثر دار دعائین پڑہین
حرز دیے گنڈے بہت پڑہ دیے ‏ ‏ ‏ نقش لکھے سورے کئی دم کیے
ایک دعا لکھکے عطا کی اُسے ‏ ‏ ‏ باپ کو پھر دیکے دعا دی اُسے
یہ مہ اقبال سلامت رہے ‏ ‏ ‏ تا صد و سی سال سلامت رہے
آگے جو گزرا ہے مقدر کا حال ‏ ‏ ‏ کہتا ہے یون راوی شیرین مقال
ہمنے سنا ہے یہ بہت معتبر ‏ ‏ ‏ قسمت روزی عمل خیر و شر

کاتب تقدیر سمجھ کر خدا — ماتھے پہ لکھ جاتا ہے سب کے جدا
تھی جو بہت ساعت نیک او سعد — بعد ولادت وہین دم بھر کے بعد
کاتب تقدیر بحکم قدیر — لکھنے چلا جبہۂ طفل صغیر
کشف و کرامات کا دیکھو اثر — حضرت درویش کو آیا نظر
دیکھکے درویش نے روکا اُسے — لکھنے نہ پایا تھا کہ ٹوکا اُسے
خدمت درویش مین آیا ملک — کہنے لگا کون بتایا ملک
دیکھ سمجھ کیا مین فرشتہ نہین — سن بے مرے قسمت کا نوشتہ نہین
ہے مری مٹھی مین ہر اک بند و بست — نامۂ تقدیر ہے ہر خط دست
ہاتھ بنا آئینۂ سرنوشت — اس سے عیان ہوتا ہے ہر خوب و زشت
حال ملک سنکے یہ بولا فقیر — اب یہ بتا اے ملک بے نظیر
ٹھہری ہے اس طفل کی تقدیر کیا — ماتھے پہ کر جائیگا تحریر کیا
اُسنے کہا حکم خدا ہے جو کچھ — حرف سر لوح لکھا ہے جو کچھ
جو جو بتایا ہے بتا سکتے ہین — جو جو سنا ہے وہ سنا سکتے ہین
صفت امانت مین خیانت کرین — صورت ہاروت قیامت کرین
تم سے کہین تاکہ کہو سب سے تم — شاہ جی گرتے تو ہو مطلب سے تم
کہنے لگے آپ سن اے رازدار — یہ نہین واللہ ہمارا شعار
خلق مین غماز رہین وہ نہین — اِسکی سنین اُسکی کہین وہ نہین
ہے قسم حضرت ستار عیب — تو جو بتا دے ہمین اسرار غیب
کاش زبان منہ سے نکالے کوئی — راز نہ نکلے وہ زبان سے کبھی

جب انہین مضبوط بہت پالیا
کاتب تقدیر نے بتلا دیا

حکم خدا اُسکو یہ ہے اے فقیر
لکھ یہ سر جبہۂ طفل امیر

فضل الٰہی سے جو ہو یہ جوان
اسپ سُبک خیز ہے زیر ران

گھوڑے سے میدان نہ خالی رہے
اسکی کبھی ران نہ خالی رہے

شاد و فرحناک رہے یہ پسر
چین سے کٹجائے یونہین عمر بھر

گذرے یونہین ابلق لیل و نہار
گھوڑے سے اُترے تو میان مزار

ختم ہوئی بات بڑہا وہ ملک
ہاتھ بڑہے طفل کے ماتھے تلک

رزق لکھا عمر کا نقشا لکھا
اور جو منظور تھا لکھنا لکھا

کام کیا شکل دکھائی نہ پھر
گرد بھی اُسکی نظر آئی نہ پھر

دوسرے فرزند کا پیدا ہونا اور فرشتے کا ہویدا ہونا

دیر ہوئی دور سے چلے ساقیا
اور سے چلے اور چلے ساقیا

ابر ہے چلتی ہے ہوا سے بہار
ہو لب دریا بطِ مے کا شکار

بادۂ احمر بطِ مے مین بھرو
خون کبوتر بطِ مے مین بھرو

بوتلین سبز اور وہ رنگین شراب
برق چمکتی ہو میان سحاب

رعد کی شورش ہے بہار آئی ہے
مژدۂ گل باد صبا لائی ہے

چرخ پہ پونہچا ہے سر مغان
جھومتا ہے شاد ہے پیر مغان

صاحب تاثیر ہے کیا بات ہے
بات ہر اک اُسکی کرامات ہے

نشأہ سے مجھے آخر کار آگیا
پلکین اُٹھین ابر بہار آگیا

ایک پلک مارنے مین ایا ہوا
عالمِ بالاتہ و بالا ہوا

ہے یہ دعا مثل دعائے فقیر
پیرِ مغان لاکھ فدائے فقیر

کہتا ہے اسطرح مرا ہمنفس
بعد ولادت سکے جو گزرا برس

پھر وہ عفیفہ ہوئی آبستنی
وضع کی میعاد پہ لڑکا جنی

طفل طرحدار وہ پیدا ہوا
جسکی نظر پڑ گئی شیدا ہوا

پردے مین جب دیکھنے آیا پدر
خدمت درویش مین لایا پدر

ہنسکے کہا آپ کا بخشا ہے یہ
اور انہین قدمونکا نقشا ہے یہ

کہکے پدر گود مین لیکر اُٹھا
بوسہ لیا گرکے قدم پر اُٹھا

خدمتِ درویش مین آیا گیا
کاتبِ تقدیر اُدھر آگیا

پھر وہی درویش سے باتین ہوئین
پھر وہی چہلین وہی گھاتین ہوئین

محرم و ہمراز جو پایا انہین
غیب کا احوال بتایا انہین

حکمِ خداوند ہمین یاد ہے
خالقِ اکبر کا یہ ارشاد ہے

جلد پہونچ اے ملک باخبر
طفل کے ماتھے پہ یہ تحریر کر

پونہچے جوانی کو تو اُستاد ہو
صیدگہِ خلق مین صیاد ہو

ہاتھ سے اسکے نہ پرندہ بچے
نسر فلک تک بھی نہ زندہ بچے

دام مقدر سے رہائی نہین
اسکے سوا اسکی کمائی نہین

راز کا جھگڑا جو ہوا سب تمام
جاکے فرشتے نے کیا اپنا کام

حکم جو حاکم کا روا ہو گیا
کاتبِ تقدیر ہوا ہو گیا

صاحبِ اولاد ہوا جب امیر
شاد کیا شاد ہوا جب امیر

سامنے جو دامنِ سائل ہوا — موتیون کے آب کا ساحل ہوا

تولدِ دختر اور آمدِ کاتبِ مقدر

آج نہین آپ مین ہم ساقیا — ہوش نہین تیری قسم ساقیا

تو نے سُنا جاتی ہے فصلِ بہار — ہوش مین آجاتی ہے فصلِ بہار

کل یہ بہلا تختگہ جسم کہان — جام کہان بزم کہان ہم کہان

فضلِ خدا سے وہ سرانجام ہو — دورۂ آخر مین ترا نام ہو

رند کوئی جب سوِ میخانہ جاے — جاے پر اس راہ سے پیاسا نہ جاے

حاضر اگر شیشہ و ساغر نہو — اسمین تکلف نہین بہتر نہو

ہم سے فقیرون مین بہلا کیا حجاب — خیر سے کشکول مین بہر دے شراب

وضعِ نفاست پہ نہین کچھ خیال — تو نے سُنا ہو مرے مرشد کا حال

رازِ خدا سب اُسے معلوم ہے — شہرۂ آفاق ہے وہ دہوم ہے

ہاتھ اُٹھے پہر دعا تین بار — نخلِ تمنا سے ملے تین بار

واہ تاثیرِ دعاے فقیر — کہتا ہے یون راوی طوطی نظیر

حاملہ اسکے جو وہ بی بی ہوئی — بطن سے اُس بی بی کے لڑکی ہوئی

حور کا چہرہ تو پری کا جمال — ننہا سا قد اور جہنڈوے تھے بال

صاف ہر اک عضوِ بدن نرم نرم — نازکی اندام مین آنکھونمین شرم

باپ جو پردے کے برابر گیا — گود مین لیتا ہوا باہر گیا

دیکھکے درویش نے ہنس ہنس دیا — پیار کیا گود مین جب لے لیا

چاند سے رخسار کا بوسہ لیا ۔ دیکے دعا پردے مین بھجوا دیا
اتنے مین ظاہر وہ فرشتہ ہوا ۔ تذکرۂ حال نوشتہ ہوا
بولا کہ دو بار بتایا تمھین ۔ غیب کا اسرار بتایا تمھین
رازِ خدا پوچھ چکے واہ جی ۔ اب نہ بتائینگے تمھین شاہ جی
آپ بھی مرشد ہوے اللہ رے دم ۔ کون سا ہے آپکا بانیان قدم
ہنسکے یہ درویش نے اُس سے کہا ۔ میرے ترے کون سا پردہ رہا
اس سے تو دنیا مین نہین نیک بات ۔ تیرے سبب جان گیا ایک بات
پہنچی مرے کانون مین جو داستان ۔ پھر کوئی سنتا نہین وہ کانون کان
اُسنے کہا خیر خبر شرط ہے ۔ مین کہے دیتا ہون مگر شرط ہے
اپنے فرشتون کو نہ کیجے خبر ۔ کہتا ہے یون خالق جن و بشر
جبہۂ دختر پہ یہ لکھ اے ملک ۔ بھیک یہ مانگا کرے آخر تلک
صبح سے تا شام گدائی کرے ۔ چین سے بے فکر کمائی کرے
حکم خداوند سے چارہ نہین ۔ اسمین کچھ انسان کا اجارہ نہین
حال یہ درویش کو بتلا گیا ۔ اور وہ دختر کے قریب آگیا
خامہ تھی انگشت ورق ناصیا ۔ حکم خداوند جہان لکھدیا
لکھ جو چکا پھر کہین سایا نہ تھا ۔ عقل یہ کہتی تھی کہ آیا نہ تھا
پھر کے خزانے مین جو آیا پدر ۔ سائلونکو بخش دیا مال و زر
زر دیا زیور دیا خلعت دیا ۔ سبکو مگر حسب لیاقت دیا
شادی نہین رہنے گا وہ امیر ۔ جان سے اور دل سے مطیع فقیر

چاہا جو کچھ اُسنے روا ہو گیا
منھ سے جو کچھ اسنے کہا ہو گیا

سامنے آنکھون کے سب آنکھونکے نور
سخت جگر گوشہ ہین دل مین سرور

حق نے دکھایا یہ سمان باپ کو
عید کا دن روز تھا مان باپ کو

دھیان یہ رہتا تھا نہ پونچے گزند
دونون وہ مان باپ تھے مثل سپند

سوے خدا ہاتھ اُٹھے رہتے تھے
بھر دعا ہاتھ اُٹھے رہتے تھے

باتین کرین جبکہ یہ چشم و چراغ
پھول جھڑین بزم رہے باغ باغ

سامنے آنکھونکے یہ دلبند ہون
نخل جوانی سے برومند ہون

یونہین نظر رہتی تھی اطفال پر
پھرتے تھے آنکھون مین وہ نور نظر

سنتے تھے جسدم سخن اطفال کے
یہ جو سنتے تھے سب ہن اطفال کے

قدر بہت عیش مین جھولا نکر
ہادم لذات کو بھولا نہ کر

شاہ صاحب کا حج کرنا مان باپ کا مرنا دولت کی صفائی لڑکونکی جدائی

آج مرا پیر مغان کیا ہوا
کل جو بندھا تھا وہ سمان کیا ہوا

ساقی و مطرب نظر آتے نہین
جا کے چھپے ہین کدھر آتے ہین

قلقل مینا ہے نہ چنگ و رباب
ناک مین آتی نہین بوے کباب

تاک بھی مرجھائے ہین اللہ رے یاس
سرو و صنوبر بھی کھڑے ہین اداس

کیا ہی برستی ہے یہان بیکسی
میکدہ اور ایک جہان بیکسی

کوئی نہین میکدہ سنسان ہے
قدر جلو ہو کا یہ میدان ہے

آج یہان ہوتی ہے کچھ عقل گم
بزم نہ ساقی نہ صراحی نہ خم

ایک اوداسی ہی فقط چھائی ہی
خیر ہے کچھ فصل خزان آئی ہی

سنتے ہین ہم ایسی ہوا کچھ چلی
شہر مین سنسان ہوئی ہر گلی

کون سے جلسے مین پڑی برہمی
شہر کا شہر آج ہوا ماتمی

حشر کا سامان ہے ہلچل یہ ہے
حال جو پوچھو تو مفصل یہ ہے

کہتے ہین اسطرح کہ مدت تلک
سبکے موافق تھا جو دور فلک

رہتے تھے دل شاد و لخت جگر
ہاتھ مین دل رکھتے تھے مادر پدر

سر پہ جو تھی چاہنے والون کی چھاؤن
سب نے نکالے تھے غضب ہاتھ پاؤن

فضل خدا سے ہوے وہ جان جان
تینون سے علے قدر مراتب جوان

چین سے ان سب کی بسر ہوتی تھی
عشرتون مین شام سحر ہوتی تھی

جمع تھا اک جلسہ عجیب و غریب
لوگ بھی آتے تھے غریب و عجیب

چرخ کو منظور ہوا تفرقہ
ہو گئے مجبور ہوا تفرقہ

حج و زیارت کو اُٹھا وہ فقیر
روکتا اس راہ مین کیونکر امیر

تحفے دیے لڑکونکے ماں باپ نے
دے کے قسم کچھ نہ لیا آپ نے

دلمین سماے ہوے تھی ولولے
کعبے کو وہ قبلہ و کعبہ سے چلے

ہو گئے جو وقت یہ آنکھون سے اوٹ
دونون کے اک بار لگی دل پہ چوٹ

شاق ہوا ہجر فقیر جلیل
ہو گئے وہ دونون مریض و علیل

باپ کی پہلے تو قضا آگئی
باپ گیا ماں کو اجل کھا گئی

وہ صدف یاس کے در یتیم
بین یہ کرتے تھے کہ دل تھا دو نیم

وہ شفقت اور عنایت کہان
ہے کہین اس غم کی نہایت کہان

شام سے گیسو نہ بنائے گئے
صبح ہوئی منہ نہ دھلائی گئے

کونسی بستی کو سفر کر گئے
ہمکو ذرا بھی نہ خبر کر گئے

جاکے وہان ہم جو شکایت کرین
سُنکے وہ مُنہ چوین عنایت کرین

اُترے ہوئے منہ سے وہ حیران ہون
دیکھکے زلفون کو پریشان ہون

ہنسنے لگے چاک گریبان اگر
رونے لگین دیکھکے ما در پدر

الغرض اُن سبکی وہ حالت ہوئی
خاک وطن گرد ملالت ہوئی

سب نے گریبان کیے چاک چاک
گرد یتیمی کی ملی منہ پہ خاک

سوچ مین تصویر کا عالم ہوا
ایک مرقع تھا کہ برہم ہوا

کوئی بزرگ اُنکا نہ سر پر رہا
تینون کے تینون رہے اور گھر رہا

شہر کے اوباش بھی جانے لگے
چکھنے لگے مال اُڑانے لگے

مفت اُنھین سونے کی چڑیا ملی
خاک مین وہ دولت دنیا ملی

جال یہ پھیلا کہ وہ دولت اُڑی
سب اُنھین لوگون کی بدولت اُڑی

جلسے ہوئے بجنے لگا دائرہ
خرمن دولت مین پڑا نائرہ

ٹھنڈے جو تھے کرنے لگے گرمیان
پردے اُٹھے ہوگئین بے شرمیان

کہنے لگے لوگ بد و نیک کی
غیبتین کرنے لگے ایک ایک کی

بات یہ بنتی کہ بگاڑین انھین
جوڑ یہ چلتے کہ اُکھاڑین انھین

روز کی آپس مین لڑائی رہی
بگڑے سب بنے اپنی کمائی رہی

ملکے اُنھین لوگون نے وہ بات کی
دنکو سوجھاتے تھے مگر رات کی

جوڑ یہ گانٹھے کہ بہت دق ہوے
تینو نکے تینون متفرق ہوے

مال وہ جو ہاتھ مین جس کے پڑا — لیکے روان ہوگیا چھوٹا بڑا
خانہ خرابون نے کیا گھر تباہ — سنتے ہین وہ تینون گئے تین راہ
دیکھ تو اے **قدر** ذرا ہوشیار — دولتِ دنیا کا نہین اعتبار
سر جو اٹھایا کہین مثل حباب — دم مین سمجھنا نہین مثل حباب
آپ نے پانی پہ بنایا ہے گھر — ہر گھڑی کھٹکا ہے ہر اک دم خطر
قحبۂ دنیا ہے بڑی بیوفا — یہ نہین کرتی ہے کسی سے وفا
حاصل اسے کرتے ہین مر مر کے لوگ — جان کھپا دیتے ہین جی بھر کے لوگ
کرتے ہین کس درجہ سخن سازیان — مکر و فریب اور دغا بازیان
حیف کی جا ہے کہ وہی خود پسند — خلق مین مشہور ہون پھر عقلمند
حشر کے دن کا نہین خوف و خطر — مکر مین کب تک یہ کرین گے بسر
خیر رہین پیر خرد کے مرید — یاد رہے نعرہ ہل من مزید
سر پہ بھی عقل بلا لائیگی — بیخردی حشر مین کام آئیگی
قدر تمھین عقل پہ کیا دھیان ہے — جو کوئی دانا ہے وہ نادان ہے

پھر فقیر کی کہانی اور اسکی خبر پانی

آج نکل جائے گی دل کی بھڑاس — اب تو چڑھا جائین گے دس دس گلاس
جام تو کیا ہاتھ سبو تک بڑھائین — ایک سبو کیا ہے کہ خم تک چڑھائین
سنتے ہین پھر فصل بہار آتی ہے — دیکھئے وہ فوج ہزار آتی ہے
لاکھون پرے سو کے گلستان گرے — ٹوٹنگے مرغانِ خوش الحان گرے

اڑتے چلے جاتے ہین منھ موڑکر باغ پہ گر پڑتے ہین پر جوڑکر

راگ نیا لاتے ہین گلزار مین کان اڑے جاتے ہین گلزار مین

بیٹھے ہو چپ مطربو اندھیر ہے چھیڑو طنبور کو کیا دیر ہے

رندو اٹھو لائین اسے ہاتھون ہاتھ پیر مغان آئے مشیخت کے ساتھ

پیر مغان کون وہی مرد پیر کاشف اسرار جناب فقیر

کعبے سے پلٹا جو وہ صحرا نورد نور خدا قلب مین چہرے پہ گرد

پھرتے ہوئے یک بیک آیا خیال چلکے ذرا دیکھیے اُن سبکا حال

سوچکے یہ دل مین وہ یکتاے دہر شاد و فرحناک گیا سوے شہر

شہر مین پہنچا جو وہ مرد فقیر سیدہا چلا سوے مکانِ امیر

جاکے جو دیکھا تو مچاتے ہین دہوم فاختہ و زاغ و ابابیل و بوم

خیر سے رہتا تھا جدہر کو گزر جھکتے تھے تسلیم کو دیوار و در

دیکھیے جس در کو الگ بند ہے کوئی نہ بوڑہا ہے نہ فرزند ہے

دیکھکے درویش نے سر دہن لیا ایک پڑوسی نے وہان سن لیا

سنکے صدا برمحل آیا وہ مرد گھر سے جھپٹ کر نکل آیا وہ مرد

آکے کہا کون بتایا فقیر کہنے لگا پھر کدہر آیا فقیر

ہنس کے یہ بولے کہ ادہر آئیے آئیے اک بات تو بتلائیے

یہ تو کہو کیا ہوئے اسکے مکین خیر تو ہے اسمین تو کوئی نہین

اُسنے کہا شکر خدا کیجیے جسمین رضا اُسکی ہو کیا کیجیے

خاک کا پتلا ہمین مجبور ہے سخت زمین اور فلک دور ہے

یہ مرض ہجر بڑھا مر گئے
دونونکے دونون وہ قضا کر گئے

تھی جو یونہیں مرضیِ رب کریم
ہو گئے اطفال وہ تینون یتیم

داغ یہ درویش نے جبدم سہا
تھام کے دل اُس سے یہ رو کر کہا

اب یہ کہو تینون کہان ہین وہ طفل
تم ہمین بتلاؤ جہان ہین وہ طفل

اُسنے کہا شہر سے راہی ہوئے
تینون بشر ملک تباہی ہوئے

ایک تو جب شہر سے باہر ہوا
جا کے سوارون مین وہ نوکر ہوا

باپ کے مرنے سے ملا اُسکو مال
گھوڑا لیا ہو گیا چہرہ بحال

دوسرے فرزند کی سینئے خبر
شہر سے اُسنے بھی کیا ہی سفر

قلت زر سے یہی دل مین ٹھنی
کرنے لگا پیشۂ صید افگنی

ہاتھ مین اور دوش پہ کینا ہی دام
شام کو بازار مین گنتا ہے دام

پوچھتے ہین آپ جو دختر کا حال
کرتی ہے اک شہر مین در در سوال

مال پدر ہاتھ نہ آیا اُسے
کیا کرے آخر یہی بھایا اُسے

تم کو ملے گا جو مکان ایک کا
ایک سے پاؤگے نشان ایک کا

اُسنے سنایا جو یہ قصہ تمام
آپ بڑھے کہکے علیک السلام

شاہ صنا کا بڑے بیٹے کے پاس آنا اور گھوڑونکی سوداگری کا راس آنا

کل یہ سنا تھا کہ پھر آئی بہار
آج خدا ہی نے دکھائی بہار

خار بھی گل ہو گئے ندرت یہ ہے
جھوٹ اُڑی سچ ہوئی قدرت یہ ہے

طعن سے واعظ نے کیا دلکو چاک
آج تو جھوٹونکے کوئی آنکھون مین خاک

رنگ پڑے اس پہ بہار آئی ہے — باغ پہ جوبن ہے گھٹا چھائی ہے
دختر رز اور شرابی کے ساتھ — اور شرابی ہے کبابی کے ساتھ
دھوم ہے رندونمین غضب دہوم ہے — چینختے ہین غل ہے عجب دہوم ہے
خوب ہے ساقی کی دکان پر ہجوم — باغ کے در تک ہے برابر ہجوم
بادِ صبا بار نہین پاتی ہے — پھول مین خود پھول کی بو آتی ہے
اودی گھٹا اور گلابی شراب — مشرب زاہد کو کرے گی خراب
زور عبادات کا گھٹ جائے گا — ایک ہی چلو مین اُلٹ جائیگا
توبہی زاہد کا وضو ٹوٹ جائے — توبہی اک جرعے مین جی چھوٹ جائے
توبہی عمامہ بکے شہر مین — توبہی پاجامہ بکے شہر مین
توبہی چومے یہ سرِ پیر مغان — آکے کرے بیعت پیر مغان
پیر مغان اور مغان کے مرید — شاد ہین نوروز ہے یا روز عید
جام ہی ہے آنکھ چڑہائے ہوئے — اور سبو ہاتھ بڑہائے ہوئے
دیدۂ ساغر کو ہے کیا انتظار — دست سبو جھکتے ہین کیون بار بار
قدر تمہین مفت پس و پیش ہے — آج یہان آمد درویش ہے
لیجیے سن لیجیے آیا فقیر — دہیان ادہر کیجیے آیا فقیر
پونہچا رسالے مین جو وہ ذی وقار — ڈہونڈہتا تہا خوابگہ ہر سوار
ایک کے بستر پہ نشان ملگیا — پھر تو وہی راحت جان ملگیا
دوست کا اُنکے وہ کلان تہا پسر — آپ قدمبوس ہوا دوڑ کر
باپ کا ہمراز اُنہین جان کر — رونے لگا دیکھکے پہچان کر

دیکھے یہ ماں باپ کا پرسا اُسے | روُنے لگے اور رلایا اُسے
دونون طرف شکوے کے دفتر کھُلے | جاگ گئے نصیب اور مقدر کھُلے
وہ جو سُناتا انہین حالِ فراق | یہ بھی جتاتے سفرِ اشتیاق
اُسنے وہین پاس اُتارا انہین | حال سنایا کیا سارا انہین
شاہ جی آرام سے رہنے لگے | اُس سے پھر اک روز یہ کہنے لگے
کیا کہین الفت ہے جو کچھ آپ سے | تمنے سنا ہوگا کبھی باپ سے
کیا کہین ہم جیسے وہ مرحوم تھے | رب تھے ہمارے اُنہین معلوم تھے
تم بھی ہو ہر چند بڑے عقلمند | کیا ابھی سن ہے جو سنو وعظ و پند
اُسنے کہا کون سی یہ بات ہے | مجھپہ بزرگون کی عنایات ہے
آپ سے شرمندہ ہون نادم ہوئین | جسمین سے مجھے حکم ہو خادم ہوئین
معتقد اسطرح جو پایا اُسے | وعظ یہ ناصح نے سنایا اُسے
جو کھون مین اُس ہین تنکر قیل و قال | اسپ سُبک سیر ابھی بیچ ڈال
دام جو کچھ آئین اُنہین صرف کر | شام تلک رہنے نپائے وہ زر
سُنکے ہنسا وہ کہ عجب سیر ہے | خیر ہے درویش کو کچھ خیر ہے
بیچ ابھی اور نہ کچھ مُنھ سے بول | واہ جی گھر گھوڑا اسخاس ہول[۵]
دیکھکے رُخ بولا وہ آگاہ دل | واہ یقین واہ جگر واہ دل
چاہیے اسمین نہ ذرا فکر و غور | وہ مرا معبود تجھے دیگا اور
اسمین بھلائی ہے تری جان لے | بات فقیرونکی ذرا مان لے
جب یہ سنا پھر تو وہ کا بنا وہین | کشف و کرامات کو بھا پا وہین

ص مفتعلن مفعلن فاعلات مفعولن مسکن موقوف ۱۲ قد

سید ہا اُٹھا اور گیا تھان مین — کھول کے لایا اُسے میدان مین
لا کے رسالے مین وہین ہاتھون ہاتھ — بیچ لیا اسپ اسامی کے ساتھ
پاون کو پھیلا کے وہین شام سے — گھوڑا بکا سو رہا آرام سے
کیون نہ بھلا چین سے کاٹے وہ شب — بیچ کے گھوڑے کو وہ سوتا ہے اب
قیمتِ اسپ اُسنے جو پائی تمام — ایک ہی دن مین وہ اُڑائی تمام
کون کہے اس مین بُرائی ہوئی — بات تھی مرشد کی بتائی ہوئی
جب نہ رسالے مین رہا آسرا — دونون گئے جانبِ مہمان سرا
دیکھا وہان جا کے تماشا عجیب — ایک ہے اسوار مسافر غریب
جاتا ہے گھسیٹے وہ بیدل سوار — راہ مین بیمار ہوا راہوار
رو کے وہ کہتا ہے کہ اے میرے رب — گھوڑا نہ جیتا ہے نہ مرتا ہے اب
یا تو مرے یا تو نہ بیمار ہو — یا کوئی گھوڑے کا خریدار ہو
اسمین یہ درویش نے جا کر کہا — گھوڑے مین کچھ دم نہین باقی رہا
چاہے مرے ہاتھون اسے بیچ ڈال — تین روپے دیتا ہون لے بیچ ڈال
اُسنے کہا خیر یہی دیجیے — خواہ مرے خواہ جیے لیجیے
آپ نے منظور کیا سے لیا — مول جو ٹھہرا تھا اُسے دیدیا
وہ تو روپے لے کے روانہ ہوا — گھوڑا وہ دُم جھاڑ کے اچھا ہوا
آپ نے جو وقت یہ گھوڑا لیا — اُس سے لیا اور اُنہین دے دیا
دیکے کہا اسکے ابھی دام کر — بیچ اسے چین کر آرام کر
ہے تری تقدیر مین گھوڑا مدام — روز کے روز آئین خبردار دام

تو کبھی بائع ہو کبھی مشتری — یونہین رہے گھوڑونکی سوداگری
کہتے ہین درویش جو حامی ہوا — پھر تو وہ سوداگر نامی ہوا
خلق مین ساکھا بھی بڑہا اسقدر — لاکھون روپے آنے لگے بات پر
واہ ری تدبیر جناب فقیر — ہوگیا دو دن مین امیر کبیر
مال و خزانہ اُسے حاصل ہوا — دیکھکے درویش بھی خوشدل ہوا
باتون ہی باتون مین کہا ایکدن — ہو جو کوئی نیک گھڑی نیک دن
جاؤ نہین اُس دم ترے بھائیکی پاس — اُس سے بھی ہی یونہین کچھ اک التماس
ساتھ نہ کچھ مال و خزانہ کرو — آدمی اک دیکے روانہ کرو
اُسنے کہا آنکھون سے منظور ہے — سچ ہے جو مامور ہے معذور ہے
طے ہوئی یہ بات تو رہبر لیا — چل دیے اور آگے اُسے کر لیا
تھا جو مقام اُسکا وہ جانا ہوا — رہبرِ رہبر وہ روانا ہوا

پھر دوسرے لڑکے کے پاس آنا اور صیادی کا رنگ جمانا

خیر پیالا نہ پلا ساقیا — آنکھ تو یارون سے ملا ساقیا
طاق پہ پیمانہ دہرا رہتا ہی — خیر ہے کیون ہمسے بھرا رہتا ہے
ہمنے اُڑا تو تو اُڑا اینگے ہوش — صورت بادہ ابھی آئیگا جوش
تا وہین آکر ابھی لینگے قدح — قدح سنا کر ابھی لینگے قدح
سوکھ گئی ورد دعا مین زبان — جب کہین جاری ہوئی تیری کان
قہر ہے پھر بھی کوئی لب تر نہو — صورت قارون کہین ابتر نہو

جی مین ہے سائل کی گرہ کھول دے — نقد ہی لے دل کی گرہ کھول دے
تو کوئی پائی بھی نہ پائے وہ ہین — چار ملے آٹھ اُڑا اسلئے وہ ہین
دھیان نکر خیرہ جو خالی ہین ہاتھ — جام تو بھر نازو لطافت کے ساتھ
اشک مے سرخ کا پیمانہ ہے — چشم و خرد قیمت پیمانہ ہے
جلد چکھا ایک سفر پیش ہے — فکر و تردد ہمین درپیش ہے
ولولہ اے ناز کے بانی یہ ہے — راوی صادق کی زبانی یہ ہے
چلکے وہ اللہ کا پیارا فقیر — منزل صیاد پہ پہنچا فقیر
پہلے تو وہ رہبر رہبر گیا — کھول کے دروازے کو اندر گیا
جھک کے کیا اُسکو ادب سے سلام — حال برادر کا بتایا تمام
حضرت درویش کی تدبیر عقل — گھوڑونکی سوداگری اور ساری نقل
مال کا آنا وہ روپونکا شمار — خلق مین ہر بات کا وہ اعتبار
دیر تلک اُسکو سنایا کیا — اُسنے جو پوچھا یہ بتایا کیا
پھر یہ سنایا اُسے حکم امیر — لے ترے پاس آیا ہے خود وہ فقیر
خاطر نازک سے ذرا ہوشیار — اک سرِ مو فرق نہو زینہار
راز الٰہی سے نہ گھبرائیو — جو کہے آنکھون سے بجا لائیو
بول اُٹھا چونک کے وہ خستہ جان — جسکا تو رہبر ہے وہ رہبر کہان
اُسنے کہا آئیے باہر ہین آپ — دیکھیے کیا جلوۂ داور ہین آپ
جب یہ سنا اُسنے اُٹھا برمحل — سامنے حضرت کے گیا سر کے بھل
پاؤن پہ حضرت نے جو پایا اُسے — سینۂ اقدس سے لگایا اُسے

پہلے تو کی تعزیتِ والدین
دونون کے رونے سے ہوا شورِ شین

دیر تلک یاد مین روتے رہے
بین بھی ما بین مین ہوتے رہے

اشکِ الم یاس سے بہنے لگے
پھر کلمۂ صبر کے کہنے لگے

پونچھ کے آنسو اُسے لپٹا لیا
سینے سے لپٹا کے دلاسا کیا

ہجر بھلا کب تھا گوارا انہین
اُسنے وہین گھر مین اُتارا انہین

حال سُنایا کہ بُرا حال ہے
حال مری جان کا جنجال ہے

گُم نہین ہوتا کسی تدبیر سے
دام بنا ہے خطِ تقدیر سے

ہنسکے یہ کہنے لگے اے ذی شعور
صبح ترے ساتھ چلین گے ضرور

چلکے وہین حال سنا دینگے ہم
جو جو بتاتا ہے بتائین گے ہم

اُسنے کہا خیر جو ارشاد ہو
تم خطِ تقدیر کے اُستاد ہو

کہتے ہین جب صبح نمایان ہوئی
زور پہ تقدیر بیابان ہوئی

نور کے تڑکے سے اُٹھا وہ جوان
فجر پڑھی اور کیا اپنا دھیان

دام لیا دانہ لیا ہاتھون ہاتھ
اور وہ درویش چلا ساتھ ساتھ

ایک طرف بڑھ گئے بستی سے دور
دونون گئے عالمِ ہستی سے دور

ایک کفِ دست بیابان تھا
صلِّ علٰی نور کا میدان تھا

سبزۂ نوخیز بہت لہلہے
اور پرندون کے کہین چہچہے

سیدھی درختون کی قطار اک طرف
لالۂ صحرا کی بہار اک طرف

چاکِ گریبانِ سحر اک طرف
نالۂ مرغانِ سحر اک طرف

سنبل مین لٹکے ہوے بار اک طرف
اور گلِ خودرو کی بہار اک طرف

جھیل لبالب تھی بھری اک طرف — قہقہۂ کبک دری اک طرف

مور کی جنگل مین صدا اک طرف — گلشن جنت کی ہوا اک طرف

اژدہے شبنم پہ مگن اک طرف — چوکڑی بھرتے تھے ہرن اک طرف

طائرون کی ریل کی ریل اک طرف — اور چرندون کی کلیل اک طرف

صبح کا وقت اور وہ نسیم سحر — کھولدے جو روضۂ جنت کا در

گھانس پہ تھے قطرۂ شبنم پڑے — تخت زمردین تھے موتی جڑے

نخل پہ سورج کا جو پڑتا تھا نور — ضو سے ہر اک نخل بنا نخل طور

شاخ پر اللہ رے ہجوم طیور — پھنس گئے گیسو مین دل ناصبور

سرد ہوا اور برودت بھری — ساری زمین سبزۂ تر سے ہری

سبزہ کہین اور کہین چشمہ سار — حق نے بنایا تھا عجب مرغزار

دونون گئے پھر اُسی میدان مین — دم جو لیا جان پڑی جان مین

اُس سے یہ فرمانے لگے شاہ جی — خوب نکالی ہے جگہ واہ جی

دیر ہے کیا اب نہ ذرا سانس لو — صید جو چاہو وہ یہین پھانس لو

اُسنے وہین دانے کو چھٹکا دیا — دام کو پھیلا کے یہ دھوکا دیا

جال مین اک باندھ دیا جانور — جس مین پرندون کو نہ ہو کچھ خطر

دونون وہ پھر ایک طرف جا چھپے — آڑ ہوا دامن صحرا پہ چھپے

ٹوٹ کے دانے پہ گرے یون پرند — دانۂ انگور پہ جس طرح رند

دام لیا ہاتھ مین صیاد نے — ہاتھ ہلایا وہین اُستاد نے

ہاتھ کے اُٹھتے ہی اُٹھے جانور — بیٹھ گئے اُڑ کے کسی شاخ پر

اُسنے کہا آپ نے یہ کیا کیا — کہنے لگے منع تجھے تھا کیا
ہوش مین آ اب سے خبردار ہو — دیکھ کمر باندہ کے طیار ہو
ڈر نہین عرصہ جو بہت سا کھچے — جال مین کوئی نہ پرندا کھچے
باز جو پھنسجاے تو پھر لا کلام — شوق سے بے پوچھے ہوی کھینچ دام
اُسنے کہا باز نہ آئے اگر — آپ یہ فرمانے لگے صبر کر
تو نہین کچھ جانتا کیا راز ہے — باز کا ملنا بھی خداساز ہے
تیرے مقدر مین ہے اک جانور — اُڑ کے ملیگا وہ تجھے عمر بھر
چاہے گا جو کچھ وہ ملے گا تجھے — حق سے جو مانگیگا وہ دیگا تجھے
اُسنے کہا دام وہ ہی لاؤن مین — حکم جو ہو پھر اُسے پھیلاؤن مین
آپ یہ فرمانے لگے جلد جاو — دام کہین اور جگہ جا لگاو
حکم کو سنکر وہ اُٹھا چست چپت — دام کہین اُسنے کیا پھر درست
دانے یہ گرنے لگے پھر جانور — پھر بھی نہ صیاد ہوا کچھ خبر
بیٹھا رہا صبح سے وہ شام تک — باز کا پر بھی نگیا دام تک
چلنے کو آمادہ ہوا جس گھڑی — یونہین درختون پہ نظر جا پڑی
ہنس کے کہا فضل خدا کا ہوا — باز ہے اک شاخ پہ بیٹھا ہوا
باز بھی اتنے مین گرا لوٹ کر — پھر نہ وہ پھندے سے سکا چھوٹ کر
اُڑنے کو چاہا جو وہان باز نے — کھینچ لیا دام مین جانباز نے
دونون اُٹھے دشت سے اور گھر گئے — باز لیے شہر کے اندر گئے
پانسو اُس باز کی قیمت ملی ؛ — اُسکو یہ قیمت بھی غنیمت ملی

صبح کو پھر جانب صحرا گیا — پھانس لیا باز کو اور آگیا
خوب اُسے دل سے جو بھائی یہ بات — حضرت مرشد نے سکھائی یہ بات
آئیو جب پھانس کے باز آئیو — باز نہ آئے تو نہ باز آئیو
پھر اُسے حضرت نے سنایا یہ حرف — روز جو کچھ آئے وہ ہو جائے صرف
تھوڑے سے عرصے مین بڑہا اسقدر — بننے لگے سونے کے دیوار و در
کیسۂ زر دام کا حلقا ہوا — باز اُسے سونے کی چڑیا ہوا
فضل الٰہی سے وہ سامان ہوا — دیکھکے درویش بھی شادان ہوا
پھر یہ کہا ایک سفر پیش ہے — تمسے یہی حاجت درویش ہے
آدمی اک راہ بتانے کو دو — ایک سے بہتر ہین مری جان دو
ہے یہ غرض آپکی ہمشیر سے — کھوئیے ادبار کو تدبیر سے
اُسنے وہین ساتھ کیا آدمی — لیکے چلا پھر یہ بھلا آدمی

فقیر کا دختر کے گھر آنا اور امیری کو پہنچانا

جام جو ایک آدہ سچا ہو سلے — حضرت ساقی کا بھلا ہو سلے
کچھ تو فقیرون کو بھی امداد ہو — جیین کرو خوش رہو آباد ہو
دیر سے سب رند دعا دیتے ہین — دیکھیے سرکار اُنہین کیا دیتے ہین
آپ ہی کا نام سُنا اور آئے — دیر ہے کیا کوئی ادہر دور آئے
ٹوٹتا ہے جسم ادہر آئے قدح — پڑہ لین جماہی مین دعا کے قدح
چلتے ہین ہم دو ورنہ اب تک چلا — سچ ہے مثل سوم سخی سے بھلا

جام جو دینا ہے تو دیجے شتاب | اور نہ دینا ہو تو دیجے جواب
آپ کی خدمت سے کرین درگزر | دیکھ لین ہم جا کے کوئی اور در
پاؤن فقیر و نگا نہ کچھ لنگ ہے | اور نہ کچھ ملک خدا تنگ ہے
شرم تمھین چاہیئے ای مہربان | دیکھیے فیاضی پیر مغان
کیون نہ بھلا خلق مین ہو جاے نام | بزم مین جا جا کے وہ دیتا ہی جام
بزم سے ہے خانۂ دختر غرض | پوچھے فقیر اور وہ رہبر غرض
آپ کھڑے رہ گئے بیرون در | گھر مین گیا پہلے وہی راہبر
بھائی کی جانب سے دعا دی اُسے | ساری حقیقت وہ بتا دی اُسے
ذکر کیا آمد درویش کا | حال کہا مقصد درویش کا
منتظر حال جو پایا اُسے | بھائیون کا حال سنایا اُسے
گھوڑون کے بکنے سے وہ پانا روپے | باز کا پھنسنا وہ اُڑانا روپے
کوشش درویش جتایا کیا | ساری حقیقت وہ بتایا کیا
گھر مین سنا جب نکل آئی وہین | شوق مین گھر سے نکل آئی وہین
ایک گھڑی گرد پھری دوڑ کر | پاون پہ پھر آکے گری دوڑ کر
آپ نے قدمون سے اُٹھایا اُسے | اور دیا خوب دلاسا اُسے
جان گئی اپنا سہارا اُنھین | جھونپڑی مین اپنے اُتارا اُنھین
روکے وہ پھر کہنے لگی اپنا حال | ہے مری تقدیر مین در در سوال
کشتی درویش مین ہے آبرو | پھر بھی گرا کرتی ہے وہ کو بکو
کاسہ گدائی کا ہے اور دست زار | چاک کی صورت نہین دم بھر قرار

اُسنے یہ سب حال جو بتلا دیا — آپ نے سن سُنکے دلاسا دیا
اور کہا آج سے دل شاد رکھ — بات جو کہدون مین اُسے یاد رکھ
جا کے سوال اب جو کہین کیجیو — دے کوئی توڑا تو جب ہی لیجیو
ایک بھی کم ہو تو نہ لینا روپے — دیکے دعا پھیر ہی دینا روپے
اُسنے کہا ایسا تو دیکھا نہین — گانٹھ کا پورا کوئی اندھا نہین
شاہ جی کہنے لگے جاؤ شتاب — اسمین نہین جا ہے سوال و جواب
دیگا خدا دل مین جو ہو مانگ لو — مانگنے پر آ گئے جو مانگ لو
مانگنے نکلے تو لگاوٹ ہے کیا — ناچنے جب نکلے تو گھونگھٹ ہی کیا
یہ جو سُنا مانگنے گھر سے چلی ٭ — بھیک ملی لاکھ پر اُسنے نہ لی
پوچھتا کوئی تو بتاتی یہ حال — ایک ہزار کا ہی اپنا سوال
وہ کوئی اللہ کا پیارا ملے ٭ — جس سے جو حصہ ہو ہمارا ملے
سنکے یہ لاکھون کے وہان دل پھٹے — لاکھون یہ کہتے تھے جنون ہے اُسے
لوگ بہت جمع ہوئے گرد پیش — بھیڑ سے حیران تھی وہ سینہ ریش
کہتے ہین اتنے مین ہوا کرو فر — ایک سواری نکل آئی اُدھر
یعنے اُدھر ایک امیر آ گیا — بھیڑ جو دیکھی تو وہ گھبرا گیا
پوچھا وہان اُسکا سبب ماجرا — لوگون نے بتلا دیا سب ماجرا
آکے جو تفتیش کیا اُس سے حال — کرنے لگی یہ وہی اپنا سوال
کیا ہی خدا ترس تھا وہ رحم دل — حال سُنا اور ہوا منفعل
تیسری کریمی وہین توڑا دیا — دیکے محافظ اُسے بھجوا دیا

پھر نہ کہین اور کسی گھر گئی
سامنے درویش کے لیکر گئی

لائی جو کچھ تھی وہ دکھایا اُنھین
اور وہ سب حال سنایا اُنھین

سُنکے کہا آج ہی ہو جاے خرچ
خرچ رہے روز جو کچھ آئے خرچ

اُسنے سُنا کان سے جسدم یہ حرف
کوڑی نہ رکھی کیا سب مال صرف

تھی جو مقدر مین کمائی وہی
صبح کو پھر جا کے وہ لائی وہی

زر جو ملا غنچۂ دل کھل گیا
تھوڑے سے عرصے مین بہت ملگیا

پیر نے یہ بات بتائی اُسے
ساری کرامات بتائی اُسے

ہے یہ گدائی تری تقدیر مین
ہار سے ہمت کو نہ تدبیر مین

ہوگا نہ اوقات مین تیرے خلل
آج دیا جسنے وہی دیگا کل

کہتے ہین ایسی وہ اشارت ہوئی
اُسکو فقیری سے امارت ہوئی

دیکھکے خوش ہوگیا کیا وہ فقیر
شکر کے سجدے کو جھکا وہ فقیر

عرصے تلک پھر وہ اُسی جا رہا
تذکرۂ ایک دن اُس سے کہا

کام جو تھا شکر خدا ہوگیا
بارے مین سبکے ادا ہوگیا

رشتۂ الفت کو کرو انقطاع
آج خوشی سے مجھے کردو وداع

کاٹ دو زنجیر وفا جاؤن مین
سیر سا صحرا کو چلا جاؤن مین

دیکھکے یہ آپ کا جوش و خروش
اُڑنے لگے دختر نادان کے ہوش

رو کے کہا خیر چلے جائیے
صبر کیا خیر چلے جائیے

حکم جو پایا وہ روانہ ہوے
جانب صحرا وہ روانہ ہوے

صحرا نشینی جناب فقیر کی ملاقات کاتب تقدیر کی

ہوش مین اے ساقی مخمور آ — جوش مین اے غیرت فغفور آ
جام وہ دے دلسے جیسے لاگ ہو — جام وہ دے عقل مری آگ ہو
آتش دل تیز ہو وہ جام دے — جو ارنی خیز ہو وہ جام دے
جام وہ دے تیغ زبان تیز ہو — جام وہ دے رنگ بیان تیز ہو
رونق میخانہ ہو وہ جام دے — آنکھ سے دیکھا نہ ہو وہ جام دے
جام وہ دے جس سے ہو پیری شباب — جام وہ دے ہو دل زاہد کباب
بے پیے سرشار ہون وہ جام دے — نشاے مین ہشیار ہون وہ جام دے
جام وہ دے فکر و تردد ہو گم — جام وہ دے دل ہو فلاطون کا خم
ناخن تدبیر ہو وہ جام دے — بخیہ گر تقدیر ہو وہ جام دے
جام وہ دے کعبہ ہو جو دیر ہو — جام وہ دے خاتمہ بالخیر ہو
تحت ثری گرد ہو وہ جام دے — گاو زمین زرد ہو وہ جام دے
جام وہ دے عرش تلک سیر ہو — مے نہین حاضر تو فلک سیر ہو
ہو نہ فلک سیر تو دے جام بنگ — جس سے اڑے گنبد مینا کا رنگ
پیکے قدح تیرے قدم چوم کر — نشاے مین صحرا کو چلین جھوم کر
دشت مین اک باد بہاری گئی — حضرت مرشد کی سواری گئی
شہر مین ٹھہرے گا بھلا وہ فقیر — کہتے ہین بستی سے چلا وہ فقیر
راہرو راہ آلہی ہوا — دشت و بیابان کو وہ راہی ہوا

شیر تو ہیبت سے ہرن ہو گئے　　اور ہرن شیر فگن ہو گئے
سامنے انکے جو کیا ذکر ذوق　　جب سے پڑا گردن قمری مین طوق
کوک اٹھا تھا کہین طاوس باغ　　چرب زبانی سے لگا اسکو داغ
قہقہون سے کبک پر آیا غضب　　آگ جبھی کھاتا ہے یہ بے ادب
دہوم ہوئی عشق خداداد کی　　آب گئی تیشۂ فرہاد کی
دیکھکے وامق پس ہامون چھپا　　دامن کہسار مین مجنون چھپا
دشت مین جب آپکا جلوا ہوا　　گلشن فردوس وہ صحرا ہوا
رنگ خزان دم مین ہوا ہو گیا　　پیڑ جو سوکھا تھا ہرا ہو گیا
نقش قدم سے گل خودرو اُگے　　بات مین ایک ایک کے دو دو اُگے
آئے جو صحرا مین یہ رشک ملک　　راہ مین سبزے نے بچھادی پلک
اور پئے تسلیم ادب بار بار　　جھکتے تھے کیا کیا شجر باردار
لو تو کبھی اسطرف آتی نہ تھی　　باد صبا خاک اڑاتی نہ تھی
جھیلین بھرین چشمے بھرے جابجا　　اور پرندونکے پرے جابجا
سرد زمین اور وہ ٹھنڈی کچھار　　بانس کی کوٹھی کہین نخل چنار
غار کہین اور کہین تھے پہاڑ　　لاکھون کھجورین کہین لاکھون ہی تاڑ
شیر کہین اور کہین گرگدن　　تھے کہین پاڑھے کہین کالے ہرن
ایک وہ بیہڑ وہ بیابان تھا　　جھاڑیون سے جھاڑ کے گنجان تھا
صورت انسان نظر آتی نہ تھی　　دھوپ وہان خوف سے جاتی نہ تھی
کسکو بھلا دیکھنے کی تاب ہو　　خضر بھی دیکھین تو جگر آب ہو
سیدہے وہان آپ چلے جاتے تھے　　سیر کنان آپ چلے جاتے تھے

حمد خداوند مین تھے تر زبان
دل مین خدا اور یہ غزل بر زبان

غزل

عارض پر نور جو دکھلا دیا
کعبۂ و آتشکدہ چمکا دیا

برق تجلی نظر آتی نہ تھی
آنکھ جو دی طور کا سرما دیا

چرخ پہ تارے ہین زمین پر شجر
جسکو مناسب تھا جو دینا دیا

عشق دیا اور دل و چشم بھی
حسن دیا ناز و کرشما دیا

آنکھ کو بیماری نادیدہ دی
ہونٹھ کو اعجاز مسیحا دیا

ہوش بھی اور عقل بھی اور فہم بھی
بندۂ ناچیز کو کیا کیا دیا

دی جو ہر اک رند کو تر دامنی
حضرت زاہد کو مصلا دیا

بار ہو مجکو ترے دربار مین
ایسی کوئی راہ بتا ہا دیا ؏

لیجیے چشم و جگر و دل ابھی ؏
پاس جو تھا قدر نے دلا دیا

سوز جگر سے یہی پڑھتے ہوے
آپ چلے جاتے تھے بڑھتے ہوے

جھومتے صحرا کو چلے جاتے تھے
نشاۂ الفت کا مزہ پاتے تھے

منھ سے کبھی آپکے جاری تھا کف
جذب مین کہتے تھے کبھی لاتخف

لب کبھی آہون سے لبالب کیا
اور کبھی نالۂ یارب کیا

نالہ کنان دشت مین کرتے تھے گشت
گونجتے تھے کوہ و بیابان و دشت

کان کھڑے کرتے تھے سنکر وہ ند
کوسون اڑے جاتے تھی وحشی چرند

بس یہ خدا نے خبر راز دی — پشت پر اک شخص نے آواز دی
تھی یہی آواز پ چلے واہ جی — ٹھہرو ذرا ٹھہرو ذرا شاہ جی
سُنکے صدا آپ ذرا تھم گئے — دشت مین پھر ایک طرف جم گئے
جھک کے اُدہر غور سے دیکھا اُسے — آپ نے اس طور سے دیکھا اُسے
آتا ہے وہ گھوڑا اُٹھائے ہوے — باز لیے توڑا اُٹھائے ہوے
دم مین وہ اسوار قریب آگیا — آنکھ ہوئی چار قریب آگیا
بولا نہ غیر آپ مجھے جانیے — دیکھیے پہچانیے پہچانیے
کہنے لگے مین نہین کچھ جانتا — کون ہو ہرگز نہین پہچانتا
اس سے کوئی بڑہ کے تماشا نہین — آنکھ سے دیکھا کبھی حاشا نہین
سُنکے ہنسا اور کہا واہ جی — آپ نے مجھے بھول گئے شاہ جی
پاس ہے جو کچھ یہی پہچان ہے — کاتب تقدیر ہون کچھ دہیان ہے
کیا کہون رہتا ہون عجب حال مین — تمنے پھنسایا مجھے جنجال مین
راز بتایا تو یہ خدمت ملی — یہ مجھے حضرت کی بدولت ملی
فکر یہی صبح سے تا شام ہے — میرے لیے روز یہی کام ہے
حکم یہ ہے ایک کو گھوڑا ملے — ایک کو باز ایک کو توڑا ملے
حال مقدر جو بیان ہوگیا — دامن صحرا مین نہان ہوگیا
وہ جو گیا آپ یہ بیدل ہوے — دشت مین اک جا متوکل ہوے
آئے نہ اُٹھکر کبھی دنیا مین آپ — خضر صفت رہگئے صحرا مین آپ
دیکھ لے گردش خط تقدیر کی — خوب ہی درویش نے تدبیر کی

ہو گئے آگاہ جو تقدیر سے | خوب بڑہایا اُنہین تدبیر سے
تین طرح تینون کا حصا ملا | جو جو مقدر مین لکھا تھا ملا
ایک نے اسپ ایک نے پایا شکار | ایک گدائی سے ہوئی مالدار
ابتو ذرا **اقدر** تمہین ہوش ہو | جو جو سنا ہے وہ دُرِ گوش ہو
چاہیئے تقدیر کے قائل رہو | پھر بھی نہ تدبیر سے غافل رہو
چاہیئے تدبیر یہ دستور ہے | ورنہ یہ انسان تو مجبور ہے
ہی جو جبین مین وہی پیش آنی ہے | چشمۂ قسمت مین جو ہے پانی ہے
ہو جو غرض فکر کیا چاہیے | درد جو ہو اُسکی دوا چاہیے
پائیگا قسمت مین جو ہوگی معاش | فرض ہے انسان پہ لیکن تلاش
ہاتھ نہ پھیلے یہی پر چاہیے | پاؤن کو توڑے بھی نہ بیٹھا رہے
خواب توسط سے کرے ساز باز | پاؤن نہ کمّل سے کبھی ہون دراز
طول ہے بیفائدہ المختصر | ہے یہی مضمون **قضا و قدر**
دل مین جو شیطان کبھی وسواس لائے | کیجیے تدبیر خدا راس لائے
بات رہے **قدر** وہی بات کر | حضرت باری مین مناجات کر

مناجات

دہوم ہو اے ساقی جام الست | مین بھی رہون بادۂ عرفان سے مست
دل مین جو ہو کیون نہ بکون برملا | خوب چڑہا نشاۂ قالوا بلےٰ
ایک پیالہ جو پیا چپت ہوا | ہوش اُڑے بزم مین ساکت ہوا

جامۂ ہستی کی نہین کچھ خبر
عمر تو غفلت مین ہوئی ہے بسر
خلق مین مجھسا کوئی غافل نہین
مین ترے دوزخ کے بھی قابل نہین
مین نہ کسی کام کے لائق ہوا
خلق ہوا ننگ خلائق ہوا
خانۂ عصیان کا ہون چشم و چراغ
دامن آدم مین لگا مجھسے داغ
آہ گنہ کرنیکو بیباک ہون
جرم و گنہ کے لیے چالاک ہون
مین جو نہوتا تو نہوتا گناہ
صورت ہمزاد ہے میرا گناہ
قہر سے اب کانپتا ہون بید وار
ہان تری رحمت کا ہون امیدوار
رات کو جاسے تو ابھی روز ہو
ساز کرے دم مین اگر سوز ہو
تیرا ذرا رحم ہے عصیان کی آڑ
اوٹ مین تنکے کے ہی سارا پہاڑ
رحم سے کہدے کہ ہو میری پناہ
آہ ترے قہر سے تیری پناہ
بخشنے مین دیر جو کرتا ہے تو
پڑہتا ہون مین آیۂ لاتقنطوا

خاتمۂ کتاب تاریخ لاجواب

دہوم ہے ای روح قدس دہوم ہے
دہوم ہے کیون کچھ تجھے معلوم ہے
کچھ تجھے معلوم ہے کیا شور ہے
شور ہے یا طبع مین یہ زور ہے
طبع مین یہ زور ہے اخگر نہین
سچ تو یہ ہے فکر بھی ساونت ہے
توڑتے ہین عرش کے تارے تو کیا
قدر جو ہمت بھی نہ ہارے تو کیا
زندہ نہین آہ جناب حسن
شاعرونکے شاہ جناب حسن
سرو ہے بازار کہ سودا نہین
درد نہین جرات و انشا نہین

میر کو پہلے ہی اجل کھا گئی — حضرت ناسخ کو بھی موت آگئی
آنکھوں مین اندھیر ہے سب خشک و تر — آہ نہین برق و جناب سحر
انکو دکھاتے یہ تاسف رہا — یہ تو وہ کہتے بہت اچھا کہا
تازہ ہو غم یاد کرین جسکو ہم — قدر بھلا روینگے کس کسکو ہم
وہ تو گئے سحر ہین ناسخ کی روح — حضرت باری انہین دے عمر نوح
کشتی نوح سخن انکی ہے ذات — انسے ملا جو کوئی پائے نجات
ہم بھی ہین ناجی کہ ہوے شورے — حضرت امداد علی بحر سے
نام وہ ہے جس سے ہے ناسخ کا نام — خاص ہین جاری ہے مگر فیض عام
اسپہ یہ کافی ہے دلیل قوی — لیگئے ہم لکھکے جو یہ مثنوی
جو جو بتانا تھا بتایا تمام — جو جو بنانا تھا بنایا تمام
قطرۂ شبنم کو بناتے ہین بحر — بحر کو اک کوزے مین لاتے ہین بحر
بات مگر دہیان مین آئی ہے — کیون نہو ناسخ کی کمائی ہے یہ
غالب دہلی کا بھی ہو کیا بیان — نام جناب اسد اللہ خان
قدر سے شاعر کے یہ استاد ہین — زور کمالات خداداد ہین
دانے کو جا ہین تو بنا دین ثمر — قطرے کو جاہین تو بنا دین گہر
ڈھالتے ہین شعر نئے رنگ کے — رنگ اڑا دیتے ہین ارژنگ کے
شعر بلیغ آپکی بندش فصیح — قاعدے جانچے ہوئے لفظین صحیح
کون بھلا جوہر ذاتی نہین — عقل وہ ہے عقل مین آتی نہین
پہونچی یہان جب یہ کتاب شگرف — ہاتف غیبی نے سنا حرف حرف

کہنے لگا سنکے ہماری کتاب
کان ملاحت ہے یہ ساری کتاب
۱۲۷۴ھ

اب یہ مناجات کیا چاہیئے
حضرت عزت مین دعا چاہیئے

دست دعا ہو کہ جدہر رد ہے
عید ہوا اپنی جو اودہر تو رہے

غیر ہو حالت جو کوئی غیر ہو
خیر سے ہے خاتمہ بالخیر ہو

استادی جناب شیخ امداد علی صاحب بحر لکھنوی شاگرد رشید شیخ ناسخ مرحوم

صل علی خوب کہی مثنوی
دنگ ہوئے مولوی معنوی

ناظم ہروی کا ہوا رنگ زرد
گرمی بازار ہوئی اسکی سرد

چھوٹ پڑا ہاتھ سے جامی کے جام
آب خجالت ہوا حسن کلام

آگئی انصاف پہ عقل سلیم
سلمک اللہ پکارا سلیم

گلشن نو رستہ ہین ابیات کل
غنچہ ہر اک نقطہ ہے ہر حرف گل

شعر ہر اک گیسوے جانانہ ہے
پنجۂ مژگان پری شانہ ہے

سلک گہر جملہ مصاریع ہین
نامۂ محبوب کی توقیع ہین

نقطہ ہر اک خال رخ مہ جبین
بیت ہر اک زلف دوتائے حسین

کیا ہی ضیا بار ہے یہ مثنوی
خلد کا گلزار ہے یہ مثنوی

قدر نے کی مثنوی اپنی تمام
بحر لکھو تم بھی سن اختتام

یہ سنہ مثنوی قدر ہے
مثنوی قدر مہ قدر ہے
۱۲۷۴ ہجری

شیخ غلام حیدر ارشد بلگرامی

کیون نہ بھلا ناز کرے بلگرام — جس مین رہین قدر سے نازک خیال
میر غلام حسنین اسم ہے — واسطی الاصل ہین یہ ذی کمال
سحر بیانی مین عدیم النظیر — نکتہ طرازی مین عدیم المثال
نظم کیا قصۂ تقدیر کو — فضل خدا سے ہے عجب بول چال
مصرع تاریخ یہ ارشد لکھو — لکھا گیا کاتب قدرت کا حال

سنہ ۱۲۷۴ ہجریہ

ولہ

حل سے علے مثنوی میر قدر — ہے کوئی دریا کہ روانی مین ہے
ارشد ابھی اور کہو سال نظم — باد صبا باغ معانی مین ہے

سنہ ۱۲۷۴ ہجریہ

شنکر پرشاد صبح بلگرامی

نور کا دریا ہے قضا و قدر — یا کوئی دُر دانۂ تقدیر ہے
گوہر تاریخ ملا صبح کو — چشمۂ افسانۂ تقدیر ہے

سنہ ۱۲۷۴ ہجری

قطعۂ تاریخ تالیف از بابو ہزاری لال جوان بنارسی

وصف ہو گیا مثنوی قدر کا — بس مرے استاد ہین وہ والسلام
نور کی تاریخ لکھو اے جوان — خلق مین آئینہ ہے سارا کلام

سنہ ۱۲۷۴ ہجری

ولہ

اسمین جو کچھ چاہیئے موجود ہے	ساری خدائی کا ہے یہ انتخاب
مصرع تاریخ تو دیکھو جوان	قدرتی آئینہ ہے کیا یہ کتاب
	سنہ ۱۲۷۴ ہجری

غلام محمد خان واصل بلگرامی

قدرشناس شعر امیر قدر	شاعر اسے سراسینج
نظم نمودست قضا و قدر	پس در و تاریخ تو واصل بسنج
معنوی و صوری و فصلی نویس	سال ہزار و دو صد و شصت و پنج
	سنہ ۱۲۶۵ فصلی

شیخ علی بخش ظہیر بلگرامی

چو از قدر شد مثنوی اختتام	بنام و نشان قضا و قدر
ظہیر از پے سال تاریخ او	نوشتہ بیان قضا و قدر
	سنہ ۱۲۷۴ ہجری

شیخ تجمل حسین تجمل بلگرامی

عجائب مثنوی قدر ہے یہ	زمانے مین نہین ہے جسکا ہمسر
تجمل نے جو کی تاریخ کی فکر	ندا آئی مکرر ہے یہ بہتر
	سنہ ۱۲۷۴ ہجری

سید ابن علی بلگرامی

[illegible]

قَدْ اَتیٰ بِمُزْدَوِجٍ	مِنْ بَدَائِعِ الْقُدْرَۃِ
قُلْتُ عَامَ مُخْتَتَمِہٖ	اَلْقَضَاءُ وَالْقَدَرُ
	سنہ ۱۲۷۴ ھ

[illegible]

۱۵ چون این کتابت ہمزہ و غیرہ متحرک بہ ساکن در خط عرب مرسوم نیست لہذا اعداد ہمزہ گرفتہ نشود دیگر [illegible] از قدیما بنظر ضرورت [illegible] گرفتہ [illegible] علامہ عبدالجلیل بلگرامی [illegible] تاریخ جلوس معز الدین جہاندار شاہ [illegible] مثنوی [illegible] علاوہ [illegible] شد

شیخ خلیل احمد وجد بلگرامی

مثنوی قدر قضا و قدر

میرے تو اُستاد ہین مین کیا کہون
خوب لکھی خوب لکھی مثنوی
دہوم ہے انسان و ملائک مین دہوم
وجد نے تاریخ لکھی وجد کی

قصۂ تقدیر ہے کیا واہ واہ
جسنے سُنا اُسنے کہا واہ واہ
صل علی صل علا واہ واہ
ارض سے ہے تا بہ سما واہ واہ
نظم یہ ہے صل علی واہ واہ
۱۲۷۴ھ

تمت

کلیات غلام حسنین قدر بلگرامی

واسوخت قدر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱

یا خدا بیٹھے بٹھائے کوئی دیوانہ نہو
کوئی دل آئینۂ چہرۂ جانانہ نہو
گھر کسی بندۂ وارفتہ کا ویرانہ نہو
طائر روح کسی شمع کا پروانہ نہو
داغ سینے کے نہ دکھین کہین اخگر کیطرح
عاشقی آگ مین جھونکے نہ سمندر کیطرح

۲

یا خدا دل سے تپ عشق بتان دور رہے
خرمن عیش سے یہ برق تپان دور رہے
گل سے خار اور گلستان سے خزان دور رہے
نشتر عشق سے ہر اک رگِ جان دور رہے
خاک اُڑتی ہے جدہر کو یہ ہوا جاتی ہے
گھر اُجڑ جاتے ہین بستی پہ بلا آتی ہے

۳

ہے یہ وہ تیر کہ پیغام قضا لاتا ہے
دل سنبھالو تو کلیجا وہین چھن جاتا ہے
کوئی سینے پر اثر تک بھی نہین پاتا ہے
جب جگر تھامتے ہین دل پہ غضب ڈہاتا ہے
جگر و دل پہ یہان ہاتھ دہرے پھرتے ہین
زندہ دل اِسکے وہی ہین جو مرے پھرتے ہین

۵۴
اک ہمین ہین کہ قیامت کی کڑی سہتے ہین
نہ تو سنتے ہین کسیکی نہ تو کچھ کہتے ہین
تیر کھائے ہوئے بیہوش پڑے رہتے ہین
آنکھ جب کھولتے ہین لخت جگر بہتے ہین

دیکھ لو آنکھ لڑائی یہ بُری ہوتی ہے
نظر یار حقیقت مین چُھری ہوتی ہے

۵۵
کیا کہین کیسی مصیبت مین پھنسی جان حزین
ہونٹھ ہین خشک تو پُرآب ہے چشم غمگین
دل کا کچھ ہوش نہین جسم کا کچھ ہوش نہین
دل کہین آنکھ کہین ہاتھ کہین پاؤن کہین

پوچھتا ہے جو کوئی دوست کہ یہ کیا شی ہے
ٹکٹکی باندھکے کہدیتے ہین مُنہ سے ہے ہے

۵۶
کچھ نفرمایئے قصے کہانی اپنی
ہم سے مطلب ہے خبر لیجیے جانی اپنی
شکل تو دیکھیے ای ظلم کے بانی اپنی
مفت مین مٹ گئے ہم ہارے جوانی اپنی

شمع رخسار سے دیوانہ بنایا تو سہی
خیر جی آپنے پروانہ بنایا تو سہی

۵۷
کیا تڑپتا ہے دل زار تمھین ہوش نہین
ہے ہمین موت کا آزار تمھین ہوش نہین
تم پہ ہم مرتے ہین ای یار تمھین ہوش نہین
دونون آنکھونکے ہین بیمار تمھین ہوش نہین

جگر و دل کبھی اے جان سمہالے نہ گئے
کانٹے پلکون نے چبھوئے تو نکالے نہ گئے

۵۸
کوئی ہمسا بھی ستانیکو نہ پایا ہوگا
کوئی یون داغ دکھانیکو نہ پایا ہوگا
کوئی تربت مین سلانیکو نہ پایا ہوگا
کوئی مٹی مین ملانیکو نہ پایا ہوگا

دم بھر سے جائینگے ایجان جو دم مین دم ہے
خوش رہین چین کرین آپ یہان کیا غم ہے

۹

پیاری شکل آپ سی ای رشک قمر کسکی ہے
یہ نگاہ اور یہ چتون یہ نظر کسکی ہے
ایسی تقریر بھلا شہد و شکر کسکی ہے
یہ دہن اور یہ ہونٹھ اور کمر کسکی ہے

سحر کی شکل ہے اعجاز کی گویائی ہے
مرگ کی آنکھ تو چیتے کی کمر پائی ہے

۱۰

نہ یہ سینہ نہ یہ پیٹ اور نہ چھاتی دیکھی
نہ یہ پنجہ کہین دیکھا نہ یہ ایڑی دیکھی
نہ یہ ناف اور نہ رانین نہ یہ پنڈلی دیکھی
نہ یہ تلوا کہین دیکھا نہ یہ مہندی دیکھی

چلتے ہو پنجون کے بل خوب تنے پھرتے ہو
اپنے جوبن مین چھلاوا سے بنے پھرتے ہو

۱۱

بس نہ اتراؤ ادھر آؤ تمھین پیار کرین
گلے لپٹاؤ ادھر آؤ تمھین پیار کرین
تم نہ شرماؤ ادھر آؤ تمھین پیار کرین
مرتے ہین آؤ ادھر آؤ تمھین پیار کرین

حسرتین دل مین ہین ہین ایجان نکالین آؤ
دل تڑپتا ہے کلیجے سے لگالین آؤ

۱۲

وہی طشت اور وہی خنجر وہی دل ہے وہی آنکھ
وہی شیشہ وہی پتھر وہی دل ہے وہی آنکھ
وہی موم اور وہی اخگر وہی دل ہے وہی آنکھ
وہی پھوڑا وہی نشتر وہی دل ہے وہی آنکھ

ڈھونڈھتی ہین تمھین اے یار ہماری آنکھین
دل تو پھرتا نہین پھر جائین ہماری آنکھین

۱۳

سیدھی بات تو یہ بھی ہمسے ہے کبھی تم پہ نثار
ایک جان اور سے وہ بھی سہی تم پہ نثار
جگر و چشم و دل و سر ہے ابھی تم پہ نثار
لاکھ جانین ہون تو کرتے ہین ابھی تم پہ نثار

یہی حسرت ہے کہ مرکر نہین پیدا ہوتے
ورنہ سو بار فدا آپ کے شیدا ہوتے

ہاتھ پھیلائے ہیں آتے نہیں تم کیا کہنا پیاری صورت بھی دکھاتے نہیں تم کیا کہنا	۱۴	اپنی باتیں بھی سناتے نہیں تم کیا کہنا شکل کیا منھ بھی لگاتے نہیں تم کیا کہنا

یہی کہتے تھے کہ دل موم ہے نرمی دیکھو
گرمیاں کرکے جلایا نئی گرمی دیکھو

بات کرنا تمھیں بالتو نمین بتایا ہمنے چال میں حشر کا انداز سکھایا ہمنے	۱۵	منہدی مل مل کے یہ سب رنگ جمایا ہمنے آپ مٹکر تمھیں معشوق بنایا ہمنے

جب سے دل لینے کا اے یار تمھیں فوق ہوا
اسی دن سے تمھیں آئینے کا بھی شوق ہوا

اک ذرا آنکھ ملاؤ یہ پلک بھی آگے نہ بکیتی نہ کمر میں یہ لچک تھی آگے	۱۶	منھ تو پھیرو وہی چہرے میں چمک تھی آگے اپنے سایے سے بھی تمکو تو جھجک تھی آگے

سب سے کہتے تھے یہ سج دھج یہ لگاوٹ کب تھی
آنکھ ادھر نہیں اُٹھتی تھی لگاوٹ کب تھی

اب تو کچھ اور ہی صورت ہوئی چشم بد دور ماتھے پر روز چنی جاتی ہے افشاں بھی ضرور	۱۷	جمگیا رنگ ہزاروں میں ہوئے تم مشہور زلف سے آئینہ ہے کنگھی ہے یا دست حضور

بجز آئینہ ہمیں چہرہ دکھاتے نہیں آپ
پان مسی کے سوا منھ بھی لگاتے نہیں آپ

سبز رنگت یہ عجب نور ہے اللہ اللہ خود طبیعت بھی بہت دور ہے اللہ اللہ	۱۸	چہرہ بھی شمع سر طور ہے اللہ اللہ کیا بھلا حور کا مذکور ہے اللہ اللہ

خوبصورت ہو گل باغ جوانی ہو تم
حسن میں پہلے پہل یوسف ثانی ہو تم

OSMANIA UNIVER
LIB

قد تو بوٹا سا ہی کیا پھول سا رنگ آپکا ہے
چوک کی سیر کرے یہ پلنگ آپکا ہے

۱۹

فتنہ رفتار ہے کیا قہر کا ڈھنگ آپکا ہے
اپنی مژگان کی خبر لو یہ خدنگ آپکا ہے

تیر کو روک لو کچھ بات تو مانو صاحب
راہ چلتون سے کلیجون کو نہ چھانو صاحب

چال وہ کبک دری پاؤن پڑے آ آکر
سحر کرتی ہے یہ تقریر لب شیرین پہ

۲۰

جی اُٹھے مردہ جو تربت کو لگا دو ٹھوکر
زہر کھاتے ہین انہین باتو نپر سب جادوگر

مردہ آواز سُنے آپ کی زندا ہوجاے
سیکھے تقریر جو زندہ تو مسیحا ہوجاے

سمجھے ہم حسن پہ انروزون غرور آپکو ہے
اے صنم حسن پہ انروزون غرور آپکو ہے

۲۱

ہے ستم حسن پہ انروزون غرور آپکو ہے
دمبدم حسن پہ ان روزون غرور آپکو ہے

قہر سے آپ کے حق مین یہ کہے دیتے ہین
زہر سے آپ کے حق مین یہ کہے دیتے ہین

ہمسا عاشق نملے گا پیار سے
اگلی باتون پہ ذرا دہیان نہ آیا پیارے

۲۲

خوب انروزون بری سوجھی ہے اچھا پیارے
کہتے تھے دل بھی نہین آپسے پیارا پیارے

اچھی باتو نمین کسے لوگ برا کہتے ہین
بُری چالون سے بھلا کسکو بھلا کہتے ہین

اندنون کیسا مزاج اے مرےجان آپکا ہے
یون تو کہنے کو زمانہ ہے جہان آپکا ہے

۲۳

یہ تو فرمایئے کس سمت کو دہیان آپکا ہے
دل مین جب چاہو چلے آؤ مکان آپکا ہے

ہم وہی ہین مگر آپ اور ہوے جاتے ہین
طور کچھ آپکے بے طور ہوے جاتے ہین

بات کہنے مین زبان اپنی دبا لیتے ہو
کبھی کہتے نہین ہونٹھونکا مزا لیتے ہو
۲۴
آنکھین ملتے نہین پر آنکھین دکھا لیتے ہو
گالیان مفت مین دو چار سُنا لیتے ہو

آنکھ پڑتی ہے تو تیوری وہین چڑھجاتی ہے
بات تہوڑی سی بھی ہوتی ہے تو بڑھجاتی ہے

کسطرف دہیان ہے باتین نہ بناؤ صاحب
کھوکے سیکھا ہون مجھے تم نسکھاؤ صاحب
۲۵
جھوٹی قسمین نہ مرے سامنے کھاؤ صاحب
مجھسے اُڑتے ہو ذرہ ہوش مین آؤ صاحب

بت بنادون تمہین تقریر مین پتھر کیطرح
سیکڑون دل سے تراشون ابھی آذر کیطرح

مین وہی شاعر بیمثل ہون پہچانتے ہو
آستین اُلٹے ہو دامن کو بھی گردانتے ہو
۲۶
باتین چہریان ہین مری لوہا مرا مانتے ہو
قدر ہون قدر ہونہین قدر ہون تم جانتے ہو

ہوش جب آپکو آئے تو ادہر آیئے گا
اب زیادہ جو بگڑیئے گا تو بن جایئے گا

ہم وہ شاعر ہین کہ پریو نمین ہوا باندہتے ہین
بیٹھے بیٹھے جو کہین دہیان ذرا باندہتے ہین
۲۷
باتون باتون ہی مین مضمون نیا باندہتے ہین
سحر کرتے ہین پر مرغ قضا باندہتے ہین

طائر مرگ کو چٹکی پہ اُڑا دیتے ہین
ملک الموت کو ہم لوگ دغا دیتے ہین

ہم وہ ہین جھوٹ کو سچ کرکے دکھا دیتے ہین
ہم وہ ہین باتون مین سو سو بتّے بنا دیتے ہین
۲۸
ہم وہ ہین بات مین سب رنگ اُڑا دیتے ہین
ہم وہ ہین ہمسے بگڑ بیٹھے تو بنا دیتے ہین

ہم وہ ہین شمع کو پروانہ بنا دیتے ہین
ہم وہ ہین پریون کو دیوانہ بنا دیتے ہین

اسی صورت پہ تمہین ناز بتھا اُلّو خول و لا ہفت اقلیم مین اب آپکا ہوگا چرچا	۲۹	سچ نہے ہمنے توکوئی کا ہیسکو ایسا دیکھا بدر شرما یگا کل رات کو کٹ جائیگا

قاف سے دیکھنے کو آئینگی پریان تمکو
دیکھیے لے نہ اُڑین مثل سلیمان تمکو

قدر بس اب بناؤ انہین انسان بنو اُسطرف دھیان کرو اپنی طرف دھیان کرو	۳۰	اتنا پریون کو جلاتے نہین دیوانے ہو بات رہجائیگی للّلہ مری مانو تو

دیکھو وہ روتے ہین آنکھین نہ نکالو ای قدر
اپنے معشوق کو سینے سے لگالو ای قدر

رباعی تاریخ از مصنف

یارب بیختون کو میری خامی مقبول
کہدین یہ مسیحا فلک چارم سے
یعنی واسوخت ہو تمامی مقبول
واسوخت قدر بلگرامی مقبول
۱۸۵۸ع

تاریخ ہکتیر

ولسوخت قدر تمام ...

...

صحت نامہ کلیات قدر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
دح		قَدَسراً	قَدُسراً	۱۵	۱	بٹالن	بٹالن
۲	۲	خَلَف	خَلْف	۱۷	۱۹	جھل	چہل
۳	۱۴	اکسترا	اکسٹرا	۲۰	۴	جوڑ	جور
۴	۸	کلجک	کلجگ	۲۱	۸	گہی	کہی
۵	۲	تربنی	تربینی	۲۲	۱۱	پکھل	پگھل
۶	۲	کینتک	کینگک	〃	۱۴	جڑاو	چڑھاؤ
۳	۲	جبرئیل	جبریل	۲۳	۸	سبوو	سبوی و
〃	〃	جاىر	جابر	〃	۱۶	گمک	گمک
۳	۱۲	والجنہ	والجنۃ	۲۴	۱۹	تبتنی	متبنی
۴	۱۵	ہرایک	ہراک	۲۵	۱	بجھادون	بجھادون
۵	۱۶	اِلاعلے	الاعلے	〃	۱۶	لکھ	لکھ
۸	۱۶	توتے	تونے	۲۶	۱۷	آئینہ	آئنہ
〃	۱۹	ڈوڑے للہ	دوڑیے للہ	〃	۱۹	〃	〃
۱۲	۱۲	آئینہ	آئنہ	۲۷	۹	خوؤ	خود
〃	۱۶	لکونین	لکونین	〃	۱۰	بچھورلکا	بچھوڑونگا
〃	۱۷	چلتی	جلتی	۲۸	۷	نہی	تھے
۱۴	۱۸	لگائین	لگائے	〃	۱۳	نثار	نثاہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۸	۱۴	نشہ	نشاہ	۴۵	۲	حُبّذا	حبّذا
۲۹	۱۰	بچھا	بجھا	۴۷	۹	پپیہے	پپیہے
۳۰	۷	بڑہارا ہے	بڑہارہا ہی	۵۱	۵	کلنک	کلنگ
۳۲	۳	گمک	گُمگ	۵۲	۱۷	ٹیٹیان	ٹٹیان
۳۲	۹	بچپا	بجتا	۵۳	۳	ہمارا نکے	ہماری کے
"	۱۲	کلنک	کلنگ	"	۱۶	پیٹ پر	پر پیٹ
"	۱۷	سیہ	سنہ	۵۴	۶	بناتی	بناتی
۳۳	۱۷	بینائی	بینائی	۵۵	۱۲	جبرئیل	جبریل
"	۱۹	لکّھا	لکھا	"	۱۸	ہوگئے	ہوہوگئے
۳۵	۱۵	کنیا	کپیا	۵۷	۶	دریائی	دریا ہے
"	۱۹	زبلیل	زنبیل	"	۱۲	پیٹھہ	پیٹ
۳۶	۹	مہرے	سہرے	"	۱۶	جیم	چیم
۳۷	۶	آئینہ	آئنہ	"	۱۷	سواروں	سوار اُون
۴۱	۳	"	"	۶۰	۳	گل ہووے	گل سے ہو
۴۳	۹	دروشت	زردشت	۶۲	۱	میٹھی	مُٹھی
۴۴	۲	کُملاے	کھلاے	۶۵	۴	اوسپہ	اوسپہ
"	۳	جبھا	چبھا	۶۸	۱	بیٹش	بیش
"	۱۷	پھلا	پھسلا	"	۱۲	ساقیٔ	ساقی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶۸	۱۴	کہین	کہلین	۹۵	۲	ٹھگ جابجا	ٹھگ ہین جابجا
۶۹	۴	ہواے	ہوائی	۹۶	۱۶	نسے	نسیے
۷۰	۱۵	داوا	دہاوا	۱۰۰	۵ ۱۵	جبریل	جبرئیل
″	۱۸	وگزر	وہ گزر	″	۱۷	باگھ	باگ
۷۱	۱۰	وپہنکی	وہ پہنکی	۱۰۱	۸	جل جلالہ	جلّ جلالہ
″	۱۶	گہن گئے	گہن گہن گئے	″	۱۱	جبرئیل	جبریل
۷۲	۱۶	ہواکیار	ہواکبار	۱۰۲	۴	کٹے کا	کٹے گا
″	″	سیٹوابو	سیٹوایو	″	۱۹	کہبا	کہیا
۷۳	۴	بڑہی	بڑی	۱۰۳	۱۹	تدرو	تذرو
″	۵	جڑی اودہے	جڑی ہی	۱۰۴	۶	گرمی	گرمیِ
۷۴	۴	جوہوہ وہو	ہونا ہو جو ہو	۱۰۵	۲	دن	دل
۷۶	۲	خدابنی	خدابینی	″	۱۳	جویہ تیرے	یہ تیرے
۷۸	۹	یہ اپنی	پر اپنی	″	۱۹	مزہ	مژہ
۸۰	۱۳	ہندوستان	ہندستان	۱۰۶	۱	بینترے	پینترے
۸۴	۲	تن	بن	″	۱۴	جکنی	جگنی
۸۵	۱۶	خرا	جزا	″	۱۵	اوڑتا	اڑاتا
۹۳	۱۹	وکاٹ	وہ کاٹ	۱۰۷	۱۰	ابروموے	ابرو موے
۹۴	۲	راضاے	رضاے	۱۰۸	۷	بنونکا	بنونگا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰۸	۱۷	اوڑیا	اوڑایا	۱۳۴	۲	سبنہلا	سبنہالا
۱۰۹	۱۶	گذنک	گزنک	״	۱۰	مین سوتے	مین توسوتے
۱۱۲	۳	گہیون	کہیون	۱۳۶	۸	پوسنچے	پونچھے
۱۱۳	۱	نکلتے	ٹپکتے	۱۴۱	۱۵	جہان کا	جہانمین
۱۱۸	۷	الآمان	الامان	״	۱۸	دامن	دامن
۱۲۰	۳	اونچے	اوچی	۱۴۲	۲	اگہہ	آنکہ
۱۲۳	۱۰	جوڑاکا	جوڑکا	״	۱۸	ومین	وہین
۱۲۵	۲	آب	آپ	۱۴۶	۷	پونہچی	پونہچتی
״	۹	جریدمین	جریدتین	۱۴۷	۸	رہی نہ	رہی یا نہ
۱۲۶	۹	کہپا	کہبا	״	۸	رہانرہا	رہایانرہا
۱۲۷	۳	بکڑکر	بگڑکر	۱۴۸	۱۷	اون سے	مین اون سے
״	۱۰	ڈوپٹا	دوپٹا	۱۴۹	۶	آگے	آکے
۱۲۹	۳	ہونا ہوتا	ہوتا ہوتا	״	۱۱	آئینہ	آئنہ
۱۳۰	۲	ایدہر	ادہر	۱۵۰	۱	مین	ہین
״	۳	ہوامین	ہوائین	۱۵۴	۷	ڈرپڑے	دڑپڑے
״	۴	اوڑتا	اوڑاتا	״	״	رکتی ہی	رکہتے ہین
״	۱۶	نرہا	بڑہا	״	۸	ٹھیرے کی	ٹھہرگئی
۱۳۴	۲	ڈوپٹا	دوپٹا	״	۱۳	انٹھلاکے	اٹھلاکے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۵۴	۱۵	اونگتے	اونگھتے	۱۹۱	۱۳	گرمٔی	گرمی
۱۵۶	۱۱	کل	گل	〃	۱۶	مین	ہین
۱۵۹	۸	بیٹھائے	بٹھائے	۱۹۵	۶	تیر کے	ہیر کے
۱۶۲	۱۲	آئینہ	آئنہ	〃	۱۲	کہاسے گا	کہائیے گا
۱۶۴	۳	سے آیا	لے آ	〃	۱۴	تیرا	ترا
〃	۱۲	پہر	پھیر	〃	۱۹	نگہت	نکہت
۱۶۵	۴	کندہکر	گُندہکر	۱۹۶	۱۶	ابرُو	ابرود
۱۶۷	۱۰	مُنھ کاجل	مُنھ پہ کاجل	۱۹۷	۵	ہنسئے	ہنسیے
۱۷۱	۴	تنگے	تنکے	۱۹۸	۲	کاتبین	کاتبین
۱۷۴	۸	بدور	بدوور	۱۹۹	۱	تاریکٔی	تاریکی
۱۷۷	۱۱	گھڑک	گھرک	۲۰۰	۱۷	چھپائے	چھپائیے
〃	۱۵	لکھے مٹائین	لکھے کو مٹائین	۲۰۱	۳	خداخدا خداکر	خدا خدا خدا کر
۱۸۰	۱۹	وماتھے	جوماتھے	۲۰۳	۳	چندرور	چندروز
۱۸۲	۳	توٹے	توتے	〃	۷	کعبہ د	کعبہ و
۱۸۵	۵	نکلینگی	نکلیگی	۲۰۵	۸	انکڑنا	اکڑنا
〃	۱۸	ڈگین	ڈگین	〃	۱۰	زلف پہ	زلف پر
۱۸۸	۶	بھڑکے نہ	بھڑکے کہ نہ	۲۰۶	۶	مرنےبھی	مرنے پہ بھی
۱۹۱	۳	ذفن	ذقن	۲۰۷	۸	آئینہ	آئنہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۰۷	۹	کیمیاکر	کیمیاگر
۲۰۹	۱۲	چھُرّیون	چھُریون
۲۱۱	۹	آنگبین	انگبین
۲۱۲	۱	ہرایک	ہراک
"	۱۴	ہون اگر	ہون نہ اگر
۲۱۳	۱	یارانہ	یارنہ
"	۶	اوتارا	اوتار
۲۱۴	۱۱	آئینہ	آئنہ
۲۱۶	۱	بکئے	بکیے
"	۱۷	گلکیر	گلگیر
"	۱۵	تاریکیی	تاریکی
۲۱۷	۷	شمعہائی	شمعہای
"	۸	آئے	آی
"	۱۳	بناہون	بناہون
۲۱۹	۱۶	آمن	آہین
۲۲۰	۲	واقعی	واقعی
"	۸	الغیاث الغیاث الفراق الفراق	الغیاث الغیاث و الفراق و الفراق

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۲۲	۱	کرتاکیا	کرتاہوکیا
۲۲۴	۷	اوڑتا	اوڑاتا
۲۲۸	۱۷	گا	کا
۲۳۰	۴	روکاوٹ	رکاوٹ
۲۳۲	۵	آئنے	آئینے
۲۳۷	۵	ائنٹن	اینٹھن
۲۴۱	۱۲	چھپائے	چھپائیے
۲۴۲	۱۲	تشنہ	نشنہ
۲۴۳	۱۲	سگلے	گلے
۲۴۷	۱۳	آئنہ	آئینہ
۲۴۸	۱۷	دیکھا	دکھا
۲۵۰	۱	جاسے	جائے
۲۵۴	۱۶	روی	روئی
۲۵۵	۱۲	گھل	کھُل
۱۵۶	۵	آئنہ	آئینہ
"	۱۷	یہ	یہ
۲۵۸	۵	کردن	گردن
۲۶۲	۱۴	ابھی	بھی

ے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
[illegible]	[illegible]	[illegible]	مژہ
۲۶۴	۱	سلاییے	سہلائیے
۲۶۸	۱۴	گھتی	گتھی
۲۶۹	۱۰	یہ	بہ
۲۷۴	۱۱	تباہ	بناہ
۲۷۵	۴	طروے	طرے
〃	۱۹	کم	گم
۲۷۹	۱۲	ہین	مین
〃	۱۶	روزن	روزون
۲۸۰	۶	ہوساقی	ہواساقی
〃	۱۸	ہومین	ہون مین
۲۸۲	۱۴	جدید	جدید
۲۹۱	۷	بنائینگے	بنائینگی
۳۰۵	۲	جہل	جبیں
〃	۳	گیا	کیا
۳۰۶	۱۲	روئی	روی
۳۲۲	۶	دیئے	دینے
۳۲۶	۱۸	جکر	چکر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۲۷	۱۹	[illegible]	[illegible]
۳۲۹	۱۲	گردراہ	گرددرراہ
۳۳۹	۷	دل کوہ پرجانگاہ	دل پرکوہ جانگاہ
۳۴۰	۱۰	کیمیاکر	کیمیاگر
۳۵۹	۳	ہے ہوبہو	ہوبہو ہے
۳۶۳	۱۵	اٹھائینگے	اٹھائیگی
۳۶۶	۶	ببین	بین
〃	۱۰	زبرببین	زبروبین
۳۷۱	۱۱	اوجلا	اوجالا
۳۷۸	۹	کرد	گرد
〃	۱۵	مشرہ	مژدہ
۳۸[illegible]	۱۳	واہ تاثیر	واہ ری تاثیر
۳۸۶	۳	بیٹی	بیٹھی
[illegible]	۲	صد	صدا
۳۹۶	۷	فصل	فضل
۴۰۶	۱۲	ہی	ہی یہ
۴۱۴	۱۱	کجاوٹ	یہ کجاوٹ

تمت